اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ
الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا
اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ
اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

---

۴۵ (ایک قوانینِ خداوندی وہ ہیں جو خارجی کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں' اور جنہیں قوانینِ فطرت کہا جاتا ہے۔ دوسرے قوانینِ خداوندی وہ ہیں جو انسانوں کی راہ نمائی کے لئے بذریعہ وحی دیئے جاتے ہیں)۔
(اے رسول!) تم اُن قوانین کو' جو تمہیں بذریعہ وحی دیئے گئے ہیں' لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہو۔ اور خود اُن کے مطابق' نظامِ صلوٰۃ قائم کرو۔ یقیناً یہ نظام لوگوں کو ان کی اس روش سے روک دے گا جس کی رو سے' ہر فرد سب کچھ اپنے لئے سمیٹنے کی فکر میں لگا رہتا ہے' اور دوسروں کی پرورش کا خیال کسی کو نہیں آتا۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے 'عقلِ خودبیں کی فریب کاریاں' اُنہیں عجیب عجیب طریقے سجھاتی رہتی ہیں۔ (۲۷ ـــ ۲۱)۔ یہ نظام اُسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ انسانی معاشرہ میں اقتدارِ اعلیٰ خدا کے قانون کو حاصل ہو۔ اس کے مقابلہ میں تمہارے خود ساختہ نظام اور قوانین کیا کرتے ہیں' خدا کو اس کا اچھی طرح علم ہے۔

۴۶ اس نظام کے قیام میں ایک بڑی رکاوٹ اہلِ کتاب کی طرف سے ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا خیال ہے کہ جب قوانینِ خداوندی کا ضابطہ خود ان کے پاس موجود ہے تو انہیں کیا ضرورت ہے کہ وہ کسی دوسرے نظام کی اطاعت کریں۔ (حالانکہ ان کے پاس قوانینِ خداوندی اپنی اصلی شکل میں

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ
بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا
لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

نہیں ہیں۔ ان میں بہت سی تحریف اور آمیزش ہو چکی ہے)۔ سو ان سے الجھو نہیں' بلکہ نہایت حسن کارانہ
انداز سے بحث و تمحیص کرو۔ ہاں! ان میں سے جو کھلی ہوئی سرکشی پر اتر آئیں تو ان کا علاج کچھ اور ہے۔
ان سے کہدو کہ جو کچھ تمہارے انبیاءؑ کو خدا کی طرف سے ملا تھا (اور جو اپنی حقیقی شکل میں اب تمہارے
پاس موجود نہیں۔ ۲/۹) قرآن میں وہ کچھ بھی آگیا ہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ اور بھی۔ لہذا' قرآن
پر ایمان لانے سے ہم اس وحی پر بھی ایمان لے آتے ہیں جو تمہیں ملی تھی' اور اس پر بھی جو ہمیں ملی
ہے۔ لہذا' تم بھی ایسا ہی کرو اور اس طرح ہمارے ساتھ' اس حقیقت کا اقرار کرو کہ اطاعت اور محکومیت
صرف خدائے واحد کی ہو سکتی ہے' جو تمہارا بھی خدا ہے اور ہمارا بھی۔ اُسی کی طرف سے یہ ضابطہ
ہدایت ملا ہے' اس لئے ہم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔
۴۷ یہ ہے' بہرحال' وہ انداز جس کے مطابق ہم نے تیری طرف اس کتاب کو نازل کیا ہے۔
(یعنی یہ تمام کتب سابقہ کی تعلیم کی بھی ہیمن ہے۔ ۵/۴۸۔ اور اس کے ساتھ مزید اضافوں سے
تعلیم خداوندی کو مکمل بھی کر دیا گیا ہے' کیونکہ یہ خدا کی آخری کتاب ہے)۔ سو ان اہل کتاب میں
سے جو اس حقیقت پر غور کریں گے وہ اس کی صداقت پر ایمان لے آئیں گے۔ ان کے علاوہ مشرکین
عرب میں سے بھی اس پر ایمان لائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی خالی الذہن ہو کر قرآن
پر غور و فکر کریں گے' وہ اس کی صداقت کا اعتراف کریں گے۔ اس سے انکار وہی لوگ کرتے
ہیں جو پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہوں کہ ہم نے اسے ماننا ہی نہیں۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ قرآنی تعلیم
پر پردے پڑے رہیں' (کیونکہ اس تعلیم کے عام ہو جانے سے ان کی مفاد پرستیوں اور فریب
کاریوں۔ فحشاء و منکر ——— کا بھید کھل جاتا ہے)۔
۴۸ (باقی رہا یہ کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ قرآن' خدا کی طرف سے ہے' تم نے اسے خود ہی
وضع نہیں کر لیا۔ تو یہ بات بھی بڑی واضح ہے۔ ان میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ) اس قرآن کے
نازل ہونے سے پہلے' تو نہ کوئی کتاب پڑھ سکتا تھا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا تھا[۱]۔ اگر

[۱] اس سے ظاہر ہے کہ قرآن نازل ہونے کے بعد حضورؐ لکھنا پڑھنا سیکھ گئے تھے۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾
وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَ
لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ ۵ ع ۴ ۱
كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا
بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

---

تو نزولِ قرآن سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتا تو ان لوگوں کو جو اسے باطل قرار دے رہے ہیں شک گزر سکتا تھا کہ تم نے اسے خود ہی وضع کر لیا ہے (ذرا غور کرو کہ تم میں سے ایک اَن پڑھ آدمی کہیں سے تعلیم حاصل کئے بغیر ایک ایسی کتاب پیش کر دیتا ہے جس کی مثال تمہارے بڑے بڑے عالم ادیب اور شاعر مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ۴۷ - تو کیا یہ بات اس امر کی دلیل نہیں کہ اس کتاب کا سرچشمہ انسانی علم و عقل سے ماورا ہے ؟)۔

۴۹ یہ تو رہی اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے کی خارجی شہادت۔ باقی رہی اس کی داخلی شہادت تو وہ خود اس کی تعلیم ہے۔ دنیا کے اربابِ علم و بصیرت جب بھی اس پر غور کریں گے ان کا دل اس کی گواہی دے گا کہ یہ قوانین فی الواقعہ بڑے واضح اور روشن ہیں۔ وہ محسوس کریں گے کہ قرآن خود ان کے دل کی بات کہہ رہا ہے۔ ان سے انکار صرف وہ لوگ کریں گے جو ضد اور سرکشی کی بنا پر جہالت اور توہم پرستی کی تاریکیوں میں رہنا چاہیں گے۔

۵۰ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآنی حقائق پر غور کرنے کے بجائے بدستور یہ مطالبہ کئے جاتے ہیں کہ اگر یہ خدا کا رسول ہے تو اسے حسّی معجزات کیوں نہیں دیئے گئے ؟ ان سے کہو کہ خدا کے ہاں معجزات کی کمی نہیں ——— کائنات کا ذرّہ ذرّہ معجزہ ہے ——— لیکن جیسا کہ متعدد بار بتایا جا چکا ہے' قرآن ایک دستورِ حیات ہے' اور میرا فریضہ یہ ہے کہ میں تمہیں واضح طور پر بتاؤں کہ تم اس دستور کے مطابق چلو گے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا' اور اس کی خلاف ورزی کا انجام کیا!

۵۱ ان سے کہو کہ کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ خدا نے میری وساطت سے تمہاری طرف اس قسم کا ضابطۂ زندگی بھیجا ہے۔ جو لوگ اس کی صداقتوں پر ایمان لائیں گے ان کے لئے اس میں سامانِ رحمت و ربوبیت ہوگا اور شاہراہِ حیات کے ہر موڑ پر اس امر کی یاددہانی کہ انہیں کس طرف جانا چاہیئے۔

۵۲ ان سے کہو کہ خدا کے اس ضابطۂ زندگی کے مشہود نتائج' میرے اور تمہارے درمیان

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا
يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن
فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۵﴾ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ
أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾

---

فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہوں گے (۶/۱۳۴)۔ وہ جانتا ہے کہ کائنات میں کیا کچھ ہو رہا ہے اور ہر شے کی نقل و حرکت کس طرح تعمیری نتائج پیدا کرتی ہے۔ لہذا' وہ لوگ جو قانون خداوندی سے انکار کرتے ہیں اور اپنی اسی روش کو صحیح سمجھتے ہیں جو تخریبی نتائج پیدا کرتی ہے' وہ عنقریب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ اُن کی یہ روش' ان کے لئے' کس قدر تباہ کن نقصانات کا موجب بنتی ہے۔

۵۳ ایسا کہنے سے یہ لوگ پھر شور مچانے لگ جاتے ہیں کہ لاؤ' وہ عذاب جلدی سے لاؤ جس کی تم دھمکیاں دیتے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہمارے قانونِ مہلت و تدریج کی رُو سے' اعمال اور ان کے نتائج کے محسوس طور پر سامنے آنے کا درمیانی وقفہ متعین نہ ہوتا' تو وہ عذاب ان پر کبھی کا آچکا ہوتا۔ وہ اِس مہلت کے وقفہ کے بعد ہی آئے گا' لیکن آئے گا اس طرح اچانک کہ ان کی عقل و خرد اندازہ ہی نہیں کر سکے گی کہ وہ کہاں سے آگیا!

۵۴ ہاں! یہ جلدی مچاتے ہیں کہ وہ عذاب آ کیوں نہیں جاتا؟ اے کاش! ان کی آنکھیں ہوتیں تو یہ دیکھ لیتے کہ جس تباہی کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محض دھمکی ہے' وہ انہیں' اس وقت بھی چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے؛ اور یہ' اس کی نگاہوں سے کہیں چھپے ہوئے نہیں (۴۹/۳۴ ؛ ۹۲/۱۶)۔ وہ عذاب' اِن کے اپنے اعمال کے نتائج ہی کا پیکر ہوگا۔ اور وہ نتائج ساتھ کے ساتھ مرتب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اس وقت وہ اِن کی نگاہوں سے مستور ہیں۔ اُس وقت محسوس شکل میں سامنے آجائیں گے ——— خواہ اس زندگی میں ——— خواہ اس کے بعد)۔

۵۵ جب وہ محسوس شکل میں سامنے آئے گا تو انہیں اوپر اور نیچے سے گھیر لے گا (۶/۶۵)۔ اور خدا ان سے کہے گا کہ یہ خود تمہارے اپنے ہی اعمال ہیں جو اس شکل میں تمہارے سامنے آرہے ہیں۔ سو تم ان کا مزہ چکھو۔

۵۶ (ان کا ایسا انجام ہو کر رہے گا۔ لیکن جس جماعت نے نظام خداوندی کو قائم کرنا ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۵۸﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۵۹﴾ وَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۰﴾

کیا اُن کا یہ عذر کافی ہے کہ مخالفین بڑے صاحبِ قوت ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہم اس غیر خداوندی فضا میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ قطعاً نہیں)۔ ان سے کہو کہ تم میرے قوانین کی صداقت پر ایمان لاکر ان کے مطابق زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرچکے ہو۔ لہٰذا' اگر اس جگہ حالات اس کے لئے مساعد نہیں' تو خدا کی زمین بڑی وسیع ہے۔ یہاں سے کسی ایسے مقام کی طرف چلے جاؤ جہاں حالات سازگار ہوں۔ تمہارا مقصد کسی خاص خطۂ زمین سے ہوتی نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تم کس طرح ایسی زندگی بسر کرسکتے ہو جس میں اطاعت و محکومیت صرف قوانینِ خداوندی کی ہو۔ کسی اور کی نہ ہو۔ سو جس مقام پر ایسی زندگی بسر کرنا ممکن ہو' وہاں چلے جاؤ۔

۵۷ اس جدوجہد میں زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ تم جان دیدو گے۔ سو دنیا میں ہمیشہ کے لئے کس نے بیٹھے رہنا ہے؟ ہر ذی حیات موت کی طرف کشاں کشاں چلا جارہا ہے۔ اُسے ایک نہ ایک دن مرنا' اور اپنے اعمال کے لئے ہمارے حضور جواب دہ ہونا ہے ——— سو تمہارا ہر قدم ہماری مقرر کردہ منزل کی طرف اٹھنا چاہئے۔ (اعمال کی جواب دہی سے مفہوم یہ ہے کہ ان کے نتائج خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے مرتب ہوتے ہیں)۔

۵۸ ہمارا یہ وعدہ ہے کہ ہم' اُس جماعتِ مومنین کو جو ہمارے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوگی' عُسرت اور بدحالی کی زندگی سے نکال کر' وہ زندگی عطا کردیں گے جو ہر طرح کی بلندیوں' رداہیوں اور فراوانیوں کی حامل ہوگی۔ اس کی خوشگواریوں اور شادابیوں میں کبھی کمی نہیں ہوگی۔ وہ سدا بہار رہیں گی۔ (۲۵/۱۵)۔

دیکھو! ہم کام کرنے والوں کو ان کے کاموں کا کتنا اچھا بدلہ دیتے ہیں۔

۵۹ یعنی اُن لوگوں کو جو اپنے پروگرام پر نہایت استقامت سے عمل پیرا رہتے ہیں۔ اور خدا کے قانون کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔ (اور انہیں کبھی یہ تذبذب نہیں ہوتا کہ ہم گھر بار چھوڑ کر' خدا کی راہ میں چل نکلیں تو ہمیں کھانے کو کہاں سے ملے گا۔ یا ہم اپنی محنت کی کمائی کو نوعِ انسان کی نشوونما کے لئے عام کردیں' تو ہم خود کہاں سے کھائیں گے؟)۔

۶۰ (جنہیں اس قسم کا تذبذب ہو' ان سے کہو کہ ذرا کائنات میں غور کرو) کتنے ذی حیات

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

۶ ع ۱۴ ۳

ہیں جو اپنا رزق اپنی پیٹھ پر لادے لادے پھرتے ہیں یا اس کا ذخیرہ کرتے ہیں؟ ان سب کو خدا کے کائناتی قانونِ ربوبیت کے مطابق سامانِ زیست ملتا ہے۔(۶/۱۱)۔ لہٰذا' اگر تم بھی اپنے ہاں ویسا ہی نظام رائج کر لو ـــــ انفرادی لوٹ کھسوٹ اور ذخیرہ اندوزی چھوڑ دو' ـــــ تو تم سب کو اسی طرح رزق ملتا جائے گا۔ (۲۲/۵۲) اس لئے کہ وہ سب کی سنتا اور ہر ایک کی ضروریات سے واقف ہے۔ اس کی نگاہوں سے کوئی بھی اوجھل نہیں رہ سکتا۔ (یہ تو تمہارا غلط نظام ہے جو اس قسم کی معاشی پریشانیاں اور ناہمواریاں پیدا کر دیتا ہے)۔

۶۱ (لیکن ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ خارجی کائنات میں تو خدا کے قوانین کی محکمیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن انسان کی دنیا کو اس سے باہر رکھنا چاہتے ہیں۔ مثلاً) اگر ان سے پوچھو کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو کس نے پیدا کیا اور چاند اور سورج کس کے قانون کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں' تو یہ اقرار کریں گے کہ اللہ ہی نے ایسا کر رکھا ہے۔
ان سے کہو کہ پھر تم انسانی معاشرہ کی تشکیل بھی اسی کے قوانین کے مطابق کیوں نہیں کرتے۔ یہاں پہنچ کر تم کیوں الٹے پھر جاتے ہو؟ (۲۱/۲۰—۲۲ ; ۲۳/۸۴—۸۸ ; ۳۱/۲۵ ; ۳۹/۳۸ ; ۴۳/۹)۔

۶۲ (یاد رکھو! جس طرح خارجی کائنات میں خدا کا قانون کارفرما ہے' اسی انسانی دنیا میں بھی) رزق کی تنگی اور کشادگی کے لئے خدا کی طرف سے قانون مقرر ہے۔ لہٰذا جو شخص (یا قوم) چاہتی ہے کہ اسے رزق فراواں ملے اسے اُس قانون کے مطابق کام کرنا ہو گا۔ اور جو اپنا رزق تنگ رکھنا چاہے' وہ اس قانون کو چھوڑ دے۔ اس کا رزق تنگ ہو جائے گا۔ اللہ ہر بات کا علم رکھتا ہے (اس لئے کائنات یونہی اندھا دھند نہیں چل رہی۔ قاعدے اور قانون کے مطابق چل رہی ہے)۔

۶۳ یا مثلاً ان لوگوں سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو بادلوں سے مینہ برساتا' اور پھر اس سے زمین مردہ کو ازسرِنو زندگی عطا کرتا ہے' تو یہ اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ سب کچھ خدا ہی کرتا ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۴ فَاِذَا
رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۶۵
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۶۶

---

(اور نہایت حسن و خوبی سے کرتا ہے)۔

ان سے کہو کہ جب تم اس کے معترف ہو کہ جہاں جہاں خدا کا قانونِ ربوبیت کارفرما ہے وہاں ہر طرف سے ستائش و نیائش کی آوازیں بلند ہوتی ہیں' تو پھر تم اپنے معاشرہ میں وہی قانون کیوں نہیں رائج کرتے؟ لیکن یہاں پہنچ کر ان کی مفاد پرستیوں کے جذبات اُن کی سوچنے کی قوت پر غالب آجائیں گے' اور یہ عقل و فکر سے کام نہیں لیں گے۔

۶۴ حالانکہ یہ اگر ذرا بھی عقل و شعور سے کام لیں تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ زندگی اگر محض سانس کی آمد و شد کا نام ہو' اور اس کے بند ہو جانے سے انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہو' تو پھر انسان کے سامنے کوئی بلند مقصد نہ رہے گا اور زندگی کا مفہوم' طبیعی تقاضوں کی تسکین سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔ یہ محض کھیل تماشا بن جائے گی۔

اگر یہ ذرا علم کی روشنی میں جائزہ لیں تو انہیں نظر آجائے کہ حقیقی زندگی اُسی کی ہے جو انسانی سطح پر زندگی بسر کرے۔ یہ وہ زندگی ہے جس کا خاتمہ موت کے ساتھ نہیں ہو جاتا۔ یہ اس کے بعد بھی آگے چلتی ہے۔ (موت سے تو محض حیوانی زندگی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یعنی انسان کے طبیعی جسم کا)۔

۶۵ جب انسانی زندگی کا مقصود محض جسم کی پرورش اور حفاظت رہ جائے' تو اس کے سامنے کسی بلند مقصد، مستقل قدر یا محکم اصول کی پابندی کا سوال ہی نہیں آتا۔ اس صورت میں اُس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اس کی زندگی ذرا خطرے میں پڑے تو اس سے جو جی میں آئے منوا لیجئے۔ جب ادھر سے اطمینان ہو جائے تو وہ پھر سب کچھ بھلا کر اپنی سابقہ روش اختیار کر لے گا۔ یہ منظر دیکھنا ہو تو کسی کشتی کو دیکھو۔ جب لوگ اس میں سوار ہوں اور اسے کوئی طوفان گھیر لے تو کشتی کے مسافر اس عجز و نیاز سے خدا کو پکارتے ہیں گویا ان کی تمام اطاعتیں اور فرمانبرداریاں خالص اُسی کے لئے ہیں۔ لیکن جب انہیں اس سے نجات مل جاتی ہے' اور وہ بخیریت ساحل پر اتر آتے ہیں' تو پھر خدا کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرنے لگ جاتے ہیں۔

۶۶ اور یہ سب اس لئے کہ جو کچھ ہم نے انہیں ساز و سامانِ حیات دے رکھا ہے اس پر پردے ڈال کر رکھیں اور اس سے خود ہی فائدے اٹھائیں' کوئی اور اس میں شریک نہ ہو جائے

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۚ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

(خالص قوانین خداوندی کی اطاعت میں تو ایسا نہیں کیا جا سکتا)۔

اس ذہنیت اور نہج زندگی کا انجام عنقریب ان کے سامنے آجائے گا۔

۶۷ (اگر انہوں نے یہ دیکھنا ہو کہ جس سرزمین میں ہمارے قانون کا احترام کیا جاتا ہے' اس میں انسان کیسے امن سے زندگی گزارتا ہے' تو اس گئے گزرے زمانے میں بھی) اس کی مثال حرم کعبہ کی شکل میں ان کے سامنے ہے۔ جو شخص وہاں پہنچ جائے' وہ ہر خطرہ سے مامون ہو جاتا ہے' حالانکہ اس کے ارد گرد بے امنی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ لوگ دن دھاڑے اچک لئے جاتے ہیں۔

ان سے پوچھو کہ کیا ایسی واضح شہادت کے بعد بھی' یہ' اپنے خود ساختہ غلط نظام پر ایمان رکھنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ تخریب ہی تخریب ہے۔ اور ان خوشگواریوں سے منہ موڑنا چاہتے ہیں جو ہمارے قانون کے اتباع کا لازمی نتیجہ ہیں؟

۶۸ یہ سب کچھ واضح طور پر کہہ دینے کے بعد' ان سے پوچھو کہ اس سے زیادہ سرکش اور مجرم اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے ذہن سے باتیں وضع کرے اور انہیں خدا کی طرف منسوب کر دے۔ یا جس کے پاس' خدا کی طرف سے' حق کی بات آجائے اور وہ اس کی تکذیب کرے۔ کیا اس قسم کے منکرینِ حقیقت کا آخری ٹھکانہ وہ نہیں جہاں زندگی کی کھیتیاں جھلس کر راکھ کا ڈھیر ہو جایا کرتی ہیں؟

۶۹ ان کے برعکس' جو لوگ اُس مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرتے ہیں جو ہم نے ان کے لئے متعین کیا ہے' ان کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے سامنے زندگی کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں' جو ہر طرف سے آکر صراطِ مستقیم میں مل جاتی ہیں اور اس طرح انسانی سعی و کاوش کا رُخ ہمارے متعین کردہ پروگرام کی طرف پھیر دیتی ہیں۔

یاد رکھو! جو لوگ خدا کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق' حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں' انہیں خدا کی تائید و نصرت حاصل رہتی ہے۔

# سورۃ الروم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ
الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾

---

۱ خدائے علیم و حکیم کا ارشاد ہے۔
۲ اس سرزمین میں جو عرب کی سرحد سے قریب واقع ہے (یعنی فلسطین اور شام میں)
رومی (ایرانیوں سے) مغلوب ہو گئے۔ (اور یہ چیز مشرکین عرب کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوئی
۳ کہ اہل کتاب، مشرکین کے ہاتھوں شکست کھا گئے)۔
۴ لیکن، تم دیکھو گے کہ چند سال کے اندر اندر یہی مغلوب رومی، اپنے دشمنوں پر غالب
آجائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماضی کے واقعات ہوں یا مستقبل کے، سب قانونِ خداوندی
کے مطابق واقع ہوتے ہیں۔ (اور چونکہ علمِ خداوندی کی رُو سے ماضی اور مستقبل میں کوئی فرق
نہیں، اس لئے اس نے مستقبل کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ اُسی طرح واقع ہو کر رہے گا)۔ اور یہ
اس وقت ہوگا جب اِدھر جماعتِ مومنین بھی، قوانینِ خداوندی کی تائید سے، اپنی موجودہ مغلوبیت
کے بعد (بدر کے میدان میں، اپنے مخالفین پر) غالب آجائے گی۔ (چنانچہ ایک طرف بدر کی فتح اور
دوسری طرف وحی کی اس پیش گوئی کا پورا ہونا، کہ رومی پھر غالب آجائیں گے، مومنین کے
لئے بڑی خوشی کا موجب ہوگا۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷ اَوَلَمْ
يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸

---

۵ یاد رکھو! خدا کی یہ تائید و نصرت (جس کی رو سے مومنین کو کامیابی ہو گی) اس کو مل سکتی ہے جو خدا کے قانون کے مطابق اسے حاصل کرنا چاہے۔ یہ تائید و نصرت' ایک طرف اپنی قوت اور غلبہ سے مخالفین کو کمزور کر دیتی ہے' اور دوسری طرف جماعتِ مومنین کے لئے سامانِ رحمت و ربوبیت بہم پہنچا دیتی ہے۔

۶ یہ اللہ کا وعدہ ہے (کہ جماعتِ مومنین اپنے مخالفین پر غالب آ کر رہے گی) اور اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (خدا کا وعدہ قانونِ خداوندی کے مطابق نتائج برآمد ہونے کا دوسرا نام ہے۔ اور چونکہ قوانینِ خداوندی اٹل ہیں' اس لئے ان کے خلاف کبھی کچھ ہو نہیں سکتا۔ یہی مطلب ہے ایسا کہنے سے کہ خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا)۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

۷ حالانکہ بات بالکل واضح ہے۔ دو جماعتیں ہیں جن میں کشمکش جاری ہے۔ ایک جماعت کے افراد کے نزدیک زندگی صرف اسی دنیا کی زندگی ہے؟ اس لئے ان کی تمام جدوجہد کا منتہیٰ اس دنیا کے ذاتی فوائد کا حصول ہے جو انہیں نمایاں طور پر اپنے سامنے نظر آتے ہیں۔ وہ نہ موت کے بعد زندگی کے قائل ہیں اور نہ ہی عالمگیر انسانیت کے مفادِ کلی کا بلند اصول ان کے سامنے ہے۔ (دوسری طرف وہ جماعت ہے جس کے پیشِ نظر انفرادی مفاد نہیں بلکہ عالمگیر انسانیت کی ربوبیت ہے۔ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے دنیا سے ظلم اور سلب و نہب ختم کرنے کے لئے نہایت بے جگری سے لڑتے ہیں اور ان کا ایمان یہ ہے کہ اس کشمکش میں اگر ان کی جان بھی چلی جائے گی تو ان کا کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ انہیں مرنے کے بعد حیاتِ جاوید حاصل ہو جائے گی۔ اب سوچئے کہ جب ان دو جماعتوں میں ٹکراؤ ہو گا تو کامیابی کس کے حصے میں آئے گی؟ اوّل الذکر جماعت' ثانی الذکر کے مقابلہ میں ٹھہر ہی نہیں سکے گی)۔

۸ (اس جماعتِ مومنین کا یہ ایمان کہ زندگی کا ایک بلند مقصد ہے' اور انسان کے سامنے عالمگیر انسانیت کا مفادِ کلی رہنا چاہئے' اندھی عقیدت پر مبنی نہیں۔ پورے غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ مخالفین

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا

بھی فکر و تدبر سے کام لیں تو اس حقیقت کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں)۔ یہ خود اپنی داخلی دنیا پر غور کریں اور دیکھیں کہ ان کے جسم کی مشینری مفادِ کلی کے قانون کے مطابق چل رہی ہے یا اس میں ہر عضو اپنے اپنے مفاد کی فکر میں ہے)۔ اس سے آگے بڑھ کر یہ خارجی کائنات پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس میں بھی ہر شے اپنے اپنے مفاد کے حصول میں سرگرداں ہے یا وہ کائنات کے کلی نظام کے اجزا کی حیثیت سے سرگرمِ عمل ہے۔ اگر یہ اس پر غور کریں گے تو یہ حقیقت ان کے سامنے آجائے گی کہ یہ تمام نظام ایک وقتِ معینہ تک تعمیری نتائج مرتب کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

لیکن اس قدر بیّن شہادات کے باوجود اکثر لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ زندگی کو اپنے مفاد اور رجحانات کے مطابق بسر کرنا چاہتے ہیں اور اس پر یقین ہی نہیں رکھتے کہ انہیں قوانینِ خداوندی کا سامنا کرنا ہے اور ان کی ہر حرکت کا نتیجہ انہی قوانین کی رو سے مرتب ہوتا ہے۔

۹ اگر یہ لوگ اپنی ذات اور کائنات کے نظام پر غور کرنا نہیں چاہتے تو کم از کم تاریخی نوشتوں ہی کو دیکھیں کہ وہ انہیں کس نتیجہ پر پہنچاتے ہیں؟ اس مقصد کے لئے اگر یہ لوگ آنکھیں کھول کر دنیا میں چلیں پھریں تو انہیں نظر آجائے گا کہ جن قوموں نے ان سے پہلے انہی جیسی روش اختیار کی تھی ان کا انجام کیا ہوا تھا۔ وہ قومیں قوت و شوکت میں ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں (۴۰/۹)۔ انہوں نے زمین کے سینے کو چیر کر اس میں چھپے ہوئے خزانوں (زرعی اور معدنی پیداوار) کو باہر نکالا۔ ملکوں کو آباد کیا —— اور ان کی آبادیاں ان مخاطبین کی آبادیوں سے کہیں زیادہ تھیں —— اُن کے رسول اُن کے پاس خدا کے واضح قوانین لے کر آئے۔ (قبل اس کے کہ یہ بتایا جائے کہ اس کے بعد کیا ہوا' اس حقیقت کو اچھی طرح یاد رکھو کہ) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خدا کسی قوم کو یونہی ظلم اور زیادتی سے تباہ کر دیا ہو۔ قومیں خود اپنے اوپر آپ ظلم کرتی ہیں اور تباہ ہو جاتی ہیں (۳۵/۴۴)۔

۱۰ ہاں! تو خدا کے رسول ان کے پاس آئے۔ لیکن انہوں نے انہیں جھٹلایا۔ ان کا تمسخر اڑایا۔ اور اپنی اسی روش پر قائم رہے جس سے معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا ہوتی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ جنہوں نے اس قسم کی ناہمواریاں پیدا کرنے والا نظام قائم کر رکھا تھا' ان کی اپنی زندگی

(ع ۱۰ / ۴)
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ
تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

---

میں ناہمواریاں پیدا ہوگئیں۔ ان کا توازن بگڑ گیا (اور وہ تباہ و برباد ہو کر رہ گئے)۔

**۱۱** یہ سب کچھ خدا کے قانون کے مطابق ہوتا رہا —— وہ قانون جس کی رو سے خدا، ہر شے کی پیدائش کی ابتدا کرتا ہے (تو وہ غیر نشو و نمایافتہ حالت میں ہوتی ہے) پھر اسے اس طرح گردش دیتا ہے کہ ہر گردش، اس چیز کو اس منزل کی طرف لے جاتی ہے جو خدا نے اس کے لئے مقرر کر رکھی ہے (یہی کچھ قوموں کے ساتھ ہوتا ہے)۔

**۱۲** چنانچہ جو کچھ اقوام سابقہ کے ساتھ ہوا، وہی کچھ ان (مخالفین عرب) کے ساتھ ہوگا۔ (اس وقت تو یہ لوگ قوانین خداوندی کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان کا مذاق بھی اڑاتے ہیں لیکن جس وقت آنیوالا انقلاب ان کے سامنے آکھڑا ہوگا، تو ان بڑے بڑے سرکش مجرموں پر ہر طرح کی مایوسیاں چھا جائیں گی۔

**۱۳** اور جن لوگوں کے ساتھ مل کر انہوں نے اپنی مفاد پرستیوں کی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی اس وقت، ان میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ کھڑا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اس سے بھی صاف مکر جائیں گے کہ وہ کبھی ان کے ساتھ شریک تھے۔

**۱۴** اس انقلاب کے وقت سب اپنی اپنی فکر میں غلطاں و پیچاں ہوں گے۔ ہر ایک کو نفسا نفسی پڑی ہوگی۔

**۱۵** لیکن جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لا کر صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا رہتے ہیں، ان کی حالت بالکل مختلف ہوگی۔ وہ زندگی کی شادابیوں اور خوشگواریوں سے بہرہ یاب (۲۲/۲۲) اور نغمات حیات آور سے لذت اندوز ہوں گے۔ (۴۲/۲۲)۔

**۱۶** اور جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کرتے ہیں اور آنے والی مستقبل کی زندگی کی تکذیب کرتے ہیں، وہ اپنے آپ کو تباہیوں کے اندر موجود پائیں گے۔

**۱۷ ۱۸** لہذا کسی قوم کی زندگی کے آغاز کا وقت ہو یا اس کے ختم ہونے کا زمانہ۔ اسکا آفتاب

ع يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١٩﴾
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ
أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ
يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

اقبال نصف النہار پر ہو یا زوال کے قریب۔ وہ کسی دور سے بھی گزر رہی ہو۔ جب اس کے سامنے قوانینِ خداوندی آئیں تو اسے ان قوانین کی مسلسل اور پیہم اطاعت کرنی چاہئے۔ وہ دیکھ لے گی کہ جس طرح قوانینِ خداوندی خارجی کائنات میں ایسے خوشگوار نتائج پیدا کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر ہر ایک بے ساختہ 'واہ واہ' پکار اٹھتا ہے' جب یہ اپنے معاشرہ کو ان قوانین کے قالب میں ڈھال لے گی تو وہ بھی اسی قسم کے قابلِ تحسین ثمرات کی حامل بن جائے گی۔

۱۹ انہی قوانین کی اطاعت سے مردہ قوموں کو حیاتِ تازہ مل جاتی ہے' اور انہی کی خلاف ورزی سے زندہ قومیں موت کے گھاٹ اتر جاتی ہیں۔ تم دیکھتے نہیں کہ جب زمین مردہ کی قوانینِ فطرت کے مطابق آبیاری کی جائے تو اس میں سے کس طرح زندگی لہلہاتی ہوئی نمودار ہو جاتی ہے۔ اسی قانون کے مطابق تمہیں بھی زندگی مل جائے گی۔

۲۰ قانونِ خداوندی کی حیات بخشی کا اندازہ لگانا ہو تو تم خود اپنی پیدائش پر غور کرو۔ جامد مادہ (مٹی) میں زندگی کے کوئی آثار نہیں ہوتے۔ خدا نے اس جامد مادہ سے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی۔ اور پھر اسے مختلف گردشیں دیتا ہوا اس مقام تک لے آیا جہاں تم پیکرِ بشریت اختیار کر کے ساری دنیا میں پھیل گئے۔

۲۱ جامد مادہ سے جب زندگی کی ابتدا ہوئی تو وہ ایک جرثومہ؎ کی شکل میں تھی۔ وہ جوشِ نمو سے پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تو اس کا ایک حصہ نر بن گیا اور دوسرا مادہ —— اس طرح تم —— مرد اور عورت —— ایک دوسرے کے زوج؎ (جوڑے) بن گئے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ تم ایک دوسرے کی رفاقت سے سکونِ قلب حاصل کرو۔ اس نے تم میں ایک ایسا گہرا رشتہ پیدا کر دیا

؎ LIFE CELL

؎ COMPLEMENTARY TO EACH OTHER

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

---

جو تمہاری (مرد اور عورت دونوں کی) صلاحیتوں کی نشوونما کا موجب بن گیا۔

زندگی کے اس نقشے میں بھی' ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں' قانون خداوندی کی حکمت اور حیات بخشی کی نشانیاں ہیں۔

۲۲ اس قانون کائنات سے ایک اور حقیقت کی طرف غور کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کس قدر تنوع پایا جاتا ہے۔ لیکن اس تنوع کے باوجود ساری کائنات' ایک مصرعہ موزوں کی طرح غیر منقسم اور متحدہ وحدت ہے۔ اسی طرح' انسانوں میں رنگ اور زبان کا اختلاف ہے' لیکن وہ اس اختلاف کے باوجود' ایک امت واحدہ کے افراد ہیں۔ (۲/۲۱۳)۔

اس میں بھی ارباب علم و بصیرت کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۲۳ اسی کی ایک مثال اور لو۔ تم رات کو سوتے ہو اور دن کو تلاش معاش کرتے ہو۔ (لیکن سکون اور حرکت کے ان دو متضاد عناصر کی یکجہتی سے زندگی کی گاڑی آگے بڑھتی ہے) یقیناً اس میں بھی ان لوگوں کے لئے' جو گوش ہوش سے کام لیتے ہیں' ہمارے قانون وحدت کے سمجھنے کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

۲۴ اور اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک ہی گھٹا میں' بادل اور بجلیاں دونوں موجود ہوتی ہیں۔ بجلیاں تمہارے لئے وجہ خوف بنتی ہیں اور بادل موجب مسرت (۱۳/۱۲)۔ اس لئے کہ بادل سے وہ مینہ برستا ہے جس سے زمین مردہ کو زندگی مل جاتی ہے۔

اس میں بھی ان لوگوں کے لئے جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں' ہمارے قانون حیات کی کارفرمائی کو سمجھنے کی بڑی نشانیاں ہیں۔

---

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِنَ الْأَرْضِ ۖ إِذَا أَنْتُمْ
تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ
وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ ضَرَبَ لَكُمْ
مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ ۖ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ

۳ ع ۶

**۲۵** خدا کے کائناتی قانون کی کارفرمائی یہ بھی ہے کہ اس قدر عظیم الجثہ اجرام فلکی (کرّے) فضا کی پہنائیوں میں معلق قائم ہیں۔ ان میں سے ایک کرۂ ارض (تمہاری زمین) بھی ہے جس پہ تم اس وقت بستے ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا کی طرف سے تمہیں بلاوا آئے تو تم اس زمین سے نکل کھڑے ہو[1]۔

**۲۶** یہ اس لئے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں خدا ہی کا قانون کارفرما ہے۔ یہاں کسی اور کا اقتدار نہیں۔ اور کائنات کی ہر شے اپنی تمام صلاحیتوں کو اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے وقف کئے ہوئے ہے۔

**۲۷** (جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ ۱۰/۳) خدا اپنے قانون کی رو سے ہر شے کی تخلیق (پیدائش) کی ابتدا کرتا ہے۔ پھر اسے مختلف گردشیں دیتا ہوا اس منزل کی طرف لے جاتا ہے جو اس کے لئے مقرر کر دی گئی ہے۔ اور یہ سب کچھ نہایت آسانی سے ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کے سب ڈھانچے قانونِ خداوندی کے قالب میں ڈھلے ہوتے ہیں، اس لئے وہ نہایت اعلیٰ درجے کے ہیں۔ (اگر انسان بھی اپنی سیرت و کردار کو قوانینِ خداوندی کے قالب میں ڈھالے تو اس میں بھی ایسا ہی حسن پیدا ہو جاتے) حقیقت یہ ہے کہ قانونِ خداوندی عجیب قسم کا حسین امتزاج اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس میں غلبہ اور قوت بھی ہے، اور حکمت اور تدبیر بھی۔ (قوت بے تدبیر اندھا استبداد ہوتا ہے۔ اور تدبیر بے قوت، بیکار فلسفہ۔ ان دونوں کا متوازن امتزاج ہی حسین تعمیری نتائج پیدا کرتا ہے۔ اور یہ قوانینِ خداوندی کے تابع رہ کر ہی ہو سکتا ہے)۔

**۲۸** (ان حقائق کی روشنی میں سوچو کہ کیا کائنات میں کوئی قوت بھی ایسی ہو سکتی ہے جسے خدا کی

[1] اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ تم مرنے کے بعد خدا کی آواز پر ازسرِنو زندہ ہو جاؤ۔ اور ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس زمین سے اٹھ کر کسی دوسرے کرّے کی طرف چل نکلو جیسا کہ آجکل نظر آرہا ہے۔ اس صورت میں "خدا کے بلاوے" سے مراد علم الفطرت کے مزید انکشافات ہوں گے۔ فطرت کا ہر اشارہ، خدا ہی کا بلاوا ہے۔

تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ

ہمسری حاصل ہو سکے؟ سب کی قوتیں خدا کی عطا فرمودہ ہیں۔ تو کیا وہ جو ان قوتوں کا عطا کرنے والا ہے اور وہ جنہیں یہ قوتیں عطا کی گئی ہیں' ایک دوسرے کے برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر تم اس کی ضرورت سمجھتے ہو تو) ہم اس کے لئے خود تمہاری اپنی مثال پیش کرتے ہیں۔ تمہارے ہاں وہ لوگ بھی ہیں جو تمہارے ماتحت کام کرتے ہیں —— تمہارے ملازم وغیرہ —کیا تم ایسا کرتے ہو کہ جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں انہیں اس طرح شریک کر لو کہ وہ اور تم ہر طرح سے برابر سرابر ہو جاؤ' اور پھر تم ان سے اس طرح ڈرنے لگ جاؤ جس طرح تم اپنے برابر کے لوگوں سے ڈرتے ہو۔ (سو جب یہ لوگ جو تمہارے زیرِ فرمان کام کرتے ہیں' تمہارے جیسے انسان ہونے کے باوجود تمہارے ہمسر نہیں ہو سکتے اور تم ان سے کبھی خائف نہیں ہوتے' تو کائنات کی مخلوق' خواہ وہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو' اس خدا کے برابر کس طرح ہو سکتی ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اور وہ اُس کے قوانین کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہے)۔ ہم اس طرح اپنے قوانین وحقائق کو کھول کر بیان کرتے ہیں' لیکن اس سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عقل وفکر سے کام لیں۔

(ہم نے جو اوپر کہا ہے کہ تم اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کو' اس میں شریک کر کے جو ہم نے تمہیں دیا ہے' اپنا ہمسر نہیں بنا لیتے' تو اس سے یہ مراد نہیں کہ تمہیں اپنا فاضلہ رزق انہیں نہیں دینا چاہیئے۔ ہم نے بات سمجھانے کے لئے' تمہاری روش کو بطور مثال پیش کیا ہے۔ ورنہ صحیح معاشی نظام تو یہی ہے کہ جنہیں فاضلہ رزق حاصل ہو' وہ اسے ان لوگوں کو دیدیں جنہیں اس کی ضرورت ہو' تاکہ سامان زیست سے پرورش پانے میں سب برابر کے حصہ دار ہو جائیں۔ ۱۶/۷۱)۔

۲۹ ان واضح حقائق کے بعد' ان لوگوں کی حالت پر غور کرو جو وحی (علم) کی روشنی کے بغیر' اپنے جذبات کے تابع چلنا چاہتے ہیں' (اور اس طرح اپنے جذبات ہی کو اپنا خدا بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ صحیح روش یہ ہے کہ انسانی جذبات کو وحی خداوندی کے تابع رکھا جائے۔ ۲۵/۴۳)۔ ان کی اس غلط روش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان پر سعادتوں اور کامرانیوں کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ اور جس پر' خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے' زندگی کی صحیح راہ اس طرح بند ہو جائے' اُسے صحیح راستے پر کون لا سکتا ہے اور کون اس کی مدد کر سکتا ہے۔

۳۰ لہذا' صحیح روشِ زندگی یہ ہے کہ تو ان تمام غلط راہوں سے منہ موڑ کر' اپنی تمام توجہات کو

حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ
فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ
مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾

---

اُس نظامِ زندگی پر مرکوز کر دے جو خدا کے تخلیقی قانون کا تقاضا ہے اور جس قانون کے مطابق اس نے خود انسان کو پیدا کیا ہے۔ خدا کا یہ قانونِ تخلیق غیر متبدل ہے (اس لئے یہ نظامِ زندگی جو انسانی معاشرہ کے لئے بذریعہ وحی دیا گیا ہے' اسی طرح غیر متبدل ہے)۔ یہی وہ نظامِ زندگی ہے جو نہایت محکم اور تمام نوعِ انسان میں صحیح توازن قائم رکھنے کا موجب ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

۳۱ یہ نظام کیا ہے؟ یہ کہ سفرِ زندگی میں تمہارا ہر قدم اُس منزل کی طرف اٹھے جو خدا نے تمہارے لئے تجویز کی ہے تم اس کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ اس کے لئے نظامِ صلوٰۃ قائم کرو جس میں ہر فرد بطیب خاطر قوانینِ خداوندی کا اتباع کئے چلا جاتا ہے۔ اس اتباع اور اطاعت میں کسی اور کے قانون اور فیصلے کو شریک نہ کرو۔ اس سے پہلے خود تمہارے اندر وحدتِ فکر و عمل پیدا ہو جائے گی' اور اس کے بعد پوری نوعِ انسانی' اپنے اختلافات کو چھوڑ کر امتِ واحدہ بن جائے گی (۲/۲۱۳)۔ یہی دین کا مقصود ہے۔

۳۲ لہٰذا' تم بڑی احتیاط برتنا کہ اس طرح توحید کے پیرو بن کر پھر سے مشرک نہ بن جاؤ یعنی ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' اور اس طرح اُمتِ واحدہ رہنے کے بجائے مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ فرقوں میں بٹ جانے کے بعد حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ہر فرقہ سمجھتا ہے کہ جس طریقے پر ہم چل رہے ہیں' وہی حق و صداقت کی راہ ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ میں مگن ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ فرقہ پرستی اور گروہ بندی شرک ہے۔ تم اس شرک کے مرتکب نہ ہو جانا (۳/۱۰۴؛ ۶/۱۶۰؛ ۲۳/۵۲؛ ۴۲/۱۳)۔

۳۳ اور نہ ہی تم ان لوگوں کی روش اختیار کر لینا جن کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنی تمام توجہات کو خدا کی طرف مرکوز کر کے اُس سے دعائیں مانگتے ہیں' اور جب اس کی طرف سے سامانِ کشائش مل جاتا ہے' تو ان میں سے ایک گروہ اپنے

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ
يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ
يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾
فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

---

نشو و نما دینے والے (خدا) کے اقتدار و اختیار میں دوسروں کو بھی شریک کرنے لگ جاتا ہے۔

۳۴ اور اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے' اسے دبا اور ڈھانپ کر اپنے لئے مختص کرلیں اور اس طرح کفرانِ نعمت کریں۔ سو ایسے لوگوں سے کہدو کہ تم اس سازو سامانِ زندگی سے کچھ وقت کے لئے فائدہ اٹھالو۔ اس کے بعد تمہیں خود معلوم ہوجائے گا کہ تمہاری اس غلط روش کا انجام کیا ہوتا ہے!

۳۵ (یاد رکھو! جو لوگ ہمارے قانون اور اقتدار میں دوسروں کو بھی شریک سمجھتے ہیں' وہ یہ کچھ اپنے خودساختہ تصورات کے مطابق کرتے ہیں) ہم نے کوئی تائید اور سند ایسی نازل نہیں کی جو اُن کے حق میں دلالت کرتی ہو جنہیں یہ خدا کی قوتوں میں شریک قرار دیتے ہیں۔

۳۶ (حقیقت یہ ہے کہ جب لوگ وحی کا دامن چھوڑ دیں تو ان کی حالت یہ ہوجاتی ہے کہ) جب انہیں سامانِ زندگی کی کشود حاصل ہوتی ہے تو وہ پھولے نہیں سماتے۔ اس پر اتراتے پھرتے ہیں۔ لیکن جب انہیں' خود ان کے اپنے اعمال کی بدولت' کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو خود زندگی کی طرف سے ہی مایوس ہوجاتے ہیں (یعنی ان کی طبیعت میں توازن اور اعتدال رہتا ہی نہیں)۔

۳۷ کیا یہ لوگ کبھی اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ رزق کی کشائش اور تنگی خدا کے قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ جو اپنے لئے' جس قسم کی راہ اختیار کرتا ہے' اسے اسی قسم کا نتیجہ مل جاتا ہے۔ اس حقیقت میں' ان لوگوں کے لئے جو قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں' صحیح توازن بدوش راستے کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۳۸ (رزق کی کشائش اور تنگی کا قانون یہ ہے کہ جس معاشرہ میں رزق کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ اس سے ہر ضرورتمند کی ضرورت پوری ہوتی رہے' اس معاشرہ میں رزق کی فراوانی رہے گی اور جہاں اس کے خلاف ہوگا' وہاں رزق کی تنگی ہوگی)۔ لہذا تم اپنے معاشرہ میں رزق کی

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ
۴ ع ۱۳ ۷ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

تقسیم اس طرح کرو کہ ہر شخص اس کا اطمینان کرلے کہ اس کے قریب بسنے والوں (یا رشتے داروں) کو اور انہیں جو کسی وجہ سے کمانے سے معذور ہو جائیں۔ نیز اس اجنبی کو جو تمہارے ملک میں آنکلے، اس کی ضرورت کے مطابق رزق مل جائے ـــــ اور یہ رزق انہیں بطور خیرات نہ ملے بلکہ ان کا حق سمجھ کر انہیں دیا جائے۔

یہ روش ان لوگوں کے لئے بہترین نتائج کی حامل ہوگی جو اس راستے پر چلنا چاہتے ہیں جو انہیں خدا کی مقرر کردہ منزل کی طرف لیجائے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی سعی و عمل کی کھیتیاں پروان چڑھیں گی۔

۳۹ یاد رکھو! جو کچھ تم دوسروں کو اس لئے دو کہ اس کے بدلے میں تمہیں ان کے مال و دولت میں سے، اس سے زیادہ ملے جو تم نے انہیں دیا ہے (تو ہو سکتا ہے کہ اس طرح تمہیں تمہارے حساب کے مطابق کچھ زیادہ مل جائے۔ لیکن) قانون خداوندی کی رو سے اس سے تمہارے مال و دولت میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا۔ (یہ تمہیں اس لئے اضافہ نظر آتا ہے کہ تم انفرادی طور پر حساب کرتے ہو۔ اگر تم پوری انسانیت کو سامنے رکھ کر غور کرو تو تم دیکھ لوگے کہ یہ اضافہ نہیں ہے)۔ اس کے برعکس، جو کچھ تم اس لئے دو کہ اس سے دوسروں کی نشو و نما ہو جائے، اور اس میں تمہیں کسی قسم کے ذاتی معاوضہ کا خیال نہ ہو، بلکہ تم یہ اس لئے کرو کہ اس سے تمہاری زندگی قوانین خداوندی سے ہم آہنگ ہو جائے گی، تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے دیئے ہوئے مال میں فی الحقیقت اضافے ہوتے ہیں۔ (۲/۲۷۵-۲۷۶ ؛ ۳/۱۲۹ ؛ ۴۷/۴)۔

۴۰ یہ قانون اس خدا کا ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا اور سب کے لئے رزق (سامان زیست) مہیا کیا۔ (لہذا جب رزق سب کے لئے ہے تو اس کی تقسیم بھی اس طرح ہونی چاہیئے کہ اس سے سب کی نشو و نما ہوتی جائے)۔ اسی قانون کے مطابق تمہاری موت اور حیات کے بھی فیصلے ہوتے ہیں۔

تم بتاؤ کہ جن ہستیوں کو تم صاحب اقتدار سمجھتے ہو ان میں سے کوئی بھی ایسی ہے جو نظم کائنات سے متعلق ان امور میں سے کچھ بھی کر سکتی ہو؟ تم اس پر غور کروگے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ خدا اس

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾
قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ
وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ
كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ
فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾

---

بہت دور اور بلند ہے کہ اس کے اقتدار میں کسی اور کو شریک کیا جائے۔

۴۱ لیکن جب لوگوں نے غیر خدائی نظریات و تصورات کو قانون خداوندی کا ہمسر بنا دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسانی زندگی کے ہر گوشے میں ناہمواریاں پیدا ہو گئیں۔ یہ ناہمواریاں خود لوگوں کی اپنی پیدا کردہ ہیں — خدا کی طرف سے نہیں ہیں — ان کی خود پیدا کردہ ناہمواریوں کے بعض تباہ کن نتائج ان کے سامنے آ چکے ہیں۔ اگر یہ آنکھیں کھول کر دیکھیں تو یہی نتائج اس امر کے لئے کافی محرک ہو سکتے ہیں کہ یہ اپنے خود ساختہ نظامِ زندگی سے منہ موڑ کر نظام خداوندی کی طرف رجوع کر لیں۔

۴۲ اگر اس سے بھی ان کی سمجھ میں بات نہیں آتی تو ان سے کہو کہ ذرا دنیا میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو قومیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں، ان کا انجام کیا ہوا؟ ان میں اکثریت ان کی تھی جنہوں نے اپنے خود ساختہ قوانین کو قوانین خداوندی کا ہمسر بنا رکھا تھا۔ (اور نوع انسان کو ایک عالمگیر برادری خیال کرنے کے بجائے فرقوں اور پارٹیوں میں بٹے ہوئے تھے، کہ شرک کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ (۲۲ — ۳۰/۳۱)۔

۴۳ بہر حال، یہ لوگ جو روش بھی اختیار کرتے ہیں انہیں کرنے دو۔ تم اپنی تمام مساعی کو خدا کے محکم نظام کے قیام کے لئے وقف کر دو۔ (۳۰/۴۳) قبل اس کے کہ خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے ظہورِ نتائج (انقلاب) کی وہ گھڑی سامنے آ جائے جو کسی کے لوٹائے لوٹے گی نہیں۔ یہ وہ وقت ہو گا جب یہ دونوں پارٹیاں نکھر کر الگ الگ ہو جائیں گی اور ایک دوسرے کے مدمقابل آ کھڑی ہوں گی۔

۴۴ جن لوگوں نے قوانین خداوندی سے انکار (کفر) کی راہ اختیار کی ہو گی، اس کا وبال ان پر پڑے گا۔ جن لوگوں نے بگاڑ کی جگہ سنوار پیدا کرنے والے کام کئے ہوں گے، انہیں زندگی کی آسائشیں حاصل ہو جائیں گی۔

۴۵ یہ اس لئے کہ یہ حقیقت ابھر کر سامنے آ جائے کہ ایمان اور اعمال صالح کا بدلہ خدا کے فضل

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ
اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ
كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ
كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

وکرم سے کس قسم کا ملتا ہے۔ اور کفر کی راہ انسان کو کس طرف لیجاتی ہے —— وہ راہ جو خدا کے ہاں پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی۔

۴۶ قانونِ خداوندی کے مطابق چلنے کے خوشگوار نتائج ایسے ہیں، جیسے خدا ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بارش کی خوشخبری دیتی ہیں، اور وہ بارش تمہارے لئے سامانِ زندگی کا موجب بنتی ہے —— خشکی میں یہ ہوتا ہے، اور سمندروں میں یہی ہوائیں، قانونِ خداوندی کے مطابق کشتیوں کو چلاتی ہیں، تاکہ تم تلاشِ معاش میں اِدھر اُدھر نکلو، اور اس طرح تمہاری کوششیں بھرپور نتائج کی حامل ہوں۔

۴۷ اسی قسم کے واضح قوانین ہم، تم سے پہلے اپنے رسولوں کی معرفت بھیجتے رہے ہیں۔ وہ ان قوانین کو اپنی قوم کے سامنے پیش کرتے (لیکن وہ ان سے سرکشی برتتی۔ اور آخرالامر) انہیں ان کے جرائم کی وجہ سے پکڑ لیا جاتا۔ اس لئے کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں —— اور اس مدد کا پہلا قدم یہ ہے کہ جو لوگ اس نظامِ حق و صداقت کی مزاحمت کریں انہیں راستے سے ہٹا دیا جائے۔

۴۸ اس ضمن میں ہواؤں کی مثال کو ایک بار پھر سامنے لاؤ۔ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ سمندر کے ابخرات میں ہیجان پیدا کر کے انہیں اوپر اٹھاتی ہیں۔ پھر وہ اپنے قانونِ فطرت کے مطابق ان بادلوں کو فضا کی پہنائیوں میں پھیلا دیتا ہے۔ پھر وہ مختلف حصّوں میں بٹ کر الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ پھر تو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں میں سے مینہ برستا ہے۔ اس طرح جب مینہ خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق زمین میں بسنے والوں پر برستا ہے تو وہ اس سے کس قدر خوش ہوتے ہیں۔

۴۹ حالانکہ یہ لوگ اس سے پہلے اس بارش کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔

۵۰ تم ذرا خدا کے اس قانونِ ربوبیت کے نتائج و اثرات پر نگاہ ڈالو اور دیکھو کہ اس کے ذریعے

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥١﴾ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم
مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا (۵ ع ۱۴ ۸)
وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾

وہ کس طرح زمینِ مردہ کو حیاتِ تازہ عطا کر دیتا ہے۔

اسی طرح دُنیا میں مردہ قوموں کو بھی (آسمانی وحی کی بارش کے ذریعے) حیاتِ نو مل سکتی ہے۔ اور سب کچھ خدا کے ان اندازوں اور پیمانوں (قوانین) کے مطابق ہوتا ہے جن پر اسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔

۵۱ خدا کے انہی اندازوں (قوانینِ فطرت) کے مطابق' وہی ہوا چلتی ہے تو بارش لانے کے بجائے' کھیتی کو پکا کر سونے کی طرح زرد کر دیتی ہے (اور اس کے بعد اناج پک کر لوگوں کے گھروں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے قانونِ ربوبیت کے مطابق ہوتا ہے تاکہ اس سے تمام انسانوں کی پرورش ہو سکے۔ لیکن یہ لوگ اس کے باوجود) اس قانون سے برابر انکار کئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کی اپنی ہنرمندی سے حاصل ہوتا ہے' اس لئے اس کی تقسیم خدا کی ہدایت کے مطابق کیوں کی جائے۔ (۶۳–۶۷/۵۶)۔

۵۲ اب کہو کہ جو لوگ ایسے واضح حقائق کو یوں جھٹلاتے جائیں انہیں راہِ راست پر کس طرح لایا جا سکتا ہے؟ تو زندہ انسانوں کو تو بات سنا سکتا ہے' مُردوں کو نہیں سنا سکتا (۳۶/۷۰)۔ نہ ہی بہروں کو سنا سکتا ہے جبکہ وہ سننا ہی نہ چاہیں' بلکہ منہ پھیر کر چل دیں۔

۵۳ نہ ہی تو اندھوں کو ان کے غلط راستے سے ہٹا کر سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے (جب وہ صحیح راستے پر چلنا ہی نہ چاہیں)۔ تو صرف انہیں سنا (اور دکھا) سکتا ہے جو عقل و شعور سے کام لے کر ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں اور ان کے تابع زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہوں۔

۵۴ اسی اصول میں قوموں کے عروج و زوال کا راز بھی پنہاں ہے۔ قوموں کی حالت بھی دراصل افراد کی سی ہوتی ہے۔ اس کی مثال بالکل واضح ہے۔ تم جب پیدا ہوتے ہو تو تمہاری حالت بڑی کمزور ہوتی ہے۔ پھر اگر تمہاری پرورش' قانونِ خداوندی کے مطابق ہو' تو وہ کمزوری قوت میں بدلتی جاتی ہے۔ پھر اس قوت کے بعد' تم پر کمزوری اور بڑھاپا چھا جاتا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۥ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

اس کا تخلیقی پروگرام، اِس طرح، اُس کے قانونِ مشیت کے مطابق جاری و ساری ہے۔ اور یہ سب کچھ ان قوانین کی رو سے ہوتا ہے جو کبیر علم پر مبنی ہے۔

۵۵ (جو قومیں اپنے ضعف اور کمزوری کے زمانے میں، اپنی زندگی کو خدا کے قانونِ ربوبیت کے قالب میں ڈھال لیں، ان کی نشوونما شروع ہو جاتی ہے، اور وہ قوت و اقتدار کی بلندیوں پر پہنچ جاتی ہیں۔ وہاں پہنچ کر اگر وہ اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کی طرف سے غافل ہو جائیں تو ان پر ضعف و انحطاط چھا جاتا ہے۔ اور پھر) جب ان کے سامنے وہ انقلاب نمودار ہو جاتا ہے جس نے ان کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے، تو اُس وقت یہ لوگ، جن کے اپنے جرائم کی وجہ سے ان پر یہ تباہی آتی ہے قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہمیں زیادہ وقت ہی نہیں ملا جو ہم اپنی اصلاح کر سکتے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ وقت کی کمی کی وجہ سے اس حالت تک نہیں پہنچے، بلکہ اس لئے کہ یہ ہمارے قوانین سے الٹے پھر جاتے تھے۔

۵۶ چنانچہ جن لوگوں کو علم و بصیرت عطا ہوتی ہے اور وہ ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں، ان سے کہتے ہیں کہ تمہیں خدا کے قانونِ مکافات نے اس وقت تک مہلت دی جب تک ظہورِ نتائج کی آخری گھڑی نہیں آ گئی اور یہ فیصلہ نہیں ہو گیا کہ تمہیں زندگی کے راستے سے اٹھا کر الگ پھینک دیا جائے کیونکہ تم خواہ مخواہ دوسروں کے راستے میں روڑا بن کر اٹک رہے تھے۔ چنانچہ اب وہ وقت آ پہنچا ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہو رہا تھا، لیکن تم اپنی قوت کے نشہ میں اس قدر بدمست تھے کہ تمہیں اس کا علم ہی نہیں ہوا کہ تم کس طرح، آہستہ آہستہ، ہلاکت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔[1]

۵۷ اُس وقت ——— جب اعمال کے نتائج سامنے آ جائیں گے ——— ان لوگوں کے اس قسم کے عذر، جو حقیقتوں پر پردے ڈال لینے کی ناکام کوششوں سے زیادہ کچھ نہیں ——— انہیں کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ اور نہ ہی ان کا، ہماری چوکھٹ پر گر کر یہ التجا کرنا کہ ہم اپنی نوازشات کو ان کی طرف

[1] اگر ان آیات میں بعث سے مراد، موت کے بعد جی اٹھنا، لیا جائے تو پھر ان کا مفہوم اس کے مطابق متعین کیا جا سکتا ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ
إِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا
يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿٦٠﴾

۶ ع ۹

---

لوٹا دیں، ان کے کسی کام آسکے گا ——— انہوں نے لوگوں پر مظالم کئے تو اس کا نتیجہ ان کے سامنے آگیا۔ (اگر وہ مہلت کے وقفہ میں اپنی حالت کی اصلاح کر کے اپنے حسنِ عمل سے سابقہ بدعملیوں کا کفارہ ادا کر دیتے تو بات اور تھی۔ ظہورِ نتائج کے وقت اصلاح کا خیال کچھ فائدہ نہیں دے سکتا)۔

۵۸ ہم نے اس طرح اس قرآن میں مختلف طرق و اسالیب سے، حقائق کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جن لوگوں نے پہلے سے طے کر لیا ہے کہ وہ تمہاری دعوت کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے خدا کا کوئی قانون بھی جب ان کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ یہ کہہ کر اس کی مخالفت کریں گے کہ یہ سب جھوٹ و فریب کاری ہے۔

۵۹ جو لوگ تعصب کی بنا پر اس قسم کی روش اختیار کر لیتے ہیں اور علم و بصیرت سے کام نہیں لیتے، ان کے دلوں پر ایسی مہریں لگ جاتی ہیں کہ پھر ان میں حقیقت کے سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی۔

۶۰ لہٰذا، جب معاملہ اس قسم کے لوگوں کے ساتھ آپڑے تو پھر اس کے سوا چارہ کار نہیں ہوتا کہ تم ان سے اعراض برت کر اپنے پروگرام پر مستقل مزاجی سے جمے رہو۔ تم اس پر یقین رکھو کہ خدا کا ہر وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اس لئے تمہاری دعوت آخر الامر کامیاب ہو کر رہے گی۔ لیکن اس سلسلہ میں اس قدر احتیاط بڑی ضروری ہے کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے تمہارے مخالفین یہ سمجھ لیں کہ تم اپنے دعوے میں ہلکے اور عزائم میں ڈھیلے ہو۔ اس لئے تمہیں تمہارے مقام سے ہٹا کر اپنے ساتھ ملا لینا چنداں دشوار نہیں۔

# سورۃ لقمٰن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۳﴾ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾

---

۱ خدائے علیم و حکیم کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ اُس ضابطۂ حیات کے قوانین ہیں جو سرتا سر حکمت پر مبنی ہے۔

۳ اس میں ان لوگوں کے لئے جو حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرنے کے متمنی ہوں' سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی' اور ان کی انسانی صلاحیتوں کی نشو و نما کا سامان ہے۔

۴ یعنی ان لوگوں کے لئے جو ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس میں تمام افرادِ معاشرہ' قوانینِ خداوندی کی اطاعت کرتے چلے جائیں۔ اور جو تمام نوعِ انسان کی پرورش کا سامان بہم پہنچائے۔ ایسا نظام وہی لوگ قائم کر سکتے ہیں جنہیں اس حقیقت پر یقین ہو کہ زندگی' اس دنیا کی زندگی نہیں۔ اس سے آگے بھی جاتی ہے۔ اور اُس زندگی میں مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اِس زندگی میں قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتے ہوئے نوعِ انسان کی پرورش کا انتظام کریں۔ (۲/۴)۔

۵ یہی لوگ ہیں جو خدا کے بتلائے ہوئے صحیح راستے پر چلتے ہیں۔ اور یہی ہیں جن کی کھیتیاں پروان چڑھتی ہیں۔ (۲/۵)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٦﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ
بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَ
هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا
مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿١٠﴾

---

۶ ان کے برعکس وہ لوگ ہیں جو زندگی کا کوئی بلند مقصد اپنے سامنے نہیں رکھتے، اور طبیعی زندگی کی عارضی لذتوں اور بے معنی مسرتوں ہی کو مقصودِ حیات سمجھ لیتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں، اور دوسروں کو بھی بلا علم و دانش صحیح راستے سے بہکاتے رہتے ہیں۔ یہ زندگی کے بلند مقاصد اور ان کی طرف لے جانے والے صحیح راستے کو مذاق سمجھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آخر الامر ذلت آمیز عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔

۷ ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے قوانینِ خداوندی پیش کئے جاتے ہیں تو وہ نہایت متکبرانہ انداز سے منہ پھیر لیتا ہے گویا اس کے کانوں میں ڈاٹ لگ رہے ہیں جن کی وجہ سے اس نے سنا ہی نہیں کہ اسے کیا کہا گیا ہے۔ ان لوگوں کو مطلع کر دو کہ ان کی یہ روش انہیں بڑے الم انگیز عذاب میں مبتلا کر دے گی۔

۸ ان کے برعکس، جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں، اور انسانی معاملات کو سنوارنے والے کام کرتے ہیں، ان کے لئے پُرآسائش زندگی ہوگی ——— یہاں بھی اور اس کے بعد بھی۔

۹ یہ خدا کا وعدہ ہے جو ٹھوس حقیقت بن کر سامنے آجائے گا۔ اس لئے کہ خدا بڑی قوتوں کا مالک ہے اور اس کا ہر فیصلہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے — اس لئے کسی میں اس کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ اس کی بات پوری نہ ہونے دے یا اُس کی تدبیر کو ناکام بنا دے۔

۱۰ اس کی قوتوں اور محکم تدبیروں کا اندازہ لگانا ہو تو کارگہِ کائنات پر غور کرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح، فضا کی پہنائیوں میں اس قدر عظیم الجثہ کرّوں کو بغیر ایسے ستونوں کے جو کسی کو نظر آسکیں تھام رکھا ہے۔ (یعنی غیر مرئی کششِ ثقل کے ذریعے) اور زمین میں اتنے اتنے بڑے پہاڑ کھڑے کر رکھے ہیں، لیکن اس کے باوجود، وہ اپنی رفتار کے مطابق گھومتی رہتی ہے او

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ
الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ
لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

---

تم اس پر اطمینان سے بیٹھے رہتے ہو (۱۶/۱۵)۔ اور اس نے سطح زمین پر انواع و اقسام کے ذی حیات پھیلا رکھے ہیں۔ اور وہ بادلوں سے مینہ برساتا ہے جس کے ذریعے زمین سے قسم قسم کی اعلیٰ درجہ کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

۱۱ ان سے کہو کہ یہ تو وہ کائنات ہے جسے خدا نے پیدا کیا ہے۔ اب اگر (تمہارے زعم باطل کے مطابق) کوئی اور بھی ایسی قوتوں کے مالک ہیں تو مجھے بتاؤ کہ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کسی چیز کو اس کے صحیح مقام پر نہیں رکھتے، وہ ایسی غلطی کرتے ہیں جسے غلط ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں (خالق کو اس کے اپنے مقام پر رکھو اور مخلوق کو اُس کے مقام پر، پھر کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی)۔

۱۲ وحی کی روشنی میں نظامِ کائنات پر غور و فکر سے، صحیح نتائج تک پہنچنے کی یہی دانش نورانی تھی جو ہم نے خصوصیت سے لقمان کو عطا کی تھی، تاکہ وہ نعمائے خداوندی کا صحیح سپاس گذار بنے —— خدا کی نعمتوں کی سپاس گزاری یہ ہے کہ انہیں قوانین خداوندی کے مطابق صرف کیا جائے۔ جو ایسا کرتا ہے اُس کی ذات کی صلاحیتیں بھرپور انداز سے نشو و نما پاتی ہیں۔ اور جو شخص اس کے خلاف جاتا ہے اس کا نقصان اسی کو اٹھانا پڑتا ہے۔ خدا کا اس سے کچھ نہیں بگڑتا۔ اُس کا قانون اپنی نتیجہ خیزیوں کے لئے کسی کی مدد کا محتاج نہیں۔ وہ از خود اس حسن و خوبی سے کارفرما رہتا ہے کہ اس کے نتائج، ہر دیدۂ بینا سے، بے ساختہ خراجِ تحسین وصول کر لیتے ہیں۔

۱۳ لقمان خود بھی احکام خداوندی کا اتباع کرتا تھا، اور اپنی اولاد کو بھی ان کے اتباع کی تلقین کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سے، جسے وہ حکمت کے اصول سمجھاتا تھا، کہا کہ اے میرے بیٹے! سب سے پہلے اس بنیادی اصول کو سمجھ لو جس پر انسانی فکر کی ساری عمارت استوار ہوتی ہے۔ (اور وہ یہ کہ) خدا کے اقتدار و اختیار میں کسی اور کو شریک مت کرو۔ اطاعت اور محکومیت صرف خدا کی اختیار کرو۔ یاد رکھو خدائی اختیارات میں کسی اور کو شریک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان خدا کو اُس کے مقام بلند سے نیچے اتارتا ہے، اور غیر خدائی قوتوں کو ان کے مقام سے اونچا لے جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ انسان جن قوتوں کو خدا کا درجہ دیدیتا ہے، وہ یا تو فطرت کے مظاہر

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ
وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ⑭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ⑮

ہیں اور یا خود دوسرے انسان۔ مظاہرِ فطرت سب انسان کے لئے مسخر کئے گئے ہیں۔ اور انسان، انسان ہونے کی جہت سے، سب برابر ہیں۔ اس لئے کسی انسان کا کسی دوسرے انسان۔ یا مظاہرِ فطرت میں سے کسی کے سامنے 'جھکنا' اس کے شرفِ انسانیت کی تذلیل ہے۔ تم، بیٹا! ایسا کبھی نہ کرنا)۔

۱۴ (اس سے آگے بڑھو تو انسانوں کے باہمی معاملات کا سوال سامنے آتا ہے۔ تم حیوانات کو دیکھو۔ وہ اپنے بچے کی پرورش کے لئے سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن کوئی حیوان بڑا ہو جانے کے بعد اپنے ماں باپ کو پہچانتا تک نہیں۔ انسانوں کی زندگی اس نہج کی نہیں ہونی چاہیئے۔ اس لئے) خدا نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں بڑے تاکیدی احکام دیئے ہیں (کہ ان سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ)۔ اس کی ماں نے اس کی ایسی حالت میں (شکم میں) پرورش کی کہ وہ خود کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اس کے بعد وہ اسے دو سال تک دودھ پلاتی رہی۔ (۲/۲۳۳ ؛ ۴۶/۱۵)۔ بنا بریں انسان کا وجود جہاں ہماری موہبت کا رہینِ منت ہے، وہاں اس کی نشو و نما میں، اس کے والدین کا بھی کم حصہ نہیں۔ لہٰذا، اسے خدا کا اور اپنے ماں باپ کا سپاس گزار ہونا چاہیئے۔ اگرچہ یہ سب کچھ ہمارے ہی قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ (اسی کے مطابق جنین کی تخلیق ہوتی ہے، اور اسی کے مطابق اس کی پرورش۔ لیکن بایں ہمہ جو اس کی نشو و نما کا ذریعہ ہوں، ان کی سپاس گزاری بھی ضروری ہے۔ انسانی تمدن کا یہی تقاضا ہے)۔

۱۵ لیکن ماں باپ سے حسنِ سلوک کی اس قدر تاکید کے ساتھ، ہم نے انسان سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ تم پر زور دیں کہ تم شرک کے مرتکب ہو —— ان کا ایسا کہنا جہالت پر مبنی ہے۔ کائنات میں کوئی ہستی ایسی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے —— تو تم ان کی بات بھی نہ مانو (۲۹/۸)۔ تم بس ان سے دنیاوی معاملات میں، نیک برتاؤ کرتے رہو۔ اور اتباع صرف اس کے راستے کی کرو جس کا ہر قدم خدا کی طرف اٹھتا ہے۔ یاد رکھو! تم اپنے ہر عمل کے لئے خدا کے سامنے جواب دہ ہو۔ وہ تمہیں بتا دے گا کہ تمہارے اعمال تمہیں کس مقام پر لے آئے ہیں۔ (تمہارے اعمال کے نتائج، خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ
يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ
٢ ع ١١ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿١٩﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

متعین ہوتے ہیں)۔

۱۶ پھر لقمٰن نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! خدا کا قانونِ مکافات ایسا ہے کہ اگر تمہارا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ کسی پتھر کے اندر چھپا کر رکھا ہو۔ یا وہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کہیں بھی ہو۔ خدا کا قانونِ مکافات' اسے کھینچ کر سامنے لے آئے گا۔ یاد رکھو! وہ قانون بڑا باریک بین' اور ہر ایک کی حالت سے باخبر ہے۔

۱۷ لقمٰن نے اپنے بیٹے سے یہ بھی کہا کہ تم نظامِ صلوٰۃ کو قائم کرو۔ جس بات کو وحیِ خداوندی جائز قرار دے اس کا حکم دو۔ جسے وہ معیوب کہے اس سے لوگوں کو روکو۔ اس نظام کے قیام اور بقا کی جدوجہد میں تمہیں جو مشکلات بھی پیش آئیں' ان میں ہمیشہ ثابت قدم رہو۔ یاد رکھو! مصائب اور مشکلات میں ثابت قدم رہنا' بڑی ہمت کا کام ہے' اور اس کے لئے بڑے مستحکم ارادے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۸ اور لوگوں سے' نخوت اور تکبر کی بنا پر بے رخی مت برتو' اور معاملات میں ایسی روش اختیار نہ کرو جس سے اوچھا پن ظاہر ہو (۱۷/۳۷)۔ یاد رکھو! قانونِ خداوندی کی رو سے خود پسندی اور اوچھا پن' اچھے خصائل نہیں۔ (۵۷/۲۳)۔

۱۹ اور اپنی رفتار (و گفتار) میں ہمیشہ اعتدال اور میانہ روی کو ملحوظ رکھو۔ اور چلا چلا کر نہ بولا کرو۔ نرم اور ہلکی آواز سے بات کیا کرو۔ چیخ کر گدھے بولتے ہیں۔ اور یہ تم جانتے ہی ہو کہ گدھے کی آواز کس قدر مکروہ ہوتی ہے' اور سننے والوں پر کیسی گراں گزرتی ہے۔

۲۰ یہ تھے وہ حقائق جن تک لقمٰن' ہماری وحی کی روشنی میں عالم النفس و آفاق پر غور و فکر کے بعد پہنچا تھا۔ (اے رسول! تم اپنے مخاطبین سے کہو کہ نظامِ کائنات تمہارے سامنے بھی ایک واضح کتاب کی طرح کھلا ہے) کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ خدا نے کس طرح کائنات

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ
مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ
الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾

---

کی ہر شے کو تمہارے فائدے کے لئے' قوانین کی زنجیروں میں جکڑ کر مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ تمہاری نشوونما کے لئے جس قدر ساز و سامان کی ضرورت ہے —— خواہ وہ محسوس اور مرئی اشیا ہوں' یا کائنات کے پردوں میں چھپی ہوئی قوتیں —— اسے نہایت کشادگی اور فراوانی سے بہم پہنچائے اور اس طرح تمہاری نشوونما کی تکمیل ہو جائے۔ (تمہاری نشوونما صرف مادی سامانِ زیست سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے وحی کی راہ نمائی کی بھی ضرورت ہے۔ اس راہ نمائی کو بھی اس نے اس قرآن میں مکمل شکل میں عطا کر دیا ہے)۔ لیکن لوگوں میں وہ بھی ہیں جن کی حالت یہ ہے کہ وہ کائنات کی معاشی سہولتوں سے تو' آگے بڑھ بڑھ کر فائدے اٹھاتے ہیں' لیکن جب ان کے سامنے وحی کی راہ نمائی کو لایا جائے تو) اس باب میں جھگڑے بکھیڑے نکالنے لگ جاتے ہیں۔ وہ ایسا کرنے میں نہ علم و بصیرت سے کام لیتے ہیں۔ نہ ہی اس راہ نمائی سے جو نظام کائنات پر غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی ان کے پاس وحی خداوندی پر مبنی کوئی ضابطۂ حیات ہوتا ہے —— بس ایک اندھی تقلید ہے جس کی بنا پر وہ وحی کی راہ نمائی کی مخالفت کئے جاتے ہیں۔

۲۱ چنانچہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس ضابطۂ ہدایت کا اتباع کرو جسے خدا نے نازل کیا ہے' تو کہہ دیتے ہیں کہ نہیں صاحب! ہم تو اسی ڈگر پر چلتے جائیں گے جس پر ہم نے اپنے آبا و اجداد کو پایا ہے —— خواہ یہ روش شیطان کی وضع کردہ ہو اور وہ انہیں ایسی تباہی کی طرف لیجا رہی ہو جس سے سب کچھ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے۔

۲۲ (یاد رکھو! زندگی کی صحیح روش یہ نہیں کہ تم آنکھیں بند کئے' اسلاف کی روش پر چلتے جاؤ۔ صحیح راستے پر وہ ہے) جو اپنے تمام رجحانات اور تقاضوں کو قانون خداوندی کے تابع رکھتا ہے اور اس طرح حسن کارانہ انداز سے نہایت متوازن زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ وہ ہے جس نے اپنی زندگی میں ایک ایسے محکم سہارے کو تھام لیا جو اسے کبھی دغا نہیں دے گا۔ (۲/۲۵۶)' اس لئے کہ کائنات میں ہر کام' قوانین خداوندی کے مطابق ہوتا ہے' (اور اس نے انہی قوانین کو اپنا راہ نما بنایا ہے —— اس لئے ہو نہیں سکتا کہ اس کا کوئی کام بگڑ جائے)۔

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ
قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي

---

**۲۳** (یہ ہے زندگی کا صحیح راستہ۔ جو اس پر چلتا ہے وہ اپنی منزلِ مقصود تک جا پہنچتا ہے)۔ اور جو اس سے انکار کرتا ہے (وہ اپنا نقصان کرتا ہے) تجھے اُس کی اس روش سے افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ سب ہمارے قانونِ مکافات کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ان کے اعمال کے نتائج اسی قانون کے مطابق مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ظہورِ نتائج کے وقت انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ کس قسم کے کام کرتے تھے۔ اللہ کا قانونِ مکافات تو سینے کے اندر چھپے ہوئے خیالات تک سے بھی واقف ہے۔

**۲۴** (بات صرف اتنی ہے کہ اس قانون کی رو سے، عمل کے ارتکاب اور اس کے نتیجے کے مرتب ہو کر سامنے آنے میں، مہلت کا وقفہ ہوتا ہے)۔ یہ لوگ، اس مہلت کے وقفہ میں، ساز و سامانِ زندگی سے فائدہ اٹھا لیں۔ اس کے بعد، ہم انہیں کشاں کشاں اس تباہی کی طرف لیجائیں گے جو بڑی ہی شدید ہوگی۔

**۲۵** ان کی کیفیت یہ ہے کہ اگر ان سے پوچھو کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو کس نے پیدا کیا ہے، تو یہ کہدیں گے کہ اللہ نے۔ (لیکن اگر ان سے کہو کہ جب ساری کائنات خدا کے قوانین کے تابع چلتی ہے تو تم اپنی معاشرتی زندگی میں وہی قانون کیوں رائج نہیں کرتے، تو یہ اس پر کبھی رضامند نہیں ہوں گے۔ ان سے کہو کہ خارجی کائنات ہو یا تمہارا داخلی نظام) ہر جگہ، قابلِ حمد و ستائش صرف خدا کا قانون ہو سکتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ، عقل و بصیرت سے کام نہ لینے کی وجہ سے، اس حقیقت سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ ($\frac{۲۹}{۶۱}$)۔

**۲۶** ان سے کہو کہ ارض و سمٰوٰت میں سب جگہ خدا کا قانون کار فرما ہے، اور کائنات کی ہر شے اُسی کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے مصروفِ سعی و عمل ہے۔ (اس لئے، وہ اگر کہتا ہے کہ تم اپنے معاشرہ کو اس کے قوانین کے تابع رکھو، تو، اس لئے نہیں کہ اُس کا کوئی اپنا کام رکا پڑا ہے۔ یہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے)۔ وہ تمہارا محتاج نہیں۔ تم دیکھتے نہیں کہ کائنات کی ہر شے کس طرح اُس کے نظامِ ربوبیت کی حمد و ستائش کی زندہ شہادت ہے؟

**۲۷** اس کائنات کی وسعتوں، اور قوانینِ خداوندی کی حدود فراموشیوں کا یہ عالم ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں، اور موجودہ سمندر سب روشنائی میں تبدیل ہو جائیں

الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ
النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ
اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٣٠﴾ (۳ ع ۱۱ ۱۲)

——— اور ان کے ساتھ کئی اور سمندر بھی ملا دیئے جائیں ——— تو بھی ان قوانین کا احاطہ نہ ہو سکے (۱۸/۱۰۹)۔ اور یہ قوانین جہاں اتنی قوت رکھتے ہیں کہ اس قدر عظیم القدر نظام کائنات کو اپنے کنٹرول میں رکھ سکیں اس کے ساتھ ہی یہ علم و حکمت پر مبنی ہیں۔ یونہی اندھی قوت کی بنا پر نافذ العمل نہیں۔

۲۸ اس کے قانون کی ناپیداکنار وسعتوں کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ جب سے انسان کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا ہے' اس وقت سے آخری وقت تک تمام انسانوں کی تخلیق اور ان کی بعثت (دوبارہ اٹھنا) اس کے نزدیک ایسے ہے جیسے کسی ایک متنفس کی تخلیق و بعثت۔ (اور صرف یہی نہیں کہ اس نے انسانوں کو پیدا کر دیا' اور کام ختم ہو گیا) وہ ہر ایک کی سننے والا' سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (تم افراد کو الگ الگ دیکھتے ہو' اس کی نگاہ عالمگیر انسانیت پر ہوتی ہے۔ تم اجزا پر نظر رکھتے ہو۔ وہ کل کو بھی دیکھتا ہے)۔

۲۹ جس طرح تمہاری محدود نگاہیں افراد کو دیکھتی ہیں' عالمگیر انسانیت کو نہیں دیکھتیں' اسی طرح تم ہر ایک واقعہ[1] کو الگ الگ دیکھتے ہو' نظام کائنات کو ایک کل[2] کی حیثیت سے سامنے نہیں رکھتے۔ مثلاً تم رات کو ایک الگ وحدت[3] سمجھتے ہو اور دن کو الگ۔ لیکن اس پر غور نہیں کرتے کہ خدا کا قانونِ گردش کس طرح رات کو دن کے اندر داخل کرتا ہے اور دن کو رات کے اندر۔ (اور اس طرح رات اور دن ایک ناقابل تقسیم وحدت بن جاتے ہیں)۔ اس نے رات اور دن کی اسی گردش کے لئے' چاند اور سورج کو مسخر کر رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک' ایک معیار مقررہ تک کے لئے' برابر چلا جا رہا ہے۔ (۱۳/۲)۔

اسی طرح اس کا قانونِ مکافات ہے جو ہر وقت سرگرم عمل ہے اور خوب جانتا ہے کہ تم میں سے کون' کیا کرتا ہے۔

۳۰ یہ سب اس لئے ہے کہ خدا خود ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ اس لئے اس نے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ بھی

[1] EVENT.　[2] SINGLE, INDIVISIBLE WHOLE.　[3] UNIT.

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡكَ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمۡ مِّنۡ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ﴿۳۱﴾
وَ اِذَا غَشِیَهُمۡ مَّوۡجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰـىهُمۡ اِلَی الۡبَرِّ فَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ؕ
وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوۡرٍ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ وَ اخۡشَوۡا یَوۡمًا لَّا یَجۡزِیۡ وَالِدٌ عَنۡ

---

مبنی بر حقیقت ہے اور ٹھوس تعمیری نتائج پیدا کرنے کا موجب۔ اس کے سوا، تم جس کو بھی پکارو اور صاحب اختیار و اقتدار سمجھو، وہ باطل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا قانون اس قدر بلند اور عظیم المرتبت ہے کہ کوئی اور قانون اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

۳۱ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا کے اس قانون کی رُو سے کشتیاں (اور بڑے بڑے جہاز) کس طرح اس کے پیدا کردہ سامانِ زیست کو لئے، سینۂ بحر پر رواں دواں چلے جاتے ہیں۔
قوانین خداوندی کی کارفرمائی کائنات کے ہر گوشے میں نظر آسکتی ہے۔ لیکن یہ نظر انہی کو آسکتی ہے جو نہایت مستقل مزاجی سے فطرت کا مشاہدہ اور مطالعہ کرتے رہیں۔ اس طرح ان کی اَن تھک محنت بھرپور نتائج مرتب کر سکتی ہے۔

۳۲ (ایک طرف یہ خارجی کائنات ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ قوانینِ خداوندی کے مطابق مسلسل اور متواتر ایک نہج پر چلی جا رہی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ جب جی چاہے اپنی روش میں تبدیلی پیدا کرے۔ اگر ایسا ہو تو نظامِ کائنات ایک دن کے لئے بھی چل نہ سکے۔ اور دوسری طرف انسان ہے جو ایک اصول پر قائم ہی نہیں رہتا۔ ہر آن بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً تم کشتی کی مثال کو لو۔ کشتی تو ایک اصول کے مطابق چلتی رہتی ہے اور اس میں بیٹھنے والوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ) جب کشتی طوفان کی لپیٹ میں آجاتی ہے، اور بڑی بڑی تند و تیز موجیں اسے چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں تو اس کے مسافر (اس اضطراری حالت میں) اس طرح خدا کو پکارنے لگتے ہیں گویا ان کی تمام اطاعت پذیریاں اسی کے لئے مختص ہیں۔ لیکن جب وہ بخیریت ساحل پر اُتر آتے ہیں تو ان میں سے بعض کی کیفیت تو خیر پھر بھی ایسی ہوتی ہے کہ وہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں، (لیکن باقی کھلے بندوں ہمارے قانون سے سرکشی برتنے لگتے ہیں —— لیکن یہ کچھ وہی لوگ کرتے ہیں جو نخنت سے جی چرائیں اور فریب کاری اور دغا بازی پر ان کا گذارہ ہو اور اس طرح چاہیں کہ قوانینِ خداوندی پر پردے پڑے رہیں۔ وہ لوگوں کے سامنے آنے ہی نہ پائیں۔ اس لئے کہ ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے میں بڑی دیانتداری اور جفاکشی کی ضرورت ہوتی ہے)۔

۳۳ اے نوعِ انسانی! (ایسی روش کبھی اختیار نہ کرو۔ تم) قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو۔

وَّلَدِہٖ ۡ وَلَا مَوۡلُوۡدٌ ہُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِہٖ شَیۡئًا ؕ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ٝ وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ
الۡغَرُوۡرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ۚ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ ۚ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ؕ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ
۴ ع ۴ ۱۳ غَدًا ؕ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴿۳۴﴾

اور ہمیشہ اپنے اعمال کے ظہور نتائج کے وقت سے ڈرتے رہو' جب حالت یہ ہوگی کہ نہ تو باپ' بیٹے کے کسی کام آسکے گا' اور نہ ہی بیٹا' باپ کا ہاتھ بٹا سکے گا۔ یاد رکھو! خدا کا یہ قانون مکافات اٹل ہے۔ اس لئے طبیعی زندگی کے پیش پا افتادہ مفاد' تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔ دھوکا دینے والے عجیب عجیب طریقوں سے دھوکا دینے کی کوشش کریں گے۔ ان کی چالوں پر کڑی نگاہ رکھنا کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے بہکا نہ دیں۔

۳۴ یہ ظہور نتائج کی گھڑی' کب آئے گی' اس کا علم خدا ہی کو ہوسکتا ہے' اگرچہ اعمال کے نتائج مرتب ہونے کا عمل ہر وقت جاری رہتا ہے ـــــ جس طرح بارش برستی تو ایک وقت پر جاکر ہے' لیکن وہ بنتی شروع ہوگئی ہوتی ہے ایک مدت پہلے سے۔ یا جس طرح بچہ پیدا تو ہوتا ہے ایک وقتِ خاص پر جاکر لیکن وہ رحم مادر میں بہت پہلے سے مختلف مراحل سے گزر رہا ہوتا ہے۔ خدا کو ان تمام مراحل کا علم ہوتا ہے۔

ان امور (یعنی بارش یا جنین کے مختلف مراحل میں سے گزرنے کا علم) تو تم بھی حاصل کرسکتے ہو' لیکن خدا وہ کچھ بھی جانتا ہے جو تم نہیں جان سکتے۔ (مثلاً) کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کل (مستقبل میں) کیا کرے گا۔ اور نہ ہی یہ بتا سکتا ہے کہ اس کی موت کس جگہ واقع ہوگی۔ خدا سب کچھ جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے۔ (اس لئے خدا کو اس بات کا علم ہے کہ ظہور نتائج کی گھڑی کب آئے گی۔ تمہیں اس کا یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ آکر ضرور رہے گی)۔

# سورۃ السجدۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

---

۱ خدائے علیم و حکیم کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ ضابطۂ قوانین جس میں نہ کوئی بات شک و شبہ پیدا کرنے والی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی نفسیاتی الجھن کا موجب، اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو تمام اقوامِ عالم (اور کائنات) کا نشو و نما دینے والا ہے۔

۳ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اس (رسول) نے خود گھڑ لیا ہے؟ یہ کتاب سرتاسر حقیقت پر مبنی ہے اور اٹل، ٹھوس نتائج مرتب کرنے کی ضامن۔ اس قسم کی کتاب کوئی انسان نہیں بنا سکتا۔ یہ تیرے رب کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ تو اس کے ذریعے (سب سے پہلے) اُس قوم کو اس کے غلط اعمال کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرے، جس کی طرف تجھ سے پہلے کوئی آگاہ کرنے والا نہیں آیا۔ (۲/۴۴ ؛ ۳۶/۶)۔ تاکہ یہ زندگی کی صحیح روش اختیار کر لیں۔

۴ یہ راہ نمائی اس خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے جس نے جملہ کائنات کو چھ مختلف ادوار و منازل میں سے گزار کر (وہ شکل عطا کی جو تمہارے سامنے ہے)۔ اور اس کے نظام کے مرکزی کنٹرول کو اپنے ہاتھ میں رکھا (۵۷/۴)۔ سو ظاہر ہے کہ جب ساری کائنات میں اقتدار و اختیار اسی کا ہے تو پھر اُس کے سوا تمہارا ہمدم و کارساز اور کون ہو سکتا ہے۔ کیا تم اِن شہادات سے اس حقیقت کو

فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝٤ يُدَبِّرُ
الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝٥
ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝٦ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ
مِن طِينٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝٨

اپنے سامنے نہیں لاسکتے (کہ تمہاری زندگی کو بھی اُسی کے قوانین کے تابع رہنا چاہیئے؟)۔

۵ (کائنات کو مختلف ادوار و منازل سے گزار کر پیدا کرنے سے مراد کیا ہے' اسے غور سے سنو۔ اُس کا طریقِ تخلیق یہ ہے کہ) اس کے عالمِ مشیّت میں ایک اسکیم سامنے آتی ہے۔ وہ اس اسکیم کا آغاز' اُس کے پست ترین نقطہ سے کرتا ہے' اور وہ (کائناتی عناصر کے باہمی تعاون سے نشو و نما پاتی ہوئی' ارتقائی منازل طے کرتی جاتی ہے اور) اس طرح' آہستہ آہستہ اس نقطۂ تکمیل کی طرف اُٹھتی اور بڑھتی جاتی ہے جو خدا نے اس کے لئے مقرر کیا تھا (۳۵/۷)۔ ان ارتقائی منازل کی مدت' تمہارے حساب و شمار کے مطابق' ہزار ہزار سال (۴۷/۲۲)۔ (بلکہ بعض اسکیموں کے سلسلہ میں پچاس پچاس ہزار سال (۴/۷۰) کی ہوتی ہے)۔

۶ یہ سلسلۂ تخلیق و ارتقاء' اُس خدا کی طرف سے کارفرما ہے جو ہر شے کی مضمر ممکنات سے بھی واقف ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ ان میں سے کیا کچھ مشہود ہو چکا ہے (اور کتنا کچھ ہنوز باقی ہے)۔ یہ سب کچھ اس قانونِ خداوندی کی رو سے ہوتا ہے جو تمام اسکیموں کو مناسب نشو و نما دے کر انہیں تکمیل تک پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

۷ اس مقصد کے لئے' اس نے ہر شے کی تخلیق میں بہترین حسن و توازن رکھا ہے۔ اُس کی انہی اسکیموں میں سے ایک اسکیم' انسان کی تخلیق بھی ہے۔ (خدا کے عالمِ امر میں' اس اسکیم کے طے پا جانے کے بعد') اس کا آغاز اُس بے جان مادہ[1] سے ہوا جو تمہارے سامنے مٹی کی صورت میں بے حس و حرکت پڑا ہے۔

۸ (اس بے جان مادہ کے ساتھ پانی کی آمیزش ہوئی (۳۰/۲۱) تو اس میں زندگی کے اولین جرثومہ کی نمود[2] ہوئی۔ اس کے بعد یہ کاروانِ حیات' مختلف مراحل طے کرتا ہوا اُس وادی میں آپہنچا جہاں)

[1] INORGANIC MATTER. [2] LIFE-CELL.

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾
وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ
ع ۱ ۱۱ ۱۴ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

افزائشِ نسل بذریعہ تولید[ل] (یعنی نر اور مادہ کے اختلاط) سے ہوتی ہے۔

۹ پھر خدا کا قانون، اس پیدا ہونے والے بچے میں صحیح صحیح توازن و تناسب قائم کرتا ہے۔ (اس مرحلہ تک یہ طریقِ تخلیق، حیوانات اور انسانوں میں مشترک چلا آتا ہے۔ اس کے بعد انسان کی صورت میں، ایک انقلابی تبدیلی واقع ہوتی ہے[لہ]، جس سے اس کا تخلیقی سلسلہ حیوانات سے یکسر مختلف ہو جاتا ہے۔ یعنی) خدا، انسان کو اپنی الوہیاتی توانائی[لہ] کا ایک شمہ عطا کر دیتا ہے۔ (اسے انسانی ذات[لہ] کہا جاتا ہے، جو صاحبِ اختیار و ارادہ ہوتی ہے)۔

اور دیکھو! اس طرح وہ تمہیں، سماعت و بصارت (یعنی علم بالحواس[ھ] کے ذرائع) عطا کر دیتا ہے۔ اور ان کے ساتھ "دل" بھی[لہ]۔

لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان قوتوں کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔

۱۰ حیرت ہے کہ جس انسان کو ہم نے اس طرح، بےجان مادہ سے پیدا کیا ہے، وہی یہ اعتراض کرتا ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جب مرنے کے بعد ہمارے جسمانی اجزا و عناصر خاک میں مل کر ضائع ہو جائیں گے، تو ہمیں ایک نئی زندگی ملے گی؟

اصل یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات وہ لوگ کرتے ہیں جو خدا کے قانونِ مکافات کا سامنا نہیں کرنا چاہتے۔ جو اپنے اعمال کی جواب دہی سے بچنا چاہتے ہیں۔

۱۱ ان سے کہو کہ ہماری کائناتی قوتیں، جن کے تابع تمہارا جسمانی نظام کارفرما ہے، تمہیں آہستہ آہستہ، موت کی طرف لئے جا رہی ہیں۔ اس طرح ایک دن تمہاری طبعی مشین چلنے سے رُک جائیگی۔

---

[ل] PROCREATION

[لہ] EMERGENT EVOLUTION

[لہ] DIVINE ENERGY

[لہ] HUMAN PERSONALITY

[ھ] PERCEPTUAL KNOWLEDGE

[لہ] MIND

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا
اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

لیکن اس سے تمہارا جسم ہی ضائع ہوتا ہے۔ انسانی ذات فنا نہیں ہو جاتی' وہ آگے بھی جاتی ہے' اور جو اعمال تم نے دنیا میں کئے تھے' ان کے مطابق اس کا مستقبل مرتب ہوتا ہے۔

۱۲ ان اعمال کے مطابق' جن لوگوں پر تباہی مسلط ہونے والی ہوگی' اگر تم ذرا چشم تصور سے کام لو' تو تم دیکھو گے کہ وہ مجرمین —— جو یہاں اس طرح اکڑتے ہیں —— کس طرح' سر جھکائے' خدا کے حضور کھڑے ہوں گے —— خاموش شرمسار —— اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! اب ہم نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا ہے۔ اب ہمیں تیرے قانون مکافات پر پورا پورا یقین آگیا ہے۔ اب اگر تو ایک بار ان گردشوں کا رخ پچھلی طرف پھیر دے اور ہمیں سابقہ زندگی کی طرف لوٹا دے' تو دیکھ ہم کس طرح اچھے کام کرتے ہیں۔ (۲۳/۱۰۰ — ۹۹)۔

۱۳ لیکن انہیں اس کا علم نہیں' کہ اگر اس طرح' عذاب کو سامنے لا کر' انسانوں کو جبراً صحیح راستے پر چلانا مقصود ہوتا تو ہمارے لئے کیا مشکل تھا کہ ہم انہیں پیدا ہی اس طرح کرتے کہ یہ سب' خود بخود صحیح راستے پر چلے جاتے۔ ان میں غلط روی کی استطاعت ہی نہ ہوتی۔ لیکن یہ چیز ہمارے اس قانون کے خلاف ہوتی جس کی رو سے ہم نے انسان کو صاحب اختیار و ارادہ پیدا کیا ہے۔ ہم اس کے اختیار کو سلب کر کے اسے صحیح راستے پر چلانا نہیں چاہتے۔ اس طرح مجبوراً صحیح راستے پر چلنے میں کوئی خوبی نہیں۔

ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھا دیئے ہیں (۷۶/۳)۔ تباہی کا بھی اور سلامتی کا بھی — اور یہ اس پر چھوڑ دیا ہے کہ یہ جونسا راستہ جی چاہے اختیار کر لے۔ لیکن' مہذب دنیا کے رہنے والے ہوں' یا وحشی قبائل' یہ بالعموم غلط راستہ اختیار کرتے ہیں' اور تباہی اور بربادی کے جہنم میں جا گرتے ہیں' یوں ہمارا قانون مکافات ایک حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے۔

۱۴ ان سے کہا جائے گا کہ اب تم اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتو۔ تم نے سمجھ رکھا تھا کہ قانونِ مکافات کا ذکر یونہی دھمکی کے طور پر کیا جاتا ہے' اس لئے تم نے ظہور نتائج کے وقت کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾
تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ
نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ
فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾

---

اسے یکسر فراموش کر رکھا تھا۔ اب تمہیں اس عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا جو تمہارے اعمال کا لازمی نتیجہ ہے۔ ہم تمہیں اس سے محفوظ نہیں رکھیں گے۔

۱۵ لیکن ان تمام دلائل و براہین کے باوجود یہ لوگ ہمارے قانون پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اسے ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس پر غور و فکر کرنے کے بعد (۲۵/۷۳) اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اور پھر نظامِ خداوندی کو عملاً متشکل کرنے کے لئے سرگرمِ عمل رہتے ہیں تاکہ اس کے حسین اور خوشگوار نتائج کو دیکھ کر ہر شخص کی زبان سے بے ساختہ نکلے کہ یہ نظام فی الواقعہ ہزار تحسین و آفرین کا مستحق ہے۔ وہ اس جد و جہد میں مسلسل مصروف رہتے ہیں اور کسی حال میں بھی اس سے سرتابی نہیں کرتے۔

۱۶ ان کی مسلسل جد و جہد اور پیہم سعی و عمل کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے پہلو بستر سے نا آشنا ہو جاتے ہیں (وہ دن رات اسی فکر میں منہمک رہتے ہیں)۔ وہ معاشرہ میں خوشگوار نتائج پیدا کرنے کی توقع اور اسے تباہ کن خطرات سے محفوظ رکھنے کے احساس سے ہر مقام پر قانونِ خداوندی کو پکارتے ہیں (تاکہ ان کا کوئی قدم غلط سمت کی طرف نہ اٹھ جائے) اس مقصد کے لئے وہ ہر اس شے کو جو ہم نے انہیں دے رکھی ہے ضرورتمندوں کی پرورش کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔ (یوں نظامِ خداوندی عملی شکل اختیار کر لیتا ہے)۔

۱۷ ان کی سعی و عمل کے یہ نتائج تو اسی دنیا میں سامنے آجاتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد کی زندگی میں جو کچھ انہیں ان کے اعمال کے بدلے میں ملنے والا ہے اس کا نظارہ آج کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان آج انسانی آنکھوں سے مستور ہے۔

۱۸ ان حقائق پر غور کرنے کے بعد بتاؤ کہ کیا وہ جماعت جو خدا کی بتائی ہوئی صحیح راہ پر چلتی رہے اور وہ جو اس راہ کو چھوڑ کر اور راستہ اختیار کر لے اپنے اعمال کے نتائج کے اعتبار سے برابر ہو سکتی ہیں؟

۱۹ صحیح راستے پر چلنے والے لوگ ——— یعنی جو قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھیں

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢١﴾
٢ ع ١١ ١٥ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ

---

اور اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہیں- ان کا مستقر خوشگواریوں کی جنت ہوگی جس میں ان کی عزت اور تواضع ایسی ہوگی جیسی مہمان کی ہوتی ہے-

**٢٠** لیکن جو لوگ غلط راستے پر چلتے ہیں' ان کا ٹھکانہ تباہیوں کا جہنم ہوگا- وہ ہزار چاہیں گے کہ کسی طرح اس سے نکل بھاگیں' لیکن وہ جب بھی اس کا ارادہ کریں گے' انہیں پھر وہیں دھکیل دیا جائے گا' اور ان سے کہا جائے گا کہ تم جس عذاب کی تکذیب کیا کرتے تھے' اب اس کا مزہ چکھو-

**٢١** ہم انہیں اس بڑے تباہ کن عذاب سے پہلے' چھوٹے چھوٹے عذابوں میں مبتلا کریں گے- ہو سکتا ہے کہ یہ اس سے عبرت حاصل کر کے' صحیح راستے کی طرف رجوع کر لیں- (لیکن جب یہ ایسا نہیں کریں گے اور اپنی غلط روش میں آگے ہی بڑھتے جائیں گے' تو ان پر آخری تباہی آ جائے گی جس سے کہیں مفر نہیں ہوگا)-

**٢٢** تم خود سوچو کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے کہ اس کے سامنے خدا کا قانون پیش کیا جائے تو وہ اس سے منہ پھیر لے- ہمارا قانون مکافات ان لوگوں کو' ان کے غلط اعمال کی سزا دے کر رہے گا-

**٢٣** ہم نے اس سے پہلے' موسیٰؑ کو بھی اسی قسم کا ضابطہ حیات دیا تھا' جس کی روشنی میں بنی اسرائیل کو صحیح راستے پر چلنا تھا- لیکن ان میں سے بعض نے اس سے سرکشی برتی تو انہیں اس کی سزا ملی- لہذا (اے مخاطب!) تمہیں اس باب میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ سزا تمہارے سامنے بھی آ کر رہے گی-

**٢٤** ان لوگوں کے برعکس' ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین محکم رکھتے تھے اور نہایت استقامت سے ان کی پابندی کرتے تھے- اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے انہیں دیگر اقوام کی امامت (لیڈر شپ) عطا کی' اور وہ انہیں' ہمارے قانون کے مطابق' زندگی کے صحیح راستے پر چلاتے رہے-

بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۛ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ
اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾

۲۵ لیکن اس کے بعد انہوں نے ان قوانین میں اختلافات پیدا کرنے شروع کر دیئے (تو ان سے امامتِ اقوام چھن گئی' اور اُن پر ذلت اور رسوائی کا عذاب مسلّط ہو گیا)۔ اب ان کے اِن اختلافات کا فیصلہ قیامت میں ہوگا (کیونکہ وہ تو اس دنیا سے چلے گئے۔ البتہ اُن کے پس ماندگان جو اِس وقت یہاں موجود ہیں' ان کے اختلافات کا فیصلہ اُس انقلاب میں ہو جائے گا جو قرآن کی رو سے واقع ہونے والا ہے۔

۲۶ (ان دلائل و براہین کے بعد جو پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ اور ان تاریخی شواہد کے بعد جن کی طرف اب اشارہ کیا گیا ہے) کیا ان پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو' (ان کی غلط روش زندگی کی پاداش میں) تباہ کر دیا۔ یہ قومیں کہیں دور نہیں تھیں) ان کے اُجڑے ہوئے مکانوں کے کھنڈرات میں یہ لوگ چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ اگر یہ صرف اتنی بات پر ہی غور کر لیں تو یہی ان کے لئے' ہمارے قوانین کی صداقت کی بیّن شہادت بن سکتی ہے۔
کیا یہ لوگ اس کے بعد بھی صحیح بات پر کان نہیں دھریں گے؟

۲۷ (غلط راستے پر چلنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے' اسے تو یہ لوگ ان کھنڈرات سے دیکھ لیں۔ اور خدا کے نظامِ ربوبیت کی صحیح روش پر چلنے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے' اگر اسے سمجھنا چاہیں' تو یہ چیز ان کے روزمرہ کے مشاہدہ کی ہے کہ) ہم پانی کو ہانکتے ہوئے اس سرزمین کی طرف لیجاتے ہیں جہاں سرسبزی اور روئیدگی کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ (لیکن زمین میں پیدا وار کی صلاحیت ہوتی ہے تو) اس پانی سے ایسی ہری بھری کھیتی اُگتی ہے جسے یہ خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے مویشی بھی۔ (۲۵/۵)
کیا یہ' اس سے بھی اتنی بصیرت حاصل نہیں کرتے (کہ جو معاشرہ خدا کے قانونِ ربوبیت کے مطابق متشکل ہوگا' وہ کس قسم کے خوشگوار نتائج کا حامل ہوگا)۔

۲۸ (لیکن یہ لوگ ان میں سے کسی بات پر بھی دھیان نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ انہیں ہمارے قانونِ مکافات پر یقین ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ) یہ ہر وقت پوچھتے رہتے ہیں کہ اگر تم

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ
مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

۳ ع ۸ ۱۶

اپنی باتوں میں سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ فیصلہ کن انقلاب (جس سے تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو) کب آئے گا؟

۲۹ (ان سے کہو کہ اس فیصلہ کن انقلاب کے لئے اس قدر جلدی کیوں مچاتے رہتے ہو؟ وہ جب آجائے گا تو اسے دیکھ کر) اگر تم ایمان بھی لانا چاہو گے' تو تمہارا اس وقت کا ایمان تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا- اور نہ ہی تمہیں کوئی مہلت دی جائے گی-

۳۰ (بہرحال' ان سے جو کچھ کہنا تھا' کہا جا چکا)- اب تو ان کا خیال چھوڑ کر اپنے پروگرام کی تکمیل کی طرف لگ جا' اور پھر اس کے نتائج کا انتظار کر- دوسری طرف' یہ مخالفین اپنی روش کے نتائج کا انتظار کریں- (وہ فیصلہ کن انقلاب خود آ کر بتا دے گا کہ کون سچا تھا)-

# سورۃ الاحزاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ
مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ
اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ

---

**۱** اے ہمارے نبی! تو قانونِ خداوندی کی پوری پوری نگہداشت کر (اور مفاہمت کے خیال سے) ان لوگوں کی بات نہ مان جو اس قانون سے کھلا ہوا انکار کرتے ہیں' یا جو زبان سے تو اقرار کرتے ہیں اور دل سے اسے صحیح نہیں مانتے۔ یقیناً ہمارا قانونِ مکافات ہر بات کا علم رکھتا ہے۔ اور ہماری ہر تدبیر حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

**۲** تو اس وحی کا اتباع کئے جا جو تیرے رب کی طرف سے تجھے ملتی ہے۔ (اور اسی کی تلقین اپنے متبعین سے بھی کرتا رہ۔ اور ان سے کہدے کہ) تمہارا خدا اچھی طرح جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو!

**۳** تو ہمارے ان قوانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھ۔ یہ تمہیں کبھی دغا نہیں دیں گے اور تمہاری ہر طرح کی کارسازی کے لئے کافی ہوں گے۔

**۴** (منافقین تمہارے معاشرہ میں انتشار پیدا کرنے کے لئے جس قسم کی باتیں اڑاتے رہتے ہیں ان سے متاثر نہ ہو۔ معاشرتی معاملات میں اس حقیقت کو ہمیشہ سامنے رکھو کہ قابلِ مواخذہ وہ بات ہوتی ہے جو دل کے فیصلے کے ساتھ کی جائے۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ بھول چوک سے' یا شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر' غصے میں' تمہارے منہ سے کوئی غلط بات نکل جائے' تو ہر چند

أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ﴿٤﴾ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ
عِندَ اللَّهِ ۚ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ
وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥﴾ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ

یہ حرکت معیوب ہوگی' لیکن وہ بات فیصلہ کن قرار نہیں دی جائے گی- اس لئے کہ) انسان کے سینے میں ایک ہی دل ہوتا ہے- دو نہیں ہوتے- (اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ بیک وقت اپنے دل سے دو متضاد فیصلے کرے- ایک فیصلہ اُس کے ایک دل کا ہو' اور اُسے وہ دل کے اندر رکھے- اور دوسرا فیصلہ اس کے دوسرے دل کا ہو' اور وہ اس کی زبان پر آجائے- لہٰذا اگر کبھی سہوًا دل اور زبان میں موافقت نہ رہے' تو فیصلہ اُس پر ہوگا جو دل سے کیا گیا ہو- نہ اُس پر جو یونہی زبان سے نکل گیا ہو- مثلاً) اگر کوئی شخص غصے سے مغلوب ہو کر اپنی بیوی کو ماں کہدے' تو اس سے وہ بیوی ماں نہیں بن جاتی (۲/۲۲۶ ؛ ۵۸/۲)- اسی طرح' اگر کوئی فرطِ محبت سے کسی بچے کو بیٹا کہہ کر پکارے' تو اس سے وہ لڑکا' سچ مچ اس کا بیٹا نہیں بن جائے گا- یہ باتیں تمہاری زبان سے نکل جاتی ہیں' جو فیصلہ کن قرار نہیں پا سکتیں- خدا کا قانون ہمیشہ محکم بات کہتا ہے اور تمہارے رواج' یا زبانوں پر چڑھی ہوئی باتوں کے تابع نہیں چلتا- اِس لئے' اسی کی راہ نمائی تمہیں صحیح راستے کی طرف لیجا سکتی ہے-

۵ جنہیں تم فرطِ محبت سے بیٹا کہہ دیتے ہو' بہتر یہی ہے کہ تم انہیں' اُن کے باپ کی طرف منسوب کر کے (ابن فلاں) کہہ کر بلاؤ- یہ بات' قانونِ خداوندی کی رو سے زیادہ قرینِ عدل ہے- اگر تمہیں اس کے باپ کا علم نہ ہو (مثلاً کوئی گم شدہ بچہ کہیں سے آگیا- اور تمہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا باپ کون ہے) تو ایسے بچے تمہارے دین کے بھائی ہیں اور دوست- اگر تم انہیں اس سے پہلے' بیٹا کہہ کر پکار چکے ہو' تو (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) جو بات سہوًا ہو جائے اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا- مؤاخذہ اس بات پر ہوتا ہے جو تم دل کے پورے پورے ارادے کے ساتھ کرو- یاد رکھو! قانونِ خداوندی میں اس کی گنجائش رکھ دی گئی ہے کہ بھول چوک پر مواخذہ نہ ہو' تاکہ ایسی باتیں تمہاری نشو و نما کے راستے میں حائل نہ ہوں-

۶ (تمہارے معاشرہ میں' ایک دوسرے کے ساتھ' ایک تعلق تو وہ ہے جو دین کے رشتے سے استوار ہے- اس میں شبہ نہیں کہ یہ تعلق بڑا گہرا اور پائیدار ہے' لیکن' اس کے باوجود نسبی رشتہ داروں کے تعلقات اپنی جگہ پر باقی رہتے ہیں- مثلاً' معاشرہ کی بلند ترین مرکزی شخصیت' یعنی خود رسول کو

اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ
تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ
مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْــَٔلَ
الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (۱) ع (۱۷)

لو) رسول کی پوزیشن یہ ہے کہ جتنا کوئی شخص خود اپنی ذات پر حق رکھتا ہے، رسول کا اُس پر اس سے بھی زیادہ حق ہوتا ہے۔ (اس لئے کہ تم نے اپنے مال اور جانیں، خدا کے لئے اس کے ہاتھ بیچی ہوئی ہیں ۹/۱۱۱ ؛ ۴۷/۱)۔ اور رسول کی بیویاں، امت کے لئے بمنزلہ ان کی ماؤں کے ہیں (جن کے ساتھ افرادِ اُمت کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ ۳۳/۵۳)۔ بایں ہمہ، قانونِ خداوندی کی رُو سے جو حقوق (وراثت وغیرہ) رشتے داروں کے مقرر ہوئے ہیں، ان میں رشتے دار، دوسرے مومنین اور مہاجرین کی نسبت، ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ تم اپنے دوستوں کے لئے، قاعدے کے مطابق کچھ کرنا چاہو تو اس کے لئے بھی کتاب اللہ (قرآن) میں ضروری احکام دیدیئے گئے ہیں۔ (مثلاً وصیت کا حکم، جس کی رو سے، جسے مناسب سمجھا جائے، اور جو مناسب سمجھا جائے، دیدیا جائے۔ ۲/۱۸۰ ؛ ۴/۱۱)۔

۷ (نبی کا اپنی جماعت کے افراد کے ساتھ یہ قریبی تعلق، اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لئے لاینفک ہے جس کے لئے اسے بھیجا جاتا ہے، اور جس کے لئے اس سے عہد لیا جاتا ہے)۔ یہ عہد تمام انبیاء سے لیا گیا ـــ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ ابن مریم سے ـــ اور اسی قسم کا عہد اے رسول! تجھ سے بھی لیا گیا، اور وہی فرائض تم پر بھی عائد کئے گئے۔ یہ فرائض بڑے اہم اور یہ عہد بڑا استوار ہے (۳۳/۷)۔

۸ (تفصیل ان فرائض کی تو طول طویل ہے، لیکن دو لفظوں میں، مقصود ان سے یہ ہے کہ) جو لوگ حق و صداقت کی خاطر جینا اور مرنا چاہیں، اُن کے اس جذبۂ صادقہ کو صحیح مصرف میں لایا جائے، اور جو لوگ صداقت سے انکار کریں اور سرکشی برتیں، انہیں، ان کے اعمال کے نتائج میں، الم انگیز انجام تک پہنچا دیا جائے۔ (یعنی ان انبیاء کا فریضہ یہ تھا کہ وہ ایسا نظام قائم کریں جس میں صحیح اور غلط روشِ زندگی کے ٹھیک ٹھیک نتائج سامنے آتے چلے جائیں)۔

۹ اے جماعتِ مومنین! اس مقصد کے حصول کے لئے بعض اوقات، جنگ بھی کرنی پڑتی ہے۔ جیسا کہ تمہارے ساتھ ہوا۔ تمہیں بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ ان میں سے جنگِ احزاب کا

اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۟ۚ ۹
اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ
الظُّنُوْنَا ۟ ۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۟ ۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۟ ۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ
وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۟ ۱۳
وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ۟ ۱۴

---

تذکرہ اس وقت پیشِ نظر ہے)۔ اس سلسلہ میں تم خدا کی اس نوازش کو سامنے لاؤ کہ جب مخالفین کے لشکر یکبارگی تم پر حملہ آور ہو گئے تھے تو ہم نے ان پر آندھی کا طوفان بھیجا۔ یعنی ان کا نی تونوں کے لشکروں کو بھیجا جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے اچھی طرح باخبر تھا۔

۱۰ وہ تم پر ایسا سختی کا وقت تھا کہ دشمن کے لشکر چاروں طرف سے امنڈ کر آ گئے تھے۔ خوف کے مارے تمہاری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔ اور دہشت سے تمہارے دل اس طرح دھک دھک کر رہے تھے گویا وہ اچھل کر حلق تک آ پہنچیں گے۔ اور (جو تم میں سے کمزور تھے ان کے دل میں) خدا کے وعدوں کے متعلق طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ (۳/۱۴۱ ؛ ۲/۲۱۴ ؛ ۹/۱۶ ؛ ۲۹/۲)۔

۱۱ اس لرزا دینے والی مصیبت کے وقت، مومنین کا جذبۂ صادقہ ابھر کر سامنے آ گیا اور دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ وہ کس پامردی سے مصائب کا مقابلہ کرتے ہیں۔

۱۲ ان کے برعکس، منافقین، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کھوٹ تھا، اعلانیہ کہنے لگ گئے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے، وہ سب دھوکا تھا۔

۱۳ ان میں سے ایک گروہ تو یہاں تک کہنے لگ گیا کہ اے مدینہ والو! تمہارے پاؤں کسی صورت میں بھی یہاں ٹک نہیں سکتے۔ تم دشمن کے حملہ کی تاب لا ہی نہیں سکتے۔ اس لئے تم فوراً واپس چلے جاؤ —— اور ان میں ایک پارٹی نے تو رسول سے واپس جانے کی اجازت تک بھی مانگ لی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ وہ فی الحقیقت غیر محفوظ نہیں تھے۔ وہ اس بہانہ سازی سے میدانِ جنگ سے بھاگنا چاہتے تھے۔

۱۴ ان بہانہ سازوں کی حالت یہ ہے کہ اگر دشمن چاروں طرف سے شہر میں داخل ہو جاتا اور

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ
إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَ
بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ
الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۸﴾

---

ان سے کہتا کہ تم مسلمانوں کے خلاف فساد برپا کرنے کے لئے باہر نکلو تو یہ کبھی اس قسم کا عذر نہ کرتے کہ ہم کس طرح باہر نکلیں، ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ یہ بلا تامل باہر نکل آتے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے لگ جاتے۔ (اس لئے ان کا اب یہ کہنا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اس لئے ہم واپس جانا چاہتے ہیں، محض بہانہ سازی ہے)۔

۱۵ یہ اُن لوگوں کی حالت ہے جو لڑائی میں آنے سے پہلے اللہ سے وعدہ کر چکے تھے کہ ہم میدان سے پیٹھ دکھا کر نہیں بھاگیں گے۔ اس وعدہ کے پورا کرنے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔

۱۶ چنانچہ ہم نے اپنے رسول سے کہہ دیا تھا کہ ان پر اس حقیقت کو واضح کر دو کہ میدانِ جنگ سے اس طرح بھاگ جانا، تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ اگر تم موت یا قتل کے ڈر سے، میدانِ جنگ سے بھاگ گئے ہو، تو تم اس طرح بہت تھوڑے وقت کے لئے سامانِ زیست سے بہرہ یاب ہو سکتے ہو۔ (تم نے ہمیشہ کے لئے تو جینا نہیں۔ اور جتنا عرصہ جینا ہے اس میں بھی تمہیں سکونِ قلب نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ عہد شکنی، اور اپنی جماعت کے ساتھ غداری کرنے والا، کبھی آسائش کی زندگی بسر نہیں کر سکتا)۔

۱۷ ہم نے کہا تھا کہ ان سے یہ بھی کہدو کہ تم نظامِ خداوندی کے ساتھ غداری کرتے ہو تو اتنا سوچ لو کہ اگر یہ نظام تمہیں اس کی سزا دینا چاہے تو وہ کونسی طاقت ہے جو تمہیں اس سے بچا سکے گی۔ اسی طرح نہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اپنے نظام کے ساتھ رہ کر زندگی کی جو خوشگواریاں تمہیں میسر آ سکتی ہیں کسی کی طاقت نہیں کہ انہیں تم سے چھین لے۔ یاد رکھو! اس نظام سے کٹ جاؤ گے تو نہ تمہارا کوئی کارساز ہوگا، نہ معین و مددگار۔

۱۸ ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ان سے کہدو کہ خدا تم میں سے ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو دوسروں کو میدانِ جنگ میں آنے سے روکتے ہیں۔ یعنی وہ جو اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے پاس آرام چین سے رہو۔ کیوں اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتے ہو۔

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا
ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي
الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ع ۱۲ ۲ ۱۸

---

یہ لوگ دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی میدانِ جنگ میں شاذونادر ہی آتے ہیں۔

۱۹ غرضیکہ یہ تمہارے معاملہ میں بڑی ہی تنگ دلی اور خود غرضی کا ثبوت دیتے ہیں۔ جب کبھی طوعاً و کرہاً میدانِ جنگ میں آتے بھی ہیں' تو تو نے دیکھا ہوگا کہ یہ تیری طرف بار بار عجیب انداز سے تکتے ہیں' اور ان کی آنکھیں دہشت اور حیرت سے' اس شخص کی طرح گردش کرتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ لیکن جب دشمنوں کا خوف جاتا رہتا ہے' اور تمہیں فتح حاصل ہو جاتی ہے' تو پھر یہ سب سے آگے ہوتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر اپنے کارنامے بیان کرتے ہیں۔ ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے۔ اور اپنے کارنامے منانے میں تمہارے خلاف طعن آمیز باتیں کرتے ہیں۔ (کہ یہ تو میدان چھوڑ کر بھاگ ہی چلے تھے۔ ہم نے دشمنوں کو پسپا کیا۔ یہ سب اس لئے کہ) مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت' سب کو پیچھے دھکیل کر انہیں آگے رکھا جائے۔

اس ٹائپ کے لوگ کبھی ایماندار نہیں ہو سکتے۔ میزانِ خداوندی میں ان کے منافقانہ اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ ان کا کیا کرایا سب رائگاں جاتا ہے۔ قانونِ خداوندی کے لئے ایسا کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں۔

۲۰ یہ باتیں تو اتنی بڑھ چڑھ کر کر رہے ہیں' لیکن خوف کے مارے ان کی حالت یہ ہے کہ اگرچہ دشمن کی فوجیں شکست کھا کر کبھی کی بھاگ چکی ہیں' لیکن انہیں ابھی تک یہی واہمہ ہے کہ وہ گئی نہیں۔ یہیں کہیں چھپی بیٹھی' حملے کی تیاری کر رہی ہیں۔ اگر وہ کبھی دوبارہ حملہ کر دیں تو یہ منافقین پھر سر پیٹنے لگ جائیں گے کہ اے کاش! یہ بھی صحرا کے بدوؤں کی طرح' کہیں دور دراز مقام پر جنگل میں ہوتے' اور وہیں سے بیٹھے تمہارے متعلق خبریں حاصل کیا کرتے کہ تمہیں فتح ہوئی ہے یا شکست۔ اور اگر یہ تمہارے ساتھ رہتے' تو بھی' ان میں سے بجز معدودے چند کوئی جنگ میں شریک نہ ہوتا۔

۲۱ (بہر حال' یہ تھا نقشہ جنگِ احزاب کے وقت' جب مصائب اور مشکلات اپنی انتہا تک

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ
قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ
رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾
لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

---

پہنچ چکی تھیں۔ باہر سے دشمن کی مخالفت سیلاب بلا کی طرح اُمنڈ کر آ رہی تھی۔ اور اندر سے منافقین کی فریب کاریاں اور حیلہ سازیاں قدم قدم پہ پریشانی کا موجب بن رہی تھیں۔ ناسازگار حالات کی اس شدت میں بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں لیکن تم نے دیکھا کہ اس طوفانِ بلاخیز میں تمہارا رسول کس طرح روشنی کے مینار کی طرح جم کر کھڑا تھا اور اس کے پائے استقامت میں کہیں ذراسی لغزش بھی آنے نہیں پائی تھی۔ (رسول کی یہ استقامت تمہارے پریشان قلوب کے لئے وجہ ہزار سکون واطمینان اور ہر اس شخص کیلئے بہترین نمونہ تھی (اور ہے) جو خدا کے قانون کی ہمہ گیری اور نتیجہ خیزی پر یقینِ کامل رکھے۔ مستقبل کی زندگی کی خوشگواریوں پر جس کی نگاہ ہو اور جو ہر وقت قانونِ خداوندی کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے۔ (۲۶۳)۔

۲۲ اسی کا اثر تھا کہ جب مومنین صادقین نے دشمن کے لشکر جرار کو دیکھا تو بجائے اس کے کہ ان پر خوف و ہراس طاری ہو وہ پکار اٹھے کہ ہاں! خدا اور اس کے رسول (نظامِ خداوندی) نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ اب ہر شخص دیکھ لے گا کہ وہ کس طرح حرفاً حرفاً سچ ہو کر تمہارے سامنے آتا ہے —— یعنی وہی لشکر جن سے منافقین پر موت کی غشی طاری ہو رہی تھی، مومنین کے لئے ایمان کے استحکام کا موجب بن گئے اور ان کے جذباتِ اطاعت شعاری میں مزید اضافہ ہو گیا۔

۲۳ یہ مومنین وہ مردِ میدان ہیں جو اپنے اس دعوے کو سچ کر دکھلانے ہیں جو انہوں نے اپنے خدا کے ساتھ کیا تھا (۹/۱۱۱)۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنی جان دے کر ایفائے عہد کر چکے ہیں۔ اور باقی اس انتظار میں ہیں کہ کب حکم ہو اور وہ سرفروشی کے لئے میدان میں جا پہنچیں۔ یہ وہ تمام مخلص بندے ہیں جنہوں نے اپنے عہد و پیمان میں ذراسی تبدیلی بھی نہیں کی۔

۲۴ اس طرح (جیسا کہ ۳۳/۸ میں کہا جا چکا ہے) سچوں کی صداقت نظامِ خداوندی کے قیام اور استحکام کے کام آتی ہے۔ اللہ کا قانونِ مکافات ان کے حسنِ عمل کے پورے پورے

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ
كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا ع ۳ ۱۹

---

نتائج سامنے لے آئے گا۔ اور منافقین کو ان کے کئے کی سزا دے گا۔ ہاں! اگر یہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہوں گے اور آیندہ کے لئے اصلاح کا وعدہ کریں گے، تو ان سے درگزر کیا جا سکے گا۔ اس لئے قانونِ خداوندی میں سزا سے حفاظت اور رحمت کی بھی گنجائش ہے۔

۲۵ چنانچہ اس طرح اللہ نے (جماعتِ مومنین کے ذریعے) کفار کے لشکرِ عظیم کو شکست دی۔ اور وہ اپنے تمام غیظ و غضب کو اپنے سینوں میں دبائے واپس چلے گئے۔ اس حملہ میں، اُن کے لئے کوئی بات بھی نفع مند ثابت نہ ہوئی۔ اور نتائج نے بتا دیا کہ جنگ کے معاملہ میں، مومنین کیلئے قانونِ خداوندی کس قدر کارساز ہے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ قانون کتنی بڑی قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے۔

۲۶ اور اہلِ کتاب (یہودِ مدینہ) میں سے جن لوگوں نے (اپنے معاہدہ کے علی الرغم) کفار کی مدد کی تھی، انہیں ان کے محکم قلعوں سے باہر نکال دیا گیا۔ اور ان کے دل میں تمہارا ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ تمہارے سامنے بھیڑ بکریوں کی طرح سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ چنانچہ تم نے ان میں سے بعض کو، (جو تمہارے مقابلہ میں میدانِ جنگ میں آ گئے تھے،) قتل کر دیا اور باقیوں کو قید کر لیا۔

۲۷ اس طرح اللہ نے تمہیں ان کی زمینوں کا۔ ان کے گھربار کا، اور ان کے مال و اسباب کا مالک بنا دیا۔ اسی طرح، خدا تمہیں ایسے ممالک کا بھی مالک بنا دے گا جن پر ابھی تک تمہارے پاؤں بھی نہیں پڑے۔

اس طرح قانونِ خداوندی کی رُو سے ہر بات اُس کے مقرر کردہ اندازوں اور پیمانوں کے مطابق ظہور پذیر ہوتی ہے۔ (اور یوں خدا کے وعدے پورے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ۲۴/۵۵)۔

۲۸ (لیکن جنگ اور فتوحات تو نظامِ خداوندی کے مخالفین کی مخالفت دور کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مقصود بالذات، افرادِ معاشرہ کی صحیح تعلیم و تربیت ہے جس سے یہ اس قابل ہو سکیں کہ دنیا میں عدل و مساوات قائم کریں۔ اس باب میں، عورتوں کی ذمہ داریاں، مردوں سے کچھ

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۲۸﴾ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ
أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿۳۰﴾

---

کم نہیں۔ اس لئے' اے رسول! جہاں تم نے مردوں سے وہ کچھ کہا ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے' وہاں عورتوں کی مناسب تربیت بھی کرنی ہوگی۔ اس تربیت کا آغاز' خود رسول کے اپنے گھر سے ہونا چاہیئے' جسے اس باب میں دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے)۔

اے رسول! تم سب سے پہلے اپنی بیویوں پر اس حقیقت کو واضح کر دو کہ اگر تمہیں میری رفاقت میں رہنا ہے تو تمہاری زندگی کا مقصد اس مشن کی تکمیل ہوگا جسے میں لے کر اٹھا ہوں لیکن) اگر تمہارے پیش نظر محض طبیعی زندگی کے مفاد' اور دنیاوی زیب و زینت کی زندگی بسر کرنا ہے' تو پھر ہماری زندگی باہمی رفاقت کی نہیں ہو سکتی (رفاقت' مقصد کی ہم آہنگی کا نام ہے۔ اگر مقصد ہی میں اشتراک نہیں' تو پھر رفاقت کیسی؟ یہ' لڑائیوں کی وجہ سے پیدا شدہ ہنگامی حالات میں تیرے ہاں آ گئی تھیں۔ اس وقت' اولیں مقصد' ان کی حفاظت اور پناہ دہی تھا۔ اب جبکہ حالات اعتدال پر آ چکے ہیں' انہیں اپنے سابقہ فیصلہ پر نظر ثانی کی اجازت ہونی چاہئے۔ بنا بریں' تم ان سے کہدو کہ میں تمہیں مجبور نہیں کرنا چاہتا کہ تم طوعاً و کرہاً میرے ساتھ رہو۔ اگر تمہاری منشاء الگ ہو جانے کی ہو تو) میں تمہیں ضروری سامان دیئے دیتا ہوں' اور نہایت عمدگی سے رخصت کر دیتا ہوں (۳۳/۲۸)۔ (تم یہ نہ سمجھ لینا کہ اب ایک مملکت حاصل ہو گئی ہے اس لئے تمہاری زندگی شاہانہ ٹھاٹھ کی ہوگی۔ مملکت کے ساتھ جو ذمہ داریاں آئی ہیں' ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہوگا کہ اس گھر کا معیار' مملکت کے غریب ترین فرد کی زندگی کا معیار ہو۔ اس لئے مجھے' اور میرے ساتھ میرے متعلقین کو غریبوں کی سی زندگی بسر کرنی ہوگی)۔

۲۹ اگر تم نظام خداوندی کے لئے زندگی وقف کر دینا چاہو' اور طبیعی زندگی کے قریبی مفاد پر مستقبل کی خوشگواریوں کو ترجیح دو' تو تم میں سے جو بھی اس طرح حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرے گا' خدا کا قانون مکافات' اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔

۳۰ رسول کے ہاں رہنے کی صورت میں یہ بھی سوچ لو کہ چونکہ تمہاری زندگی کو دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے' اس لئے تمہیں بہت ہی محتاط رہنا ہوگا۔ (مثلاً' تم میں سے اگر کسی سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہو گئی تو اسے دگنی سزا ملیگی ـــــ قانون خداوندی کی رو سے ایسا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہوگا۔

# بائیسواں پارہ

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا
تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا
تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا

---

۳۱ اسی طرح جس نے تم میں سے خدا اور اس کے رسول (نظامِ خداوندی) کی پوری پوری فرمانبرداری کی اور زندگی کو سنوارنے والے کام کئے تو اسے اس کا اجر بھی دُہرا ملے گا- اور عزت وتوقیر کے ساتھ سامانِ زیست عطا ہوگا-

۳۲ یہ اس لئے کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو (جن کے اعمال کا اثر اُن کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے- دوسرے اُن سے متاثر نہیں ہوتے- تمہاری زندگی کا اثر تو سارے معاشرے پر پڑے گا)- لہٰذا تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا- (مثلاً) اگر تمہیں کسی غیر محرم سے بات کرنی ہو تو اپنی آواز میں ایسی نرمی اور لوچ نہ پیدا ہونے دو کہ اُس سے ایسے شخص کے دل میں جو بُرے خیالات لئے ہو غلط آرزوئیں بیدار ہو جائیں- اُس سے قاعدے کے مطابق عمدہ انداز سے بات کرو-

۳۳ اور تم نہایت سنجیدگی اور وقار سے اپنے گھروں میں رہو- تم سے کوئی چھچھورے پن کی

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي
٤ ع ١ بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَ
الْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ
اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾

بات سرزد نہ ہو۔ اور جب تم باہر جاؤ' تو اپنی زینت کی نمود و نمائش نہ کرو' جیسا کہ قرآن سے پہلے عہد جاہلیت میں عورتیں کیا کرتی تھیں۔ اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جو مردوں کے جذبات میں اضطراب و تلاطم پیدا کرنے کا موجب بنے (۲۴/۳۰-۳۱) تم نظام صلوٰۃ کو قائم رکھو' اور تعلیم و تربیت کے ذریعے افراد معاشرہ کی انسانی صلاحیتوں کی نشوونما کا سامان کرو۔ اس مقصد کے لئے 'نظام خداوندی (خدا اور اس کے رسول) کی پوری پوری اطاعت کرو۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ نبی کا گھر' افراد معاشرہ کے لئے نمونہ بن جائے۔ اس لئے' اس گھر کے افراد میں' کسی قسم کی قلب و نظر کی آلودگی' اضطراب انگیز شکوک و شبہات' یا دوسری کوئی ایسی چیز نہیں رہنی چاہیئے جو ان کی نشوونما کے راستے میں حائل ہو —— یہ گھر پاکیزہ اور بلند زندگی کا نمونہ ہونا چاہیئے۔

۳۴ یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم اُن احکام اور مصالح کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو جو اُن قرآنی آیات میں مذکور ہیں جن کی تلاوت تمہارے ہاں ہوتی رہتی ہے۔ اور کوئی خفیف سے خفیف حرکت بھی ایسی نہ کرو جو ان احکام کے خلاف جائے' یا اُس غرض و غایت کے منافی ہو جس کے لئے یہ احکام دیئے گئے ہیں۔ خدا بڑا باریک بین' اور ہر ایک کے حالات سے باخبر ہے۔

۳۵ (اے رسول! تمہارے اہل خانہ کی اس قسم کی تعلیم و تربیت اس لئے ضروری ہے کہ ان کی زندگی' معاشرہ کی دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بن جائے۔ یاد رکھو! معاشرہ' مردوں اور عورتوں' دونوں پر مشتمل ہوتا ہے' اس لئے سفر زندگی میں' ان دونوں کو دوش بدوش چلنا چاہیئے۔ اگر ان میں سے ایک صنف پیچھے رہ جائے تو' زندگی کی گاڑی آگے نہیں چل سکتی۔ اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ' اُن طبیعی خصوصیات* کے علاوہ' جو افزائش و پرورش نسل

* BIOLOGICAL DIFFERENCES.

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ
يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِينًا ﴿۳۶﴾ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيٓ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

---

کے لئے مرد اور عورت میں الگ الگ رکھی گئی ہیں؛ اِن دونوں کی صلاحیتوں میں کوئی فرق نہیں)۔ بنابریں، اسلامی معاشرہ کے مردوں اور عورتوں، دونوں کی خصوصیات یہ ہونی چاہئیں کہ وہ:۔

(۱) قوانینِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوں۔

(۲) ان قوانین کی محض میکانکی طور پر اطاعت نہ کریں، بلکہ دل کی گہرائیوں میں ان کی صداقت اور نتیجہ خیزی پر ایمان رکھیں۔

(۳) اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کر کے، انہیں صرف وہاں صَرف کریں جہاں صَرف کرنے کا حکم قوانینِ خداوندی کی رو سے ملے۔

(۴) وہ عہد جو اُنہوں نے اپنے خدا سے باندھا ہے ($\frac{۹}{۱۱۱}$)، اسے سچ کر دکھائیں۔

(۵) مشکلات اور مصائب کے مقابلہ میں ثابت قدم اور مستقل مزاج رہیں۔

(۶) نوعِ انسان کی خدمت کے لئے شاخِ ثمردار کی طرح جھکے رہیں۔

(۷) اپنی ہر متاع کو، نظامِ خداوندی پر سے نچھاور کر دینے کے لئے تیار ہوں۔

(۸) قوانینِ خداوندی نے جہاں جہاں سے رُکنے کا حکم دیا ہے، وہاں سے رکیں۔ ان پر جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں، ان کا پورا پورا خیال رکھیں۔

(۹) اپنی عفت و عصمت کی پوری پوری حفاظت کریں۔

(۱۰) غرضیکہ زندگی کے ہر قدم پر، قوانینِ خداوندی کو اپنے سامنے رکھیں۔

یہ ہیں وہ لوگ جنہیں خدا کا قانونِ مکافات، زندگی کی ہر تباہی سے محفوظ رکھیگا اور انہیں، ان کی سعی و عمل کا اجرِ عظیم عطا کرے گا۔ اس باب میں، مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں۔ ($\frac{۳}{۱۹۴}$ ؛ $\frac{۴}{۱۲۴}$)۔

۳۶ (اے رسول! انہیں یہ بھی بتا دو کہ) جب کسی معاملہ میں خدا اور اس کا رسول (نظامِ خداوندی) کوئی فیصلہ دیدے، تو مومن مردوں اور عورتوں کو، اس میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا ($\frac{۴}{۶۵}$)۔ انہیں بطیبِ خاطر، اُس فیصلہ کا پابند رہنا ہوگا۔ جو اُس کی خلاف ورزی کرے، تو وہ، سیدھا راستہ چھوڑ کر، بہت ہی غلط راستے پر جا پڑے گا۔

۳۷ (لیکن اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ اطاعت، نظامِ خداوندی کی اطاعت ہے؛

أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿۳۷﴾

اگرچہ اس نظام کے فیصلے رسول کی طرف سے صادر ہوتے ہیں۔ اس سے رسول کی ذاتی اطاعت مقصود نہیں (۳۳/۳۶)۔ رسول کی ذاتی رائے یا مشورہ سے تمہیں اختلاف کا حق حاصل ہے۔ اس اختلاف کا نام "معصیت خدا و رسول" نہیں ہوگا۔ اس باب میں زید کا واقعہ ایک بیّن مثال ہے جسے اس نکتہ کی وضاحت کے لئے یہاں بیان کیا جاتا ہے)۔

زید پر اللہ کے بھی بہت سے احسانات تھے اور (اے رسول!) تیرے ذاتی احسانات بھی بہت تھے۔ تو اُس سے کہہ رہا تھا کہ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور اس طرح قانونِ خداوندی کی رو سے تمہارا جو رشتہ قائم ہوا ہے اس کی نگہداشت کرو۔ (اگر تمہیں کوئی چھوٹی موٹی شکایت ہے تو اس سے درگذر کرو۔ اور اگر کوئی گہرا اختلاف ہے تو اسے بیان کرو، اسے دل میں چھپائے رکھنے سے کچھ حاصل نہیں۔ اس لئے کہ اگر تم اُسے اس وقت چھپائے بھی رکھو گے تو (طلاق دینے کی صورت میں) قانونِ خداوندی کی رُو سے اُسے تمہیں ظاہر کرنا پڑے گا (یونہی طلاق تو نہیں دیدی جائے گی)۔ تم لوگوں سے مت ڈرو (کہ وہ کیا کہیں گے) ڈرنے کا حق تو صرف قانونِ خداوندی سے ہے کہ اُس کے خلاف کوئی بات نہ ہو جائے)۔

لیکن زید نے تیرے مشورے کو نہ مانا اور اپنی بیوی سے قطع تعلق کر لیا۔ اس کے بعد تم نے قانونِ خداوندی کے مطابق اس کی مطلقہ بیوی سے شادی کر لی (تاکہ اُسے اس حادثہ سے جو صدمہ پہنچا ہے اس کی تلافی ہو جائے)۔ ہم نے اِس باب میں واضح ہدایت نازل کر دی تھی جب کہا تھا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا (۳۳/۴)۔ (نکاح حقیقی بیٹے کی بیوی سے جائز نہیں۔ (۴/۲۳)۔ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ کا یہ عمل قانونِ خداوندی کے عین مطابق تھا۔

(اس واقعہ سے دو باتیں واضح ہو گئیں۔ ایک یہ کہ اطاعت انہی فیصلوں کی لازم ہے جنہیں رسول نظامِ خداوندی کی طرف سے نافذ کرے۔ اُس کے ذاتی مشورہ یا رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ادعیاء —— منہ بولے بیٹے —— حقیقی بیٹے

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ
قَدَرًا مَقْدُورًا ﴿۳۸﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
حَسِيبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا ﴿۴۰﴾

ع ۵ ۶ ۲

نہیں بن جاتے)۔

۳۸ جو بات قانون خداوندی نے جائز قرار دیدی ہو' اس کے کر لینے میں نبی کے لئے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ یہ قانون' اِس نبی کے لئے خصوصیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا۔ قانونِ خداوندی شروع سے ایسا ہی رہا ہے۔ اللہ کا قانون' اس کی مشیت کی رو سے مقررشدہ پیمانوں کے مطابق' بنتا ہے۔ (ہنگامی حوادث سے متاثر ہو کر نہیں بنا کرتا۔ اِسی لئے وہ غیر متبدّل اور ابدی ہوتا ہے)۔

۳۹ تم سے پہلے جتنے رسول گزرے ہیں' ان کے لئے بھی اِسی قسم کے قوانین خداوندی بھیجے گئے تھے۔ وہ صرف قوانین خداوندی (کی خلاف ورزی کے نتائج) سے ڈرتے تھے۔ لوگوں کی باتوں کا خیال نہیں کرتے تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ ہم اپنے اعمال کے لئے صرف خدا کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اور کسی کے سامنے نہیں۔ اور اُسی کو وہ اپنا نگران سمجھتے تھے۔

۴۰ (تم لوگوں کو' جو زیدؔ کی مطلقہ بیوی سے نکاح پر چہ میگوئیاں کرتے ہو' اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ) محمدؐ' تم میں سے کسی لڑکے کا باپ نہیں (اگر کسی کو محبت سے بیٹا کہہ دیا جائے تو وہ بیٹا نہیں بن جایا کرتا۔ نہ ہی یہ رسول اپنے خود ساختہ احکام وضع کرتا ہے) وہ خدا کے احکام تم تک پہنچاتا ہے (اور انہی احکام کی خود اطاعت کرتا ہے۔ یہ احکام ایسے ہیں جن میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ نہ اِس رسول کی زندگی میں۔ نہ اس کے بعد' کیونکہ اِس کے بعد) نبوت (یعنی خدا کی طرف سے وحی ملنے کا سلسلہ) ختم ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ اللہ کے لامحدود علم کی بنا پر ہوا (جو خوب جانتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ کب تک جاری رکھنا چاہیئے تھا' اور کب اُسے ختم کر دینا چاہئے۔ جو کچھ انسانوں کی راہ نمائی کیلئے دیا جانا مقصود تھا' وہ قرآن میں اپنی تکمیل تک پہنچ گیا۔ اور قرآن کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔ اس لئے' اس کے بعد نبوت کی ضرورت ہی نہ رہی)۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿۴۱﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَ
مَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ
سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿۴۴﴾ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۴۵﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ
بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿۴۶﴾

---

۴۱ (نبوّت تو ختم ہو گئی- باقی رہا فریضہ "رسالت" یعنی خدا کے احکام کو لوگوں تک پہنچانا اور ان کے مطابق ایک نظام قائم کرنا سو اسے امّتِ محمّدیہ کے سپرد کر دیا —— (۳/۱۰۹ ; ۳۵/۳۲)- سو اے جماعتِ مومنین! تمہارا فریضہ یہ ہے کہ تم قوانین خداوندی کو خود اپنے سامنے بھی رکھو اور ان کا چرچا بھی کرو-

۴۲ اور ان کی عملی تنفیذ کے لئے دن رات سرگرداں رہو (۴۸/۹)-

۴۳ اگر تم ایسا کرتے رہے تو قوانین خداوندی کی برکات' اور اس کی کائناتی قوتوں کی تائید و نصرت تمہارے ساتھ رہے گی (۳۳/۵۴)- ان کی طرف سے تم پر تبریک و تہنیت کے پھول برسیں گے- اس کا عملاً نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہیں' زندگی کی ہر قسم کی تاریکیوں سے نکال کر' جگمگاتی روشنی میں لے آئے گا (۱۴/۱ ; ۱۴/۵)- اور تمہاری تمام صلاحیتوں کی نشو و نما کرتا چلا جائے گا- (۲/۱۵۷—۱۵۵ ; ۹/۱۰۳)-

۴۴ (ان مومنین کی موجودہ زندگی بھی درخشندہ و تابناک ہوگی اور) اس کے بعد بھی جب وہ اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کریں گے' حقیقی زندگی اور سلامتی کی جانفزا اور روح پرور دعائیں ہر طرف سے ان کا استقبال کریں گی اور انہیں نہایت باعزت مقام عطا کیا جائیگا-

۴۵ اے نبی! ہم نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تو' وحیِ خداوندی کے مطابق' ایسا نظام قائم کر دے جو تمام انسانوں (اقوام عالم) کے اعمال کی نگرانی کرے (۲/۱۴۳) اور لوگوں کو بتا دے کہ اُس کے مطابق چلنے کا انجام کیسا خوشگوار ہوگا' اور اُس کی خلاف ورزی کے عواقب کس قدر تباہ کن ہوں گے-

۴۶ ہمارا یہ رسول' ہمارے ضابطہ کے مطابق' نوعِ انسان کو نظامِ خداوندی کی طرف دعوت دیتا ہے' اور انسانی زندگی کی تاریک راتوں میں' سورج کی طرح جگمگاتا ہے-

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ
تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

---

۴۷ اے رسول! تو اس ضابطۂ ہدایت پر ایمان رکھنے والوں کو خوشخبری دے کہ انہیں خدا کی طرف سے، بڑی خوش حالیاں اور فارغ البالیاں نصیب ہوں گی۔

۴۸ تو اس پیغام کو عام کرتا جا، اور مخالفین — کافرین اور منافقین — کی کوئی بات نہ مان۔ (ان سے مفاہمت کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں)۔ ان کی طرف سے تجھے جو ایذا میں پہنچیں ان کی پرواہ نہ کر۔ نظامِ خداوندی کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھ۔ تو دیکھے گا کہ اس نظام پر بھروسہ، کس قدر کافی و وافی ثابت ہوتا ہے۔

۴۹ (جیسا کہ کہا جا چکا ہے۔ اس معاشرہ میں، عورتوں نے بھی مردوں کے ساتھ کام کرنا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عائلی — مرد اور عورت کی گھریلو — زندگی کے متعلق نہایت واضح ہدایات اور احکام ان کے سامنے ہوں۔ اس سلسلہ میں بہت سے احکام پہلے بھی دیئے جا چکے ہیں۔ ۲/۲۲۸ — ۲۴۱ اب انہی کے تسلسل میں مزید احکام دیئے جاتے ہیں)۔

اے جماعتِ مومنین! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر انہیں (قانون کے مطابق) طلاق دیدو، قبل اس کے کہ تم نے انہیں چھوا ہو، تو تمہارے لئے ضروری نہیں کہ تم ان کی عدت کا شمار کرو جس میں اُن کا نان نفقہ تمہارے ذمہ ہوتا ہے اور جس میں وہ دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتیں۔ تم انہیں مناسب سامان دے کر نہایت خوشگوار انداز سے رخصت کر دو۔ (نکاح ایک معاہدہ ہے۔ جب دیکھا جائے کہ وہ معاہدہ نبھ نہیں سکتا تو قاعدے اور قانون کے مطابق اسے فسخ کر دیا جائے۔ اس میں تلخی پیدا ہونے کی کونسی بات ہے؟ ۲/۲۲۸ — ۲۳۶؛ ۶۵/۱ — ۴)۔

۵۰ اے نبی! تیرے لئے تیری وہ بیویاں حلال ہیں جن کے مہر ادا کر کے، تو نے ان سے نکاح کیا ہے۔ نیز وہ عورتیں جو کفار کی طرف سے لوٹ کر تمہاری طرف آئی ہیں (۶۰/۱۰)۔ نیز تیرے

إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ
عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ
اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَ
اللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ﴿٥١﴾

چچا کی بیٹیاں - اور پھوپی کی بیٹیاں - اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں' جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے - اور وہ مومن عورت بھی جو بلا مہر طلب کئے' تیرے نکاح میں آجانا چاہے' اور تو بھی اس سے نکاح کرنا پسند کرے - یہ دونوں احکام (کہ عم زادہ وغیرہ کے سلسلہ میں صرف وہ جو ہجرت کر کے آئیں' اور نکاح بلا مہر) صرف تیرے لئے مخصوص ہیں - عام مومنین کے لئے نہیں - عام مومنین کے لئے' ان کی بیویوں' اور لونڈیوں کے ضمن میں جو ان کے معاشرہ میں پہلے سے موجود تھیں' جو احکام دیئے جا چکے ہیں' ان کا ہمیں علم ہے - (وہ قرآن میں' دیگر مقامات پر موجود ہیں) - یہ تیرے لئے خصوصی احکام اس لئے دیئے گئے ہیں' تاکہ تجھے معاملات کے سلجھانے میں دقت نہ ہو —— ضابطہ خداوندی میں اس قسم کے خصوصی احکام کی گنجائش اس لئے رکھی گئی ہے تاکہ ان سے' معاشرہ کی حفاظت ہو جائے' اور افراد کی نشو و نما میں فرق نہ آئے - یہ خدا کی عین مرحمت ہے -

۵۱ (اس کے ساتھ ہی اے نبی! تجھ پر کچھ خاص پابندیاں بھی عائد کی جاتی ہیں' جو عام مومنین پر عائد نہیں کی گئیں) -

پہلے کہا جا چکا ہے کہ اب' جبکہ معاشرہ کے ہنگامی حالات باقی نہیں رہے' تو اپنی بیویوں کو اجازت دیدے کہ جو تیرے ساتھ رہ کر تیرے جیسی عسرت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں' وہ تیری زوجیت میں رہیں - جو ایسا نہیں چاہتیں' انہیں حسن کارانہ انداز سے الگ کر دے - (۳۳/۲۸) -
جب انہیں اسکا اختیار دیا گیا ہے' تو تجھے بھی اس کا اختیار دیا جاتا ہے کہ ان میں سے جس کے متعلق تو سمجھتا ہے کہ وہ تمہاری صحیح رفیقہ حیات بن کر رہ سکتی ہے' اسے رکھ لے - جو ایسا نہیں کر سکتی' اسے الگ کر دے - (یہ' لڑائیوں کی وجہ سے پیدا شدہ ہنگامی حالات میں تیرے ہاں آئی تھیں - اس وقت اولیں مقصد ان کی حفاظت اور پناہ دہی تھی - اب جبکہ

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعۡدُ وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَکَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتۡ
۶ ع ۳ یَمِیۡنُکَ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ﴿۵۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ
یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نٰظِرِیۡنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰکِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَ لَا
مُسۡتَاۡنِسِیۡنَ لِحَدِیۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ یُؤۡذِی النَّبِیَّ فَیَسۡتَحۡیٖ مِنۡکُمۡ ۫ وَ اللّٰهُ لَا یَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ ؕ وَ
اِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِکُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِکُمۡ وَ قُلُوۡبِهِنَّ ؕ وَ مَا کَانَ

---

حالات اعتدال پر آگئے ہیں' ان امور پر نظرثانی کر لینی چاہیئے اور اپنے اپنے حالات کی روشنی میں مستقبل کا فیصلہ کرنا چاہیئے)۔

اگر تو ان میں سے کسی سے الگ ہو جائے اور دیکھے کہ تجھ سے علیحدہ ہونے کے بعد وہ افسردہ خاطر ہو رہی ہے' اور تمہارے ہاں آجانا اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوگا' تو تمہیں اس کی بھی اجازت ہے کہ اسے دوبارہ اپنے حلقۂ زوجیت میں لے آؤ' بشرطیکہ وہ اس پر رضامند ہوں جو تو انہیں دے (اور انہیں اس کی شکایت نہ ہو کہ نبی کے گھر میں رہ کر ہمیں یہ نہیں ملتا۔ اور وہ نہیں ملتا)۔ یہ باتیں اس لئے واضح کر دی گئی ہیں کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا کیا خیالات آسکتے ہیں۔ اللہ ہر بات کا علم رکھتا ہے اور اس کا ہر فیصلہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

۵۲ اس کے بعد تمہارے لئے کسی نئی عورت سے شادی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ نہ ہی یہ کہ ان بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی اور عورت سے نکاح کر لے' خواہ اس کی خوبیاں تمہیں کتنی ہی اچھی کیوں نہ لگیں۔ اب تیری بیویاں وہی رہیں گی جو تیری بیویاں بن چکیں۔

(یہ پابندی خاص تیرے لئے ہے۔ دوسرے مسلمانوں کے لئے نہیں)۔ یاد رکھو! خدا کا قانون تمام امور کی نگہداشت کرتا ہے۔

۵۳ اسی سلسلہ میں' جماعتِ مومنین کے لئے معاشرتی آداب سے متعلق کچھ ہدایات بھی ضروری ہیں۔ پہلی بات یہ کہ تم یونہی بن بلائے اور بغیر اجازت لئے' رسول کے گھر نہ چلے جایا کرو۔ اس سے اس کی پرائیویسی میں خلل آتا ہے۔ اگر وہ تمہیں کھانے کے لئے بلائے تو اس کے ہاں جاؤ' لیکن وہ بھی اس طرح نہیں کہ تم کھانا پکنے سے پہلے ہی وہاں جا بیٹھو' اور

لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ

اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

کھانے کا انتظار کرتے رہو۔ جب کھانا تیار ہو جائے' اور وہ تمہیں بلائے' تو پھر اندر جاؤ۔ اور جب کھانا کھا چکو تو وہاں سے چلے آؤ۔ وہیں بیٹھے باتوں میں نہ لگ جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اُسے تکلیف ہوگی' لیکن وہ تمہیں' شرم کی وجہ سے' کہیگا نہیں۔ لیکن اللہ تو حق بات کہنے سے نہیں شرماتا (اس لئے اُس نے یہ بات صاف صاف کہدی ہے)۔

اور اگر تمہیں نبی کے گھر سے کوئی چیز لینی ہو تو اس کے لئے بھی یونہی بے محابا' اندر نہ چلے جایا کرو۔ قاعدے کے مطابق' پردے کے باہر سے' اسے مانگا کرو۔ یہ تمہارے لئے' اور رسول کے اہل خانہ' دونوں' کے لئے' پاکیزگیِ قلب کا باعث ہے۔ تمہارے لئے قطعاً جائز نہیں کہ تم کوئی ایسی بات کرو جو رسول کے لئے اذیت رساں ہو۔

پہلے کہا جا چکا ہے کہ رسول کی بیویاں' مومنین کے لئے بمنزلہ ماں کے ہیں (۳۳/۶)۔ یہ یونہی رسمی عزت و احترام کے طور پر نہیں کہا گیا۔ ان سے اسی طرح تمہارا نکاح حرام ہے جس طرح حقیقی ماؤں سے۔ اس لئے' تم' رسول کی وفات کے بعد بھی ان سے نکاح مت کرو۔

معاشرتی امور کی یہ باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں' لیکن ان کا اثر بڑا دور رس ہے' اس لئے' قانون خداوندی کی رو سے' ان کی بڑی اہمیت ہے۔

۵۴ (ان معاشرتی آداب میں بھی اس بات کا خیال رکھو کہ ان سے مقصود تمہارے قلب و نگاہ کی تربیت ہے' اس لئے انہیں' یونہی' دکھاوے کے لئے' رسماً ادا نہ کر دیا کرو' بلکہ دل کے جھکاؤ کے ساتھ ضبطِ خویش کے لئے ان کی پابندی کرو۔ یاد رکھو) جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو' اور جو کچھ تمہارے دل میں ہوتا ہے' اللہ پر سب روشن ہے۔ اس سے کوئی شے چھپی نہیں رہتی۔

۵۵ دوسری طرف' رسول کی بیویوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اُن آدابِ معاشرت کو ملحوظ رکھیں جن کا حکم انہیں' اور عام مومن عورتوں کو' دیا گیا ہے۔ یعنی وہ اپنی زینت کو

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ
الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ
يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا ع ۷ ۴
النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ

---

نمایاں نہ کیا کریں۔ ہاں' اگر وہ اپنے باپ۔ بیٹوں۔ بھائیوں۔ بھتیجوں۔ بھانجوں کے سامنے ایسا کرلیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یا اپنے ملازموں کے سامنے — خواہ وہ لڑکے ہوں یا عورتیں۔ ان کے لئے بہرحال' قوانین خداوندی کی نگہداشت ضروری ہے۔ انہیں اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ قانون خداوندی کی نگاہ ہر (چھوٹی بڑی) بات پر رہتی ہے۔ (اس کی مصلحت ۲۴/۳۱ میں بیان کی جاچکی ہے)۔

۵۶ (یہ قوانین وضوابط اس لئے دیئے گئے ہیں کہ تمہارا معاشرہ' مثالی معاشرہ بن جائے' اور نوع انسان کے لئے نمونہ۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے' ان قوانین کی اطاعت سے' تمہیں خدا کی نصرت اور اس کی کائناتی قوتوں کی تائید حاصل رہے گی۔ ۳۳/۴۳)۔ یہی تائید ونصرت' تمہارے نظام کی مرکزی شخصیت' خود رسول' کو بھی حاصل ہے۔

لیکن تم اس اطمینان میں نہ رہو کہ جب خدا اور اس کے ملائکہ کی تائید ونصرت تمہارے رسول کے ساتھ شامل ہے' تو تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے عمل پیہم سے' رسول کے مشن کی تقویت کا موجب اور اس کے دست وبازو بنو۔ اس کے پروگرام کو تکمیل تک پہنچاؤ۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ دل کے جھکاؤ کے ساتھ' اس کی پوری پوری اطاعت کرو (۳۳/۴۳؛ ۷/۱۵۷؛ ۴/۶۵)۔

۵۷ اس کے برخلاف' جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (یعنی نظام خداوندی) کے لئے کسی تکلیف یا ضعف کا موجب بنتے ہیں' وہ دنیاوی زندگی کی خوشگواریوں سے بھی محروم رہتے ہیں' اور آخرت کی سرفرازیوں سے بھی۔ وہ ذلت آمیز تباہی کے عذاب میں ماخوذ ہوں گے۔

۵۸ اور یہ بات صرف' اس نظام خداوندی کی مرکزی شخصیت تک ہی محدود نہیں۔ جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے' ایذا رسانی کا موجب بنتے ہیں' اور اُن پر ناکردہ گناہوں کا الزام دھرتے ہیں' تو وہ بہت بڑے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں (انہیں بھی اس کی سزا مل کر رہے گی)۔

۵۹ اے نبی! تو اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے۔ اور مومنوں کی عورتوں سے کہدے کہ

أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٠﴾
مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ

وہ باہر نکلیں تو اپنے کپڑوں کے اوپر ایسا کشادہ سا کپڑا پہن لیا کریں جس سے زینت نمایاں نہ ہو (۲۴/۳۱)۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ وہ پہچانی جا سکیں (کہ شریف بیبیاں جا رہی ہیں) اور کوئی بدقماش انہیں تنگ نہ کرے۔ یہ چیز ان کے لئے قانون خداوندی کی رُو سے حفاظت اور تربیت کا موجب بن جائے گی۔

٦٠ تم اتنی احتیاط برتو۔ اگر اس کے بعد بھی منافقین یعنی وہ لوگ جن کے دل میں خباثتیں بھری ہوئی ہیں، اور وہ فتنہ پرور جن کا کام ہی معاشرہ میں شرانگیز خبریں پھیلانا ہے، اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے، تو پھر ان کے خلاف قوت کا استعمال کرنا پڑے گا۔ اس سے یہ لوگ کچھ عرصہ بعد یہاں سے دور ہو جائیں گے۔

٦١ اور اُن تمام مراعات سے محروم کر دیئے جائیں گے (جو انہیں اسلامی مملکت کے شہری ہونے کی حیثیت سے حاصل ہیں)۔ اگر یہ اس پر بھی اپنی سرکشی سے باز نہیں آئیں گے، تو جہاں کہیں بھی ہوں گے، انہیں گرفتار کیا جائے گا، اور سختی سے قتل کیا جائے گا۔

٦٢ ایسے لوگوں سے اس قسم کا سلوک کوئی نئی بات نہیں۔ خدا کا قانون شروع ہی سے ایسا چلا آ رہا ہے (کہ شریفوں کو تنگ کرنے والے، اور معاشرہ میں فساد برپا کرنیوالے اگر اپنی نازیبا حرکتوں سے باز نہ آئیں، تو انہیں سخت سزا دی جائے)۔ اور تو، خدا کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں پائے گا۔

٦٣ اس پر (یہ منافقین اور فتنہ پرداز) پوچھتے ہیں کہ (جس انقلابی دور کے متعلق تم کہتے ہو کہ اس میں شریر النفس، بدقماش لوگوں کو ایسی سزا ملے گی) وہ دور کب آئیگا؟ ان سے کہو کہ اُس کے ظہور کے ٹھیک وقت کے متعلق خدا ہی جانتا ہے (میں نہیں بتا سکتا)۔

اے پوچھنے والے! تجھے کیا معلوم کہ وہ انقلابی دور تیرے سر پر ہی کھڑا ہو؟

السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ
لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا
الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ
مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا ۸ ع ۵
قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾

---

**۶۴** اس لئے کہ یہ مخالفین رفتہ رفتہ، اُس مقام تک آپہنچے ہیں جہاں انہیں زندگی کی خوشگواریوں سے محروم کردیا جائے۔ ان کے لئے، ان کے اعمال نے، بڑا تباہ کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

**۶۵** ایسا عذاب جس سے یہ کبھی نکل نہیں سکیں گے (نہ اِس دنیا میں، نہ اس کے بعد)۔ نہ ان کا کوئی کارساز و چارہ کار ہوگا۔ نہ کوئی معین و مددگار۔

**۶۶** اُس وقت ان کی حالت یہ ہوگی کہ یہ اُس تباہی کی آگ میں اوندھے منہ جھونک دیئے جائیں گے، اور یہ، بصد حسرت و یاس کہیں گے کہ اے کاش! ہم بھی اللہ اور رسول (نظامِ خداوندی) کی اطاعت کرتے (تو ہماری آج یہ حالت نہ ہوتی)۔

**۶۷** اُس وقت ان کے عوام کہیں گے کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! ہم نے اپنے ان لیڈروں کی، جو ہم میں بڑے بنے ہوئے تھے، اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں زندگی کے صحیح راستے سے بہکا دیا۔

**۶۸** لہٰذا، اے ہمارے پروردگار! تو انہیں دُہری سزا دے اور انہیں زندگی کی خوشگواریوں سے اس طرح محروم رکھ کہ ان تک کچھ بھی پہنچنے نہ پائے۔ (۱۴/۲۸ ؛ ۱۶/۲۵ ؛ ۳۴/۳۱—۳۳)۔

**۶۹** لیکن اے جماعتِ مومنین! (یہ انقلاب اُس صورت میں برپا ہو سکے گا کہ تمہارا معاشرہ صحیح خطوط پر متشکل ہو جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے رسول کی پوری پوری اطاعت کرو، اور) اسے اس طرح تنگ نہ کرو (۳۳/۵) جس طرح، بنی اسرائیل قدم قدم پر اپنے رسول (موسیٰ) کو تنگ کرتے تھے۔ (اس کی تفاصیل مختلف مقامات پر آچکی ہیں، بالخصوص سورۂ بقرہ میں)۔ نتیجہ اسکا یہ نکلا کہ جہاں تک موسیٰ کا تعلق تھا، اُس کا تو اس سے کچھ نہ بگڑا، اس لئے کہ خدا کے ہاں اُس کا مقام بہت بلند تھا (لیکن بنی اسرائیل سے ممکن

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ
الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ

فی الارض کا جو وعدہ کیا گیا تھا' اس کے پورا ہونے کا وقت بہت پیچھے جا پڑا' اور اس تمام مدت میں وہ تباہ حال' حیران و سرگرداں پھرتے رہے (۵/۲۶)۔

۷۰ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ہمیشہ قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو' اور جو بات کرو' محکم اور استوار کرو۔

۷۱ ایسا کرو گے تو وہ تمہارے سب کام سنوار دے گا' اور تمہاری بھول چوک' یا چھوٹی موٹی لغزشوں کے مضر اثرات سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ (۳۲/۵۳ ; ۳۲/۲۲ ; ۳۱/۱۴)۔ یاد رکھو! جو قوم بھی اللہ اور اس کے رسول (نظامِ خداوندی) کی اطاعت کریگی' اسے عظیم الشان کامرانیاں نصیب ہوں گی۔

(تم بھی جب تک ایسا کرتے رہو گے' کامیابیاں تمہارے پاؤں چومیں گی۔ جب تم اس میں خیانت کرو گے' تو تم سے یہ برکات چھن جائیں گی۔ یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان کی کیفیت' اشیائے کائنات کی سی نہیں ہے)۔

۷۲ تم اشیائے کائنات پر غور کرو۔ یہ بڑے بڑے اجرام سماوی۔ خود تمہارا کرۂ ارضی۔ اور اس پر جمے ہوئے اتنے اتنے بڑے پہاڑ (وغیرہ) ان کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے ذمے جو فرائض عائد کئے گئے ہیں' یہ سب' ان کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ کوئی اس میں ذرا سی خیانت نہیں کرتا۔ وہ اس کے تصور تک سے ڈرتے ہیں۔ لیکن انسان کی یہ حالت ہے کہ جو فرائض اس کے ذمے عائد کئے جاتے ہیں' یہ ان کی بجا آوری میں خیانت کرتا ہے' حالانکہ ایسا کرنے میں کسی اور کا کچھ نہیں بگڑتا۔ خود اسی کا نقصان ہوتا ہے ——— یہ اس کی کتنی بڑی جہالت ہے جس کی وجہ سے یہ خود اپنے آپ پر اس قدر زیادتی کرتا ہے (اگر یہ بھی اشیائے کائنات کی طرح' لیکن بطیب خاطر' وحی کے مقرر کردہ راستے پر چلتا جاتا' تو اسے کسی قسم کا نقصان نہ ہو)۔

۷۳ (یہاں پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ انسان کو بھی' دیگر اشیائے کائنات کی طرح' ایسا کیوں

اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۷۳﴾

۹ ع ۵ ۶

نہ پیدا کر دیا گیا کہ یہ خود بخود وحی کا اتباع کرتا جائے۔ اس کا جواب واضح ہے۔ جیسا کہ متعدد مقامات پر بتایا جا چکا ہے، اگر انسان کو بھی مجبور پیدا کر دیا جاتا تو اس میں، اور حیوانات میں کوئی فرق نہ رہتا۔ انسان کو صاحبِ اختیار و ارادہ پیدا کیا گیا ہے تاکہ یہ اپنی مرضی سے جو راستہ چاہے اختیار کرے۔ نیکی وہی نیکی ہے جسے انسان اپنے اختیار و ارادہ سے کرے نہ مجبوری کی نیکی، نیکی ہوتی ہے۔ نہ مجبوری کی بدی، بدی۔ اس کے صاحبِ اختیار و ارادہ ہونے میں ہی شرفِ انسانیت کا راز پنہاں ہے۔ اور اسی سے یہ اپنے اعمال کا ذمہ دار قرار پاتا ہے۔ اور یہی وہ ذمہ داری ہے جس کی بنا پر منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو ان کے غلط اعمال کی سزا ملتی ہے اور مومن مردوں اور عورتوں پر انعاماتِ خداوندی کا سحابِ کرم جھوم کر آتا ہے۔ ہاں! ان سے اگر سہو و خطا سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اس کے مضر اثرات سے ان کی حفاظت کر دی جاتی ہے۔ اس طرح ان کی ذات کی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی چلی جاتی ہے۔ (یہ بات اسی صورت میں ممکن تھی کہ انسان صاحبِ اختیار و ارادہ ہوتا)۔

# سورۃ سبا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ
وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ

---

**۱** کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے وہ خدا کے تخلیقی پروگرام میں سرگرم عمل ہے اور حسن و خوبی کے اعتبار سے اس کی حمد و ستائش کا زندہ پیکر۔ اور جب اس پورے سلسلۂ کائنات کے مجموعی پروگرام کے آخری نتائج پر غور کیا جائے تو وہ بھی اس کی حمد و ستائش کا آئینہ دار نظر آئے گا۔ اس لئے کہ اس کی ہر اسکیم حکمت پر مبنی ہے اور جو کچھ یہاں ہو رہا ہے، وہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

**۲** اُسے اچھی طرح معلوم ہے کہ زمین میں کیا داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد اس میں سے کیا بن کر نکلتا ہے۔ فضا کی بلندیوں سے کیا کچھ نیچے آتا ہے اور کیا کچھ اوپر چڑھتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ یہاں کی ہر شے کی نشو و نما ہوتی چلی جائے اور وہ تباہ کن عناصر کے اثرات سے محفوظ رہے۔

**۳** اس کے باوجود یہ لوگ جو ہمارے قانون مکافات سے انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جس انقلاب کی تم دھمکی دیتے ہو وہ ہم پر نہیں آئے گا۔ ان سے کہدو کہ وہ آئے گا اور بالضرور

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ
لَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۷﴾

آئے گا۔ اس حقیقت پر میرا وہ پروردگار شاہد ہے جو ہونے والے واقعات تک کا اچھی طرح علم رکھتا ہے۔ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کسی کا کوئی عمل ہو —— خواہ وہ ایک ذرّے کے برابر یا اس سے بڑا یا چھوٹا ہی کیوں نہ ہو —— اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ خدا کے قانون مکافات کے رجسٹر میں، جو ہر دیدۂ بینا کے سامنے کھلا ہے، اس کا اندراج ہو جاتا ہے۔

۴ تاکہ جو لوگ ہمارے قانون کی صداقت پر ایمان لا کر، صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، انہیں ان کے اعمال کا بدلہ مل جائے —— یعنی تمام تخریبی عناصر کے مضر اثرات سے سامانِ حفاظت، اور آبرومندانہ رزق کی فراوانی۔

۵ ان کے برعکس، جو لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے قوانین کو شکست دے کر، ان کے خلاف، اپنی مرضی کے مطابق نتائج مرتب کرلیں (وہ اپنی اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے)۔ یہ اپنی غلط روش کی وجہ سے تباہیوں اور بربادیوں کے ایسے الم انگیز عذاب میں مبتلا ہوں گے، جو ان کے لئے اضطرابِ پیہم کا موجب ہوگا۔

۶ جو لوگ علم و بصیرت سے کام لیتے ہیں، وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تیری طرف نازل ہوا ہے وہ ٹھوس تعمیری نتائج کا حامل، اور حقیقتِ ثابتہ ہے۔ اور کاروانِ انسانیت کی اُس منزل کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جو خدائے عزیز و حمید کی متعین کردہ ہے —— یعنی اُس خدا کی جو ایک طرف انتہائی غلبہ اور قوت کا مالک ہے، اور دوسری طرف، اس کا پروگرام ایسے حسین اور خوشگوار نتائج پیدا کرتا ہے جسے دیکھ کر ہر چشمِ حقیقت بیں پیکرِ حمد و ستائش بن جاتی ہے۔

۷ لیکن ان کے برعکس، جو لوگ علم و بصیرت سے کام نہیں لیتے اور محض اسلاف کی تقلید

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ
الْبَعِيدِ ﴿٨﴾ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ
الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ ع ۱ ۷
مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾

اور تعصب کی بنا پر ہمارے قانونِ مکافات سے انکار کئے جاتے ہیں' ان کی دنائت کا یہ عالم ہے کہ وہ ازرہِ تمسخر' ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ آؤ! تمہیں ایک ایسا آدمی بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب مرنے کے بعد تم ریزہ ریزہ ہو کر پراگندہ ہو جاؤ گے' تو تمہیں' پھر نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا۔

۸ اور کہتا ہے کہ یہ کچھ اسے اللہ نے بتایا ہے! ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یا تو یہ شخص' جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے۔ یعنی اپنے جی سے باتیں گھڑتا ہے اور انہیں خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اور یا اس کا دماغ چل گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں رکھتے' وہ بڑے ہی غلط راستے پر چلتے ہیں' جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ ہو نہیں سکتا۔

۹ کیا یہ لوگ' اپنے گرد و پیش' خارجی کائنات پر غور نہیں کرتے (کہ اس میں موت اور حیاتِ نو کا سلسلہ کس طرح جاری و ساری ہے؟ کس طرح' ایک دانہ خاک میں مل کر ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد' حیاتِ تازہ حاصل کرتا اور ایک نیا لبادہ اوڑھ کر' نمودار ہو جاتا ہے۔ یا یہ خود انسان کی زندگی کی تاریخ پر غور کریں اور دیکھیں کہ یہ کس طرح' چاروں طرف سے تباہ کن عناصر میں گھرے ہوتے ہونے کے باوجود' زندہ اور پائندہ آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے' حالانکہ) زمین میں' زلزلے کا ایک مہیب جھٹکا۔ یا آسمان سے شہابِ ثاقب (ٹوٹنے والے تاروں) کا ایک عالمگیر چھینٹا' اس کی نسل کو ختم کر دینے کے لئے کافی تھا۔ ان بصائر میں' ان لوگوں کے لئے جو حقیقت کی طرف رجوع کرنے کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہوں' صداقت تک پہنچ جانے کی بہت بڑی نشانی ہے۔

۱۰ (جس قسم کی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں' اسی قسم کی باتیں قومِ سبا کے لوگ بھی کیا کرتے تھے۔ وہ بھی سامانِ زیست کی فراوانی۔ تجارت کی وسعت اور اپنے جتھہ کی کثرت

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا
شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ یَّزِغْ
مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۱۲﴾ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ

---

بڑے نازاں تھے' اور قانون مکافات کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اب سنو کہ ان کا انجام کیا ہوا؟ لیکن اس سے پہلے' ان کے ہم عصر پیغمبر داؤدؑ اور سلیمانؑ کا مختصر سا تذکرہ بھی ضروری ہے)۔

ہم نے داؤدؑ کو بڑی قوتوں اور فضیلتوں سے نوازا تھا۔ اس کی مملکت میں بڑے بڑے سرکش سردار' اور قبیلہ طیر کے اکابر تھے جن سے گھوڑوں کے رسالے ترتیب پاتے تھے۔ (۲۱/۷۹ ؛ ۲۷/۱۵-۱۶)۔ ہم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ وہ سب' داؤدؑ کے ساتھ مل کر ہمارے قوانین کی اطاعت کریں۔

۱۱ اس نے ہمارے قانون کے مطابق اسلحہ سازی کے کارخانے بنا رکھے تھے' جہاں لوہے کو گلا کر زرہیں تیار کی جاتی تھیں' اور ان کی کڑیاں ٹھیک ٹھیک انداز سے جوڑی جاتی تھیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم نے ان تمام لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ یہ سب سامانِ جنگ' انسانوں کے کام سنوارنے کے لئے استعمال میں آنا چاہیئے' نہ کہ دنیا میں فساد برپا کرنے کے لئے۔ انہیں ہم نے اچھی طرح بتا دیا تھا کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس پر ہماری نگاہ ہے۔

۱۲ (اسی طرح' اس کے بیٹے سلیمانؑ' کو بھی ہم نے بڑی قوتوں اور فضیلتوں کا مالک بنایا تھا۔ اس کی کشتیاں (بحری بیڑہ) سمندروں میں چلتی تھیں)۔ اس سلسلہ میں اُسے' ہواؤں کے رُخ کا ایسا علم حاصل تھا کہ اُس کی کشتیاں' (ایک دن' بلکہ) دن کے اولیں حصہ میں اتنا سفر طے کر لیتیں' جتنا سفر دوسری کشتیاں مہینہ بھر میں طے کرتیں۔ اور اتنا ہی سفر دن کے دوسرے حصے میں۔ اور ہم نے اُس کے لئے تانبے (معدنیات) کا چشمہ بہا دیا تھا۔ اور وحشی قبائل اس کے تابع فرمان تھے' جو اُس کے نشوونما دینے والے کے قانون کے مطابق' اُس کے زیرِ ہدایت کام کرتے تھے۔ (۲۱/۸۲ ؛ ۳۸/۳۷)۔ ان میں سے اگر کوئی سرکشی اختیار کرتا' تو ہمارے قانون کے مطابق' اسے سخت سزا ملتی تھی۔

۱۳ وہ' اُس کے پروگرام کے مطابق' بڑے بڑے قلعے' محلات اور ہیکل تعمیر کرتے۔ بڑے (نادر) مجسمے تراشتے اور تصاویر بناتے۔ اور اتنے اتنے بڑے لگن تیار کرتے' جیسے حوض ہوں۔ اور زمین میں گڑی ہوئی دیگیں۔

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا
عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ
يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

ہم نے آلِ داؤدؑ سے کہہ رکھا تھا کہ ہم نے انہیں حصولِ نعمت کے جس قدر اسباب اور سامان عطا کر رکھے ہیں' ان سے صحیح صحیح فائدہ اٹھاؤ اور انہیں ہمارے قانون کے مطابق صرف میں لاؤ۔ (انہیں اس کی تاکید کرنے کی اس لئے ضرورت پڑی تھی کہ لوگوں میں سے بہت کم ایسے ہیں جنہیں اگر قوت اور سامانِ زیست کی فراوانی حاصل ہو تو وہ ان چیزوں کو صحیح مصرف میں لائیں۔ (چنانچہ سلیمانؑ کے بعد' ایسا ہی ہوا)۔

۱۴ اس کی موت کے بعد اُس کا بیٹا' اس کا جانشین ہوا۔ لیکن وہ اپنے باپ' دادا کی طرح نہ تھا۔ وہ محض ایک انسان نما حیوان تھا۔ بس' آب و گل کا ایک متحرک پیکر (۳۸/۳۴)، چنانچہ اُس کے ہاتھوں' شوکتِ داؤدی اور سطوتِ سلیمانی' سب ختم ہو گئی (بنی اسرائیل کے دس قبائل اُس سے سرکش ہو گئے[1]) چنانچہ جب اُن وحشی قبائل نے' جو سلیمانؑ کے عہد میں اس طرح اطاعت شعار اور فرمانپذیر تھے' اس صورتِ حالات کو دیکھا تو وہ بھی سرکش ہو گئے' اور انہیں افسوس ہوا کہ وہ اپنے پرانے خیال کے مطابق' اتنا عرصہ کیوں یونہی' اس جسدِ بے جان کی غلامی کرتے رہے۔ اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس حکومت کا اب صرف نام ہی باقی ہے' اور اُس کے پیچھے قوت کچھ نہیں رہی' تو وہ اتنا عرصہ اس ذلت آمیز عذاب میں کیوں مبتلا رہتے؟

۱۵ اس تمہیدی تعارف کے بعد' قومِ سبا کی طرف آؤ۔ وہ قوم ایک وادی میں آباد تھی جس کے دونوں طرف زمین اس قدر سرسبز و شاداب تھی گویا دو باغ ہیں جو دائیں' بائیں برابر چلے جا رہے ہیں۔ ان کی آبادی کی یہ نشانی دور دور تک مشہور تھی۔ ان کے شہروں کی آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی۔ (پہاڑوں میں بند بنے ہوئے تھے جو پانی کو روک کر آبپاشی کا کام دیتے تھے' غرضیکہ

[1] توراۃ۔ سلاطین (۱)

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَىْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن
سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٦﴾ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى
الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿١٨﴾

اُس زمانے میں معیشت کے سب سامان انہیں میسر تھے)۔ ہم نے ان سے کہا تھا کہ تم اس رزق فراواں سے' جو تمہیں فطرت کی طرف سے یوں بلا مزد و معاوضہ ملا ہے خوب کھاؤ پیو۔ لیکن ان نعمتوں کو' قوانین خداوندی کے مطابق صرف کرو' یہی ان کی شکر گزاری اور قدر شناسی ہے۔ ایسا کرو گے تو تم تباہیوں سے محفوظ رہو گے۔

۱۶ لیکن انہوں نے اِس بات سے منہ پھیر لیا اور ملک میں فساد برپا کرنا شروع کر دیا تو' اُن کے حالات نے پلٹا لیا۔ چنانچہ وہاں ایسے زور کا سیلاب آیا جس سے وہ بند ٹوٹ گئے جن سے وہ پانی رُکا رہتا تھا۔ بند ٹوٹ جانے سے' وہ بستیاں خس و خاشاک کی طرح بہ گئیں۔ ان کے باغات تباہ و برباد ہو گئے' اور ان کی جگہ' یہاں وہاں' جنگلی جھاڑیاں اُگ آئیں جن میں کڑوے کسیلے پھل لگتے تھے۔ یا کچھ جھاؤ کے درخت اور تھوڑی سی بیریاں ـــــ یوں ان کی زندگی کی تمام خوشگواریاں' بدمزگیوں میں بدل گئیں۔ (اگر وہ اپنی معاشی اور معاشرتی زندگی کو قوانین خداوندی کے تابع رکھتے اور معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا نہ کرتے۔ تو اس قسم کے فطری حوادث کا مقابلہ ہمت اور استقامت سے ہو جاتا اور انہیں دوبارہ بسنے میں بھی چنداں دشواری نہ ہوتی۔ قوانینِ فطرت کو سامنے رکھ کر حسنِ انتظام' اور معاشرہ میں عادلانہ نظام سے' طبیعی حوادث کا مقابلہ آسانی سے ہو جاتا ہے)۔

۱۷ لیکن انہوں نے ہمارے قوانین سے یکسر انکار کر رکھا تھا' اس لئے اس کا انہیں یوں بدلہ ملا۔

اور یہ بات کچھ اہل سبا سے ہی مخصوص نہ تھی۔ جو بھی ہمارے قوانین[1] سے انکار کریگا اس کا انجام ایسا ہی ہوگا۔

۱۸ (اس تباہی سے پہلے) اُن کے ملک (یمن) سے لے کر' شام اور فلسطین کے سرسبز و شاداب علاقوں تک' تمام راستے میں بڑے بڑے متموّل اور بارونق' شہر آباد تھے' جو اُنکی

[1] قوانین میں' قوانین فطرت اور انسانوں کی معاشرتی زندگی کے متعلق وحی پر مبنی قوانین' دونوں شامل ہیں۔

فَقَالُوا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾
وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾

۲ ع ۱۲ ۸

تجارت کی منڈیاں تھیں۔ اور یہاں سے وہاں تک راستے میں پڑاؤ اور سرائیں بنی ہوئی تھیں۔ اور راستہ اس قدر پرامن اور آباد تھا کہ اس میں قافلے دن رات، نہایت حفاظت سے آتے جاتے رہتے تھے۔

۱۹ لیکن انہوں نے ایسی حرکتیں شروع کر دیں جن سے راستے کی بارونق منڈیاں رفتہ رفتہ اجڑتی گئیں۔ ملک کا امن و امان، فتنوں کی نذر ہو گیا۔ اس قسم کے غلط اور مفسدانہ اقدامات سے انہوں نے اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ (اگر سیلاب نے انہیں طبیعی نقصان پہنچایا تھا تو ان کے غلط معاشی اور معاشرتی اقدامات نے، تمدنی نقصان پہنچایا)۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ان کا شیرازہ بری طرح بکھر گیا اور اس کے بعد ان کی صرف کہانیاں باقی رہ گئیں۔

اہل سبا کی اس داستان میں، ہر اس قوم کے لئے، جو حوادث کا مقابلہ ہمت اور استقلال سے کرے، اور خدا کی عطا کردہ نعمتوں اور قوتوں کو صحیح مصرف میں لائے، عبرت اور بصیرت کی ہزار نشانیاں ہیں (جو یہ بتاتی ہیں کہ قوموں کے زندہ رہنے کے لئے دو باتیں نہایت ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ وہ قوم ملک کے طبیعی اور فطری نظم و نسق کی طرف سے غافل نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اپنے معاشرہ کو قوانین خداوندی کے تابع رکھے تاکہ اس میں ناہمواریاں پیدا نہ ہوں)۔

۲۰ حقیقت یہ ہے کہ ابلیس نے عام انسانوں کے متعلق جو خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ قوانین خداوندی کا اتباع نہیں کریں گے بلکہ اس کی بتائی ہوئی راہ پر چلا کریں گے (۱۵/۳۸—۴۱) تو اس قسم کی قوموں نے اسے بتا دیا کہ وہ اپنے خیال میں سچا تھا۔ (یعنی ان لوگوں نے اپنی روش سے ابلیس کے خیال کو سچ کر دکھایا)، کیونکہ ان میں سے، سوائے مومنین کے ایک گروہ کے، سب اس کے پیچھے چلے۔

۲۱ حقیقت یہ ہے کہ ابلیس کو ایسی قوت حاصل نہ تھی کہ وہ انسان پر غالب آ جاتا (جب وہ کائنات کی کسی شے پر غالب نہیں آ سکتا تو انسان پر، جو اشیائے کائنات کو مسخر کر سکتا ہے، کس طرح غالب آ سکتا تھا؟ لیکن یہ ہمارے اس پروگرام کا نتیجہ ہے جس کی رو سے ہم نے

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾

---

انسان کو اشیائے کائنات کی طرح، مجبور پیدا نہیں کیا، بلکہ صاحبِ اختیار و ارادہ پیدا کیا ہے کہ وہ جی چاہے تو وحیِ خداوندی کا اتباع کرے اور جی چاہے تو اس راستے کو چھوڑ کر اپنے جذبات کے پیچھے لگ جائے۔ جب وہ اپنے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ "ابلیس اس پر غالب آ گیا۔" اور انسان کو صاحبِ ارادہ پیدا کرنے سے مقصد یہ تھا کہ وہ (اپنی مرضی سے حیاتِ آخرت پر ایمان لا کر) ان لوگوں سے متمیز اور ممتاز زندگی بسر کرے جو اس بارے میں شک میں رہتے ہیں۔ (زندگی کی سرفرازیوں اور خوشگواریوں کا راز، خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل پر ایمان میں پوشیدہ ہے۔ اور اس قانون پر ایمان لایا نہیں جا سکتا جب تک حیاتِ اُخروی پر ایمان نہ ہو)۔

تیرا نشوونما دینے والا، ہر شے پر نگاہ رکھتا ہے تاکہ ہر ایک کا عمل، اس کے قانون کے مطابق، نتیجہ مرتب کرے۔

۲۲ یہ ہے خدا کا قانونِ مکافات۔ اس کے خلاف، یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہیں! یہاں اور ہستیاں بھی ہیں جنہیں اقتدار اور اختیار حاصل ہے، تو (اے رسول!) ان سے کہو کہ ذرا ان ہستیوں کو بلاؤ تو سہی؟ تم دیکھو گے کہ وہ پوری کائنات میں ایک ذرے کے برابر بھی قوت اور اقتدار نہیں رکھتیں۔ نہ ہی وہ خدا کے اختیار و اقتدار میں کسی طرح شریک ہیں۔ اور نہ ہی یہ صورت ہے کہ خدا کو کسی مددگار کی ضرورت ہے، اور یہ ہستیاں اُس کی مددگار ہیں۔

۲۳ اس کے قانونِ مکافات کی نتیجہ خیزی اور محکمیت کا یہ عالم ہے کہ کسی شخص کا کسی دوسرے کے ساتھ مدد کے لئے کھڑے ہو جانا بھی اسے کچھ فائدہ نہیں دے سکتا، بجز اس کے کہ اُن کی باہمی رفاقت اور ایک دوسرے کی حمایت بھی، خدا ہی کے قانون کے مطابق ہو۔ جو لوگ اسطرح اس کے قانون کے مطابق، ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں، تو اس جماعتی زندگی کے اندر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔ اور وہ جچے اطمینان سے، ایک دوسرے سے قانونِ خداوندی کے متعلق دریافت کریں گے تو اُن پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ یہ قانون حق ہے — نہایت اٹل۔ محکم۔ استوار۔ غیر متبدل اور محسوس تعمیری نتائج مرتب کرنے کا ضامن

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ
لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَ
هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

—— اور اس قانون کا دینے والا خدا' بہت بلند و بالا' اور بڑی قوتوں کا مالک ہے۔

۲۴ ان سے پوچھو کہ (تم جو معاشرہ میں رزق کی تقسیم اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہتے ہو تو) زمین و آسمان سے جو کچھ تمہیں بطور رزق ملتا ہے' اسے کون عطا کرتا ہے؟ تم ان سے کہدو کہ اسے خدا کے سوا کوئی نہیں دیتا۔ اس کے بعد ان سے کہو کہ بتاؤ! پھر ہم میں سے کون سیدھے راستے پر ہے اور کون کھلی ہوئی گمراہی ہیں؟

۲۵ ان سے کہو کہ اتنا کچھ بتا اور سمجھا دینے کے بعد بھی' اگر تم صحیح راستے پر نہیں آنا چاہتے' تو تم جانو' تمہارا کام۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں اگر وہ جرم ہے' تو اس جرم کے متعلق تم سے کچھ باز پرس نہیں ہوگی (ہم ہی سے ہوگی)۔ اور نہ ہی تمہارے اعمال کی باز پرس ہم سے ہوگی۔ (اس لئے تم اپنا کام کرو۔ ہمیں اپنا کام کرنے دو۔ خواہ مخواہ جھگڑے نکالنے سے کیا فائدہ؟)۔

۲۶ اور اگر تم اس پر بھی اپنی مخالفت سے باز نہ آئے' تو پھر تمہارا اور ہمارا فیصلہ میدانِ جنگ میں ہوگا (اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہوگا؟) اور یہ فیصلہ اُسی حق و صداقت کے قانون کے مطابق ہوگا جس کی طرف ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں —— یاد رکھو! خدا کا قانون ہمیشہ سچے فیصلے کرتا ہے کیونکہ اس کی ہر بات علم پر مبنی ہوتی ہے۔

۲۷ ان سے کہو کہ جن ہستیوں کو تم نے خدا کا شریک بنا کر اُس کے ساتھ شامل کر رکھا ہے' ذرا بتاؤ تو سہی کہ ان کی حقیقت کیا ہے؟ یہ ہرگز نہیں بتا سکیں گے! (بتائیں بھی کیا' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ) ہر قسم کی قوتیں اور تمام محکم تدبیریں' خدا اور صرف خدا کی ہیں۔ ان میں کوئی اور شریک ہو نہیں سکتا۔

۲۸ (جب کائنات کی یہ حالت ہے کہ اس میں تماماً و کمالاً خدا کا قانون چلتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کے ایک گوشے میں خدا کا قانون نافذ ہو اور دوسرے میں کسی اور کا۔ تو انسانی دنیا میں بھی یہی کیفیت ہونی چاہیئے کہ تمام انسان ایک ہی قانون کے تابع رہیں

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا
تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ

یہ وجہ ہے کہ) ہم نے (اے رسول!) تمہیں تمام نوعِ انسان کی طرف اپنا پیغامبر بنا کر بھیجا ہے۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے نتائج کس قدر خوشگوار ہوں گے، اور ان کی خلاف ورزی کرنے کے عواقب کس قدر الم انگیز۔ نیز، جو لوگ ان قوانین کی مخالفت میں آگے ہی آگے بڑھتے جائیں انہیں اس سے روکا جائے —— یہ ہے وہ مقصد جس کے لئے حق و صداقت کے مسلک کے حاملین کو، مجبوراً، میدانِ جنگ میں آنا پڑتا ہے۔ (۳۴/۲۶)۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے (اور اعتراض کر دیتے ہیں کہ انبیاء کرامؑ نے جنگ کیوں کی؟)۔

۲۹ اس کے بعد یہ تم سے پوچھیں گے کہ جس فیصلہ کن ٹکراؤ کی تم دھمکی دیتے ہو (۳۴/۲۶) اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ کب واقع ہوگا؟

۳۰ ان سے کہدو کہ قانونِ خداوندی کی رُو سے، اس کے لئے ایک مہلت کا وقفہ ہے جب وہ وقفہ پورا ہو جائے گا تو اس کے آنے میں ایک ثانیہ کا بھی آگا پیچھا نہیں ہوگا۔

۳۱ اس وقت ان مخالفین کی ہٹ دھرمی کی یہ حالت ہے کہ یہ نہایت منکرانہ انداز سے کہتے ہیں کہ ہم نہ اس قرآن کو مانتے ہیں اور نہ ہی اُس تعلیم کو جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اس سے پہلے خدا کی طرف سے آتی رہی ہے (اور جو اب قرآن میں محفوظ کر دی گئی ہے) لیکن اگر تم ذرا چشمِ تصور کو کام میں لا کر، اس منظر کو دیکھو، جب یہ مخالفین گردن جھکائے اپنے خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے، اور آپس میں جھگڑ رہے، اور ایک دوسرے کی بات کی تردید کر رہے ہوں گے۔ عوام، جو قوت میں کمزور تھے، اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور اس دعوتِ حق و صداقت کو قبول کر لیتے۔

۳۲ اس کے جواب میں ان کے لیڈران سے کہیں گے کہ (تم خواہ مخواہ کی باتیں کیوں بناتے ہو؟) جب یہ ہدایت تمہارے سامنے آچکی تھی تو کیا ہم نے تمہیں اس کے قبول کرنے سے

عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ
وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ
مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ
وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾

روکا تھا، یا تم خود ہی مجرم تھے؟

۳۳ اس پر عوام ان لیڈروں سے کہیں گے کہ تم کیا کہہ رہے ہو کہ تم نے ہمیں اس سے نہیں روکا تھا، اور ہم نے خود ہی اس سے انکار کیا تھا! تم رات دن اس قسم کی چالبازیاں اور فریب کاریاں کرتے رہتے تھے جن سے ہم اس صحیح راستے کے قریب تک نہ پھٹک سکیں۔ تم اس قسم کے قانون بناتے رہتے تھے جن سے ہم قوانین خداوندی سے انکار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کے احکام کے ساتھ دوسروں کے احکام کو شریک کریں (۳۴/۳۴)۔ (کیا اس کے بعد بھی تم یہی کہو گے کہ تم نے ہمیں اس راستے کی طرف آنے سے نہیں روکا تھا؟)۔

جب یہ لیڈر ایک طرف اپنے سامنے عذاب کو تیار دیکھیں گے اور دوسری طرف اپنے متبعین کی طرف سے اس قسم کی باتیں سنیں گے تو کوشش کریں گے کہ اپنی ندامت کو چھپائیں۔ (لیکن ایسا کر نہیں سکیں گے)۔ ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر انہیں کشاں کشاں عذاب کی طرف لے جایا جائے گا) ——— اور یہ سب کچھ ان کے اپنے اعمال کا بدلہ ہوگا۔

(یہ نقشہ اس دنیا میں بھی سامنے آئے گا جب یہ متکبرین، جنگ میں شکست خوردہ قیدیوں کی طرح کھڑے ہوں گے۔ اور اُخروی زندگی میں بھی)۔

۳۴ (یہ روش کچھ انہی اکابرینِ قریش سے مخصوص نہیں۔ یہ انداز شروع ہی سے چلا آرہا ہے) ہم نے جب بھی کسی قوم کی طرف اپنا پیغامبر بھیجا کہ وہ انہیں، ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرے، تو اس قوم کے دولتمند طبقہ نے، جو دوسروں کی کمائی پر عیش و عشرت اور تن آسانی کی زندگی بسر کرنے کا عادی تھا، اُس (پیغامبر) سے صاف کہہ دیا کہ تم جو کچھ لیکر ہماری طرف آئے ہو، ہم اسے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔

۳۵ ہمارے پاس اس قدر مال و دولت ہے۔ ہمارا جتھا ایسا زبردست ہے۔ (جو کچھ ہمارے

٤ ع ١٠ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ
بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي
الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

جی میں آئے ہم کریں، کس کی مجال ہے جو ہمارا بال تک بھی بیکا کر سکے؟

**۳۶** یہی کچھ یہ لوگ بھی کہہ رہے ہیں۔ سو اے رسول! ان سے کہدو کہ تم مال و دولت کی اس فراوانی پر مت اتراؤ۔ رزق کی تنگی اور کشادگی قانونِ خداوندی کے مطابق ہوتی ہے' لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے (اور سمجھتے ہیں کہ ہم جونسی روش جی میں آئے اختیار کریں' ہمارے رزق میں کمی ہو نہیں سکتی)۔

**۳۷** ان سے کہو کہ مال اور اولاد وہ سیڑھیاں نہیں جن پر چڑھ کر تم ہمارے ہاں بلند مراتب حاصل کر سکتے ہو۔ یہ تو اُسی کے حصے میں آسکتے ہیں جو ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے زندگی کو سنوارنے والے کام کرے۔ انہیں ان کے کاموں کا دوہرا اجر ملے گا —— ایک معاشرہ کی خوشحالیاں - اور دوسرے ان کی اپنی ذات کی صلاحیتوں کی نشوونما —— اس طرح یہ قوم' زندگی کی بھرپور خوشگواریوں کے ساتھ امن و سلامتی سے آگے بڑھتی' اور بلند ہوتی چلی جائے گی۔ (۲۵/۷۵)۔

**۳۸** ان کے برعکس' جو لوگ اس کی کوشش کریں گے کہ اپنی مخالفت سے ہمارے قوانین کو بے بس کر دیں (تو یہ قوانین تو بے بس ہوں گے نہیں) وہ ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

**۳۹** ان سے ایک مرتبہ پھر کہہ دو کہ رزق کی تنگی اور کشادگی' خدا کے قانون سے وابستہ ہے۔ جو اُس قانون کا اتباع کرتا ہے' اسے وسعت اور کشادگی حاصل ہو جاتی ہے۔ جو اس سے منہ موڑ لیتا ہے' اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے (۲۰/۱۲۴)۔

اور وہ قانون یہ ہے کہ جس قدر تم' نوعِ انسان کی عام پرورش اور نشوونما کے لئے کھلا چھوڑ دو گے اسی قدر تمہارے رزق میں وسعت اور کشادگی پیدا ہوتی جائے گی —— جو سامانِ رزق دوسروں کی پرورش کے لئے دیدیا جائے' بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ وہ ہاتھ سے گیا۔ لیکن اس کا جانا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے خزاں کے موسم میں درختوں کے پتوں کا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن
دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ فَٱلْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا
ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلنَّارِ ٱلَّتِى كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۴۲﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٍ
قَالُوا۟ مَا هَٰذَآ إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُكُمْ وَقَالُوا۟ مَا هَٰذَآ إِلَّآ إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَ
قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۳﴾

---

جھڑ جانا' جس کے بعد ایک ایک پتے کی جگہ متعدد پتے' کونپلیں' اور شگوفے ابھرتے چلے آتے ہیں' اور سارے درخت پر نئی بہار آجاتی ہے (۲۶۱/۲)۔

اس سے تم نے اندازہ لگایا کہ جو رزق' قانونِ خداوندی کے مطابق ملتا ہے' وہ کس قدر بہتر ہوتا ہے؟

۴۰ جس وقت ان سب کو اکٹھا کیا جائے گا تو ملائکہ سے پوچھا جائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری پرستش کیا کرتے تھے (اور تم نے ان سے ایسا کہا تھا؟)

۴۱ تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو اس سے بہت بلند ہے کہ تیرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کیا جائے۔ باقی رہا یہ کہ ہم نے ان سے ایسا کہا ہو' تو یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟) ہمارا آقا اور سرپرست۔ کارساز و کارفرما' تو ہے' نہ کہ یہ۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ ہماری پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ جنوں کی کرتے تھے' اور ان میں سے اکثر انہی کو خدا بنائے ہوئے تھے۔[۱]

۴۲ بہرحال اس وقت تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھے گا۔ اور ہم ان لوگوں سے کہیں گے جو ہمارے قوانین سے سرکشی برتتے تھے کہ تم اس تباہی کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۴۳ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے ہمارے قوانین پیش کئے جاتے ہیں

---

[۱] جہالت کے زمانے میں انسان فطرت کی غیر مرئی قوتوں کی پرستش کرتا تھا۔ کوئی انہیں فرشتے کہتا۔ کوئی جنات سے تعبیر کرتا۔ انسانی علم نے اس قسم کی توہم پرستیوں کو تو دور کر دیا لیکن ان کی جگہ نئی قسم کی "توہم پرستیاں" آگئیں۔ آج کا مادہ پرست انسان' خدا کو نہیں مانتا اور فطرت کی قوتوں کو اپنا "خدا" بنائے ہوئے ہے۔ نتیجہ اس کا ظاہر ہے۔ فطرت کی قوتوں کو اگر وحی کے قوانین کے تابع رکھا جائے تو وہ "ملائکہ" بن جاتی ہیں جو امن و سلامتی کے پیامبر ہیں۔ اگر انہیں سرکش اور آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ "جنات" ہو جاتی ہیں جو ہر طرف تباہی پھیلا دیتے ہیں۔ آج دنیا پر انہی "جنات" کا قبضہ ہے۔

وَمَآ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ کُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَھَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمْ قَبْلَکَ مِنْ نَّذِیْرٍ ﴿۴۴﴾ وَکَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَمَا
بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰھُمْ فَکَذَّبُوْا رُسُلِیْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا ع ۵ ۹ ۱۱
لِلّٰہِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِکُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ
عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿۴۶﴾

جو بالکل واضح ہیں، تو یہ عوام کو یہ کہہ کر بھڑکاتے ہیں کہ یہ شخص چاہتا ہے کہ تمہیں اس مسلک پر چلنے سے روک دے جس پر تمہارے اسلاف چلتے آئے ہیں۔ (اور کہتا ہے کہ جس راستے کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں وہ خدا کا مقرر کردہ ہے)۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں، جنہیں یہ شخص اپنے جی سے گھڑ لیتا ہے اور انہیں خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے حق پیش کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کھلا ہوا جھوٹ اور باطل ہے۔

۴۴ (ان سے پوچھو کہ تمہیں کس طرح معلوم ہو گیا کہ یہ وحی نہیں، میرا خود ساختہ جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ نہ تم عقل وفکر سے کام لیتے ہو کہ غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہو —— تم تو اسلاف کی اندھی تقلید کرتے ہو —— اور) نہ ہی اس سے پہلے تمہاری طرف کوئی رسول آیا ہے جو خدا کی کتاب تمہیں دے گیا ہو اور تم اسے پڑھ کر اس نتیجہ تک پہنچے ہو کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ وحی نہیں۔ وحی کا انداز کچھ اور ہوتا ہے۔ پھر تم کس بنا پر کہتے ہو کہ یہ قرآن منجانب اللہ نہیں)۔

۴۵ (اصل یہ ہے کہ یہ لوگ محض تعصب اور تقلید کی بنا پر اندھا دھند ایسا کہتے چلے جا رہے ہیں)۔ اسی طرح وہ لوگ بھی وحی کی تکذیب کرتے تھے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہیں اس قدر سامانِ زندگی حاصل تھا جس کا عشرِ عشیر بھی انہیں حاصل نہیں۔ ان سے پوچھو کہ تمہیں معلوم ہے کہ اُن کا انجام کیا ہوا تھا؟ (جب وہ اس قدر سامانِ زیست اور قوت واقتدار کے باوجود آخر الامر تباہ ہو گئے، تو تم کس طرح بچ جاؤ گے!)۔

۴۶ (اے رسول!) تم ان سے کہو کہ میں تم سے کوئی لمبی چوڑی بحث نہیں کرنا چاہتا، نہ ہی کوئی طویل لیکچر دینا چاہتا ہوں۔ میں تم سے صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ

تم خدا کے لئے، ایک ایک، دو دو، کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ اور پھر سوچو!

قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي
يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ
فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾

اگر تم نے ذرا بھی غور و فکر سے کام لیا تو تمہیں نظر آجائے گا کہ یہ رسول (جو تمہیں دن رات اس قسم کی نصیحتیں کرتا رہتا ہے) کوئی پاگل نہیں۔ اس کی ہر بات علم و بصیرت پر مبنی ہے۔ اور اسی علم و بصیرت کی روشنی میں وہ تمہیں تمہاری غلط روش کے تباہ کن نتائج سے قبل از وقت متنبہ کر رہا ہے۔

۴۷ (وہ یہ سب کچھ محض تمہاری خیر خواہی کے لئے کر رہا ہے۔ اس میں، اس کا اپنا کوئی مقصد پنہاں نہیں) وہ اس کے بدلے میں تم سے کوئی معاوضہ بھی نہیں مانگتا۔ اس کا معاوضہ اُسے اُسکے خدا کے ہاں سے ملے گا ——— وہ خدا جس کی چشم نگراں کے سامنے سب کچھ ہے۔

۴۸ ان سے کہدو کہ میرے پروردگار کا نظام ایسا ہے کہ اس میں حق اور باطل کا باہمی ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے (جس میں، حق، باطل کا سر توڑ کر، فاتح و منصور آگے بڑھ جاتا ہے۔ (۲۱/۱۸))۔ اس لئے کہ خدا خوب جانتا ہے کہ حق میں کس قدر بے پناہ قوتیں پوشیدہ ہیں۔

۴۹ اب وہی حق نکھر کر میدان میں آگیا ہے۔ تمہاری باطل کی قوتیں اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گی ——— وہ پہلے حملے میں بھی شکست کھائیں گی اور اس کے بعد بھی جب لوٹ کر آئیں گی، منہ کی کھائیں گی۔ اب باطل کا دور گیا (۱۷/۸۱)۔

۵۰ حق و باطل کے اس معرکہ میں، اگر مجھے کسی مقام پر کچھ نقصان اٹھانا پڑتا ہے (۳/۱۳۹) تو وہ میری (یا میرے ساتھیوں کی کسی) تدبیری غلطی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (یہ نہیں ہوتا کہ اُس وقت باطل حق پر غالب آجاتا ہے)۔ اور جب میں صحیح روش پر چلا جاتا ہوں، تو وہ اس وحی کی رو سے ہوتا ہے جو مجھے میرے نشوونما دینے والے کی طرف سے ملتی ہے۔ وہ ہر بات کا سننے والا، اور ہر ایک کے قریب ہے۔[ا]

[ا] إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي کے بالعموم یہ معنی کئے جاتے ہیں کہ تم سمجھ رہے ہو کہ میں غلط راستے پر چل رہا ہوں، اگر بفرض محال یہ صحیح ہے تو اس کا خمیازہ مجھے ہی بھگتنا پڑے گا۔ تمہیں اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن اس مفہوم سے، آیت کے اگلے حصے کے ساتھ کوئی ربط نہیں رہتا کیونکہ اس سے پوری آیت کا مفہوم یوں ہو جاتا ہے کہ
اگر جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو، میں غلط راستے پر ہوں تو اس کا نقصان مجھے ہی اٹھانا پڑیگا۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ
مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ
بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾ ۶ ع ۹ ۱۲

---

۵۱ (بہر حال' اگر اتنا کچھ کہنے سننے کے بعد بھی یہ لوگ اپنی سرکشی سے باز نہیں آئیں گے تو پھر وہ فیصلہ کن انقلاب ان کے سامنے آجائے گا)۔ اس وقت' یہ ہزار مضطرب وبیقرار ہوں' وہ ان سے ٹلیگا نہیں' بلکہ ان کے قریب آکر (خود مکہ کی گلیوں میں) انہیں پکڑ لے گا۔

۵۲ اسوقت یہ کہیں گے کہ ہم قوانین خداوندی پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن' اپنی غلط روش پر اسقدر دور نکل جانے کے بعد — جب اسکے نتائج سامنے آن کھڑے ہوں — ایمان کا پالینا کیسے ممکن ہوگا!

۵۳ اس لئے کہ یہ اس سے پہلے (جب ایمان کارآمد ہوسکتا تھا) انکار اور مخالفت کی راہ میں بغیر دیکھے بھالے اندھیرے میں تیر چلاتے رہے۔ اور اس طرح صحیح راستے سے دور ہٹتے چلے گئے۔

۵۴ اب ان کے' اور ان کے اُن مقاصد کے درمیان' ایک روک حائل ہو جائے گی جن کی خاطر یہ اتنی مخالفت کیا کرتے تھے۔ یعنی وہ مقاصد انہیں حاصل نہیں ہوسکیں گے۔ اسی طرح' جس طرح ان سے پہلے لوگوں کی صورت میں ہوا۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے قوانین کی صداقت کے متعلق شک وشبہ میں رہے' اور اس طرح ان کا سینہ اضطراب پیہم کی آماجگاہ بنا رہا۔ وہ یقین کی دولت سے مالامال نہ ہوا۔ (اسی کا اب یہ انجام ہے)۔

---

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۱۰۰۱) تمہارا اس سے کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن اگر میں صحیح راستے پر ہوں تو یہ اس وحی کی بنا پر ہے جو خدا میری طرف بھیجتا ہے۔

علاوہ بریں حضورؐ کا ان لوگوں سے ارشاد یہ تھا کہ تم میرے راستے پر چلو۔ نقصان سے بچ جاؤ گے۔ وہ کہتے تھے کہ تم غلط راستے پر چل رہے ہو' اس لئے ہم تمہارے ساتھ نہیں چلنا چاہتے۔ اب ان سے یہ کہنا کہ اگر میں غلط راستے پر ہوں تو اس سے میرا ہی کچھ نقصان ہوگا' تمہارا اس سے کچھ نہیں بگڑے گا' درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب وہ بھی اُسی غلط راستے پر چلیں گے تو اس سے ان کا بھی تو نقصان ہوگا۔

بنابریں وہ مفہوم زیادہ قابل قبول نظر آتا ہے جو اوپر (متن میں) بیان کیا گیا ہے۔ اس پر یہ اعتراض عائد ہوسکتا ہے کہ اس سے حضورؐ سے غلطی سرزد ہونے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ لیکن حضورؐ کے اس قسم کے معمولی سے تدبیری اسقام کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے (مثلاً ۹/۴۳)۔ اس لئے' اس سے حضورؐ کی شان اقدس پر کسی قسم کا حرف نہیں آتا۔

# سُورَةُ فَاطِر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ
فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ
وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

---

**۱** قابل حمد و ستائش ہے وہ ذاتِ خداوندی (ﷲ) جو تمام سلسلۂ کائنات کو عدم سے وجود میں لائی ہے۔ اس نے کائناتی قوتوں کو اپنی اسکیموں (تدبیروں) کی تکمیل کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان میں سے کئی قوتیں، دو دو، تین تین، چار چار خواص رکھتی ہیں۔ وہ سلسلۂ کائنات کو ایک بار وجود میں لاکر معطل ہو کر نہیں بیٹھ گیا۔ وہ اپنے قانونِ مشیت کے مطابق کائناتی تخلیق میں نت نئے اضافے کرتا رہتا ہے۔ اس نے ہر شے کے لئے پیمانے (قوانین) مقرر کر دیئے ہیں جن کے مطابق وہ کام کرتی ہے۔ اسے ان پر پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔

**۲** وہ اپنے اس کائناتی نظام کی رو سے نوعِ انسان کی ربوبیت (پرورش اور نشو و نما) کا بھی سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ اس سامان میں سے جس چیز کا دروازہ کھول دے تو کوئی قوت ایسی نہیں جو اسے بند کر سکے۔ اور جس چیز کا دروازہ بند کر دے تو کوئی ایسا نہیں جو اس کے بعد اسے انسانوں تک پہنچا سکے۔ وہ بڑی قوت اور غلبہ کا مالک ہے۔ لیکن وہ اپنی قوتوں کو اندھا دھند صرف میں نہیں لاتا۔ اس کی ہر تدبیر حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَٰلِقٍ غَيْرُ ٱللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۚ لَآ إِلَٰهَ
إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ③ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ تُرْجَعُ ٱلْأُمُورُ ④
يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِٱللَّهِ ٱلْغَرُورُ ⑤ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمْ
عَدُوٌّ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا۟ حِزْبَهُۥ لِيَكُونُوا۟ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ⑥ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ
(١ ع ١٤) وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑦

---

**۳** سو اے نوعِ انسان! تم اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو یاد رکھو اور سوچو کہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں زمین اور آسمان سے سامانِ رزق عطا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں کسی اور کا قانون اور اقتدار کارفرما نہیں۔ اس لئے اطاعت اور محکومیت اس کے سوا کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔

ان سے پوچھو کہ تم ایسی واضح حقیقت کو چھوڑ کر کس طرف بھٹکے ہوئے جا رہے ہو؟

**۴** لیکن یہ مخالفین' ایسے واضح دلائل کے باوجود تمہاری تکذیب کرتے ہیں' تو تمہیں اس پر افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ تم سے پہلے جتنے رسول گزرے ہیں ان کی بھی اسی طرح تکذیب ہوتی رہی ہے —— لیکن ان کی تکذیب سے کیا ہوتا ہے؟ یہاں ہر معاملہ کا فیصلہ خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے ہوتا ہے۔

**۵** لہٰذا تم نوعِ انسان کو پکار کر کہدو کہ خدا کا قانونِ مکافات ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے' اسی طرح واقع ہو کر رہے گا۔ تمہیں طبیعی زندگی کے پیش پا افتادہ مفاد' فریب میں نہ رکھیں۔ اور نہ ہی مفاد پرست گروہ' اس قانون کے بارے میں' اپنی چالبازیوں سے دھوکا دے جائے۔ (تمہارے اپنے جذبات بھی تمہیں یہی کہیں گے کہ کہاں کا خدا' اور کونسا اس کا قانون۔ دنیا کا سلسلہ یسے ہی چلا آرہا ہے۔ تم' جس طریق سے بھی ہو سکے' اپنے مفاد حاصل کرو۔ اور اس کی تائید دوسرے مفاد پرست لوگ بھی کریں گے)۔

**۶** لیکن یاد رکھو! وہ جذبات' جنہیں قانونِ خداوندی کے تابع نہ رکھا جائے اور وہ لوگ جو تمہیں اس طرح مفاد حاصل کرنے کی ترغیب دیں' سب تمہارے دشمن ہیں۔ سو انہیں اپنا دشمن ہی سمجھو۔ یہ وہ شیاطین ہیں جو اپنی پارٹی کو تباہیوں کے جہنم کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔

**۷** تم اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرو کہ جو لوگ قوانینِ خداوندی سے انکار کرتے ہیں'

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ
إِلَىٰ بَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ۝٩

ان کے لئے سخت تباہیاں ہوں گی۔ اور جو لوگ ان قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں گے اور خدا کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے ان کے لئے سامانِ حفاظت ہوگا اور ان کی سعی و عمل کا بہت بڑا بدلہ۔

۸ سو جب ہمارا قانون یہ ٹھہرا — اور قانون بھی ایسا محکم جس میں کبھی رد و بدل ہو نہیں ہو سکتا تو بتاؤ کہ غلط راستے پر چلنے والے کو محض اس لئے صحیح راستے پر سمجھ لیا جائے کہ اس کے مفاد پرستانہ جذبات اسے اس کی روش کو نہایت خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں اور وہ ان کے فریب میں آکر یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ اس کی راہ فی الواقعہ بڑی حسین راہ ہے۔ (یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ صحیح راستے کا معیار یہ نہیں کہ اس راستے پر چلنے والا اسے بزعمِ خویش صحیح سمجھتا ہے: صحیح اور غلط راہ ہدایتِ خداوندی نے متمیز کر کے رکھ دی ہے)۔ اب جس کا جی چاہے صحیح راستہ اختیار کر لے۔ جو چاہے غلط راہ پر چل نکلے۔

(لہٰذا جب غلط راستے پر چلنے والے اس راہ کو اپنی مرضی سے اختیار کرتے ہیں بعد اس کے کہ صحیح اور غلط راستے ان کے سامنے نمایاں طور پر آ چکے ہوتے ہیں) تو اے رسول! تم ان لوگوں کی خاطر اپنی جان کیوں گھلاتے ہو جو غلط راستے پر چل کر اپنے لئے تباہیاں مول لیتے ہیں۔ اللہ ان کے ساختہ پرداختہ سے خوب واقف ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ (ان کے خود وضع کردہ نظام سے انہیں زندگی نہیں مل سکتی)۔

۹ (زندگی خدا کے قانون کے مطابق چلنے ہی سے مل سکتی ہے۔ اس قانون کی کارفرمائیاں تم خارجی کائنات میں ملاحظہ کر سکتے ہو۔ مثلاً تم دیکھو کہ) وہ ہواؤں کو ایک رخ پر چلاتا ہے۔ وہ سمندر کے بخارات کو بادل کی شکل میں اوپر لے جاتی ہیں۔ پھر ہم اس بادل کو ان مقامات کی طرف ہانک کر لیجاتے ہیں جن میں زندگی کی نمود نہیں ہوتی۔ وہاں جب بارش ہوتی ہے تو زمینِ مُردہ ازسرِ نو زندہ ہو جاتی ہے۔

انسانوں کو حیاتِ تازہ بھی اسی قانون کے مطابق مل سکتی ہے (یعنی وحی کے سحابِ کرم سے سیراب ہونے کے بعد — اس دنیا میں بھی اور آخروی زندگی میں بھی)۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ
يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ
ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ
إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾

---

۱۰ لہذا' جو قوم' قوت اور غلبہ' عزت و تکریم کی حیات تازہ سے بہرہ اندوز ہونا چاہتی ہے' اسے سمجھ رکھنا چاہیے کہ غلبہ اور قوت سب' قوانینِ خداوندی کے اتباع سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس بنیادی حقیقت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عروج اور ارتقا — بلندیوں کی طرف جانے — کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں —— ایک تو ایسا تصورِ حیات یا نظریۂ زندگی (آئیڈیالوجی) جس میں بڑھنے' پھولنے' پھلنے اور خوشگوار نتائج پیدا کرنے کی صلاحیت ہو۔ اور دوسرے وہ صلاحیت بخش اعمال جو اس نظریہ کو اوپر اٹھائیں۔ (خدا کی طرف سے عطا کردہ نظریۂ زندگی میں اس کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی خارجی سہارے کے' خود بخود بلند ہوتا چلا جائے۔ لیکن اس کی یہ رفتار انسانی حساب و شمار کی رو سے بہت سست ہوتی ہے۔ جب انسانی اعمال' اسے سہارا دیدیتے ہیں تو اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے)۔

اس کے برعکس جو لوگ غلط نظریۂ حیات اختیار کر کے ایسی تدابیر کرتے رہتے ہیں جن سے انسانی معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا ہوتی جائیں' ان کی یہ تدبیریں بھی ناکام رہ جاتی ہیں' اور وہ خود بھی تباہی کے جہنم میں جا گرتے ہیں۔

۱۱ صحیح نظریۂ حیات' صلاحیت بخش اعمال کے زور پر کس طرح اوپر کو اٹھتا ہے' اس کی جیتی جاگتی مثال خود تمہاری اپنی زندگی ہے۔ خدا نے' اپنے قانونِ تخلیق کے مطابق' تمہاری پیدائش کی ابتدا' جمادات سے کی۔ پھر وہ' ارتقائی مراحل طے کرتی ہوئی' اس منزل میں جا پہنچی جہاں پیدائش' بذریعہ توالد و تناسل ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک ہی نوع' دو حصوں (نر و مادہ) میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کے امتزاج سے' قانونِ خداوندی کے مطابق' رحم میں حمل قرار پاتا ہے' اور اسی کے مطابق جنین کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کے بعد کون' کتنی لمبی عمر تک جیتا ہے' اور کس کی عمر میں کمی ہو جاتی ہے' یہ بھی خدا کے مقرر کردہ قانونِ طبیعی کے مطابق ہوتا ہے۔ (اگر قوانینِ طبیعی کے مطابق زندگی بسر کی جائے تو عمر بڑھ جاتی ہے؛

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا
وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۲﴾
يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿۱۳﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ

---

ان کی خلاف ورزی کی جائے تو عمر گھٹ جاتی ہے۔ ۴۴/۳)۔

اور یہ سب کچھ بلا دقت ہوتا چلا جاتا ہے۔ (اس لئے کہ خدا کے اس قانونِ ارتقاء (کلمہ) میں بڑھنے اور بلند ہونے کی استعداد ہے' اور صلاحیت بخش پروگرام اسے اوپر اٹھائے چلا جاتا ہے)۔

۱۲ ان کی زندگی سے باہر خارجی کائنات میں دیکھو' تو وہاں بھی اسی طرح مختلف سکیمیں کارفرما نظر آئیں گی۔ زمین کے نیچے' پانی کی رویں چلتی ہیں۔ ایک جگہ کنواں کھود دیجئے تو اس کا پانی نہایت شیریں' اور خوشگوار ہوتا ہے۔ دوسرے کنویں کا پانی سخت کھاری اور کڑوا ہوتا ہے۔ دونوں کا پانی ایک جیسا نہیں ہوتا۔ (یا میٹھے اور کھارے پانی کے دریا ساتھ ساتھ بہے چلے جاتے ہیں۔ ۵۳/۲۵)۔ انہی میں سے زندہ اور تازہ مچھلیاں نکلتی ہیں جو تمہاری خوراک کا کام دیتی ہیں۔ اور انہی میں سے موتی نکلتے ہیں جنہیں تم زیبائش کے لئے پہنتے ہو۔

پھر تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ کس طرح سینۂ بحر کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں تاکہ تم ان کے ذریعے تلاشِ معاش کر سکو' اور تمہاری کوششیں بھرپور نتائج کی حامل ہوں۔

۱۳ پھر تم ذرا دن اور رات کی گردش کو دیکھو کہ کس طرح رات کے پردے سے دن نمودار ہوتا ہے اور دن کے اندر چپکے ہی چپکے' رات کی تاریکیاں گھس آتی ہیں۔ اور سورج اور چاند کو دیکھو کہ وہ کس طرح قانونِ خداوندی کی زنجیروں میں جکڑے' ایک مدتِ معیّنہ کے لئے رواں دواں چلے جا رہے ہیں۔

یہ ہے وہ اللہ جس کا قانون و اقتدار تمام کائنات میں کارفرما ہے' اور اس نے تمہارے لئے سامانِ ربوبیت (پرورش کا سامان) عطا کر رکھا ہے۔ تم جن ہستیوں کو اس کے سوا صاحبِ اقتدار و اختیار سمجھتے ہو' وہ ذرہ بھر بھی اختیار و اقتدار نہیں رکھتیں۔

۱۴ وہ پتھر کے بت ہوں یا زمین میں دفن شدہ مُردے۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری

وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ۲ ع ۱۴
أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى
اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا
قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى
اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾

---

پکار کو سن نہیں سکتے۔ اور اگر بفرضِ محال وہ اسے سن بھی لیں، تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ یہ (زندہ اور مردہ بزرگ، جنہیں تم خدائی اختیارات میں اس کا شریک سمجھتے ہو)۔ قیامت میں صاف کہدیں گے کہ انہوں نے کبھی نہیں کہا تھا کہ انہیں خدا کا شریک بنا لیا جائے۔

اے رسول! اس قسم کی باتیں تمہیں صرف خدا کی طرف سے بذریعہ وحی معلوم ہو سکتی تھیں، اس کے علاوہ کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا جو تمہیں ایسی باتیں بتا سکتا۔

۱۵ تم ان لوگوں سے کہدو کہ تم تو اپنی پرورش اور زندگی کے لئے ایک ایک سانس میں خدا کی مدد کے محتاج ہو۔ لیکن خدا تمہارا محتاج نہیں۔ اس کا سلسلۂ کائنات، بلا کسی کی مدد کے، از خود، بایں حسن و خوبی چلا جا رہا ہے، اور ایسے نتائج مرتب کرتا ہے جنہیں دیکھ کر ہر ایک کی زبان پر بے ساختہ، زمزمۂ تبریک و تحسین آجاتے۔

۱۶ اس کا تم لوگوں کا محتاج ہونا تو ایک طرف، اس کی قوتوں، اور تمہاری بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمہارا (پوری نوعِ انسان کا) سلسلہ ختم کر دے، اور تمہاری جگہ یہاں ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔

۱۷ اور یہ بات اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

۱۸ (لہذا، تم ہمارے قانونِ مکافات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو، اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ جن زندہ اور مردہ انسانوں کو تم اپنا کارساز اور کارفرما سمجھتے ہو، وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق) کوئی بوجھ اٹھانے والا، کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر کوئی شخص اپنے اعمال کے بوجھ کے نیچے بری طرح دب رہا ہو، اور کسی اور کو بلائے کہ وہ اس کا کچھ بار بٹا لے، تو کوئی شخص ایسا نہیں کر سکے گا، خواہ وہ اس کا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ (یہ ہے ہمارا قانونِ مکافات۔ اب تم خود ہی سوچو کہ اگر تم غلط روش پر چلو گے تو تم

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي
الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿۲۲﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾

---

اس کے تباہ کن نتائج سے کسی طرح بھی بچ سکو گے؟)۔

لیکن اس تنذیر سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو قانونِ مکافات کے اَن دیکھے نتائج' اور زندگی کی ان غیر مرئی حقیقتوں پر ایمان رکھتے ہوں جن کی رُو سے اعمال کے نتائج سامنے آتے ہیں —— اس دنیا میں یا اس کے بعد کی زندگی میں —— اور اس طرح اپنے غلط اعمال کے عواقب سے ڈرتے ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے وہ نظامِ صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں (اور نوعِ انسان کی نشوونما کا سامان بہم پہنچاتے ہیں' اور یہ جانتے ہیں کہ) جو دوسروں کی نشوونما کرتا ہے اس سے خود اس کی اپنی ذات کی نشوونما ہوتی ہے۔ اور ان کے تمام معاملات قانونِ خداوندی کے مطابق طے پاتے' اور تکمیل پذیر ہوتے ہیں' اور وہی ان کی آخری پناہ گاہ ہوتا ہے۔

۱۹ (اب یہ دونوں گروہ تمہارے سامنے آگئے۔ ایک وہ جو وحیٔ خداوندی کی روشنی میں زندگی کے صحیح راستے پر چلتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو اپنی مفاد پرستیوں کے لئے غلط راستہ اختیار کرتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ دونوں گروہ مآل اور نتائج کے اعتبار سے' برابر ہوں گے؟ اس کا جواب دینے سے پہلے یہ بتاؤ کہ) کیا اندھا اور آنکھوں والا' دونوں برابر ہوتے ہیں؟

۲۰ کیا تاریکی اور روشنی ایک جیسی ہوتی ہے؟

۲۱ کیا دھوپ اور سایہ یکساں ہوتے ہیں؟

۲۲ یا' کیا مردہ اور زندہ برابر ہوتے ہیں؟
اگر یہ برابر نہیں ہوتے (اور کبھی نہیں ہوتے) تو وہ دونوں گروہ بھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ (۱۱/۲۴ ؛ ۱۳/۱۹—۱۶)۔
(لیکن ایسے واضح دلائل کے بعد بھی یہ لوگ صحیح راستے پر نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ) خدا کا قانون یہ ہے کہ بات اس کو سنائی دیتی ہے جو اسے سننا چاہے۔ تو قبروں کے مردوں کو کسی طرح بھی نہیں سنا سکتا۔

۲۳ تو صرف غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر سکتا ہے۔ (لیکن تمہاری یہ تنبیہ اس کے لئے کارآمد ہو گی جس میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہو گی (۳۶/۷۰)۔ مردے اس سے کیا فائدہ اٹھائیں گے؟)۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيرِ ﴿٢٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ (۳ ع ۱۵)
وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا
يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

---

۲۴ ہم نے تجھے اس حق و صداقت کی حامل کتاب کے ساتھ' بھیجا ہی اس لئے ہے کہ تو لوگوں کو صحیح اور غلط روشِ زندگی کے خوشگوار اور تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے —— اور یہ بات بھی کوئی نئی نہیں۔ دنیا میں کوئی قوم بھی ایسی نہیں گذری جس میں تمہارے جیسے آگاہ کرنیوالے نہ آئے ہوں۔

۲۵ اور اس کے ساتھ ہی' کوئی قوم ایسی بھی نہیں گذری جس نے ان آگاہ کرنے والوں کو جھٹلایا نہ ہو۔ لہذا' نہ تمہارا ان کی طرف آنا کوئی نئی بات ہے' اور نہ ہی ان کا تمہیں جھٹلانا کوئی انوکھا واقعہ۔ اقوامِ سابقہ کے پاس ان کے رسول' واضح دلائل۔ اخلاقی صحائف' اور روشن اور تابناک قانون و ضوابط لے کر آئے۔ (لیکن انہوں نے' ان کی ایک نہ مانی)۔

۲۶ انہوں نے نہ مانی' تو ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں پکڑ لیا —— پھر پوچھو تاریخ کے اوراق سے کہ ہماری یہ گرفت کیسی تھی!

۲۷ (سعادتمند اور صحیح الدماغ لوگوں کو اس سے تعجب ہوتا ہے کہ لوگ' اس قسم کی منفعت بخش واضح اور بصیرت افروز تعلیم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں (اور کیوں کرتے ہیں)۔ لیکن یہ بات کچھ ایسی تعجب انگیز نہیں۔ لوگوں کی ذہنیتوں اور طبیعتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور یہ اختلاف تمہیں ہر جگہ نظر آئے گا۔ لیکن وحی کے اتباع سے یہ اختلاف مٹ جاتا ہے)۔

ذرا غور کرو کہ بادلوں سے ایک جیسا پانی برستا ہے لیکن اس سے مختلف انواع و اقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ (یہ نہیں ہوتا کہ سب پھل اور فصلیں ایک جیسی ہوں)۔

اور پہاڑوں کو دیکھو کہ ان کا مادۂ تخلیق ایک ہی تھا' لیکن ان میں مختلف رنگوں کے خطے ہیں —— کوئی سفید۔ کوئی سرخ۔ کوئی کالا بھجنگ۔

۲۸ اسی طرح انسان' دیگر حیوان اور مویشی بھی مختلف قسموں کے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً
لَنْ تَبُورَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ
الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ

---

صحیفۂ فطرت کے یہ اوراق' جو قوانینِ خداوندی کی زندہ شہادات ہیں سب کے سامنے کھلے رہتے ہیں' لیکن ان قوانین کی عظمت کے سامنے وہی لوگ جھکتے ہیں جو ان شہادات پر علم و بصیرت سے غور و فکر کرتے ہیں۔ یہی لوگ "علماء" کہلانے کے مستحق ہیں' اور یہی جان سکتے ہیں کہ خدا کا قانون کس قدر غلبہ کا مالک ہے' اور جو اس کے مطابق چلتا ہے' وہ اسے کس قدر سامانِ حفاظت عطا کرتا ہے۔

۲۹ (اشیائے کائنات میں اختلاف ان چیزوں کا خود پیدا کردہ نہیں۔ نظامِ فطرت کا پیدا کردہ ہے جس کے سامنے وہ اشیاء مجبور ہیں۔ لیکن انسانوں کا اختلاف ان کا خود پیدا کردہ ہے۔ اس لئے ان پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے' اور جو جس روش کو اختیار کرتا ہے' اس کا نتیجہ اس کے سامنے آجاتا ہے۔ چنانچہ) جو لوگ قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتے ہیں۔ نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ خدا نے انہیں عطا کیا ہو —— وہ ان کی مضمر صلاحیتیں ہوں یا محنت کا ما حصل —— اسے نوعِ انسان کی عام ربوبیت (نشوونما) کے لئے کھلا رکھتے ہیں —— سب کے سامنے بھی اور عند المصلحت پوشیدہ بھی —— یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی تجارت کرتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہیں ہوسکتا۔ (۹/۱۱۱ ؛ ۶۱/۱۰ ؛ ۶۲/۱۱)۔

۳۰ اس تجارت میں انہیں' نہ صرف ان کی محنت کا پورا پورا معاوضہ ملتا ہے' بلکہ بفضلِ ایزدی اس سے زیادہ' اور بہت کچھ ملتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ قانونِ خداوندی کا اتباع کرتے ہیں' وہ ہر قسم کی تخریب سے محفوظ بھی رہتے ہیں' اور انہیں ان کی محنت کے بھرپور نتائج بھی ملتے ہیں۔

۳۱ یہ وہ قانون ہے جسے ہم نے تیری طرف بذریعہ وحی بھیجا ہے۔ یہ سرتاپا حق و صداقت پر مبنی ہے اور اس تمام تعلیم کو عملاً سچ کر دکھانے والا ہے جو اس سے پہلے انبیاءِ سابقہ کی وساطت سے آتی رہی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ یہ قانون اس خدا کی طرف سے آیا ہے جو اپنے بندوں کے تمام تقاضوں سے باخبر اور ان کے حالات سے واقف ہے۔

۳۲ (اس کتاب (قرآن) میں وہ سب کچھ آگیا ہے جو انسانوں کی راہ نمائی کے لئے ضروری

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۚ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿۳۲﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ
وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِي
أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ

---

اس لئے اب وحی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد کرنا صرف یہ ہوگا کہ انسانی معاشرہ کو اس تعلیم کے مطابق متشکل کیا جائے۔ اس کام کے لئے ایک جماعت (اُمّت) کی ضرورت ہوگی)۔ یہ امت منتخب کر لی گئی ہے (۲/۱۴۳ : ۳/۱۰۹) اور اُس کے سپرد اس کتاب کو کر دیا گیا ہے۔

لیکن اس اُمت کی یہ حالت ہوگی کہ ان میں سے کچھ تو قرآن کے مطابق عمل کرنے میں آگے بڑھ جائیں گے۔ کچھ میانہ روی اختیار کریں گے۔ اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اسے چھوڑ کر اپنے آپ پر ظلم کریں گے۔ جو آگے بڑھ جائیں گے' وہ بلند مدارج کے مستحق ہوں گے۔

۳۳ وہ ایک ایسا معاشرہ قائم کریں گے جس میں ان کے لئے خوشگواریاں اور سرداریاں ہوں گی' ایسی سرداریاں جن کے نشان' سونے اور جواہرات کے کنگن اور حریر و اطلس کے ملبوسات ہوں گے۔ (۲۲/۲۳)۔

۳۴ وہ زندگی کی ان شادابیوں اور سرفرازیوں کو دیکھ کر والہانہ طور پر پکار اٹھیں گے کہ کس قدر درخورِ حمد و ستائش ہے خدا کا یہ نظام جس نے ہماری تمام پریشانیوں اور افسردگیوں کو دور کر دیا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ نظام' تخریبی عناصر سے حفاظت کا سامان بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور محنتوں کے بھرپور نتائج بھی عطا کرتا ہے۔

۳۵ یہ اس نظام کی برکات ہیں کہ ہمیں ایسا معاشرہ نصیب ہو گیا جس میں نہ کوئی جگر پاش مشقت ہے' اور نہ ذہنی کاوش اور نفسیاتی افسردگی۔ (نہ اس میں ضروریاتِ زندگی کے لئے مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں (۲۰/۱۱۸)' اور نہ ہی باہمی معاملات میں ایسا الجھاؤ پیدا ہوتا ہے جس سے انسان خواہ مخواہ پریشان ہو جائے)۔

(یہ کیفیت اس دنیا کے قرآنی معاشرہ میں بھی ہوگی' اور اُخروی زندگی کی جنت میں بھی)۔

۳۶ ان کے برعکس' جو لوگ اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں' ان کے لئے تباہ کن عذاب ہے۔

جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ
يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ
مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ ٤ ع ١١ ١٦
الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ

---

ایسا عذاب جس میں ان کی حالت یہ ہوگی کہ نہ تو ان کا کام تمام ہوگا کہ وہ مرکر عذاب سے چھٹکارا پاجائیں۔ اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی کہ انہیں کچھ چین مل جائے۔ (۱۴:۲۰ ؛ ۷۴:۲۸ ؛ ۸۷:۱۳)۔

اور یہ بات کسی خاص قوم سے مخصوص نہیں۔ یہ ہمارا غیر متبدل قانون ہے کہ جو قوم بھی غلط راستہ اختیار کرتی ہے' اس کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔

۳۷ یہ وہاں مدد کے لئے چیخیں چلائیں گے' اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ایک بار یہاں سے نکال دے۔ پھر دیکھ کہ ہم کس طرح اپنی سابقہ روش کے خلاف' تیرے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق اچھے کام کرتے ہیں۔

ان سے کہا جائے گا کہ کیا تمہیں اتنی عمر نہیں دی گئی تھی کہ تم میں سے جو ہمارے قانون کے مطابق' نصیحت حاصل کرنا چاہتا' وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ؟ اور پھر تمہارے پاس وہ رسول بھی آگیا تھا جو تمہیں پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ تمہاری روش تمہیں تباہی کے جہنم کی طرف لیجائیگی۔ لیکن تم نے اس کی ایک نہ مانی۔ سو اب تم اپنے اعمال کے نتائج بھگتو۔ اب کوئی تمہاری مدد نہیں کرسکتا' اس لئے کہ ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں ہوسکتا۔

(ان کی یہ حالت اس دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی)۔

۳۸ یہ اس لئے ہوگا کہ خدا کے قانونِ مکافات کی زد سے کوئی چیز باہر نہیں رہ سکتی۔ وہ جس طرح' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں چھپی ہوئی ہر بات کا علم رکھتا ہے' اسی طرح انسانوں کے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ خیالات تک سے بھی واقف ہے۔

۳۹ وہ اسی قانونِ مکافات کی رُو سے' ایک قوم کو دوسری قوم کا جانشین بناتا ہے۔ (جس قوم میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں رہتی' اسے الگ کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ وہ قوم آجاتی ہے جو عمدہ صلاحیتوں کی مالک ہوتی ہے)۔ سو جو قوم' اس کے قوانین سے انکا

وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ
أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ
فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾
إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ
كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾

کرکے اپنی خود ساختہ روش پر چل نکلتی ہے اُسے اس کے تباہ کن نتائج بھگتنے پڑتے ہیں یاد رکھو! صحیح روش سے انکار کا نتیجہ اس کے سوا کچھ اور ہو نہیں سکتا کہ وہ قوم انعاماتِ خداوندی سے محروم رہے۔ چنانچہ جوں جوں وہ قوم اس روش میں آگے بڑھتی جاتی ہے، اس کے نقصانات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

۴۰ ان غلط روش پر چلنے والوں سے کہو کہ تم لوگ اقتدارِ خداوندی کے ساتھ جن دوسری ہستیوں کے اقتدار و اختیار کو شریک کرتے ہو، ذرا بتاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں وہ کونسا شعبہ ہے جس میں وہ خدا کے شریک کار ہیں؟ یا کیا ہم نے ان کی طرف کوئی ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ تم خدا کے ساتھ ان قوتوں کو شریک سمجھو۔

بات ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ 'حقوقِ انسانیت میں کمی کرنے والے' مفاد پرست لوگ ایک دوسرے سے کہتے رہتے ہیں کہ (تم ضابطۂ خداوندی کا خیال چھوڑو اور اپنی مصلحت کے مطابق کام کرو۔ تم یوں کرو گے تو یہ حاصل ہوگا اور وہ)۔ حالانکہ یہ سب دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے۔

۴۱ اس لئے کہ جو کچھ ہوتا ہے قانونِ خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔ اور کسی میں اتنی قوت نہیں کہ اس کے قوانین کے نتائج میں ذرا سا بھی رد و بدل کر سکے۔ اس کے قوانین کے غلبہ و قدرت کو دیکھنا ہو تو خارجی کائنات پر نگاہ ڈالو، اور دیکھو کہ اس نے اس قدر عظیم الجثہ اجرام فلکی کو، جن میں خود زمین بھی شامل ہے، کس طرح اپنے قوانین کی زنجیروں میں یوں جکڑ رکھا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنے مقام سے بال برابر ادھر اُدھر نہیں ہٹتا۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے مقام سے ہٹ جائے تو کوئی قوت ایسی نہیں جو اسے پھر اس کے اصلی مقام پر لیجائے۔ اتنی بڑی قوتوں کا مالک ہے وہ خدا جو ساری کائنات کی حفاظت کر رہا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ
مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ
فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ
تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ
قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٤٤﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ

---

۴۲ یہ لوگ جو اس وقت، قوانین خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں، بڑھ بڑھ کر خدا کی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر ان کی طرف خدا کا کوئی پیغامبر آجائے تو وہ اس طرح سیدھے راستے پر چل کر دکھائیں جس کی مثال دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہ کر سکے —— لیکن جب ان کے پاس خدا کا پیغامبر آیا تو وہ اس سے دور بھاگنے لگے۔

۴۳ اس لئے نہیں کہ وہ، اس کے دکھائے ہوئے راستے میں کوئی غلطی دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ انہیں ملک میں جور واستبداد اور سرکشی سے روکتا ہے، اور ایسی تدابیر سے منع کرتا ہے جو معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کریں —— اور یہ لوگ اپنی اس روش کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔

لیکن انہیں اس کا علم نہیں کہ ناہمواریاں پیدا کرنے والی تدبیریں، خود ان تدبیر کرنے والوں کو لے کر ڈوبا کرتی ہیں۔ سو اب یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ جیسا کچھ اقوام سابقہ کے ساتھ ہوا تھا، وہی کچھ ان کے ساتھ ہو۔ سو، ایسا ہو کر رہے گا۔ اس لئے کہ خدا کا قانون اٹل ہے۔ نہ اس کی نتیجہ خیزی میں کوئی تبدیلی ہوا کرتی ہے۔ اور نہ ہی ان نتائج کی سمت بدلا کرتی ہے، کہ کرے کوئی، بھرے کوئی۔

۴۴ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے کہ اقوام سابقہ کی غلط روش کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟ وہ قومیں، ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں۔ لیکن انسان یا انسانوں کی کوئی جماعت تو ایک طرف، کائنات کی کسی شے میں بھی اتنی قوت نہیں کہ وہ خدا کے قانون پر غالب آجائے اور اسے بے بس کر دے کہ وہ غلط روش پر چلنے والوں کی گرفت نہ کر سکے۔ (اس لئے یہ تمہارے مخالفین بھی اس کی گرفت سے کیسے بچ سکتے ہیں؟)۔

۴۵ بس اتنی بات ہے کہ عمل اور اس کے نتیجہ کے سامنے آنے میں مہلت کا وقفہ ہوتا ہے، ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا، اور عمل کا نتیجہ فوراً سامنے آجایا کرتا، تو اس وقت، صفحۂ ارض پر ان مخالفین کا

اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ

۵ ع ۵ ۱۷ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

کوئی آدمی بھی باقی نہ رہتا۔ جب وہ مہلت کا وقفہ پورا ہو جائے گا تو ان کی بھی گرفت ہو جائے گی۔ اس تاخیر سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے جرائم، خدا کی نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ اس کی نظروں سے کچھ بھی اوجھل نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال پر نگاہ رکھتا ہے۔ (۱۶/۶۱)۔

# سورۃ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰسٓ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٥﴾
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾

---

۱ اے وہ انسان! (جس کی طرف یہ وحی کی جاتی ہے۔ یعنی اے ہمارے رسول!)۔

۲ (یہ لوگ تم سے تمہارے اس دعوے کا ثبوت مانگتے ہیں کہ تم خدا کی طرف سے رسول ہو۔ ان سے کہو) خود میرا یہ پیغام، یعنی قرآنِ حکیم اس پر شاہد ہے کہ میں خدا کے رسولوں میں سے ہوں۔

۳ میرے دعوے کی صداقت کا ثبوت خود یہ قرآن ہے۔ اس پر غور و فکر کرو تو تم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ

۴ میں اس صحیح اور سیدھے، توازن بدوش، راستے پر چل رہا ہوں جو کاروانِ انسانیت کو اس کی منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

۵ (اے رسول! اگر انہوں نے اس قرآن پر غور کیا تو یہ خود انہیں بتا دے گا کہ یہ نہ تیرا خود ساختہ ہے۔ نہ کسی اور انسان کا وضع کردہ۔ یہ اس خدا کا نازل کردہ ہے جو بڑی قوتوں کا مالک ہے اور تمام کائنات اور نوعِ انسان کی نشو و نما کا کفیل۔

۶ یہ قرآن تیری طرف اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ تو (ابتداءً) اس قوم کو اس کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے جن کے آباء و اجداد کی طرف کوئی آگاہ کرنے والا نہیں آیا (۳۴/۴۴ ؛ ۳۲/۳) اس لئے انہیں معلوم نہیں کہ صحیح روشِ زندگی کونسی ہے۔ (اور پھر اپنے دائرۂ تبلیغ کو وسیع کرتے ہوئے رفتہ رفتہ اس پیغام کو مختلف اقوام تک پھیلا دے کیونکہ تجھے عالمگیر انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے (۷/۱۵۸)۔

۷ (لیکن ان کی کیفیت یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ غور و فکر سے کام لیتے اور اس قرآن کو

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ﴿٨﴾ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا
وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ إِنَّا نَحْنُ
نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾ ۱ ع ۱۲ ۱۸

سمجھنے کی کوشش کرتے) انہوں نے یہ کہہ کر اس سے انکار کر دیا (کہ چونکہ یہ اس راستے کی طرف دعوت دیتا ہے جو ہمارے آباؤ اجداد کی روش کے خلاف ہے' اس لئے ہم اس کی مخالفت کریں گے- اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کی روش اختیار کرلیں وہ حق و صداقت کو کبھی تسلیم نہیں کیا کرتے) یہی قاعدہ ان کی صورت میں بھی صحیح ثابت ہوگا-

۸ جو لوگ اندھی تقلید کی روش اختیار کر لیتے ہیں ان کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے جیسے کسی کی گردن میں ایسا طوق ڈال دیا جائے جس سے اس کا سر اوپر کی طرف اٹھا رہ جائے' اور وہ اپنے سامنے کا راستہ دیکھ ہی نہ سکے-

۹ لہٰذا' ایسے لوگ نہ دلائل و براہین سے کام لیتے ہیں کہ آنے والے واقعات کا جائزہ لے کر صحیح راستہ اختیار کرلیں' اور نہ ہی تاریخی شواہد کا مطالعہ کرتے ہیں کہ گذرے ہوئے واقعات ہی سے استنباطِ نتائج کرلیں- ان کے آگے بھی جہالت کی دیوار کھنچ جاتی ہے' اور پیچھے بھی- اس طرح' ان کی آنکھوں پہ پردے پڑ جاتے ہیں' اور وہ بصیرت سے محروم ہو جاتے ہیں-

۱۰ جن لوگوں کی یہ حالت ہو جائے' ان کے لئے یکساں ہوتا ہے خواہ تو انہیں ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرے یا نہ کرے- وہ کبھی صداقت کو تسلیم نہیں کرتے- (۲/۶)-

۱۱ غلط روش کے نتائج سے تنبیہ کا فائدہ تو اسے ہی پہنچ سکتا ہے جو عقل و فکر سے کام لے کر قانونِ خداوندی کا اتباع کرے' اور اس کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے خائف ہو قبل اس کے کہ وہ نتائج اس کے سامنے آجائیں- اے رسول! تو ایسے شخص کو صحیح روشِ زندگی کے خوشگوار نتائج کی خوش خبری دے اور اسے بتا دے کہ زندگی کے تمام خطرات سے اس کی حفاظت ہوگی' اور اس کی محنت کا بڑا باعزت بدلہ ملے گا-

۱۲ اس طرح ہم مردہ قوموں کو حیات نو عطا کر دیتے ہیں- پھر جو کچھ وہ اپنے مستقبل کیلئے کرتی ہیں' اسے بھی ہمارا قانونِ مکافات اپنے رجسٹر میں درج کئے جاتا ہے' اور جو نقوش وہ آنے والی

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا
بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا
اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ
ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

---

نسلوں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں، وہ بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اس طرح ان کا ہر عمل اس کتاب میں منضبط ہوجاتا ہے جو غلط اور صحیح کے پرکھنے کے لئے ایک واضح معیار کا کام دیتی ہے ـــــ یعنی وہ ساتھ کے ساتھ، غلط اور صحیح اعمال کو چھانٹ کر الگ کرتی چلی جاتی ہے۔

۱۳ ان لوگوں کو یہ حقیقت ایک مثال کے ذریعے سمجھاؤ۔ ایک بستی تھی جس میں ہم نے اپنے رسول بھیجے۔

۱۴ پہلے ہم نے وہاں دو رسول بھیجے اور ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ پھر ہم نے تیسرا رسول بھیجا کہ وہ پہلے دو رسولوں کی تائید و تقویت کا موجب بنے۔ اس نے بھی ان سے آکر کہا کہ میں خدا کا فرستادہ ہوں۔ میری بات سنو۔

۱۵ لیکن انہوں نے کہہ دیا کہ تم تو ہماری طرح انسان ہو۔ تم خدا کے فرستادہ کس طرح ہوسکتے ہو! تمہاری طرف خدا کی وحی وغیرہ کچھ نہیں آتی۔ تم اپنے دعوے میں بالکل جھوٹے ہو۔

۱۶ وہ رسول کہتے کہ ہمارا پروردگار اس پر شاہد ہے کہ ہم تمہاری طرف اُس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

۱۷ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم تمہاری طرف اس کے واضح پیغامات پہنچادیں ـــــ اس سے زیادہ ہم تم سے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

۱۸ وہ لوگ اُن سے کہتے کہ تم بہت ہی منحوس ہو۔ تم صبح شام یہی کہتے رہتے ہو کہ تم تباہ ہوجاؤ گے۔ برباد ہوجاؤ گے۔ تم پر یہ عذاب آئیگا، وہ عذاب آئے گا۔
یاد رکھو! اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں یہاں سے نکال باہر کریں گے (یا سنگسار کردیں گے)۔ بہرحال، ہم تمہیں اس کی الم انگیز سزا دیں گے۔

۱۹ وہ رسول اُن سے کہتے کہ جس چیز کو تم نحوست کہتے ہو، وہ سب تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تم ہمیں بڑی سخت سزا دوگے، تو کیا یہ سزا ہمارے اس جرم کی

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

ہو گی کہ ہم تمہیں تباہی سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ تم بڑی حد سے گزری ہوئی قوم ہو!

۲۰ انہوں نے تو ان رسولوں کی کوئی بات نہ مانی' لیکن بیرونِ شہر سے (جہاں اکابرین اور معززین بستے تھے) ایک (صاحب اثر) آدمی بھاگا بھاگا آیا (تاکہ وہ لوگ ان رسولوں کو کوئی اذیت نہ پہنچا دیں) اس نے ان سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم ان رسولوں کا اتباع کرو۔

۲۱ ان رسولوں کا جو (تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں اور) اس کے بدلے میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اتباع کرو۔ یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ سیدھے راستے پر ہیں' اور اسی راستے پر چلنے کی تمہیں تلقین کر رہے ہیں۔

# پارہ تیئیسواں

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۲﴾
ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿۲۳﴾ إِنِّيٓ إِذًا
لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۲۴﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿۲۵﴾

۲۲ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے واضح حقائق کے بعد میرے پاس کونسا عذر باقی رہ جاتا ہے کہ میں اُس خدا کی محکومیت اختیار نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا' اور جس کے قانونِ مکافات کی طرف تمہارا ہر قدم اٹھ رہا ہے —— تم اُس کے احاطہ سے باہر جا نہیں سکتے۔ تم سب کشاں کشاں اسی کی طرف جا رہے ہو' اس سے کسی کو مفر نہیں۔

۲۳ کیا میں ایسے خدا کو چھوڑ کر اور ہستیوں کو اپنا آقا تسلیم کر لوں ؟ اُن ہستیوں کو جن کے عجز و ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ اگر خدائے رحمٰن کے قانونِ مکافات کی رُو سے' مجھے' میری کسی غلط روش کے نتیجہ کے طور پر' کوئی نقصان پہنچ رہا ہو' تو ان ہستیوں کا میرے ساتھ ہونا مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔ وہ مجھے اس نقصان سے قطعاً نہ بچا سکیں۔

۲۴ سوچو کہ اگر میں' یہ سب کچھ جانتے بوجھتے' اِن ہستیوں کو اپنا خدا بنا لوں' تو مجھ سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی میں اور کون ہوگا ؟

۲۵ میں تو اس خدا پر ایمان لے آیا ہوں جو تم سب کا نشو و نما دینے والا ہے۔ تم بھی

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَنزَلْنَا
عَلَىٰ قَوْمِهِ مِن بَعْدِهِ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ
خَامِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ
أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾

میری بات پر کان دھرو اور اسی کو خدا مانو۔

۲۶ اُس نے 'اِدھر' اس جرأت اور بے باکی سے اپنے ایمان کا اعلان کیا' اور اُدھر خدا کے قانونِ مکافات نے پکار کر کہہ دیا کہ تیرے لئے جنّت کے دروازے کھل گئے — لیکن اُس کی قوم نے اس کی ایک نہ سنی' حالانکہ وہ بصد حسرت و یاس' کہتا رہا کہ

۲۷ اے کاش! میری قوم سمجھ سکتی کہ اس صحیح روش کے بدلے میں' جسے میں نے اختیار کیا ہے' اور جس کی طرف میں انہیں دعوت دے رہا ہوں' خدا نے کس طرح مجھے تباہیوں سے بچا لیا ہے اور کس قدر بلند مرتبت لوگوں کے زمرے میں میرا شمار ہو گیا ہے۔

۲۸ اُس کی طرف سے اس اتمامِ حجت کے بعد' اس کی قوم کی تباہی کا وقت آ گیا۔ اس تباہی کے لئے ہمیں' آسمان سے' فرشتوں کا کوئی لشکر نہیں اتارنا پڑا — نہ ہی ہم قوموں کی تباہی کے لئے آسمان سے فرشتوں کے لشکر اتارا کرتے ہیں۔ اُن کے اعمال خود ان کی تباہی کا موجب بن جاتے ہیں۔

۲۹ اُس قوم پر بس ایک جھپٹ پڑی جس سے کہرام مچ گیا' اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ ان میں زندگی اور حرارت کی رمق تک باقی نہ رہی۔

۳۰ اُف! کس قدر تاسف انگیز ہے انسانوں کی حالت کہ جو شخص بھی زندگی اور حرارت کا پیغامِ خداوندی اُن تک پہنچاتا ہے' یہ اُس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

۳۱ یہ تاریخی شواہد ہیں جنہیں ہم نے' اِس وقت مثال کے طور پر بیان کیا ہے۔ (اے رسولؐ!) کیا یہ (تمہارے مخاطب) اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ ان سے پہلے کتنی قومیں تھیں جنہیں ہم نے تباہ کر دیا' اس لئے کہ وہ اُن لوگوں کی طرف رجوع نہیں کرتی تھیں جو انہیں قوانینِ خداوندی کی طرف دعوت دیتے تھے' بلکہ ان کی ہنسی اڑاتی تھیں۔

۳۲ لیکن' اگر یہ (تمہارے مخاطب) ان حقائق کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے تو اس کے یہ

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ
وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ
الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

معنی نہیں کہ یہ ہمارے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچ جائیں گے۔ یہ بھی اپنے پیش رووں کی طرح اپنے کیئے کی سزا پائیں گے۔ چنانچہ وہ وقت دور نہیں جب یہ سب کے سب صف بستہ حاضر کر دیئے جائیں گے کہ ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق اپنے اعمال کے نتائج اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لیں۔

۳۳ ایسی باتیں سن کر یہ لوگ مذاق کرتے ہیں کہ اس قدر کمزور اور ناتواں لوگوں کی یہ مٹھی بھر جماعت، اور دعویٰ یہ کہ انہیں اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ ہم ان کے حضور پا بہ زنجیر کھڑے ہوں گے! لیکن، اگر ان کی آنکھیں ہوتیں تو یہ دیکھتے کہ ہمارا قانونِ فطرت کس طرح بے جان اشیاء کو بھرپور زندگی اور شادابی عطا کر دیتا ہے۔ ان کے سامنے ایک بنجر زمین پڑی ہوتی ہے جس میں تازگی اور شگفتگی کا نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔ ہم اسے بارش کے ایک چھینٹے سے، حیاتِ تازہ عطا کر دیتے ہیں۔ اس میں فصلیں اُگتی ہیں جو خود ان کے لئے سامانِ زیست بنتی ہیں۔

۳۴ اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات اُگتے ہیں۔ اس میں سے آبِ رواں کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

۳۵ ان درختوں کے پھل بھی انہیں غذا کا کام دیتے ہیں۔ یہ کچھ، ان کے ہاتھوں کا خود ساختہ پرداختہ نہیں ہوتا۔ ہمارے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔

(اسی طرح یہ مٹھی بھر جماعت —— جس میں اِس وقت، ان لوگوں کو قوت اور اقتدار کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا —— ہمارے قوانین کی اطاعت سے، زندگی اور اس کے ثمرات سے اس قدر بہرہ یاب ہوگی کہ اُن کی نفع بخشیوں سے نہ صرف یہ خود ہی متمتع ہوگی بلکہ دوسرے لوگ بھی اِس میں شریک ہوں گے)۔

ان سے پوچھو کہ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ تمہاری کوششیں اِس طرح بار آور ہوں؟ (اگر تم ایسا چاہتے ہو تو تم بھی اِس جماعت کی طرح، ہمارے قانون سے فائدہ اُٹھاؤ جو قوموں کو حیاتِ نو عطا کرتا ہے)۔

۳۶ (اور اس کا یقین رکھو کہ اگر تم نے اس قانون کا اتباع کیا تو اس کے یہ نتائج مرتب ہو کر

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ
تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾

---

رہیں گے۔ خدا کے متعلق کبھی ایسا وہم و گمان بھی نہ کرو کہ اُس نے جو کچھ کہا ہے ویسا نہیں ہوگا۔ وہ اِس سے بہت بلند ہے کہ اِس قسم کی باتیں کرے۔ تم دیکھتے نہیں کہ اس کے قانونِ فطرت کی رُو سے کس طرح نباتات میں قسم قسم کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں —— اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اس کے مقرر کردہ قاعدہ اور قانون کے مطابق عمل کرو تو وہی نتیجہ برآمد نہ ہو۔ اور خود تمہاری افزائشِ نسل کا سلسلہ بھی اُس کے قانونِ فطرت کے مطابق جاری و ساری ہے۔ علاوہ بریں، اُن چیزوں کی تخلیق کا سلسلہ بھی جو ہنوز تمہارے حیطۂ علم میں نہیں آئیں۔

۳۷ پھر تم خارجی کائنات پر غور کرو اور دیکھو کہ (مثلاً) ہم کس طرح رات پر پڑے ہوئے دن کے روشن اور تابناک پردے کو کھینچ کر الگ کر دیتے ہیں، اور نیچے سے تاریکی ہی تاریکی نکل آتی ہے، اور یوں ہر جگہ گھپ اندھیرا چھا جاتا ہے۔

۳۸ اور اس پر بھی غور کرو کہ سُورج، کس طرح اپنے مستقر کی طرف رواں دواں چلا جارہا ہے۔ یہ سب کچھ اُس خدا کے ٹھہرائے ہوئے اندازوں کے مطابق ہو رہا ہے جو بڑی قوتوں کا مالک ہے اور جس کا ہر قانون علم پر مبنی ہے۔

۳۹ اور چاند کو دیکھو کہ اُس کے لئے ہم نے کتنی منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ (وہ ایک حسین ناخن کی طرح نمودار ہوتا ہے۔ بڑھتا بڑھتا ماہِ کامل بن جاتا ہے۔ پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے اور گھٹتے گھٹتے) اس طرح ہو جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی سوکھی ہوئی ٹہنی۔

۴۰ یہ تمام عظیم الجثہ کُرّے، اپنی اپنی جگہ ساکت نہیں کھڑے بلکہ پیہم اور مسلسل حرکت کر رہے ہیں —— لیکن ان کی یہ حرکت اس طرح حساب اور قاعدے کے مطابق ہوتی ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ سورج اپنی رفتار کو تیز کر کے چاند کو جا پکڑے۔ یا کبھی ایسا ہو کہ جس نقطے سے رات کا اختتام اور دن کا آغاز ہونا تھا، رات وہاں سے آگے بڑھ جائے —— یعنی کسی مقام پہ سورج اپنے معینہ وقت کے بعد طلوع ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ اِن میں سے ہر کُرّہ، اپنے اپنے دائرے میں، اپنی اپنی رفتار سے ٹھیک، اپنے اپنے راستے پر تیرتا چلا جاتا ہے۔

وَءَايَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى ٱلْفُلْكِ ٱلْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِۦ مَا يَرْكَبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِن نَّشَأْ
نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ﴿٤٣﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَٰعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ٱتَّقُوا۟
مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ ءَايَةٍ مِّنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا۟ عَنْهَا
مُعْرِضِينَ ﴿٤٦﴾

---

۴۱ آسمان تو خیر' پھر بھی' دُور کی چیز ہے۔ تم ذرا اس پر غور کرو کہ تم کس بھروسے اور اعتماد سے اپنے بال بچوں — چھوٹے بڑے سب — کو کشتی میں سوار کرا دیتے ہو' اور یہ کشتیاں' اسقدر وزن لئے ہوئے' کس طرح دریاؤں اور سمندروں میں تیرتی پھرتی ہیں۔

۴۲ اور کشتیوں جیسی اور بہت سی چیزیں ہیں جنہیں ہم نے ان کی سواری کے لئے پیدا کر دیا ہے۔

۴۳ اگر ہمارا قانونِ کائنات' ہر وقت اپنے اندازے کے مطابق' کارفرما نہ ہو' تو کبھی کشتی تیرتی رہے اور کبھی' انہی حالات میں' ڈوب جایا کرے۔ تو اس صورت میں' نہ کوئی کشتی کے ان مسافروں کی داد فریاد کو پہنچ سکے' اور نہ ہی یہ صحیح وسلامت ساحل تک پہنچ سکیں۔

۴۴ لیکن چونکہ' ہم نے ایک مدتِ معینہ تک نظامِ کائنات کو برقرار رکھنا ہے' اس لئے ہم نے جس شے کے لئے جو قانون بنا دیا ہے' وہ ٹھیک اس کے مطابق چلتی رہتی ہے۔ ہمارے قانون میں کبھی ردوبدل نہیں ہوتا۔ اور یہی وہ محکم اصول ہے جس کی بنا پر تم اسقدر اعتماد اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہو)۔

۴۵ (جس طرح اشیائے کائنات کے لئے غیر متبدل قوانین مقرر ہیں' اسی طرح خود انسانی زندگی کے لئے بھی ضوابط مقرر ہیں۔ اشیائے کائنات ان قوانین کی اطاعت پر مجبور ہیں لیکن انسان کو اس کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرے یا ان کے خلاف چلا جائے)۔

اسی مقصد کے پیشِ نظر ان سے کہا جاتا ہے کہ تم' قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کر کے' اپنے حال کو بھی خوشگوار بنانے کی فکر کرو اور مستقبل پر بھی نگاہ رکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری طبیعی زندگی کی نشوونما بھی بطریقِ احسن ہو جائیگی اور انسانی ذات کی بھی — اسی کا نام حال اور مستقبل کا خوشگوار ہونا ہے۔

۴۶ لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ جب کبھی ان کے سامنے اس قسم کا قانونِ خداوندی پیش کیا جاتا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ
إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً
وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾

ہے تو یہ اس سے منہ پھیر کر ایک طرف کو چل دیتے ہیں۔

۴۷ اور اس ضمن میں عجیب عجیب قسم کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ (مثلاً) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو سامانِ زیست تمہیں خدا کے ہاں سے ملا ہے' اسے حاجتمندوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کھلا رکھو' تو جو لوگ خدا کے نظامِ ربوبیت سے انکار کرتے ہیں' وہ ان لوگوں سے' جو اس نظام پر ایمان رکھتے ہیں' کہتے ہیں کہ اگر خدا کا یہی منشا تھا کہ رزق کی تقسیم اس طرح ہو کہ دنیا میں کوئی بھوکا نہ رہے' تو اُس نے خود ہی ایسا انتظام کیوں نہ کر دیا؟ انسانوں سے کیوں کہا کہ تم ایسا معاشرہ قائم کرو جس میں ہر ایک کی ضروریاتِ زندگی پوری ہوتی رہیں!

انہیں کون بتائے کہ ایسا کہنے میں یہ کس قدر سخت غلطی کرتے ہیں۔ (انسانی معاشرہ میں' خدا اپنے نظام کو انسانی ہاتھوں ہی سے قائم کرایا کرتا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اختیار و ارادہ کو صحیح طور پر استعمال کرے تاکہ اُس کی ذات کی نشوونما ہوتی جائے۔ ورنہ اُس) (خدا) کے لئے کیا مشکل تھا کہ' جس طرح اس نے اشیائے کائنات کو اس طرح پیدا کیا کہ وہ قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں' اسی طرح انسانوں کو بھی مجبور پیدا کر دیتا ——— یہ کہہ کر کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو ایسا کیوں نہ ہو جاتا' انسان اپنے آپ کو اختیار و ارادہ کے شرف سے محروم کرنا' اور اپنی ذمہ داری سے بچنا چاہتا ہے۔ یہ اس کی بہت بڑی غلط نگہی ہے۔ (۶/۱۴۹ ؛ ۱۶/۳۵ ؛ ۴۳/۲۰)۔

۴۸ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگر تم نے صحیح روش اختیار نہ کی تو اس کا نتیجہ تباہی ہوگا' تو یہ کہتے ہیں کہ اگر تم ایسا کہنے میں سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ تباہی ہم پر کب آئے گی؟

۴۹ (ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے' عمل اور اُس کے نتیجہ کے محسوس شکل میں سامنے آنے میں' ایک وقفہ ہوتا ہے۔ اُسی وقفہ کی وجہ سے یہ اس قسم کے استفسارات نما' اعتراض کرتے ہیں۔ جب وہ وقفہ پورا ہو جاتا ہے تو پھر وہ نتیجہ) ایک اچانک جھپٹ کی شکل میں سامنے آجاتا ہے جس سے ہر طرف کہرام مچ جاتا ہے۔

انہیں اسی جھپٹ کا انتظار ہے جو انہیں ایسے وقت میں' اچانک آپکڑے گی جب یہ

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٥٠ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ (۳) (ع [illegible]) (۲)
يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٢ اِنْ
كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝٥٣ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٥٤ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝٥٥ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ
مُتَّكِـُٔوْنَ ۝٥٦ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝٥٧

---

ایک دوسرے سے جھگڑنے میں مصروف ہوں گے۔

۵۰ اُس وقت انہیں اتنی مہلت بھی نہیں مل سکے گی کہ یہ کوئی وصیت کرسکیں، یا اپنے اہل وعیال تک ہی پہنچ جائیں۔

۵۱ یہ گرفت اسی دنیا تک محدود نہیں ہوگی۔ اس کا سلسلہ اس کے بعد کی زندگی تک بھی جائے گا جب حیاتِ نو کے لئے بگل بجیگا۔ زندگی کو نئے پیکر عطا ہوں گے۔ اور یہ سب اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر دوڑتے ہوئے اپنے نشوونما دینے والے کی عدالت کی طرف جائیں گے۔

۵۲ اور تعجب سے کہیں گے کہ ہماری بدبختی۔ ہمیں کس نے ہماری خوابگاہوں سے اٹھادیا۔ ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ظہورِ نتائج کی گھڑی ہے جس کا وعدہ خدائے رحمٰن نے کیا تھا اور جس کی تصدیق اس کے بھیجے ہوئے پیغامبر کیا کرتے تھے۔

۵۳ یہ وہ کہرام مچادینے والی جھپٹ ہوگی جس سے یہ سب ہمارے قانونِ مکافات کے سامنے اکٹھے ہوجائیں گے۔

۵۴ ان سے کہا جائے گا کہ آج کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی۔ خود تمہارے اعمال اپنا نتیجہ آپ بن کر تمہارے سامنے آجائیں گے۔

۵۵ جو لوگ اپنے اعمال کے بدلے میں جنت کے مستحق ہوں گے، وہ 'زندگی کی اس نئی منزل کے پروگرام میں' نہایت جذب وانہماک سے مصروف ہوں گے۔ اور ان کی یہ مصروفیت ان کے لئے بڑی ہی کیف آور اور نشاط انگیز ہوگی۔

۵۶ وہ، اور اُن کے ساتھی' آسائشوں کے سائے میں' مسند نشینوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

۵۷ اُس میں ان کے لئے (ان کے اعمال کے) پھل ہوں گے۔ اس میں وہ سب کچھ ہوگا

سَلٰمٌ ۟ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝۵۸ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۹ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا
تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۶۰ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۶۱ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ
جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۲ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۶۳ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُوْنَ ۝۶۴ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝۶۵

---

جو وہ طلب کریں گے۔

۵۸ یہ اس لئے ہوگا کہ اُن کی ذات کی نشوونما اور صلاحیتوں کی تکمیل میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔ نہ ہی اُنہیں، اِن کے چھن جانے کا کوئی خطرہ لاحق ہو۔ یہ سب کچھ اُس خدا کے قانونِ ربوبیت کے مطابق ہوگا جس نے تکمیلِ انسانیت کے لئے اِس قدر سامان مُہیّا کر رکھا ہے۔

۵۹ اُس زندگی میں معاشرہ مخلوط نہیں رہے گا۔ مجرم اور شریف' الگ الگ کر دیئے جائیں گے۔ کوئی مجرم شریف بن کر دوسروں کو دھوکا نہیں دے سکے گا۔ نہ ہی اہلِ جہنّم' جنت کی آسائشوں میں شریک ہو سکیں گے۔

۶۰ اِن مجرمین سے کہا جائے گا کہ کیا میں نے تمہاری طرف یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ تم سرکش قوتوں اور اپنے مفاد پرستانہ' بے باک جذبات کا اتباع نہ کرنا۔ اس لئے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ وہ بھائی کو بھائی سے جدا کر دیں گے۔

۶۱ اور یہ کہ اطاعت صرف ہمارے قوانین کی کرنا۔ یہی وہ توازن بدوش سیدھی راہ ہے جو تمہیں منزلِ مقصود تک پہنچا سکے گی۔

۶۲ تم سے کہدیا گیا تھا کہ تمہارے مفاد پرستانہ جذبات' اور سرکش سرغنے' تمہاری بڑی بڑی جماعتوں کو غلط راستے پر ڈال دیں گے۔ اور اس طرح تمہاری اکثریت صحیح راستے سے بہک جائیگی۔ ہم نے یہ سب کچھ واضح طور پر بتا دیا تھا لیکن تم نے ذرا عقل و فکر سے کام نہ لیا۔

۶۳ اس کا نتیجہ یہ جہنم ہے جس سے تمہیں بار بار آگاہ کیا جاتا تھا۔

۶۴ اس میں داخل ہو جاؤ۔ یہی تمہاری زندگی ہوگی۔ پھر سن لو کہ یہ اس لئے ہے کہ تم نے صحیح روش پر چلنے سے انکار کر دیا تھا۔

۶۵ اُس دن اِس کی بھی ضرورت نہ ہوگی کہ ہم ان کے مُنہ سے اقبالِ جرم کرائیں۔ اُنکے

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى
مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾
وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾

ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے۔ اُن کے پاؤں اُن کے جرائم کی شہادت دیں گے۔ ان کے اعمال خود مُنہ سے بول اٹھیں گے۔ انسان اپنے خلاف خود آپ شہادت ہوگا۔ (۱۴/۱۴ - ۱۳ : ۱۵/۵ - ۱۴)۔

۶۶ (یہ ہے ہمارا قانونِ مکافات جس کے مطابق قوموں کی موت اور حیات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔ اِسی قانون کے مطابق، اے رسول! تمہارے اِن مخالفین کا انجام بھی تباہی ہوگا)۔ اگر ہمارا قانونِ مشیئت ایسا نہ ہوتا کہ انسان اپنی مرضی سے جس راستے پر چلنا چاہے، اُسے چلنے دیا جائے، تو ہمارے لئے یہ کیا مشکل تھا کہ ہم (ان مخالفینِ نظامِ حق وصداقت) کی بینائی سلب کر لیتے اور یہ راستے کی تلاش میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے لیکن انہیں کچھ دکھائی نہ دیتا۔

۶۷ یا ہم، اِن کی تمام قوتوں کے علی الرغم، انہیں اس قدر کمزور اور ناتوان کر دیتے کہ یہ نہ آگے بڑھ سکتے، نہ پیچھے لوٹ سکتے۔ (اس طرح ہم ان کی مخالفت کو روک سکتے تھے، لیکن ہم ایسا نہیں کرنا چاہتے)۔

۶۸ ہم اِس طرح قوتوں کو سلب نہیں کیا کرتے۔ ہوتا یہ ہے کہ جس طرح عمر کے آخری حصے میں جا کر ایک فرد کی قوتیں، قانونِ طبیعی کے ماتحت، مضمحل ہو جاتی ہیں، اور اس کی طبیعی صلاحیتیں آگے بڑھنے کے بجائے، اوندھی ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اقوام کی حالت ہے۔ وہ جب زندگی کا صحیح راستہ چھوڑ دیتی ہیں تو اُن کی ہیئت تو ویسی ہی رہتی ہے، لیکن اُن کی صلاحیتیں مضمحل ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور اُن کی ترقی روبہ تنزّل ہو جاتی ہے۔

کیا یہ لوگ ان حقائق پر غور نہیں کرتے!

۶۹ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اگرچہ تشبیہات واستعارات کے انداز میں کہہ رہے ہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم یونہی شاعری کر رہے ہیں۔ ہم نے اپنے رسول کو شاعری نہیں سکھائی۔ نہ ہی شاعری ایسے شخص کے شایانِ شان ہے جو ایک انقلاب انگیز پیغامِ حیات لے کر آیا ہو۔ لہٰذا، یہ شاعری نہیں (۲۲۴/۲۶)۔ یہ تو تاریخی حقائق ہیں اور ایک واضح اور محکم ضابطۂ حیات۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا
فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا
يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ
جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾

---

۷۰ اور یہ ضابطۂ حیات تجھے' اے رسول! دیا اس لئے گیا ہے' تاکہ تو اس کے ذریعے' اُس قوم کو جس میں زندگی کی حرارت باقی ہو اور وہ زندہ رہنا چاہے' غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردے۔ پھر اگر وہ قوم صحیح روش پر چلنے سے انکار کردے تو وہ دیکھ لے کہ ہم نے جو کچھ کہا تھا وہ کس طرح حقیقت ثابتہ تھا۔ شاعری نہیں تھا۔

۷۱ (زندہ قوموں کے مقابلہ میں مُردہ قوموں کی کیفیت وہی ہوتی ہے جو انسان کے مقابلہ میں حیوانات کی۔ حیوانات کی زندگی کا اپنا مقصد کچھ نہیں ہوتا۔ وہ اپنے مالک کی خدمت گزاری کے لئے جیتے ہیں اور اُسی کی خاطر مرتے ہیں۔ وہ اِس کے مقاصد کے بروئے کار لانے کا ذریعہ ہوتے ہیں)

کیا یہ لوگ اس پر غور نہیں کرتے کہ جو مویشی ہم نے پیدا کئے ہیں' یہ لوگ ان پر کس قدر قدرت اور تسلط رکھتے ہیں۔

۷۲ ان سے سواری کا کام لیتے ہیں۔ انہیں ذبح کرکے ان کا گوشت کھاتے ہیں۔

۷۳ ان کا دودھ پیتے ہیں۔ اور ان سے سینکڑوں قسم کے اور فائدے اٹھاتے ہیں۔ (یہ سب حیوانات ان کے لئے جیتے اور انہی کے لئے مرتے ہیں۔ یہی حالت مردہ قوموں کی ہوتی ہے' وہ طاقتور قوموں کی خدمت کے لئے زندہ رکھی جاتی ہیں)۔

اتنا کچھ سمجھ لینے کے بعد بھی یہ لوگ صحیح روشِ زندگی اختیار کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے؟

۷۴ اور خدا کو چھوڑ کر اور ہستیوں کو اختیار و اقتدار کا مالک تصوّر کرتے ہیں تاکہ وہ اِن کی مدد کریں۔

۷۵ ان سے کہدو کہ یہ ہستیاں قطعاً اس کی قدرت نہیں رکھتیں کہ ان کی کسی قسم کی مدد کرسکیں۔ ان کی مدد کرنا تو ایک طرف۔ یہ خود اپنی حفاظت تک نہیں کرسکتیں۔ اِن کی حفاظت کے لئے اِن کے پجاریوں اور مریدوں کے لشکر کو ہر وقت موجود رہنا پڑتا ہے اور

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا
هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا
الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ
مِنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ
الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾

---

تصادم کے وقت یہی لشکر فریق مقابل کے ہاتھوں گرفتار ہوتا ہے۔

۷۶ لہٰذا' یہ لوگ جس قسم کی باتیں کرتے ہیں' اے رسول! تو ان سے افسردہ خاطر مت ہو۔ جو کچھ یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے دل میں ہے' ہم اس سے خوب واقف ہیں۔

۷۷ (انسان کی تو کچھ حالت ہی ایسی ہے کہ یہ اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے اور اپنے جذبات کی رَو میں سرکشی اختیار کر لیتا ہے)۔ وہ اس پر غور نہیں کرتا کہ ہم نے اس کی تخلیق نطفۂ آب سے کی (جس پر اسے کوئی مقدرت نہ تھی) اور یہ پھر ہمارے ہی خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

۷۸ اور ہمارے متعلق طرح طرح کی باتیں کرنے لگ جاتا ہے اور اپنی پیدائش کو قطعاً بھول جاتا ہے۔ نیز یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ خدا جو یہ کہتا ہے کہ تم مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ گے' تو یہ سب غلط ہے۔ جب انسان کی ہڈیاں گل سڑ کر بوسیدہ ہو جائیں گی تو بھلا انہیں کون زندہ کرے گا؟ (۱۶/۴ ؛ ۱۷/۴۹)۔

۷۹ ان سے کہو کہ انہیں وہی خدا زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ بنایا تھا۔ وہ خدا اپنی تمام مخلوق سے واقف ہے (کہ اسے کس کس منزل سے گزرنا ہے۔ اور ان مراحل کو کس طرح طے کرنا ہے)۔

۸۰ جس خدا کے قانونِ مشیّت کی یہ کیفیت ہے کہ وہ درختوں کی سبز ٹہنیوں کی رگوں کے اندر رطوبت اور حرارت کو یکجا (یعنی رگ خس میں شعلے کو پنہاں کر کے) رکھ سکتا ہے اور اس حرارت کا مشاہدہ تم اپنی آنکھوں سے کر لیتے ہو جب اس ٹہنی کو جلاتے ہو۔ (کیا وہ زندگی کی حرارت کو اسی طرح محفوظ نہیں رکھ سکتا؟)۔

۸۱ کیا وہ خدا جس نے اس سلسلۂ کائنات کو پیدا کر دیا (درآنحالیکہ پہلے کچھ بھی نہ تھا) وہ اس پر قادر نہیں کہ (موت کے بعد انسانوں کی) مثل پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں! وہ خدا ہر قسم کی تخلیق۔

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحَٰنَ ٱلَّذِى بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾

۵ ۵/۷ ۳

قادر ہے۔ اور ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

۸۲ اُسے تخلیق کے لئے، کہیں سے کوئی مسالہ مانگ کر لانا نہیں پڑتا۔ اُس کا قانونِ تخلیق یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس ارادہ کے ساتھ ہی اس شے کی تخلیق کی ابتدا ہو جاتی ہے۔

۸۳ لہٰذا، وہ خدا جس کے قبضۂ قدرت میں تمام اشیائے کائنات کی حکمرانی ہے، اس تصوّر سے کس قدر دور اور بلند ہے کہ وہ انسان کی موت کے بعد زندگی کو جاری رکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔
یاد رکھو! جس طرح خدا کا اقتدار و اختیار تمام اشیائے کائنات کو محیط ہے، اسی طرح اس کا قانونِ مکافات انسان کے اعمال کو بھی ہمیں (گھیرے ہوئے) ہے۔ اور تمہارا ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے —— اس زندگی میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی — تمہارا کوئی عمل بلا نتیجہ نہیں رہ سکتا۔ خواہ وہ نتیجہ اس زندگی میں سامنے آئے یا اس کے بعد، حیاتِ اُخروی میں۔ یہی دین کی اصل ہے۔

# سورۃ الصّٰفّٰت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۳ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝۶

۱ مجاہدین کی جماعتیں جو نظامِ خداوندی کی حفاظت کے لئے صف بستہ کھڑی رہتی ہیں۔

۲ اور حکومتِ خداوندی کے اربابِ حل و عقد (صاحبانِ امر) جو مفسدین کو قانون شکنی سے روکتے ہیں۔

۳ اور عام مؤمنین جو قرآنی تعلیم کی پیروی کرتے ہیں۔

۴ ان سب کا وجود اس حقیقتِ کبریٰ کی عملی شہادت ہے کہ اقتدار و اختیار صرف ایک خدا کا ہے اور کسی کا نہیں۔ انسانوں کو صرف اُس کے قوانین کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور کسی کی نہیں۔

۵ اس خدا کے قوانین کی اطاعت جس کا نظامِ ربوبیت تمام کائنات میں جاری و ساری ہے۔ (نیز) اس کی ربوبیت صرف طبیعی نشوونما ہی کی کفیل نہیں بلکہ انسانی راہ نمائی کے لئے ہر قسم کی روشنی (انسانی علوم اور وحی) کے سرچشمے بھی اُسی سے متعلق ہیں۔

۶ لیکن [جیسا کہ ۱۵/۱۶–۱۸ میں بتایا جا چکا ہے] ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ جس قسم کی باتیں رسول (منجانب اللہ) کرتا ہے، اس قسم کی باتیں ہمارے کاہن اور نجومی بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ علم النجوم کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ فضا کی یہ بلندی جو نہیں قریب تر نظر آتی ہے،

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوْرًا
وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ
مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝۱۱

---

اس میں مختلف کرتے ہیں جو اپنی چمک کی وجہ سے تمہیں نہایت خوشنما دکھائی دیتے ہیں۔

۷ اور ہم نے انہیں ہر قسم کے تخریبی عناصر سے محفوظ رکھا ہے (یہ جو ان ستاروں کی حقیقت
جن کے متعلق ان کا دعوٰے ہے کہ انسانی تقدیر ان کے مطابق بنتی اور بگڑتی ہے، اور ان کے
ذریعے کاہن اور نجومی انسانی تصورات کے متعلق پیش گوئیاں کرتے ہیں۔ لہٰذا' ان کے علم اور
رسول کی وحی کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ یہ غلط ہے)۔

۸ ان کے کاہن اور نجومی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ وہ عالم امر جہاں اشیائے کائنات
کی تقدیرات (پیمانے۔ قوانین) بنتی ہیں' وہاں تک ان کی قطعاً رسائی نہیں ہو سکتی۔ انسانی
۹ قیاس آرائیوں کو وہاں ہر طرف سے دھکے پڑتے ہیں۔ وہ مقام' سرحد عقل انسانی سے ماوراء
ہے۔ جو لوگ اس قسم کی توہم پرستیوں میں مبتلا رہتے ہیں' وہ زندگی کے میدان میں آگے
نہیں بڑھ سکتے۔ ان کے لئے ذلت و پستی کا مستقل عذاب ہوتا ہے۔ (۱۵/۱۸ ؛ ۲۶/۲۱۲ ؛ ۶۷/۵
۶۷/۸-۹)۔

۱۰ رہا یہ کہ ان (نجومیوں) کی بتائی ہوئی باتیں بعض اوقات' سچی بھی ثابت ہو جاتی
ہیں تو یہ محض اتفاقی امر اور قیافہ کی رو سے ہوتا ہے۔ یہ باتیں' اس زمانے میں تو ان کی روحانی
قوت" کی دلیل بن سکتی تھیں جب دنیا ہنوز علم کی روشنی سے محروم تھی۔ لیکن نزول قرآن
کے بعد' اس کی گنجائش نہیں رہے گی۔ اب ہر ظن و تخمین کے پیچھے علم کا ایک چمکتا ہوا
شعلہ موجود رہے گا جو اسے کہیں ٹکنے نہیں دے گا اور اس کی حقیقت کو بے نقاب کر دیگا۔

۱۱ یہ جو کہتے ہیں کہ انسانی تقدیر' ان ستاروں کے تابع ہوتی ہے' ان سے پوچھو
کہ تخلیق کے اعتبار سے یہ جامد کرّے (جنہیں کوئی اختیار و ارادہ حاصل نہیں) زیادہ
قوتوں کے مالک ہو سکتے ہیں' یا وہ مخلوق (انسان) جسے ہم نے صاحب عقل و ارادہ
بنایا ہے۔ ان کرّوں کی حقیقت اس سے زیادہ کیا ہے کہ جامد مادہ کے ذرّات ہیں جو ایک
دوسرے سے پیوست ہیں (اور انسانی زندگی' مادی تخلیق کے اس دور سے' سینکڑوں منازل
آگے بڑھ چکی ہے۔ (۳۲/۷)۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿۱۲﴾ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿۱۳﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوا إِنْ
هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۱۶﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿۱۷﴾
قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿۱۸﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿۲۰﴾
هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿۲۱﴾

۱ ۴ ۵

---

۱۲ تجھے اِن کی اِس حماقت پر حیرت ہوتی ہے (کہ یہ انسان زندہ ہو کر اپنے آپ کو تابع ستارہ سمجھتے ہیں اور کاہنوں اور نجومیوں کے اوہام پر ایمان رکھتے ہیں)۔ اور یہ تمہاری اِن باتوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ (لہذا' علم و بصیرت کی یہ باتیں انہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں؟)۔

۱۳ یہی وجہ ہے کہ تو جب ان کے سامنے قرآن پیش کرتا ہے (جو سرتا پا علم و بصیرت ہے) تو یہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

۱۴ بلکہ اس کی کسی ایک آیت کو لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ۔ اس کا تمسخر اڑائیں۔

۱۵ (اور جب تو ان سے کہتا ہے کہ یاد رکھو! زندگی اِس دنیا کی زندگی نہیں۔ اس کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا' تو) یہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ صاف جھوٹ۔

۱۶ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر جائیں' اور ہمارا گوشت پوست مٹی ہو جائے' اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچا باقی رہ جائے' تو اس کے بعد ہم پھر زندہ کئے جائیں —— ہم بھی

۱۷ اور ہمارے آباء و اجداد بھی' (جنہیں مرے ہوئے صدیاں گذر گئیں)۔ (۷۸:۳۶؛ ۵۶:۴۷)۔

۱۸ ان سے کہو کہ ہاں! بالکل ایسے ہی ہوگا۔
(لیکن تمہیں' اپنے اعمال کے نتائج دیکھنے کے لئے مرنے کے بعد' دوسری زندگی کے انتظار کی بھی ضرورت نہیں۔ ظہورِ نتائج کا یہ سلسلہ یہیں سے شروع ہو جائے گا)۔ تم عنقریب دیکھ لو گے کہ (حق کی مخالفت کر کے) تم کس طرح ذلیل و خوار ہوتے ہو۔

۱۹ اس کے لئے ایک ہی یورش کافی ہوگی جو ان کی بڑھتی ہوئی سرکشی کو روک دیگی' اور وہ اسے دیکھ کر ششدر رہ جائیں گے۔

۲۰ اور کہیں گے کہ ہماری تباہی آ گئی۔ یہی ظہورِ نتائج کا وہ وقت ہے جس کے متعلق ہم سے کہا جاتا تھا۔

۲۱ ان سے کہا جائے گا کہ ہاں! یہی وہ دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اس میں

احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ
إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا
عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا
كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾

---

سب باتوں کے فیصلے ہوجائیں گے۔

۲۲ تم ان سب لوگوں کو اکٹھا کر کے (مقابلہ میں) لے آؤ جو ظلم اور زیادتی کیا کرتے
تھے۔ انہیں اور ان کے تمام ساتھیوں (اور حمایتیوں) کو بھی۔ نیز انہیں بھی جن کی یہ خدا
کو چھوڑ کر اطاعت کیا کرتے تھے اور انہیں اپنا آقا اور حاکم تسلیم کرتے تھے۔

۲۳ ان سب کو اکٹھا کر کے تباہی اور بربادی کے جہنم کی طرف لیجاؤ۔

۲۴ لیکن انہیں ذرا ٹھہراؤ تاکہ ان سے کچھ باتیں پوچھ لی جائیں۔

۲۵ ان سے پوچھا جائے گا کہ (تم باتیں تو اس قدر بڑھ چڑھ کر کیا کرتے تھے لیکن اب
کیا ہو گیا کہ) تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔

۲۶ وہ اس سوال کا کچھ جواب نہیں دے سکیں گے۔ ان سب کی نظریں نیچی اور گردنیں جھکی
ہوئی ہوں گی۔

۲۷ البتہ وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال جواب کریں گے۔

۲۸ ان میں سے متبعین (عوام) اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ تم ہمیں راہ راست سے
روکنے کے لئے بڑے بڑے زبردست اسباب و ذرائع کے ساتھ آیا کرتے تھے۔

۲۹ وہ ان سے کہیں گے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ تم خود ہی سچی بات ماننے کے لئے تیار
نہیں تھے۔

۳۰ ہمارا تم پر کیا غلبہ و اختیار تھا جو ہم تمہیں مجبور کر کے راہ راست سے باز رکھتے۔ حق و صداقت
سے سرکشی تم خود اختیار کرنا چاہتے تھے؛ اور اب الزام ہمارے سر دھر رہے ہو؟

۳۱ ہمارا اتنا ہی قصور ہے کہ ہم نے جب دیکھا کہ تم راہ راست کو چھوڑ کر غلط راستے پر چلنا
۳۲ چاہتے ہو تو ہم نے تمہیں آواز دے کر اپنی طرف بلا لیا کیونکہ ہم خود غلط راستے پر جا رہے تھے

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

(اور چاہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ہمارے ساتھ ہولیں)۔ یوں ہم تمہیں غلط راستے پر لے گئے۔

اب ہم سب کے لئے خدا کا قانونِ مکافات زندہ حقیقت بن کر سامنے آگیا ہے۔ ہمیں اس عذاب کا مزہ چکھنا ہی ہوگا۔ (اس سے نہ ہمیں مفر ہے۔ نہ تمہیں)۔

۳۳ چنانچہ اس وقت متبعین اور ان کے لیڈر سب اس عذاب میں مشترکہ طور پر شریک ہوں گے۔ (۱۴/۲۱ ؛ ۳۳/۳۴ ؛ ۳۴/۳۲ ؛ ۴۸/۴۰)۔

۳۴ اور یہ بات کچھ انہی تک محدود نہیں۔ ہمارا قانونِ مکافات تمام مجرمین کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتا ہے۔

۳۵ یعنی ان لوگوں کے ساتھ کہ جن سے جب کہا جاتا کہ اقتدار و اختیار صرف ایک خدا کا ہے اس کے سوا کسی کی اطاعت و محکومیت جائز نہیں۔ تو وہ نہایت تنکبرانہ انداز سے کہتے کہ—

۳۶ واہ! کیا ہم اپنے لیڈروں اور معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کے کہنے پر چھوڑ دیں؟ (یہی کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں)۔

۳۷ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ رسول نہ شاعر ہے نہ دیوانہ۔ وہ خدا کی طرف سے ایک محکم ضابطۂ حیات لے کر آیا ہے جو سراسر حق و صداقت پر مبنی ہے۔ اور ان تمام باتوں کو سچ کر کے دکھانے والا ہے جو اس سے پہلے خدا کے رسول اپنے اپنے وقت میں کہا کرتے تھے۔ یہ اُن کی سچّی تعلیم کی تصدیق کرتا ہے۔

۳۸ ان سے کہدو کہ تم ایک الم انگیز عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو۔

۳۹ اور یہ عذاب تم پر کہیں خارج سے عائد نہیں کیا جارہا۔ یہ تمہارے اپنے اعمال کا فطری نتیجہ ہے۔

۴۰ ان کے برعکس، ہمارے وہ بندے ہوں گے، جو ہمارے قانون کے مطابق زندگی

أُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴۱ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝۴۲ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۴۳ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۴۴
يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝۴۵ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۴۶ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝۴۷
وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝۴۸ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝۴۹ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝۵۰
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝۵۱ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝۵۲

بسر کرنے کے لئے' ان سے کٹ کر الگ ہو گئے تھے۔

۴۱ ان کے لئے زندگی کی وہ خوشگواریاں اور آسائشیں ہوں گی جن کا ذکر قرآن میں جا بجا کیا گیا ہے۔

۴۲ یہ سب' ان کی محنت کے میٹھے پھل ہیں —— یہ لوگ بڑے ہی صاحبِ عزت و تکریم ہوں گے۔

۴۳ وہ خوشگواریوں کے باغات میں' ایک دوسرے کے سامنے مسندنشینوں پر بیٹھے
۴۴ ہوں گے۔ وہاں کسی قسم کی اونچ نیچ نہیں ہوگی۔

۴۵ ان کی مجلسوں میں ایسے پیالوں کا دور چلے گا جن میں ٹھنڈے اور جاری چشموں کا نہایت خوشگوار پانی ہوگا۔ (یعنی ایسا سامانِ حیات جسے روک کر نہ رکھا جائے بلکہ وہ سب کے لئے بلا روک ٹوک جاری ہو)۔

۴۶ ایسا مشروب جو دیکھنے میں برف کا سا سفید۔ اور پینے میں بیحد لذیذ۔

۴۷ اور تاثیر ایسی کہ نہ تو اس سے ہلاکت و سرگرانی ہو اور نہ ہی مدہوشی و بدمستی۔ نہ ہی اس کے کیف و سرور اور لذت میں کمی ہوگی۔ (۵۶/۱۹)۔

۴۸ یہ زندگی مردوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہوگی' عورتیں بھی اس میں برابر کی شریک
۴۹ ہوں گی —— بڑی خوبصورت آنکھوں والی۔ لیکن ایسی آنکھیں جنہوں نے کبھی کسی غیر کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا ہو۔ یعنی طبعی حسن کے ساتھ عفت و پاکیزگی کی مجسمات' از شرم و حیا کی پیکر۔ یہ ہوگا وہ جنتی معاشرہ جس کی یہ لوگ تشکیل کریں گے۔

۵۰ وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہمی باتیں کریں گے۔

۵۱ ایک کہے گا کہ میرا ایک ساتھی ہوا کرتا تھا۔

۵۲ وہ مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی ان لوگوں کی باتوں کو سچا مانتا ہے جو کہتے ہیں کہ:۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ
الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ
بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾
اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾

---

۵۳ جب ہم مر جائیں گے اور ہمارا جسم مٹی میں مل جائے گا اور ہم ہڈیوں کا ڈھانچا رہ جائینگے تو اس کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ تاکہ اپنے اعمال کا بدلہ پائیں۔

۵۴ دوسرا اس سے کہے گا کہ تم ذرا ادھر جھانک کر دیکھو۔

۵۵ وہ اس طرف جھانکے گا تو دیکھے گا کہ اس کا وہی ساتھی جہنم کے درمیان عذاب میں ماخوذ ہے۔

۵۶ وہ اس سے کہے گا کہ خدا کی قسم! تو نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی کہ مجھے بھی (اپنے ساتھ) تباہ کر دیتا۔

۵۷ اگر مجھ پر خدا کا فضل نہ ہوتا اور میں سیدھی راہ اختیار نہ کر لیتا تو میں بھی آج انہی میں ہوتا جو جہنم کے عذاب میں ماخوذ ہیں۔

۵۸ اللہ کا شکر ہے کہ اب ہمیں مرنا نہیں ہوگا۔ جو موت آنی تھی وہ آ چکی۔ اور نہ ہی اب
۵۹ عذاب دیا جائے گا۔

۶۰ یہ بہت بڑی کامیابی ہے جو ہمیں حاصل ہو گئی۔ ہمیں ہماری مراد مل گئی۔

۶۱ (اے رسول! ان لوگوں سے کہہ دو کہ) یہ ہیں وہ کامیابیاں اور کامرانیاں جنہیں حاصل کرنے کے لئے ہر کام کرنے والے کو کام کرنا چاہیئے۔

۶۲ ان سے پوچھو کہ اس قسم کا باعزت رزق اچھا ہے یا شجرۃ الزّقوم —— یعنی ظلم واستبداد سے حاصل کردہ مال و دولت جو آخر کار ان کے لئے وبالِ جان بن جائے۔ (۱۴/۲۰ ؛ ۴۴/۴۳ ؛ ۵۶/۴۵)۔

۶۳ یاد رکھو! ظلم واستبداد سے حاصل کردہ رزق، انسان کے لئے عذاب بن جایا کرتا ہے۔

۶۴ جو اس شجرِ خبیث کی طرح ہوتا ہے جس میں کبھی پھل نہیں لگتا۔ جو جہنم (جحیم) کی جڑ میں سے اُگتا ہے۔ (یعنی اس کے کھانے سے تمام انسانی صلاحیتیں جل کر راکھ کا ڈھیر

طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا
مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَارِهِمْ
يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ﴿٧٣﴾

اور ارتقاء کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں)۔

۶۵ اس کا خوشہ ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے ناگ پھن کا سر جس میں زہر ہی زہر بھرا ہوتا ہے۔ یا بڑے بڑے مستبد اور سرکش لوگوں کے سر جن میں تکبر و نخوت کے سوا کچھ نہیں ہوتا)۔

۶۶ اس کے کھانے سے پیٹ تو بھر جاتا ہے (یعنی انسان کی طبیعی ضرورت پوری ہو جاتی ہے لیکن انسانی ذات کی نشو و نما رک جاتی ہے۔ ۸۸/۷)۔

۶۷ اُس کے اوپر سے انہیں گرم آمیزہ دیا جائے گا (یعنی پانی ایسا گرم جس سے پیاس بجھنے کے بجائے اور بھڑک اٹھے۔ اور وہ بھی مصفا نہیں بلکہ کثافتوں سے بھرا ہوا پُر فریب زندگی کی کثافتیں)۔

۶۸ ان کی تمام سعی و عمل (فریب و استبداد سے بھری ہوئی زندگی) کا مآل یہ ہوتا ہے کہ ان کی ذات کی نشو و نما رک جاتی ہے۔ اور وہ سخت عذاب میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

۶۹ یہ ہے اُن لوگوں کی روش جو حق و صداقت کی مخالفت کرتے ہیں — اور طرفہ تماشا یہ کہ اس روش کو بھی اُنہوں نے خود سوچ سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ جس راستے پر اپنے آباء و اجداد کو چلتے دیکھا' اسی پر خود چل پڑے۔

۷۰ چنانچہ اب یہ انہی کے نقوشِ قدم پر آنکھیں بند کئے' دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ (اتنا بھی نہیں کرتے کہ کسی مقام پر رک کر دیکھ لیں کہ ہم جا کدھر رہے ہیں)۔

۷۱ ان کی یہ روش کچھ نئی روش نہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سی قومیں اسی طرح غلط راستے اختیار کرتی رہی ہیں۔

۷۲ ہم نے اُن کی طرف بھی اپنے فرستادگان کو بھیجا جو انہیں' اُن کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتے تھے۔

۷۳ سو تم دیکھو کہ ان لوگوں کا' جنہیں اس طرح متنبہ کیا گیا تھا (لیکن انہوں نے اس

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۷۴﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۷۸﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿۷۹﴾
إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۰﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿۸۲﴾ وَإِنَّ مِنْ
شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ﴿۸۳﴾

تنبیہ پر کان نہ دھرا (کیا انجام ہوا؟

۷۴ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھو کہ ہمارے جو مخلص بندے' ان سے الگ رہ کر صحیح راستے پر چلتے رہے' ان کا مآل کیسا خوشگوار تھا۔

۷۵ مثلاً نوحؑ کا واقعہ لو۔ اس نے (سرکش قوتوں کے ظلم و استبداد کے خلاف) ہمیں پکارا' تو دنیا نے دیکھ لیا کہ ہم نے کس طرح اس کی پکار کا جواب دیا!

۷۶ ہم نے اُسے' اور اس کے ساتھیوں کو اُس جانکاہ حادثہ سے محفوظ رکھا (جس نے باقی قوم کو غرق کر دیا تھا)۔

۷۷ اس کے مخالفین سب تباہ ہو گئے اور نوحؑ کی ذریت باقی رہی۔

۷۸ اور آنے والی نسلوں میں' اس کا تذکرہ حسن و خوبی اور خیر و برکت سے جاری رہا۔

۷۹ اور (اس طرح) نوحؑ کو اقوام عالم میں' امن و سلامتی کا پیامبر ہونے کا مقام حاصل ہوا۔

۸۰ اور یہ بات صرف نوحؑ ہی سے مخصوص نہیں۔ ہم ہر اس شخص کو جو ہمارے قوانین کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرے' ایسا ہی مقام عطا کرتے ہیں۔ یہ اُس کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

۸۱ پھر سن لو کہ نوحؑ اس لئے امن و سلامتی میں رہا کہ وہ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتا تھا۔

۸۲ اور اس کے مخالفین اس لئے غرق ہو گئے کہ وہ اُسے جھٹلاتے تھے اور اس کی کسی بات کو سچا نہیں سمجھتے تھے (ورنہ وہ ان کے سامنے کشتی بنا رہا تھا۔ اگر وہ اس کی باتوں کو قابلِ اعتنا خیال کرتے تو وہ بآسانی سمجھ سکتے تھے کہ کوئی ایسا حادثہ رونما ہونے والا ہے جس سے محفوظ رہنے کے لئے اس قسم کے اسباب و ذرائع کی ضرورت پڑے گی۔ لیکن وہ اس کی ہر بات پر مذاق کرتے تھے۔

۸۳ اور نوحؑ کی روش پر چلنے والوں میں ابراہیمؑ بھی تھا۔

إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿٨٥﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ
تُرِيدُونَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ
مُدْبِرِينَ ﴿٩٠﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٣﴾

۸۴ وہ اپنے ماحول اور خاندان کے اثرات سے یکسر الگ رہتے ہوئے، اپنے نشوونما دینے والے کی طرف قلبِ سلیم لیکر آیا — ایسا قلب جو حق وصداقت کے سامنے بلا تامّل جھک جائے۔

۸۵ اس نے (ان کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر) اپنے باپ اور ساری قوم سے برملا کہہ دیا کہ یہ بُت اور اجرام سماوی، جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ (حتیٰ کہ تمہارا بادشاہ جس کی تم اس طرح محکومیت اختیار کئے ہو) ان کی حقیقت کیا ہے؟

۸۶ یہ تمہارے خانہ ساز معبود ہیں جنہیں تم اپنا خدا سمجھ رہے ہو۔ اور حقیقی خدا کو چھوڑ کر ان کے سامنے جھکتے ہو۔

۸۷ اس سے تم نے اُس خدا کے متعلق کس قدر غلط اندازہ لگایا ہے جو تمام اقوامِ عالم کا نشوونما دینے والا ہے۔

۸۸ وہ قوم ستاروں کی بھی پرستش کرتی تھی۔ ابراہیمؑ نے ستاروں کی ماہیت پر غور وفکر کیا اور اپنی قوم کو بتایا کہ ان میں کیا کیا نقائص ہیں جن کی وجہ سے وہ معبود بن سکنے کے قابل نہیں۔

۸۹ اُس نے ان سے کہا کہ بھلا بتاؤ کہ میں انہیں کس طرح معبود مان سکتا ہوں؟ میں تمہاری رَوِش سے سخت بیزار ہوں (۶/۷۶ ؛ ۲/۲۵۸)۔

۹۰ وہ لوگ ابراہیمؑ کے دلائل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے۔ لیکن وہ اپنے معبودوں کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اس لئے وہ، اس سے منہ پھیر کر چل دیتے۔

۹۱ وہ (اُن کے غلط عقائد کو بے نقاب کرنے کے لئے ایک اور انداز اختیار کرتا۔ وہ) اُن کے سامنے، ان کے بتوں سے تعریضاً کہتا کہ انہوں نے کھانے پینے کی آتنی چیزیں تمہارے سامنے لا رکھی ہیں، تم انہیں کھاتے کیوں نہیں؟

۹۲ اور یہ تم سے اپنی مرادیں مانگتے، اور تمہارے حضور التجائیں کرتے ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ان سے بات تک نہیں کرتے!

۹۳ ایک دفعہ اس نے موقع پا کر، ان کے بتوں پر بھرپور وار کیا اور انہیں توڑ ڈالا۔ (۲۱/۵۸)۔

فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ
بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ
سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ

۹۴ جب انہوں نے یہ ماجرا دیکھا تو غصّے سے بھرے ہوئے اس کی طرف لپکے۔

۹۵ اس نے اُن کے غصّے سے متاثر ہوئے بغیر نہایت اطمینان اور سکون سے اُن سے کہا کہ ذرا سوچو کہ تم ان بتوں کی پرستش کرتے ہو جنہیں تم خود اپنے ہاتھ سے تراشتے ہو!

۹۶ ان کے برعکس خدائے حقیقی وہ ہے جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور ان پتھروں کو بھی جنہیں تراش کر تم یہ بت بناتے ہو۔

۹۷ اُن کے پاس اُس کے ان دلائل کا جواب کچھ نہ تھا۔ اس لئے وہ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ (انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ اس "فتنہ" کو ختم کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ) ایک عمارت بناؤ اور اس کے اندر اسے آگ میں ڈال کر جلا دو۔ (لیکن یہ کچھ کھلے بندوں مت کرو۔ خفیہ تدبیر کے مطابق کرو)۔

۹۸ المختصر، اُنہوں نے اُس کے خلاف اس قسم کی چال چلنی چاہی۔ لیکن ہم نے اُن کی چال کو ناکام بنا کر اُنہیں نیچا دکھا دیا۔

۹۹ چنانچہ اُس نے وہاں سے یہ کہتے ہوئے ہجرت اختیار کر لی کہ میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ وہ یقیناً میری راہ نمائی ایسے ماحول کی طرف کر دے گا جو اس کے نظام کے قیام کے لئے سازگار ہو۔ (ہر نبی کی ہجرت اسی مقصد کے لئے ہوتی ہے اور یہی مفہوم ہوتا ہے اس کے یہ کہنے کا کہ "میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں" ۲۹/۲۶)۔

۱۰۰ (چنانچہ ابراہیمؑ وہاں سے ہجرت کر کے شام کی طرف چلا گیا جہاں اس کے مشن کو بڑی کامیابی نصیب ہوئی۔ لیکن اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ چنانچہ) اس نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار! مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو شرفِ انسانیت کی صلاحیتیں لئے ہو۔

۱۰۱ سو ہم نے اسے ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری دی جو (علاوہ دیگر خوبیوں کے بڑا متحمل مزاج اور بھرپور توانائیوں کا مالک تھا۔

۱۰۲ جب وہ بیٹا بڑا ہوا اور باپ کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو گیا تو ایک دن باپ نے اُس سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ سو تم اس پر غور کر کے مجھے بتاؤ

يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ
مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۰۲ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝۱۰۳ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝۱۰۴ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۰۵ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ۝۱۰۶ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۷ وَتَرَكْنَا
عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝۱۰۸

کہ تمہاری اس باب میں کیا رائے ہے۔

بیٹے نے باپ سے کہا کہ اباجان! آپ کو حسبِ حکم خداوندی کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے تو مجھے ذبح کر دیجئے۔ آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔ اس لئے کہ جب خدا ایسا چاہتا ہے تو پھر اس میں تذبذب و تامل کا کیا سوال ہے؟

۱۰۳ (ابراہیمؑ اپنے خواب کے متعلق یہی سمجھے ہوئے تھا کہ وہ خدا کا حکم ہے' اس لئے وہ بیٹے
۱۰۴ کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا)۔ چنانچہ جب باپ اور بیٹے' دونوں نے (اس خواب کو خدا کا حکم
۱۰۵ سمجھ کر) اس کے سامنے اپنا سر جھکا دیا' اور باپ نے بیٹے کو' ایک اونچی جگہ' کن پٹی کے بل لٹا دیا'
تو ہم نے اُس وقت' اس خیال کو اس کے دل سے دور کر دیا اور اس سے کہا کہ ابراہیمؑ! تم نے اپنے خواب کو حقیقت سمجھ کر' اپنے بیٹے کو سچ مچ ذبح کرنے کے لئے لٹا دیا! یہ ہمارا حکم نہیں تھا۔ یونہی تمہارا خواب تھا۔ اس لئے ہم نے تمہیں' اور تمہارے بیٹے کو اس سے بچا لیا۔ اس لئے کہ جو لوگ ہمارے قوانین کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں' ہم انہیں اس قسم کے نقصانات سے بچا لیا کرتے ہیں۔

۱۰۶ یہ خدا کی طرف سے ایک واضح انعام تھا جو ابراہیمؑ پر کیا گیا۔

۱۰۷ باقی رہا وہ بیٹا۔ سو اُسے ہم نے' ایک بہت بڑی قربانی کے لئے بچا لیا۔ (یہ "عظیم
قربانی" یہ تھی کہ ملک شام کی سرداری کے بجائے ہم اس کے سپرد اپنے اس گھر کی پاسبانی کرنے والے تھے جو عرب کی بے برگ و گیاہ زمین میں واقع تھا۔ اور جسے دنیا بھر کے توحید پرستوں کا مرکز بننا تھا۔ (۱۲۴/۲)۔

۱۰۸ جو قربانی ابراہیمؑ دینا چاہتا تھا وہ تو اس کے بیٹے (اسمٰعیلؑ) کی ذات تک محدود رہتی۔
لیکن جس "قربانی" کے لئے ہم نے اُسے زندہ رکھا' (یعنی تولیت کعبہ) اس کا سلسلہ اس کی نسل میں بھی جاری رہے گا' جو' اسمٰعیلؑ کے بعد' اُس گھر کی نگران و پاسبان رہے گی۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ
نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع ۳ ۷
وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ
اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ
هٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

---

۱۰۹ اس طرح ابراہیمؑ کو زندگی کے ہر مرحلے میں سلامتی نصیب ہوتی رہی۔

۱۱۰ اس لئے کہ وہ ہمارے توانین کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور جو بھی اس انداز سے زندگی بسر کرے' اس کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے۔

۱۱۱ وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھا جو ہمارے توانین کی صداقت پر محکم یقین رکھتے ہیں۔

۱۱۲ اور ہم نے اُسے (اس کے دوسرے بیٹے) اسحٰقؑ نبی کی بھی خوشخبری دی جو صالحین کے زمرے میں سے تھا۔

۱۱۳ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ کو اپنی برکات سے نوازا۔ اور ان کی نسل (یعنی ابراہیمؑ کے مختلف بیٹوں کی اولاد) کو آگے بڑھایا۔ ان میں وہ لوگ بھی ہوئے جو ہمارے توانین کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتے تھے' اور ایسے بھی جو کھلے بندوں اپنے آپ پر زیادتی کرتے تھے۔

۱۱۴ اور بنی اسرائیل میں سے ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بھی اپنی نعمتوں سے نوازا (اور انہیں نبوت عطا کی)

۱۱۵ اور انہیں' اور ان کی قوم کو ایک جانکاہ مصیبت سے نجات دلائی۔

۱۱۶ انہیں ہم نے مدد دی اور وہ فرعون کی قوم پر غالب آگئے۔

۱۱۷ اور ان دونوں (موسےؑ اور ہارونؑ) کو ہم نے واضح کتاب دی۔

۱۱۸ اور زندگی کی سیدھی اور توازن بدوش راہ کی طرف' ان کی راہ نمائی کی۔

۱۱۹ ان کی داستانِ حیات کو بھی ہم نے آنیوالوں کے لئے موعظت کا باعث بنایا۔

۱۲۰ موسےؑ اور ہارونؑ پر سلام ہو۔

۱۲۱ ہم اسی طرح ہر اس شخص کو امن وسلامتی کا مقام عطا کردیتے ہیں جو ہمارے توانین کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتا ہے۔

۱۲۲ وہ دونوں ہمارے مومن بندے تھے۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۲۵﴾
اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا
عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾
وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا
الْآخَرِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِاللَّيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۳۸﴾

(۴ ع ۹)

۱۲۳ اور یہ حقیقت ہے کہ الیاسؑ بھی ہمارے فرستادگان میں سے تھا۔

۱۲۴ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم غلط روش زندگی کی تباہیوں سے بچنا نہیں چاہتے؟

۱۲۵ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم بعل (دیوتا) کی پرستش کرتے ہو، اور اس خدا کو چھوڑ رہے ہو جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

۱۲۶ یعنی اس خدا کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے آباء و اجداد کا بھی۔

۱۲۷ (اس نے اپنی قوم کو خدا کے راستے کی طرف دعوت دی) لیکن انہوں نے اسے جھٹلایا اور اپنی غلط روش کے نتیجہ میں، عذاب میں ماخوذ ہوگئے۔

۱۲۸ ان میں سے وہ لوگ محفوظ رکھے گئے، جو ان سے الگ ہو کر الیاسؑ کی دعوت کے پیرو ہوگئے تھے۔

۱۲۹ الیاس کے تذکرہ کو بھی ہم نے آنیوالوں کے لئے موجب عبرت و موعظت بنایا۔

۱۳۰ وہ بھی امن و سلامتی کا پیامبر تھا۔

۱۳۱ ہم اسی طرح ان لوگوں کو ان کے حسن عمل کا بدلہ دیا کرتے ہیں جو ہمارے قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں۔

۱۳۲ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں۔

۱۳۳ اسی طرح، لوطؑ بھی ہمارے فرستادگان میں سے تھا۔

۱۳۴ ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس عذاب سے بچالیا (جس میں اس کی قوم ماخوذ ہونیوالی تھی)۔

۱۳۵ باقی قوم تباہ ہوگئی۔ حتیٰ کہ اس کی بیوی بھی جو اس پارٹی سے متعلق تھی جو لوطؑ کے ساتھ چلی

۱۳۶ بلکہ پیچھے رہ گئی۔

۱۳۷ ۱۳۸ تم، صبح شام، ان کی اجڑی ہوئی بستیوں کے کھنڈرات پر سے گذرتے ہو۔ کیا تم اس سے بھی

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ
الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنَاهُ
بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ ﴿١٤٦﴾ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿١٤٧﴾ فَآمَنُوا

---

عقل و فکر سے کام نہیں لیتے اور نہیں سوچتے کہ قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتنے کا نتیجہ کیا ہوا کرتا ہے۔

۱۳۹ اور یونسؑ بھی ہمارے فرستادگان میں سے تھا۔

۱۴۰ (لیکن اس سے ذرا سی اجتہادی غلطی ہو گئی۔ وہ قوم کی مخالفت سے سخت گھبرا گیا' اور بیشتر اس کے کہ اسے خدا کی طرف سے ہجرت کرنے کا حکم ملتا) وہ اپنے فرائضِ منصبی کو چھوڑ کر' وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور دریا پار کرنے کے لئے' دوسری سواریوں کے ساتھ' ایک کشتی میں بیٹھ گیا۔ (۲۱/۸۷)۔

۱۴۱ (یہ اُس کی طرف سے ہمارے قانون کے خلاف دانستہ سرکشی نہیں تھی۔ لیکن) بہرحال تھا تو ہمارے قانون کے خلاف۔ یوں اس سے یہ لغزش سرزد ہو گئی۔

۱۴۲ کشتی میں بوجھ زیادہ تھا۔ وہ ڈوب گئی۔ اور یونسؑ کو ایک بہت بڑی مچھلی نے منہ میں دبوچ لیا۔ وہ اس مصیبت کو دیکھ کر اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا کہ وہ جو خدا کی اجازت کے بغیر قوم کو چھوڑ آیا ہے' یہ اس کی سزا ہے)۔

۱۴۳ لیکن اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ انتہائی جد و جہد کی اور مچھلی کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑا لیا۔

۱۴۴ اگر وہ ایسا نہ کرتا اور بہت اچھا تیراک نہ ہوتا' تو مچھلی اسے نگل لیتی اور پھر وہ قیامت تک باہر نہ آسکتا۔ (یعنی کبھی باہر نہ آسکتا)۔

۱۴۵ ہم نے اسے' دریا کے کنارے' کھلے میدان میں ڈال دیا (۶۸/۴۹)۔ لیکن اس کشمکش اور دہشت کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو گیا تھا۔

۱۴۶ اس نے ایک بڑے بڑے پتوں والے پودے کے سائے میں جا کر آرام کیا تو اس کی حالت سنبھلی۔

۱۴۷ اور ہم نے اسے پھر اس کی قوم کی طرف بھیج دیا۔ (وہ بہت بڑی قوم تھی' جس کی تعداد ایک لاکھ' بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی)۔

۱۴۸ وہ لوگ ہمارے قانون پر ایمان لے آئے تو ہم نے اُسے' ایک مدتِ معینہ تک' زندگی کے

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ
شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى
الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ

ساز و سامان سے نوازا۔ (اس قوم نے ایمان لے آنا تھا۔ یونسؑ نے جلد بازی سے کام لیا جو ان سے مایوس ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم اس وقت ملا کرتا ہے جب اس قوم میں حق و صداقت کی قبولیت کا امکان باقی نہ رہے۔ اس سے پہلے وہاں سے چلے جانا، گویا اپنے فرض منصبی کو چھوڑ دینا ہے۔ یہی یونسؑ کی اجتہادی غلطی تھی)۔

۱۴۹ ان قوموں کے انجام اور مآل کو اس طرح واضح کرنے کے بعد (اے رسول!) تم اپنی قوم سے پوچھو کہ کیا تم بھی انہی توہم پرستیوں میں مبتلا رہنا چاہتے ہو جن میں سابقہ زمانے کے لوگ مبتلا تھے؟ یعنی کیا تم بھی اس قسم کے عقائد رکھنا چاہتے ہو کہ یہ دیویاں خدا کی بیٹیاں ہیں —— علاوہ اس کے خدا کی اولاد کا عقیدہ ہی کس قدر جہالت پر مبنی ہے، ذرا اس ستم ظریفی کو ملاحظہ کرو کہ یہ لوگ، خدا کے ہاں اولاد بھی بتاتے ہیں تو بیٹیاں، حالانکہ خود اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں، اور اگر انہیں اپنے ہاں بیٹی پیدا ہونے کی اطلاع مل جائے تو شرم اور غصے کے مارے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے (۱۶/۵۸)۔

۱۵۰ یا یہ عقیدہ کہ ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے —— ان سے پوچھو کہ کیا تم اس وقت سامنے موجود تھے جب ہم فرشتوں کو بنا رہے تھے!

۱۵۱ انہیں پتہ تو کچھ ہے نہیں۔ بس یونہی اپنے دل سے باتیں گھڑ لیتے ہیں۔ اور وہی ان کے عقائد بن جاتے ہیں۔

۱۵۲ اس سے بڑا جھوٹ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے کہ خدا کی اولاد بھی ہے۔

۱۵۳ اور پھر جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، اس نے اپنے لئے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی ہے!

۱۵۴ کس قدر لغو ہیں یہ عقائد! ان سے پوچھو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے جو اس قسم کے فیصلے کرتے رہتے ہو!

۱۵۵ کیا تم اس قدر واضح دلائل کے بعد بھی سوچتے سمجھتے نہیں؟

۱۵۶ یا تمہارے پاس ان بیہودہ عقائد کے لئے کوئی واضح سند ہے؟

۱۵۷ اگر ہے تو لاؤ۔ دکھاؤ وہ کونسی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کو

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾
اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ
الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾
فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

---

ثابت کرکے دکھاؤ۔
۱۵۸ اور یہ لوگ خدا میں اور کائنات کی ان قوتوں میں جو ان کی آنکھوں سے اوجھل ہیں رشتے جوڑتے ہیں۔
(کبھی آسمانوں کی بجلی کو دیوی قرار دے کر اس کی بیوی بناتے ہیں، کبھی بادل کو دیوتا سمجھ کر اس کا
ناطہ خدا سے جوڑتے ہیں۔ کبھی فرشتوں کو اس کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں)۔ حالانکہ یہ تمام کائناتی قوتیں
خوب جانتی ہیں کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں تعمیل ارشاد کے لئے حاضر رہتی ہیں، اور اس کے قوانین
کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں۔
۱۵۹ بہرحال، خدا کی ذات ان توہم پرستیوں سے بہت دور، اور بلند ہے، جو یہ لوگ اس کی طرف
منسوب کرتے ہیں۔
۱۶۰ ہاں! جو خدا کے مخلص بندے ہیں وہ اس قسم کے لغو اعتقادات نہیں رکھتے۔
۱۶۱ سو اے جماعتِ مخالفین! تم سن رکھو کہ تم، اور تمہارے یہ معبود، ان مخلص بندوں کو، خدا کی
۱۶۲ راہ سے منحرف نہیں کرسکتے۔
۱۶۳ اس راہ سے منحرف وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ کو جہنم میں لے جانا چاہے۔
۱۶۴ ہمارے مخلص بندے اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے اس کے
اعمال کے مطابق وہ مقام ہے جو قرآن کی رو سے متعین و معلوم ہے۔
۱۶۵ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے لئے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ ہم نظامِ خداوندی کے قیام کے لئے
ہمیشہ صف بستہ کھڑے رہیں گے۔
۱۶۶ اور عمر بھر اس کے لئے سرگرم عمل رہیں گے —— اس کے لئے پوری تگ و تاز کریں گے۔
۱۶۷ اور یہ مخالفین اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر ہماری طرف بھی، اقوامِ سابقہ کی طرح کوئی کتاب
۱۶۸ ۱۶۹ آتی تو ہم بھی خدا کے مخلص بندے بن جاتے۔
۱۷۰ لیکن جب وہ کتاب آئی تو اسے ماننے سے انکار کر دیا —— سو اس کا نتیجہ بہت جلد

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾
فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ
صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٨﴾ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٩﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ
عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾

ان کے سامنے آجائے گا۔

۱۷۱ اور ہم نے پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر رکھا ہے —— یہ ہمارا قانون ہے —— کہ
۱۷۲ ہمارے مرسلین' جو ہمارا پیغام دوسروں تک پہنچائیں گے' انہیں ضرور ہماری تائید حاصل ہوگی۔

۱۷۳ اور وہ جماعتیں جو ہمارے دین کی حفاظت کریں گی اور اس کی تنفیذ کے لئے سینہ سپر ہوں گی' اپنے مخالفین پر غالب آکر رہیں گی۔

۱۷۴ سو' اے رسول! تو اس مہلت کے عرصہ میں' ان مخالفین کی طرف سے اعراض برت (اور اپنی جماعت کی تنظیم و تربیت کرتا رہ)۔

۱۷۵ اس کے ساتھ ہی ان مخالفین کے احوال و کوائف پر بھی نگاہ رکھ (کہ یہ کیا کرتے ہیں)۔ یہ اپنی مخالفت کا انجام بہت جلد اپنے سامنے دیکھ لیں گے۔

۱۷۶ یہ لوگ' اس آخری تباہی کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔

۱۷۷ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کا اندازہ ہی نہیں کہ وہ تباہی کس قسم کی ہوگی۔ جس دن وہ تباہی ان کے صحن میں آ اترے گی' تو' ان لوگوں کے لئے جنہیں اس وقت اس سے آگاہ کیا جاتا ہے اور یہ اس پر کان نہیں دھرتے' وہ صبح بڑی ہی سخت ہوگی۔

۱۷۸ لہذا' تو اس وقت تک ان سے اعراض برت۔ لیکن ان پر کڑی نگاہ رکھ کہ یہ کیا
۱۷۹ کرتے ہیں۔ انہیں بہت جلد اپنی مخالفت کا انجام نظر آجائے گا۔

۱۸۰ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ خدا جو ہر قسم کے غلبہ و اقتدار کا مالک ہے' ان کے بیہودہ اعتقادات سے (جن کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے) کس قدر دور اور بلند ہے۔

۱۸۱ اور اس کے فرستادگان' جو دوسروں تک اس کا پیغام پہنچاتے ہیں' کس طرح امن و سلامتی میں رہتے ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

۵ ۴ ۹

۱۸۲ اور ساری دنیا کس طرح اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہے کہ خدا کا وہ نظام جو تمام اقوامِ عالم کی نشوونما کا ضامن ہے' کس طرح سرتاپا' سزاوارِ حمد و ستائش ہے۔

# سورۃ ص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ① بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ② كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ
مَنَاصٍ ③ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ④

---

۱ اس بات کی صداقت پر، یہ عالی مرتبت قرآن، جو شرفِ انسانیت کا ضامن ہے، گواہ ہے
۲ — اس کی بلند پایہ تعلیم اس پر شاہد ہے — کہ یہ لوگ جو اس کی مخالفت کرتے ہیں، علم و بصیرت یا دلائل و براہین کی رو سے ایسا نہیں کرتے، بلکہ محض اپنی جھوٹی عزت، ضد، تکبر اور نخوت کی بنا پر کرتے ہیں۔ اگر یہ ضد اور تعصب کو چھوڑ کر اس کی طرف آئیں تو انہیں صاف نظر آجائے کہ اس کی تعلیم کس قدر حق و صداقت پر مبنی ہے۔

۳ یہ اس اندھی مخالفت میں اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہم نے، اپنے قانونِ مکافات کی رُو سے، ان سے پہلے کتنی قوموں کو تباہ کر دیا۔ اُن کی حالت یہ تھی کہ وہ اندھا دھند مخالفت کرتے چلے جاتے تھے، لیکن جب تباہی ان کے سر پر آجاتی تھی تو پھر ہمیں پکارتے تھے۔ لیکن اُس وقت اُن کا ہمیں پکارنا، ان کے کسی کام نہیں آسکتا تھا۔ اُس وقت انہیں اُس تباہی سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی تھی۔

۴ اُسی جھوٹی عزت کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ انہیں زندگی کی غلط

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ
هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ أَأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا ۚ
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي ۖ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ﴿٨﴾

رَوش سے آگاہ کرنے والا اور تباہیوں سے ڈرانے والا' انہی میں سے (انہی جیسا) ایک شخص کیسے ہوگیا؟ (انہیں اس بات کا حسد مارے جا رہا ہے کہ کل تک یہ شخص انہی میں سے ایک تھا اور آج' ان سے بڑا بن کر' ان سے کہتا ہے کہ تم بڑی غلط رَوش پر چل رہے ہو۔ اس سے باز آجاؤ ورنہ تباہ ہوجاؤ گے۔ ان کے پاس' تمہاری بات کی تردید کے لئے دلیل تو کوئی ہے نہیں بس) یہ یونہی شور مچائے چلے جاتے ہیں کہ یہ شخص بڑا جھوٹا ہے۔ باطل پرست ہے۔ خدا پر افترا باندھتا ہے۔ (اسکی بات کبھی نہ ماننا)۔

۵ یہ (ازراہِ تمسخر) کہتے ہیں کہ ذرا اس شخص کی طرف دیکھنا! یہ کہتا ہے کہ یہ سب دیوی' دیوتا جن کی ہم پرستش کرتے ہیں' باطل ہیں۔ اور الٰہ صرف ایک ہی ہے۔ اُس کے سوا کسی کو کوئی اقتدار و اختیار حاصل نہیں۔ یہ کتنی اچنبھے کی بات ہے کہ ہمارے سب معبود' ختم ہوجائیں' اور اس کا پیش کردہ ایک معبود باقی رہ جائے! (کبھی کوئی ایک ہستی اس قدر مختلف قوتوں کی حامل ہوسکتی ہے؟)۔

۶ یہ کہہ کر ان کے بڑے بڑے لیڈر اٹھ کر چل دیتے ہیں اور اپنے متبعین سے کہتے ہیں کہ تم اپنے معبودوں کی پرستش پر ثابت قدمی سے جمے رہو (اور اس شخص کی بات مت سنو)۔ ایسا نظر آتا ہے کہ اس نے تہیّہ کر رکھا ہے کہ یہ اپنی بات منوا کر رہے گا۔ اس میں اس کی کوئی بہت بڑی غرض مضمر نظر آتی ہے۔

۷ جو باتیں یہ پیش کرتا ہے' ہم نے انہیں اپنے اسلاف کے مسلک میں کہیں دیکھا سنا نہیں۔ یہ ایک بالکل نیا دین ہے جسے اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے۔ (۲۶/۱۳۷)۔

۸ بھلا دیکھو تو سہی! اس شخص میں وہ کونسی خصوصیت تھی جس کی بناء پر' ہم سب میں سے' اسی کو وحی کے لئے چن لیا گیا۔ اور کسی کو اس کے قابل سمجھا ہی نہیں گیا؟ (ان کے یہ کچھ کہنے کا جذبۂ محرکہ بھی وہی جھوٹی عزت کا احساس ہے)۔

(اے رسول! تم ان کی باتوں سے افسردہ خاطر مت ہو۔ ان کی باتوں سے بظاہر یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ تجھے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں۔ یہ تجھے جھوٹا نہیں سمجھتے بلکہ) ہمارے اس ضابطۂ قوانین کے متعلق شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ جس آنے والی تباہی کے

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي
الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ
ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ أُولٰئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ
عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ ع

متعلق انہیں آگاہ کیا گیا ہے' وہ ابھی تک ان کے سامنے آئی نہیں۔

**۹** ان سے پوچھو کہ تم نے جو اس طرح خدا کا مقابلہ کرنے کی ٹھان رکھی ہے تو کیا سامانِ زیست (رزق کے سرچشمے) جو تیرے نشوونما دینے والے نے اپنے غلبہ واقتدار کی بنا پر اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں اور جنہیں اس نے تمام نوعِ انسان کی نشوونما کے لئے بلامزد و معاوضہ عطا کیا ہے' اُن سب پر تمہارا قبضہ واقتدار ہو چکا ہے؟

**۱۰** یا کیا کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں انہی کی حکومت ہے؟ اگر یہ لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو ان سے کہدو کہ بہت اچھا! تم ان وسائل و ذرائع کو اور آگے بڑھالو۔ جتنا جی چاہے انہیں زیادہ کرلو۔ اور ان کے سہارے بلند سے بلند تر ہوتے جاؤ۔

**۱۱** لیکن اس کے باوجود' تم آخر الامر دیکھو گے کہ یہ محض شکست خوردہ لوگوں کی بھیڑ ہے جو اسی طرح تباہ ہونے والے ہیں جس طرح' ان سے پہلے (اسی قسم کے لوگ) تباہ و برباد ہوئے تھے۔

**۱۲** ان سے پہلے' قوم نوح اور عاد' اور فرعون نے ــــ جس کے کھونٹے دُور دُور تک گڑے ہوئے تھے ــــ ہمارے قوانین کو جھٹلا کر (اور یوں ہمارا مقابلہ کرکے) دیکھ لیا۔

**۱۳** نیز قوم ثمود۔ قوم لوط اور اصحاب الایکہ (اہل مدین) نے بھی ــ ان کا بڑا لاؤ لشکر تھا۔

**۱۴** ان سب نے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں کی تکذیب کی۔ اور ان کے اعمال کے نتائج' حقیقتِ ثابتہ بن کر' تباہی کی شکل میں' اُن کے سامنے آگئے۔

**۱۵** اب یہ لوگ بھی ایک ایسی آواز کے منتظر ہیں جو کہرام مچا دے گی۔ وہ تباہی مسلسل آتی چلی جائے گی اور بیچ میں دم تک نہ لے گی۔

**۱۶** اور یہ لوگ شور مچاتے ہیں کہ تم ظہورِ نتائج کی جس گھڑی سے ہمیں ڈراتے رہتے ہو' ہم سے اُس کا اس قدر انتظار نہیں ہو سکتا۔ اگر تم سچے ہو تو اپنے رب سے کہو کہ وہ ہمارا حساب

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ
الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَ الطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ کُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْکَهٗ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَ هَلْ اَتٰىکَ
نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ
فَاحْکُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

---

جلد چکا دے اور ہمارے حصّے کا عذاب ابھی لے آئے۔

**۱۷** (اے رسول!) ان کی یہ باتیں بڑی جگر خراش ہیں لیکن تو ان کی پرواہ مت کر اور اپنے پروگرام پر ثابت قدمی سے جما رہ۔ اور اس باب میں انبیائے سابقہ کے احوال و کوائف اپنے سامنے رکھ۔ مثلاً ہمارے بندے داؤد کی سرگزشت۔ اسے ہم نے بڑی قوت عطا کی تھی اور وہ ہمارے قوانین کی اطاعت میں بڑا ہی تیز خرام تھا۔

**۱۸** اُس کی قوتوں کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے سرکش پہاڑی قبائل اس کے محکوم تھے جو دن رات اس کے پروگرام کی تکمیل میں، اُس کے ساتھ سرگرمِ عمل رہتے تھے۔

**۱۹** اور قبیلہ طیر کے خانہ بدوش منتشر افراد سب اس کے ہاں جمع کر دیئے گئے تھے، جن سے اس کے لشکر کا رسالہ مرتب ہوتا تھا، اور وہ سب اُس کے زیرِ فرمان تھے۔ (۲۱/۷۹ ؛ ۲۷/۱۷ ؛ ۳۴/۱۰)۔

**۲۰** اور اس طرح ہم نے اس کی مملکت کو بڑا محکم بنا دیا اور اسے وحی کی دانش نورانی عطا کی۔ نیز معاملات میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے کا فہم۔ (۳۸/۲۰ ؛ ۴۳/۴۲)۔

**۲۱** (اُس کی قوم بڑی جاہل اور وحشی تھی — ایسی جاہل کہ عام آدابِ معاشرت تک سے بھی واقف نہیں تھی۔ وہ اپنے معاملات اُس کے سامنے پیش کرنے کے لئے آتے تو نہ وقت دیکھتے نہ راستہ۔ جب اور جدھر سے جی چاہا آ گھستے۔ وہ اس پر بھی برافروختہ نہ ہوتا اور ان سے منہ نہ موڑتا بلکہ نہایت سکون و ثبات سے ان کی اصلاح کی فکر کرتا رہتا۔ ایک مصلح کا یہی انداز ہونا چاہیئے۔ مثلاً) ایک دفعہ وہ اپنے گھر کے اندر کسی کام میں مصروف تھا کہ اس نے دیکھا کہ دو آدمی، دیوار پھاند کر اندر گھس آئے ہیں۔

**۲۲** وہ گھبرا گیا کہ نہ معلوم ان کی نیت کیا ہے جو یہ اس طرح دیوار پھاند کر، اچانک، اس کے مکان کے اندر داخل ہو گئے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہم ایک

إِنَّ هٰذَآ أَخِىْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِىَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِىْ فِى الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ
ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾

مقدمہ کے دو فریق ہیں۔ ہم میں باہمی جھگڑا ہوگیا ہے اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتا ہے۔ سو ہم میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ دیکھنا! تم ناانصافی نہ کرنا۔ ہمیں عدل و انصاف کی راہ پر لگا دینا۔

۲۳ (کوئی اور ہوتا تو انہیں ڈانٹ کر باہر نکال دیتا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ انہوں نے بربنائے جہالت ایسا کیا ہے۔ اس لئے اس نے انہیں آرام سے سمجھایا۔ اور پھر کہا کہ اچھا! اب تم اپنا واقعہ بیان کرو۔ اس پر مستغیث نے کہا کہ لو سنو۔ یہ میرا بھائی ہے۔ (اب دیکھو کہ یہ بھائی ہو کر مجھ سے برتاؤ کیا کرتا ہے؟) اس کے پاس ننانوے (۹۹) دنبیاں ہیں۔ اس لئے بڑا خوش حال ہے۔ اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے جو میری معاش کا واحد سہارا ہے۔ (اب، بجائے اس کے کہ یہ اپنے غریب بھائی کی کچھ مدد کرے) مجھ سے کہتا ہے کہ اپنی ایک دنبی بھی مجھے دیدے۔ (چونکہ امیر آدمی ہے اور صاحب اثر۔ اس لئے) باتوں میں مجھے دبا لیتا ہے (اور دوسرے لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں —— یہ ہے میرے اس بھائی کا رویہ! اب بتاؤ کہ اس کا یہ مطالبہ جائز ہے یا ناجائز)۔

۲۴ داؤدؑ نے کہا کہ اس شخص کا یہ مطالبہ کہ اپنی ننانویں دنبیوں کو سو بنا لے اور تیرے پاس ایک دنبی بھی نہ رہنے دے' سراسر ظلم اور زیادتی پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ جب بھی مل جل کر رہتے یا باہمی شراکت سے کاروبار کرتے ہیں' تو ان میں سے اکثر کی حالت یہ ہوتی ہے کہ دوسروں پر زیادتی کرتے رہتے ہیں۔ ایسا کچھ وہ لوگ نہیں کرتے جو قوانین خداوندی پر ایمان رکھتے ہیں اور معاشرہ کو سنوارنے والے کام کرتے ہیں —— لیکن ایسے لوگ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

(داؤدؑ نے جب اس معاملہ کی گہرائی پر غور کیا تو یہ حقیقت اس کی سمجھ میں آگئی کہ معاملہ صرف ان دنبیوں کا نہیں۔ یہ اس غلط معاشی نظام کا سوال ہے جس میں بڑا سرمایہ' چھوٹے سرمایہ کو اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امیر' امیر تر' اور غریب' غریب تر ہوتا جاتا ہے اور دن بدن' معاشرہ کے ان دو طبقات میں بُعد زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ
بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ
كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾

چنانچہ اس نے محسوس کیا کہ یہ اُس کا فریضہ ہے کہ اس غلط معاشی نظام کو صحیح خطوط پر منتشکل کرے۔ یہ بڑا مشکل کام تھا۔ اس کے لئے اس نے اپنے رب سے سامانِ حفاظت طلب کیا —— ایسی بلند ہمت جس سے وہ تمام مخالفتوں کا مقابلہ کر سکے —— اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ قوانین خداوندی کے مطابق معاشرہ کی اصلاح کر کے رہے گا۔

۲۵ ہم نے اُس کے لئے سامانِ حفاظت بہم پہنچا دیا —— وہ ہر معاملہ میں ہمارے قوانین سے قریب تر رہتا تھا اس لئے اس کے تمام معاملات کا مآل نہایت حسین اور خوشگوار ہوتا تھا۔

۲۶ چنانچہ ہم نے اس سے کہدیا کہ (تم بالکل اطمینان اور بے خوفی سے معاشرہ کی اصلاح کرو)۔ ہم نے تمہیں ملک میں حکومت عطا ہی اس لئے کی ہے کہ تم لوگوں کے معاملات کے فیصلے حق کے ساتھ کرو —— یعنی قوانین خداوندی کی رو سے عدل و انصاف کے مطابق —— اور کسی کے خیالات اور جذبات کا اتباع (اور رعایت) مت کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ لوگ تمہیں صحیح راستے سے بہکا دیں گے —— یاد رکھو! لوگ صحیح راستے سے اس لئے بہک جاتے ہیں کہ وہ ہمارے قانونِ مکافات کو فراموش یا نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ سخت تباہی ہوتا ہے۔

۲۷ قانونِ مکافات سے انکار کرنے کے معنی یہ ہیں کہ (یہ سمجھ لیا جائے کہ) ہم نے اس کائنات کو یونہی بیکار پیدا کر دیا ہے' حالانکہ یہ سلسلۂ کائنات' مکافاتِ عمل کے لئے وجود میں لایا گیا ہے۔ (۳/۱۹۱ ؛ ۲۱/۱۶ ؛ ۴۴/۳۸ ؛ ۲۳/۱۱۵) —— ایسا وہی لوگ خیال کرتے ہیں جو ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کرتے ہیں۔ اس نظریہ کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۲۸ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں' ان لوگوں کو جو معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں' ان کے برابر کر دیں گے جو ہمارے قوانین پر ایمان رکھتے اور معاشرہ کو سنوارنے اور ہمواریاں پیدا کرنے کے کام کرتے ہیں؟ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قوانین کی نگہداشت کرنیوالے

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾
اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّىْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾
رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

---

اور انہیں توڑنے والے ایک جیسے ہو جائیں گے؟

۲۹ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمارے قانونِ کائنات کے خلاف ہے۔ اور اسی قانون کو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے۔ یہ بڑی بابرکت کتاب ہے۔ اس کے اتباع سے بڑی سرفرازیاں اور خوشگواریاں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن یہ انہی کو حاصل ہو سکتی ہیں جو اس کے احکام پر غور و فکر کریں۔ عقل و فکر سے کام لیں۔ اور اس طرح، اس کے مضامین کو اچھی طرح سے سمجھیں۔

۳۰ اور ہم نے داؤدؑ کو ایک بیٹا بھی عطا کیا تھا —— سلیمانؑ —— وہ بھی بڑا اطاعت گزار بندہ تھا۔ ہر معاملہ میں ہمارے قوانین کی طرف رجوع کرتا تھا، اور حسنِ عمل میں بڑا تیز خرام تھا۔

۳۱ اس کے ہاں بھی عمدہ عمدہ سبک رفتار گھوڑے تھے۔ وہ پچھلے پہر ان کا معائنہ کیا کرتا تھا۔

۳۲ ایک دفعہ وہ، اسی طرح اُن گھوڑوں کا معائنہ کر رہا تھا تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں ان گھوڑوں سے اس قدر محبت کیوں کرتا ہوں؟ محض اس لئے کہ یہ نظامِ خداوندی کی مدافعت کے لئے (جہاد میں) کام دیتے ہیں —— وہ اپنے ساتھیوں سے اسی قسم کے حقائق بیان کرتا جاتا تھا اور ساتھ ہی گھوڑوں کا معائنہ بھی کرتا جاتا تھا، تاآنکہ وہ ایک ایک کرکے آگے بڑھتے اور اس کی نظروں سے اوجھل ہوتے گئے۔

۳۳ (لیکن جہاد سے متعلق گفتگو، اور ان گھوڑوں کے محافظِ آئینِ خداوندی ہونے کے جذبہ نے اس کے دل میں ایسا اثر پیدا کیا کہ) اس نے حکم دیا کہ انہیں پھر سے اُس کے سامنے لایا جائے۔ جب وہ اُس کے سامنے آئے تو اُس نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کی پنڈلیوں اور گردن سے گرد و غبار جھاڑنا شروع کر دیا۔ (یہ جہاد فی سبیل اللہ سے عشق تھا جس کا مظاہرہ سلیمانؑ نے اس وارفتگی سے کیا، حالانکہ گھوڑوں کے سائیس یہ کام کرتے ہی تھے)۔

۳۴ سلیمانؑ اِن خصوصیات کا حامل تھا۔ لیکن اُسے اپنے بیٹے کی طرف سے، جو اُس کا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي
بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾
هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾

---

جانشین ہونے والا تھا' بڑی کوفت تھی ــــ وہ ایک جسد تھا بے روح۔ ۳۴/۱۴۔ اور ان صفات کا مالک نہیں تھا جو اس مملکت کے انتظام کے لئے ضروری تھیں[1]۔ لیکن' بجائے اس کے کہ وہ اس سے دِل برداشتہ ہو جاتا' وہ قوانین خداوندی کی طرف اور شدّت سے رجوع کرتا تاکہ وہ نظام مملکت کو اور مستحکم کر دے)۔

۳۵ اُس کی دعا یہ ہوتی تھی کہ اے میرے نشوونما دینے والے! تو مجھے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھ۔ اور مجھے ایسی مملکت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے (تاکہ میں زیادہ سے زیادہ وسیع حدود تک تیرے قوانین کو نافذ کر سکوں)۔ تو سب کچھ عطا کر دینے کی قوت رکھتا ہے۔

۳۶ اور ہم نے سلیمانؑ کو' سمندر میں چلنے والی ہواؤں کا' اور بادبانوں کے ذریعے اُن سے کام لینے کا علم بھی دے رکھا تھا۔ اِسی بنا پر اُس نے اپنا بحری بیڑہ ایسا بنا لیا تھا کہ وہ جس طرف جانے کا ارادہ کرتا' موافق ہوائیں اسے بخیروخوبی اُس طرف لیجاتیں۔ (۳۴/۱۲)۔

۳۷ اور بڑے بڑے قوی ہیکل' سرکش قبائل کے لوگ اُس کے تابع فرمان تھے۔ کوئی ان میں سے معماروں کا کام کرتا تھا۔ کوئی غوطہ خوروں کا۔ (۲۱/۸۲؛ ۳۴/۱۲)۔

۳۸ ان کے علاوہ اور بھی کئی سرکش قبائل تھے جو اس کے احکام کی زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے۔ وہ ان سب سے مناسب کام لیتا تھا۔

۳۹ ہم نے سلیمانؑ سے کہہ دیا تھا کہ جو قوت و اقتدار تمہیں حاصل ہے' وہ ہماری طرف سے بے بہا عطیہ ہے۔ اس کے بل بوتے پر تم نے ان وحشی قبائل کو اپنا تابع فرمان بنا لیا ہے لیکن اس سے مقصد یہ نہیں کہ انہیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جائے۔ ان کی مناسب تربیت کرو' پھر جو ان میں سے پر امن شہری کی حیثیت سے رہنے کے قابل ہو جائے' اُسے بلا معاوضہ رہا کر دو۔ جو ایسا نہ ہو' اُسے روک رکھو۔ (اس طرح یہ وحشی قبائل آہستہ آہستہ' پر امن اور مفید عنصر بنتے جائیں گے' اور جو تو ہے سرکشی نہیں چھوڑیں گے' معاشرہ ان کے مفسدات سے

---

[1] اس زمانے میں' حکومت' آلِ یعقوب (بنی اسرائیل) میں متوارث چلی آ رہی تھی۔

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ ۳ / ۱۲

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى

الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾

---

محفوظ رہے گا)۔

۴۰ سلیمانؑ اپنے آپ کو ہمارے قوانین کے بہت قریب رکھتا تھا اور ہر معاملہ میں انہی کی طرف رجوع کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے ہر کام کا مآل نہایت حسین اور خوشگوار ہوتا تھا۔

۴۱ اور ہمارے بندے ایوبؑ کی سرگزشت کو بھی سامنے رکھو (۲۱/۸۳-۸۴)۔ (وہ ایک سفر میں بڑی جانکاہ مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس سے بچھڑ گئے۔ پانی ختم ہو گیا۔ وہ سفر کی تکان اور پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہا تھا۔ اس پر اُسے سانپ نے ڈس لیا۔ اِس طرح اسے مصائب و تکالیف کے ہجوم نے گھیر لیا۔ (لیکن اس نے بڑے استقلال سے ان سب کا مقابلہ کیا)۔

۴۲ ہم نے اس کی راہ نمائی ایک ایسے مقام کی طرف کر دی جہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ وہاں پہنچا۔ پانی پیا۔ نہایا۔ مارگزیدہ پاؤں کو پانی میں رکھ کر ہلاتا رہا جس سے حدّت رفع ہوئی۔

۴۳ پھر اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ آ ملے۔ بلکہ ان کے ساتھ اتنی تعداد میں ایک اور جماعت بھی (ایمان لے آئی)۔ یہ سب کچھ ہماری طرف سے سامانِ رحمت و ربوبیت تھا۔ اس واقعہ میں صاحبانِ عقل و بصیرت کے لئے سامانِ موعظت ہے۔

۴۴ (سانپ کاٹے کے علاج کے لئے، اُس سے لوگ کہتے رہے کہ وہ اُس زمانے کی عام توہم پرستی کے مطابق، جھاڑ پھونک، جنتر منتر کرالے، لیکن چونکہ ان باتوں میں شرک کا شائبہ پایا جاتا تھا اس لئے وہ) ان کی طرف قطعاً مائل نہ ہوا، بلکہ جڑی بوٹیوں سے اپنا علاج کرتا رہا۔ اس طرح اسے شفا ہو گئی۔

اس نے اس تکلیف کو بڑی پامردی سے برداشت کیا اور کہیں بھی ہمارے قانون کی خلاف ورزی نہ کی۔ ہر معاملہ میں اُسی کی طرف رجوع کرتا رہا۔ (یوں اس نے توہم پرستی کی جڑ کاٹ دی جس میں لوگ مبتلا تھے)۔

۴۵ اسی طرح ہمارے بندے، ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بھی تھے۔ ان کی داستانِ حیات کو

إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ
وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾
مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾

---

بھی اپنے سامنے رکھو۔ انہیں ہم نے قوت و اقتدار بھی عطا کیا تھا اور علم و بصیرت بھی۔

۴۶ ان کی خصوصیتِ کبریٰ یہ تھی کہ وہ ہر معاملہ میں مستقبل کی زندگی کو پیشِ نظر رکھتے تھے (اس لئے کبھی قوانینِ خداوندی سے الگ ہٹ کر کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے) اسی خصوصیت کی بنا پر ہم نے انہیں باقی لوگوں سے الگ کر کے ایک خاص جماعت بنا دیا تھا۔

۴۷ وہ ہمارے نزدیک منتخب افرادِ انسانیہ تھے جو بھلائی کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔

۴۸ اسی طرح اسمٰعیلؑ۔ الیسعؑ۔ اور ذی الکفلؑ کی داستانِ حیات کو اپنے سامنے رکھو۔ یہ بھی دیگر انبیاءؑ کی طرح، نوعِ انسان کی منفعت بخشیوں میں سب سے آگے رہتے تھے۔

۴۹ یہ تاریخی یادداشتیں ہیں ان لوگوں (انبیاء) کی جنہوں نے اس سے پہلے قوانینِ خداوندی کی اطاعت اور نفاذ میں بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔ ان کی سرگزشت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ) جو لوگ قوانینِ خداوندی کی پوری پوری نگہداشت کرتے ہیں، انہیں شروع میں کتنی ہی مصیبتیں کیوں نہ اٹھانی پڑیں، آخر الامر انہیں نہایت خوشگوار ٹھکانے مل جاتے ہیں۔ ان کا انجام بڑا حسین ہوتا ہے۔

۵۰ یعنی اس زندگی میں بھی جنتی معاشرہ، اور آخرت میں بھی جنتِ دوام، جس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔

۵۱ (ایسا ہی جنتی معاشرہ تمہاری جماعت کے لئے ہوگا جو نظامِ خداوندی کی تشکیل کیلئے مصروفِ جد و جہد ہے) یہ لوگ آسائشوں کی جنت میں تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ان کی طلب پر ہر جگہ سے بہترین پھل اور مشروبات ان کے لئے چلے آئیں گے۔

۵۲ (یہ جنتی آسائشیں صرف مردوں کے لئے ہی نہیں ہوں گی)۔ ان کے ساتھ انکی ہم پلّہ یعنی انہی جیسی خصوصیات کی پیکر، عورتیں بھی ہوں گی ——— حیا کے مجسمے، جن کی نگاہیں کبھی بیباک نہ ہوں۔

۵۳ یہ ہوگا نقشہ اس معاشرہ کا جو تمہارے اعمال کے ظہورِ نتائج کے وقت مرتب ہوگا۔

إِنَّ هَٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ
حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوا بَلْ
أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هَٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾

۵۴ یہ ہمارا عطا کردہ سامانِ زیست ایسا ہوگا جس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

۵۵ ایک طرف تو یہ ہوگا۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کے لئے جو ہمارے قوانین سے سرکشی برتتے ہیں بہت برا ٹھکانہ ہوگا۔

۵۶ یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے اور جلتے بھنتے رہیں گے۔ وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہوگا۔

۵۷ یہ نتیجہ ہوگا ان کے اپنے اعمال کا —— وہاں سامانِ زیست تو ہوگا لیکن ایسا جس سے تسکین ہونے کے بجائے اور اضطراب بڑھ جائے۔ جس سے نشوونما نہ ہوسکے۔ (مثلاً) پانی ہوگا لیکن یا تو کھولتا ہوا اور یا یخ بستہ۔ اِن دونوں سے کھیتی جل جاتی ہے۔ (۲۵/۷۸)۔

۵۸ اور اسی قسم کے دیگر انواع واقسام کے عذاب۔

۵۹ اِن کے لیڈروں سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے متبعین کی فوج ہے جو تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہو رہی ہے۔ (اِس لئے کہ یہ اندھا دھند تمہارے پیچھے چلا کرتی تھی)۔ وہ جواب میں کہیں گے کہ ان کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ انہیں ذرا سی کشاد اور آسائش نہیں ملنی چاہئے۔ انہیں ہمیشہ جہنم میں جلتے بھنتے رہنا چاہیے۔ (انہی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تو ہم بھی اس قدر سرکش ہوگئے تھے)۔

۶۰ وہ متبعین کہیں گے کہ آج تم ہمیں موردِ الزام ٹھہراتے ہو حالانکہ تم نے خود ہی سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔ اس لئے تمہارے لئے بھی کوئی آسائش اور کشاد نہیں ہونی چاہیے۔ تم ہی نے تو یہ جہنم ہمارے لئے تیار کرایا ہے۔ سو اب دیکھو کہ یہ کیسی بُری جگہ ہے رہنے کی! (۳۱/۱۴ ؛ ۳۳/۶۷ ؛ ۳۲/۳۴ ؛ ۳۷/۲۹ ؛ ۴۷/۴۰)۔

۶۱ پھر وہ خدا کو مخاطب کرکے کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ کمبخت جو ہمارے لئے یہ مصیبت لائے ہیں، تو اُن کے لئے عذابِ جہنم کو دُگنا کردے۔ (ایک ان کے اپنے جرائم کے بدلے میں اور دوسرا اس لئے کہ انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کیا تھا)۔

وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ أَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ
أَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿۶۷﴾ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ

**۶۲** پھر وہ اپنے لیڈروں سے (طنزاً) کہیں گے کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم یہاں جہنم میں ان لوگوں کو نہیں دیکھتے (یعنی مومنین کو) جنہیں ہم (تمہارے کہنے کے مطابق) بڑے مفسد اور شرارتی تصور کیا کرتے تھے؟

**۶۳** اور انہیں ذلیل وخوار سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔
اُن لوگوں کو کیا ہو گیا۔ وہ کہاں گئے؟ کیا وہ یہاں جہنم میں فی الواقعہ نہیں ہیں، یا ہماری نگاہیں اُچٹ جاتی ہیں اور وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتے!

**۶۴** جہنم والوں کے اس قسم کے باہمی جھگڑے ایک ٹھوس حقیقت ہے۔

**۶۵** (اے رسول!) ان سے کہدو کہ میں تمہیں اس آنے والی تباہی سے آگاہ کر رہا ہوں اور تم سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ کائنات میں خدائے واحد القہار کے علاوہ، اور کسی کا غلبہ واقتدار نہیں۔ وہ اکیلا تمام توتوں کا مالک ہے۔

**۶۶** کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، وہی ان سب کا آقا اور پروردگار ہے۔ وہ بڑے غلبہ کا مالک ہے۔ اور صرف اسی کے قانون کی رو سے انسان کو تمام خطرات سے سامانِ حفاظت مل سکتا ہے۔

**۶۷** ان سے کہو کہ وہ آنے والا انقلاب جس کی میں تمہیں خبر دے رہا ہوں، ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔

**۶۸** تم اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے اور اس سے یونہی رُوگردانی کر رہے ہو۔ اس کا انجام بہت برا ہوگا۔

**۶۹** (تم کہتے ہو کہ میں اس قسم کی باتیں اپنی طرف سے بنا کر کہتا ہوں۔ تم اس پر غور کرو کہ مستقبل کے متعلق تو تم کہہ سکتے ہو کہ نہ معلوم یہ وحی ہے یا میری خودساختہ باتیں لیکن ماضی کے جو واقعات میں بیان کرتا ہوں) ان کا تو مجھے اس سے پہلے کچھ علم نہیں تھا۔ وہ باتیں میں از خود کیسے بنا سکتا ہوں۔ مثلاً انبیائے سابقہ کے واقعات، اور ان کے مخالفین میں سے بڑے بڑے سرداروں کے باہمی جھگڑے اور بحث و تمحیص۔[له]

له فٹ نوٹ صفحہ ۱۰۶۴ پر دیکھئے۔

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَىَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا
سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ
وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَىَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾

---

**۷۰** سو جس وحی سے مجھے ماضی کی یہ باتیں معلوم ہوئیں وہی وحی مجھے یہ بتاتی ہے کہ تمہاری اس غلط روش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوگا۔ اس سے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔

**۷۱** (اسی وحی نے مجھے اس قسم کے عظیم حقائق بھی بتائے ہیں کہ انسان کی ممکنات کیا ہیں اور اس کی نفسیاتی کشمکش کیا۔ یہ حقائق مجھ پر قصۂ آدم کے تمثیلی انداز میں منکشف کئے گئے ہیں جسے اس سے پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے اور جسے مختصر الفاظ میں پھر دہرایا جاتا ہے —— اس کی ابتدا اس طرح سے ہوتی ہے) کہ جب تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں انسان کی تخلیق کی ابتدا جامد مادہ سے کرنے والا ہوں۔ ($\frac{15}{29 \text{ — } 27}$)۔

**۷۲** سو جب ایسا ہو کہ وہ زندگی کی مختلف ارتقائی منازل طے کر کے اس مقام تک پہنچ جائے جہاں اس میں ٹھیک ٹھیک تناسب اور توازن قائم ہو جائے اور میں اس میں اپنی توانائی کا ایک شمہ ڈال دوں' اور یوں وہ صاحبِ اختیار و ارادہ' انسانی ذات کا حامل' بشر بن جائے' تو تم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا

**۷۳** چنانچہ اس پروگرام کے مطابق تمام کائناتی قوتیں انسان کے سامنے جھک گئیں۔

**۷۴** لیکن اس کے سرکش جذبات اس کے سامنے نہ جھکے۔ انہوں نے اس سے بغاوت کی اور جھکنے سے انکار کر دیا۔ ($\frac{2}{34}$)۔

**۷۵** خدا نے ابلیس (انسان کے سرکش جذبات) سے پوچھا کہ تم اس کے سامنے کیوں نہیں جھکے ($\frac{7}{12}$)۔ تم نے کیوں سرکشی اختیار کر لی! تم نے دیکھا نہیں کہ میں نے اسے کس حسن و خوبی

---

(فٹ نوٹ صفحہ ۱۰۶۳) لہ ہم نے ($\frac{37}{8}$) میں اَلْمَلَاِ الْاَعْلٰى سے مفہوم خدا کا امر لیا ہے جہاں کائناتی معاملات طے پاتے ہیں؛ لیکن اس مقام پر اس کے ساتھ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ آیا ہے جس کی وجہ سے وہ مفہوم لینا درست معلوم نہیں ہوتا۔ عالم امر میں "باہمی جھگڑوں" کا کیا کام! اس لئے ہم نے یہاں اس سے مراد وہ بڑے بڑے سردار لئے ہیں جو انبیائے کرام کی مخالفت کرتے تھے اور باہمدگر جھگڑتے تھے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اس اختصام (باہمی جھگڑنے) کا اشارہ تخلیق آدم کے وقت ملائکہ کا استفسار ہے (جس کا ذکر $\frac{2}{30}$ میں آچکا ہے) لیکن اسے بھی اختصام نہیں کہا جا سکتا۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ
يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ
فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ
وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

---

سے پیدا کیا۔ اور کس قدر صاحبِ اختیار بنایا ہے۔ کیا تو اس سے بڑا بننا چاہتا ہے یا اپنے آپ کو ملائکہ سے بھی اونچا سمجھتا ہے۔

۷۶ اس نے کہا کہ میں اپنے آپ کو آدمؑ سے بہتر سمجھتا ہوں۔ تو نے مجھے نار سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔ (انسان کا طبیعی جسم، اس کے تند و تیز جذبات کے تابع رہتا ہے۔ اسے غصہ آتا ہے تو اس کا ہاتھ خود بخود اٹھ کر فریقِ مقابل کے سینے میں خنجر گھونپ دیتا ہے)۔

۷۷ خدا نے کہا کہ تو اس حالت سے نکل جا۔ تو ہر قسم کی سعادت سے محروم ہو گیا۔ (اگر انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہو جائے اور انہیں قوانینِ خداوندی کے تابع نہ رکھے تو یہ زندگی کی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے)۔

۷۸ اور تیری یہ محرومی 'یَوْمِ الدِّیْنِ' تک ہوگی جب ظہورِ نتائج کا دور آئے گا۔

۷۹ اس نے کہا اے میرے پروردگار! تو مجھے یوم البعث تک مہلت دیدے (۱۵/۳۶)۔

۸۰ خدا نے کہا کہ ہاں، تجھے اُس وقت تک کے لئے مہلت دیجاتی ہے۔ یعنی ایک
۸۱ "وقتِ معلوم" تک۔ (۱۵/۳۷-۳۸)۔

۸۲ اس نے کہا کہ تیرے غلبہ و تسلط کی قسم۔ تو دیکھ کہ میں ان انسانوں کو کس طرح تیرے صحیح راستے سے بہکاتا ہوں۔

۸۳ بجز تیرے ان بندوں کے جو اس ہجوم سے الگ ہٹ کر تیرے قانون کا اتباع کریں۔

۸۴ خدا نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے۔ اور جو میں کہتا ہوں وہ بھی حقیقت ہے۔

۸۵ یعنی یہ کہ میں تجھ سے، اور جو تیرا اتباع کریں گے ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

۸۶ اے رسول! ان سے کہدو کہ یہ ہے تباہی کا وہ راستہ جس کی طرف جانے سے میں تمہیں روکتا ہوں۔ اور اس کے بدلے میں تم سے کچھ مانگتا نہیں۔ نہ ہی یہ کچھ محض دکھاوے کے لئے کر رہا ہوں۔ (میرا دل تمہاری تباہی کے تصور سے کڑھتا ہے، اور تمہاری ہمدردی کو

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾

۵ ع ۱۴

بہی خواہی کا تقاضا ہے کہ میں تمہیں حتی الامکان اس تباہی سے بچاؤں)۔

۸۷ (لیکن اگر تم میری تنذیر پر کان نہیں دھرو گے تو اس سے خدا کے اس ضابطۂ قوانین کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ یہ صرف تمہارے لئے ہی نہیں)۔ یہ تو تمام اقوامِ عالم کے لئے راہ نمائی کا ضابطہ ہے۔ (جو قوم بھی اسے اپنا لے گی، زندگی کی خوشگواریوں سے ہم کنار ہو جائے گی)۔

۸۸ اس کے اس دعوے کو تم ایک وقت کے بعد خود جان لو گے (جب تمہارے اعمال کے نتائج تمہارے سامنے آئیں گے — یا مستقبل کی تاریخ بتا دے گی کہ اس کے تمام دعاوی کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں)۔

# سورۃ الزمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۲ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ
الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳

---

**۱** یہ ضابطۂ قوانین اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور تمام سلسلۂ کائنات کو اپنی تدبیر کے مطابق چلائے جا رہا ہے۔

**۲** ہم نے (اے رسول!) اس ضابطۂ قوانین کو تیری طرف ٹھیک ٹھیک انداز سے نازل کیا ہے۔ اس سے صحیح تعمیری نتائج مرتب ہوں گے۔ اب کرنے کا کام یہ ہے کہ تم ہر طرف سے منہ موڑ کر نہایت شد و مد سے اس کی اطاعت کئے جاؤ۔

**۳** اور اس امر کا عام اعلان کر دو کہ اطاعت صرف قوانین خداوندی کی ہونی چاہیئے۔ جو لوگ خدا کے علاوہ اوروں کو اپنا کارساز و کارفرما قرار دیتے ہیں' ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ ان کی اطاعت (پرستش) اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ان کا وسیلہ بن کر انہیں خدا کا مقرب بنا دیں۔ (یہ ان کی سخت بھول ہے۔ خدا کا مقرب بننے کے لئے کسی وسیلہ اور ذریعہ کی ضرورت نہیں۔ اس کا طریق فقط یہ ہے کہ خدا کے اس ضابطۂ قوانین کی اطاعت کی جائے۔ ۳۵/۵ ؛ ۵۷/۱۴)

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ
الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۶﴾

بہرحال، اس باب میں یہ لوگ الگ الگ مسلک اختیار کرتے ہیں۔ اب اللہ (اس قرآن کے ذریعے) ان تمام اختلافی امور کا فیصلہ کر دے گا اور یہ بتا دے گا کہ) جو شخص ہماری طرف کسی قسم کی جھوٹی بات منسوب کرے، یا جو کچھ ہم نے نازل کیا ہے اس پر پردے ڈالے، وہ کبھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکے گا۔

۴ (خدا تک پہنچنے کے لئے انسانی وسیلہ کے باطل عقیدہ نے یہ خیالِ خام پیدا کر دیا کہ خدا کی اولاد بھی ہے۔ اس لئے، اُس تک پہنچنے کے لئے، اس کی اولاد سے بڑھ کر اور کونسا ذریعہ محکم تر ہو سکتا ہے۔ عیسائیوں کا ابنیتِ مسیح کا عقیدہ اسی تصور کا پیدا کردہ ہے)۔ ان سے کہو کہ اگر اللہ نے اپنا بیٹا ہی بنانا ہوتا (تو اسے اِس تکلف کی کیا ضرورت تھی کہ اسے کسی عورت کے بطن سے پیدا کرتا)۔ وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا، براہِ راست، اپنا بیٹا چن لیتا۔ لیکن خدا اس سے بہت بلند ہے کہ اسے اولاد کی احتیاج ہو۔ وہ خدائے واحد ہے۔ اور تمام قوتوں کا مالک

۵ اس نے اس تمام سلسلۂ کائنات کو، ٹھیک ٹھیک انداز سے، تعمیری نتائج مرتب کرنے کے لئے، پیدا کیا ہے۔ اس نے زمین کی گردش کو اس انداز سے متعین کیا ہے کہ رات کو، دن کے اوپر لپیٹا جاتا ہے، اور دن کو رات کے اوپر۔ (گویا، دن اور رات زمانہ کی پگڑی کے پیچ ہیں جنہیں وہ مسلسل لپیٹتا چلا جا رہا ہے)۔ اور اس نے سورج اور چاند کو اپنے قوانین کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ ان اجرامِ فلکی میں سے ہر ایک، ایک مدتِ معینہ تک کے لئے، اپنے اپنے راستے پر چلا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اُس خدا کے قوانین کے مطابق ہو رہا ہے جو پورے پورے غلبہ کا مالک ہے اور ہر شے کی حفاظت کا سامان رکھتا ہے۔ (اس لئے اسے اولاد کی کیا احتیاج ہے؟)

۶ اس نے تمہاری تخلیق کی ابتدا، ایک جرثومۂ حیات سے کی (۶/۹۹)۔ پھر اسی ایک جرثومہ کو اس طرح دو حصوں میں تقسیم کر دیا کہ اس میں سے ایک حصہ نر بن گیا اور دوسرا مادہ۔ اور اس نے تمہارے لئے مویشیوں کی آٹھ قسمیں بنائیں (یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری

إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ

کے نر اور مادہ جوڑے - ۱۴۶ـــ ۱۴۴) - جب تم رحمِ مادر میں ہوتے ہو تو وہ عجیب انداز سے تم میں تخلیقی تبدیلیاں پیدا کرتا رہتا ہے ——— کبھی ایک حالت - پھر اس کے بعد دوسری حالت ——— اور یہ سب کچھ (ایک ' دو نہیں بلکہ) تین تین پردوں کے اندر ہوتا رہتا ہے[1]۔

یہ ہے تمہارا اللہ جس کے نظامِ ربوبیت کے مطابق تمہاری اس طرح نشو ونما ہوتی رہتی ہے - کائنات میں تمام اقتدار و اختیار اُسی کا ہے - اس کے سوا کسی اور کو کوئی اقتدار حاصل نہیں۔

سو بتاؤ کہ تم (خدا کے قوانین سے منہ موڑ کر) کس طرف جا رہے ہو؟ (کوئی اور سمت جانے کی ہے بھی!)۔

۷ (ان حقائق کے پیشِ نظر' عقل و بصیرت کا تقاضا تو یہی ہونا چاہیئے کہ تم قوانینِ خداوندی ہی کی اطاعت کرو لیکن اگر تم ان قوانین سے سرکشی برتو گے تو اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ تمہارا اپنا ہی نقصان ہوگا - وہ تمہاری اطاعتوں سے مستغنی ہے - اگر تم اس کے قوانین سے انکار کر کے اپنے خود ساختہ قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو گے تو یہ رَوش وہ ہوگی جو اس نے انسانیت کی نشو ونما کے لئے تجویز نہیں کی - اگر تم اس کے قوانین کے مطابق چلو گے تو یہ وہ طریق ہوگا جسے اس نے تمہاری نشو ونما کے لئے تجویز کیا ہے - (لہٰذا اُس کے قوانین کا ماننا' نہ ماننا' تمہارے اپنے فائدے اور نقصان کے لئے ہے - اور اسے بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے) ہر شخص اپنے اعمال کے نتائج خود بھگتتا ہے - کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا - تمہارا ہر قدم' اس کے قانونِ مکافات کی طرف اُٹھ رہا ہے - تم اس کے دائرہ سے باہر کہیں جا نہیں سکتے - اسلئے تمہارے ایک ایک عمل کا نتیجہ تمہارے سامنے آکر رہے گا ——— صرف انہی اعمال کا نہیں جو محسوس طور پر نظر آتے ہیں - تمہارے اُن خیالات اور ارادوں تک کا بھی جو تمہارے دل میں گذرتے ہیں۔

۸ لیکن انسان کی حالت عجیب ہے - جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ اپنے

[1] یعنی پیٹ - رحم اور وہ جھلی جس کے اندر جنین ہوتا ہے — ویسے' اس جھلی کی بھی دو تہیں ہوتی ہیں - اس اعتبار سے یہ دو جھلیاں اور رحم کی دیوار تین پردے بن جاتے ہیں۔

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ
الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ ع ١ ١٥
قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى
الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾

پروردگار کو دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ پکارتا ہے۔ لیکن جب اس کے بعد اسے آسائش مل جاتی ہے تو وہ اپنی اس تمام گریہ وزاری کو بھول جاتا ہے جس کے ساتھ وہ خدا کو پکارتا تھا، اور کہنے لگتا ہے کہ یہ مصیبت تو فلاں کی وجہ سے دور ہوئی۔ اور اس طرح (خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور) دوسروں کو بھی خدا کی راہ سے گمراہ کرتا ہے۔

تم ان سے کہدو کہ تم، توانین خداوندی سے انکار و سرکشی کر کے، جس قدر مفاد حاصل کرنا چاہتے ہو، کچھ وقت کے لئے حاصل کر لو۔ پھر آخر الامر، یہ سب کچھ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔

٩ (ایک شخص وہ ہے جو اس قسم کی زندگی بسر کرتا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس، دوسرا شخص ہے) جو توانین خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرتا ہے۔ اپنی جملہ صلاحیتوں کو نظام خداوندی کے لئے وقف کئے ہے (دن کی بھرپور مصروفیتوں میں تو ایک طرف۔ وہ عند الضرورت) راتوں کو بھی کھڑے اور جھکے ہوئے، اس کی اطاعت کوشی میں مصروف رہتا ہے۔ اور یہ سب اس لئے کہ اس کی نگاہ صرف مفادِ عاجلہ پر نہیں۔ وہ مستقبل پر بھی نگاہ رکھتا ہے اور بہت محتاط رہتا ہے کہ اس میں کوئی خرابی واقع نہ ہو جائے۔ وہ چاہتا یہ ہے کہ خدا کی رحمت و ربوبیت کا نظام عام ہو جائے۔

ان سے پوچھو کہ کیا یہ دونوں شخص کبھی ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا وہ جو اس حقیقت کا علم رکھتے ہیں (کہ انسانی زندگی کا مقصود و منتہیٰ کیا ہے) اور وہ جو اس سے بے خبر ہیں، برابر ہو سکتے ہیں؟

لیکن ان تنبیہات سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عقل و خرد سے کام لیں۔ (نہ وہ جو محض اپنے جذبات کے پیچھے لگے رہیں)۔

١٠ ان سے کہو کہ (خدا کہتا ہے کہ) اے وہ لوگو جو ان حقائق پر یقین رکھتے ہو، تم اپنے

قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ⑪ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ ٱلْمُسْلِمِينَ ⑫ قُلْ إِنِّيٓ
أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ⑬ قُلِ ٱللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُۥ دِينِي ⑭ فَٱعْبُدُوا۟ مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِۦ ۗ
قُلْ إِنَّ ٱلْخَٰسِرِينَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْخُسْرَانُ ٱلْمُبِينُ ⑮

---

نشوونما دینے والے کے قوانین کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ یاد رکھو! جو لوگ ان قوانین کے مطابق، حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں، ان کے لئے اس زندگی میں بھی خوشگواریاں ہیں (اور آخرت میں بھی سرفرازیاں — لہذا، تم اُس کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔ اگر اس کے لئے کوئی ایک خطۂ زمین راس نہیں آتا، تو کسی دوسری جگہ سازگار فضا تلاش کرلو) خدا کی زمین بڑی وسیع ہے۔ (یونہی ہمت ہار کر نہ بیٹھ جاؤ۔ استقامت سے کام لو)۔ خدا تمہاری اس استقامت کا اجر اس انداز سے دے گا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔

۱۱ ان سے کہدو کہ (تم اپنے لئے جو فیصلہ جی چاہے کرو) مجھے تو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ میں قوانین خداوندی کی اطاعت اس طرح سے کروں کہ اس میں کسی اور کی اطاعت اور حکم پذیری کا شائبہ تک نہ ہو۔

۱۲ اور اس طرح، اس جماعت کا پہلا فرد بن جاؤں جس نے ان قوانین کے سامنے سرِتسلیم خم کرنا ہے۔ (یعنی میرا کام صرف دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنا ہی نہیں۔ میرا کام یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے خود ان قوانین کی اطاعت کروں۔ اور اس کے بعد دوسروں کو اس کی دعوت دوں اور ایسے لوگوں کی ایک جماعت تیار کروں)۔

۱۳ ان سے کہدو کہ خدا کا قانونِ مکافات ایسا ہے کہ (اس کے نتائج میں کسی کی ذرہ برابر رعایت نہیں کی جاتی۔ اور تو اور) اگر میں بھی اس کے قوانین کی خلاف ورزی کروں، تو مجھے ڈر ہے کہ ظہورِ نتائج کے وقت اس کے عذاب سے کبھی نہ بچ سکوں۔ (اور جب میری اپنی حالت یہ ہے تو تم سوچو کہ میں کسی اور کو ان کے نتائج سے کیسے بچا سکتا ہوں۔ اس باب میں کسی کی کچھ نہیں چل سکتی)۔

۱۴ اس لئے، میں قوانینِ خداوندی کی اطاعت اس طرح کرتا ہوں کہ اس میں کسی اور کی اطاعت کا شائبہ تک نہ ہو۔ (تم بھی ایسا ہی کرو)۔

۱۵ میرا مسلک تو یہ ہے۔ تم اگر خدا کے سوا کسی اور کی اطاعت کرنا چاہتے ہو، تو تمہاری

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ
اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ
اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ
مَنْ فِى النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

---

مرضی۔ تم جس کی جی چاہے اطاعت اختیار کرو۔ اس کا نقصان تم خود اٹھاؤ گے۔ یاد رکھو! اصل نقصان میں وہی لوگ رہیں گے جنہوں نے مستقبل کی زندگی میں، اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو نقصان میں رکھا۔ یہ ایسا نقصان ہے جس کے فی الواقعہ نقصان ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔

۱۶ اُس نقصان زدہ زندگی کی صورت یوں سمجھو کہ اوپر سے بھی، خاکستر کر دینے والے شعلے برسیں گے اور نیچے سے بھی ایسے ہی شعلے۔ یہ ہے وہ ہمہ گیر تباہی جس سے اللہ اپنے بندوں کو آگاہ کرتا ہے۔ اور ان سے کہتا ہے کہ تم اس سے بچنے کے لئے میرے قوانین کی پناہ میں آجاؤ۔

۱۷ یاد رکھو! جو لوگ غیر خداوندی قوتوں کی اطاعت سے محترز رہتے ہیں اور زندگی کے ہر قدم پر قوانینِ خداوندی کی طرف رجوع کرتے ہیں، ان کے لئے زندگی کی خوشگواریوں کی خوشخبری ہے۔

۱۸ یہ خوشخبری اُن لوگوں کے لئے ہے جو اس قرآن کو نہایت غور و خوض سے سنتے (اور سمجھتے) ہیں۔ اور پھر دیکھتے ہیں کہ جو معاملہ زیرِ نظر ہے، اُس کے لئے اس کا کونسا حکم سب سے زیادہ مناسب اور موزوں ہے۔ اس حکم کا اتباع کرتے ہیں۔ (اسی کو تدبر فی القرآن کہا جاتا ہے۔ ۳۸/۲۹ ؛ ۴۷/۲۴)۔ یہ ہیں وہ لوگ جو خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں۔ انہی کو صحیح معنوں میں صاحبانِ عقل و بصیرت کہا جا سکتا ہے۔ (یعنی قرآن پر غور و فکر کرنے والے اور اس کی روشنی میں اپنی عقل سے کام لینے والے)۔

۱۹ جو شخص اس روش کے خلاف چلتا ہے، اس کا انجام، قانونِ خداوندی کے مطابق، تباہی ہے۔ ایسے شخص کو، اس تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

۲۰ لیکن جو لوگ اپنے نشوونما دینے والے کے قانونِ ربوبیت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، ان کے لئے زندگی کی کشادگیاں اور فراوانیاں۔ بلندیاں اور سرفرازیاں

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝۲۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ
زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۲۱ ۲ ۱۲ ۱۶
اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ڰ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

---

ہیں۔ وہ جوں جوں ارتقائی منازل طے کرتے چلے جاتے ہیں، ان فراوانیوں اور سرفرازیوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان کی زندگی کی عمارت بڑی محکم بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔ ان کے حسنِ عمل کی شادابیوں میں کبھی کمی اور افسردگی نہیں آتی۔ یہ خدا کے قانونِ ربوبیت کا حتمی اور اٹل نتیجہ ہے جس کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔

۲۱ (اس کا مشاہدہ کہ خدا کا قانونِ ربوبیت کس طرح اپنے نتائج مرتب کرتا ہے، تم ہر روز کرتے رہتے ہو۔ مثلاً) تم دیکھتے ہو کہ اللہ بادلوں سے مینہ برساتا ہے اور اس سے زمین میں (ندی۔ نالے اور) چشمے بہتے ہیں۔ اس پانی سے رنگا رنگ کی کھیتیاں اگتی ہیں۔ پھر فصلیں پک کر خشک ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ چورہ چورہ ہو جاتی ہیں (اور اس طرح اناج الگ ہو جاتا ہے اور بھوسہ الگ)۔

ربوبیت کے اس کائناتی نظام میں صاحبانِ عقل و بصیرت کے لئے سوچنے اور سمجھنے کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۲۲ (ان امور پر غور کرنے سے انسان کا دل، خدا کے قانون کو قبول کرنے کے لئے کھل جاتا ہے) سو جس کا دل، اس طرح 'اسلام کے لئے کھل جائے' اور وہ اپنے نشوونما دینے والے کی عطا کردہ روشنی (وحی) میں سفرِ زندگی طے کرے (کیا وہ اس کے برابر ہو جائے گا) جس کا دل قانونِ خداوندی کی قبولیت کے لئے پتھر جیسا سخت اور جامد ہو جائے۔ یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں، اور ان کے لئے تباہی اور بربادی ہے۔

۲۳ اللہ نے اس وحی کو اس انداز سے نازل کیا ہے کہ یہ اپنے حسنِ توازن میں کمال تک پہنچ گئی ہے۔ اس کی ہر ایک شق دوسری سے ملتی ہے۔ کہیں کوئی اختلاف نہیں۔ تضاد نہیں۔ پھر اس کے مطالب کی وضاحت متضاد چیزوں کو سامنے لا کر کی گئی ہے ـــــ مثلاً نور کے مقابلہ میں ظلمات۔ حیات کے مقابلہ میں ممات وغیرہ۔ اس تقابل سے بات بڑی واضح ہو جاتی ہے

رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ
فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۵﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ
الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾

——نیز (تصریف) آیات (بات کو دہرانے) سے بھی اس کے مطالب کو واضح کیا گیا ہے۔ اس طرح، یہ کتاب، اپنی تفسیر آپ کردیتی ہے۔ (۱۵/۶۲)۔

جو لوگ قرآن پر اس طرح غور و فکر کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اس کی خلاف ورزی کے نتائج کس قدر تباہ کن ہیں، تو اس احساس سے ان پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے——لیکن اس سے ان کے حوصلے پست نہیں ہوتے۔ ان کے دل، قوانینِ خداوندی کی اطاعت کے لئے اور نرم ہوجاتے ہیں۔

یہ ہے وہ ضابطۂ ہدایت جس سے وہ ہر اس شخص کی صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کردیتا ہے جو اس سے راہ نمائی حاصل کرنا چاہے۔ لیکن جو شخص کوئی ایسا راستہ اختیار کرے جسے یہ وحی غلط قرار دیتی ہے، تو اسے منزلِ مقصود تک کوئی نہیں پہنچا سکتا (یاد رکھو——غلط راستہ کبھی صحیح منزل تک نہیں پہنچایا کرتا)۔

۲۴ ذرا سوچو کہ جو شخص (قانونِ خداوندی کو سپر بنانے کے بجائے) خود اپنے آپ کو سپر بنائے اور اس طرح تباہی کے عذاب سے بچنا چاہے (وہ کبھی اس عذاب سے بچ سکتا ہے؟ یہ اس کی بھول ہے)۔ اس وقت (ظہورِ نتائج کے وقت) ان لوگوں سے جنہوں نے قانونِ خداوندی سے سرکشی برتی ہوگی، کہا جائے گا کہ تم اپنے اعمال کے نتائج کا مزہ چکھو۔ اس عذاب سے (ان میں سے) کوئی نہیں بچ سکے گا۔

۲۵ ان سے پہلے بھی کئی قوموں نے قوانینِ خداوندی کو جھٹلایا تھا۔ سو ان پر ان ان راستوں سے تباہی آئی جو ان کے عقل و شعور میں بھی نہیں آسکتے تھے۔

۲۶ انہیں اس دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی نصیب ہوئی——باقی رہا آخرت کی زندگی کا عذاب سو وہ اس سے کہیں بڑا ہوگا۔

اے کاش! یہ لوگ اس بات کو سمجھ لیتے (کہ جو کچھ اقوامِ سابقہ کے ساتھ ہوا، وہی کچھ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ
يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ
لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾

ان کے ساتھ بھی ہوگا)۔

۲۷ ہم اس قرآن میں مختلف مثالوں، اور اقوام سابقہ کی تاریخی یادداشتوں سے مطالب کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ سکیں۔

۲۸ اسی مقصد کے لئے ہم نے اس قرآن کو صاف اور غیر مبہم زبان (عربی) میں نازل کیا ہے۔ اس میں کسی قسم کا پیچ وخم نہیں۔ ابہام اور ایہام نہیں۔ تاکہ یہ لوگ راسے سمجھ کر، زندگی کے خطرات سے بچ کر چلیں۔

(ایک خدا کے احکام و قوانین کی اطاعت سے کس قدر سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے) اس کا اندازہ ایک مثال سے لگاؤ۔

۲۹ ایک شخص بہت سے لوگوں کا مشترکہ ملازم ہے۔ اس کے وہ آقا بڑے تنگ نظر بھی ہیں، اور تند خوئی کی وجہ سے جھگڑنے والے بھی —— (ذرا سوچو کہ ایسے آقاؤں کی ملازمت میں اس شخص کی حالت کیا ہوگی؟) اس کے برعکس، دوسرا شخص ہے جو صرف ایک ہی مالک کا ملازم ہے۔

کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہوگی؟ کبھی نہیں ہو سکتی (اس سے اندازہ لگاؤ کہ جو شخص دنیا میں مختلف قوتوں کے احکام، یا خود اپنے جذبات کے تابع چلے جن میں ہر وقت کشمکش جاری رہتی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص جو صرف ضابطہ خداوندی کا اتباع کرے، جس میں کوئی ریب و تشکیک نہیں۔ کوئی نفسیاتی کشمکش یا اضطراب انگیز بات نہیں، —— کہو کہ ان میں سے کون اطمینان کی زندگی بسر کرے گا! (۱۲/۳۹)۔

یہ ہے خدا کا ضابطہ قوانین —— سو کس قدر درخور حمد و ستائش ہے اس قسم کا ضابطہ جس کی اطاعت میں زندگی کے ہر قسم کے تضادات خود بخود حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ (عقل و خرد سے کام نہیں لیتے اور) اس حقیقت کو نہیں سمجھتے (کہ حقیقی راحت و سکون ایک خدا کے قوانین کی اطاعت ہی سے مل سکتا ہے)۔

۳۰ بہرحال ان لوگوں سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو نے بھی مرنا ہے انہوں نے

٣ ع١٠ ١٤

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾

بھی مرنا ہے۔

۳۱ اس کے بعد ظہور نتائج کے وقت یہ تمام معاملات سامنے آجائیں گے۔ وہاں ان تمام جھگڑوں کے فیصلے ہو جائیں گے۔ اعمال کے نتائج خود بتا دیں گے کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ (کسی دعوے کے غلط یا صحیح ہونے کا ثبوت اس کے نتائج سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے[1]؟)

[1] PRAGMATIC TEST.

# چوبیسواں پارہ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

---

۳۲ وہاں یہ حقیقت سامنے آجائے گی کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہ تھا جس نے اپنی طرف سے بات بنا کر اسے خدا کی طرف منسوب کر دیا۔ اور نہ ہی اس سے زیادہ جس نے سچائی کو جھٹلایا جب وہ اُس کے سامنے آئی۔ وہاں یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ قوانین خداوندی سے انکار کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

۳۳ اس کے برعکس جس شخص نے سچائی کو پیش کیا، اور جس نے اُس سچائی کی تصدیق کی تو یہی لوگ ہیں جو غلط روش کے تباہ کن نتائج سے محفوظ رہیں گے۔

۳۴ وہ جو کچھ چاہیں گے انہیں اپنے نشوونما دینے والے کے قانون مکافات کی رو سے ملیگا — یہ ظاہر ہے کہ وہ چاہیں گے ہی وہی جو قوانین خداوندی کے مطابق ہوگا — جو لوگ بھی حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں گے ان کے اعمال کا ایسا ہی نتیجہ ہوگا۔

۳۵ ان کا حسن عمل ان ناہمواریوں کو بھی دور کر دیتا ہے جو ان سے سہو و خطا کی

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ؕ وَ یُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ہَادٍ ﴿۳۶﴾ وَ
مَنْ یَّہْدِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَہُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ہَلْ ہُنَّ کٰشِفٰتُ
ضُرِّہٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ہَلْ ہُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ؕ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

---

بناپر) سرزد ہوجاتی ہیں اور مثبت طور پر ان کے لئے بہترین نتائج کا حامل بھی ہوتا ہے۔

۳۶ یہ لوگ تجھے ڈراتے ہیں کہ تو ان کے جن دیوتاؤں، مذہبی پیشواؤں یا سرغنوں کی مخالفت کرتا ہے وہ تجھے نقصان پہنچائیں گے۔ ان سے کہو کہ مجھے ان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ اپنے بندے کے لئے کافی محافظ ہے۔

دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ اپنی مفاد پرستی کا اتباع، یا آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کرنا چاہتے ہیں۔ اور خدا کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کی روش اختیار کرلیں، اور ضد اور تعصب کو چھوڑنا نہ چاہیں، ان کے سامنے زندگی کا صحیح راستہ آنہیں سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ) جو اس طرح غلط راستے پر چلا جائے اسے صحیح راستہ کون دکھا سکتا ہے؟

۳۷ اس کے برعکس، جو شخص اپنی عقل و بصیرت سے کام لے کر ضابطۂ خداوندی کا بتایا ہوا صحیح راستہ اختیار کرے اسے کوئی غلط راستے پر نہیں لگا سکتا۔

(یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یہ اُس خدا کا قانون ہے جو) بڑی قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے، اور اُس کی یہ قوت اور غلبہ اس مقصد کے لئے ہے کہ ہر ایک، اپنے اعمال کا صحیح صحیح بدلہ پاسکے۔

۳۸ اگر تو ان سے پوچھے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو کس نے پیدا کیا ہے، تو یہ اقرار کریں گے کہ انہیں اللہ ہی نے پیدا کیا ہے (۲۹/۶۱)۔ ان سے کہو کہ جب ساری کائنات کا خالق اور مالک وہ ہے، تو پھر جن ہستیوں کو تم اس کے سوا، پکارتے ہو، ان میں اس قسم کی قوت کیسے ہوسکتی ہے کہ اگر خدا (اپنے قانونِ مکافات کے مطابق) مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ اُس نقصان کو دور کردیں۔ یا (اُسی قانون کے مطابق) وہ مجھ پر اپنی رحمت کی نوازش کرنا چاہے تو یہ اُسے روک لیں۔

ان سے کہو کہ جب واقعہ یہ ہے تو میرا یہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے کہ میری حفاظت کیلئے

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا
يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ ع ۴ ۱
الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

---

میرا خدا کافی ہے۔ (مجھے اُس کے قانون مکافات کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہے) اور ہر بھروسہ کرنے والا' اسی پر بھروسہ کرتا ہے۔

۳۹ اِن سے کہدو کہ (یہ دیکھنے کے لئے کہ خدا کا قانونِ مکافات کس طرح اپنے نتائج مرتب کرتا ہے)۔
۴۰ تم اپنی جگہ' اپنے پروگرام کے مطابق' کام کرتے جاؤ۔ میں' اپنی جگہ' اپنے پروگرام کے مطابق' کام کرتا ہوں۔ نتائج خود بتادیں گے کہ کون ذلیل و خوار ہوتا ہے اور کس پر وہ تباہی آتی ہے' جو آکر پھر جایا نہیں کرتی — یعنی ہلاکت انگیز تباہی — (۶/۱۳۶ ؛ ۱۱/۹۳–۱۲۱ ؛ ۲۰/۱۳۵ ؛ ۳۹/۳۹)۔

۴۱ (تو انہیں یہ چیلنج پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ دیدے۔ اس لئے کہ) ہم نے تیری طرف جو یہ ضابطۂ حیات نازل کیا ہے' اس کا ہر دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے' اور اس کا مقصد نوعِ انسان کی بھلائی ہے۔ جو شخص اس کے مطابق زندگی بسر کرے گا' اس کا فائدہ خود اُسی کو ہوگا۔ اور جو اسے چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرے گا' تو اس کا نقصان بھی اسی کو ہوگا۔ (اب یہ ان کے اپنے فیصلہ پر منحصر ہے کہ یہ کونسا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں)، تو ان پر داروغہ مقرر نہیں کیا گیا (کہ انہیں زبردستی سیدھی راہ پر چلائے)۔

۴۲ (لیکن اختیار و ارادہ بھی تو اُسی کا روبہ عمل آسکتا ہے جو اپنے شعور سے کام لے۔ شعور کے معطل یا سلب ہوجانے کی حالت میں' انسان اپنے اختیار و ارادہ سے کام ہی نہیں لے سکتا۔ اس کا مشاہدہ تم اپنی طبیعی زندگی میں ہر روز کرتے ہو۔ مثلاً) نیند کی حالت میں' یا موت کی صورت میں انسانی شعور باقی نہیں رہتا — نیند کے بعد جب انسان بیدار ہوجاتا ہے تو اس کا شعور واپس آجاتا ہے۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ اِس انسان کا شعور کچھ وقت کے لئے معطل ہوگیا تھا)۔ لیکن موت کی صورت میں' وہ شعور اُس کے طبیعی جسم کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔ (یعنی جہانتک اُس کی اِس دنیا کی زندگی کا تعلق ہے' وہ سلب ہوجاتا ہے)۔ اِن دونوں حالتوں میں' جب شعور کارفرما نہیں ہوتا' انسان اپنے اختیار و ارادہ کو کام میں نہیں لاسکتا۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ
لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾

(یہی شکل انسان کی اخلاقی دنیا میں بھی ہے۔ جب اُس پر اس کے جذبات غالب آجائیں۔ یا اس نے اندھی تقلید کی روش اختیار کر رکھی ہو' تو اس کا شعور بیکار ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں' اگر وہ ضد اور تعصب سے کام نہیں لیتا' تو اس کے شعور کے کار فرما ہونے کا امکان ہوتا ہے جس سے وہ صحیح راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ ضد اور تعصب میں آگے ہی آگے بڑھتا جائے' تو اس کی شعوری صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں اور ان کی بازیابی کا امکان ہی نہیں رہتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کے دلوں پر مہریں لگ جاتی ہیں۔ ۷/۲)۔

ان حقائق میں' ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیں' حقیقت تک پہنچنے کی واضح نشانیاں ہیں۔

۴۳ ان تصریحات کی روشنی میں سوچو کہ جن لوگوں کی جہالت اور توہم پرستی کا یہ عالم ہو کہ وہ خدا کو چھوڑ کر اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مٹی کی مورتیوں' یا اپنے قیاسات کے تراشیدہ دیوی دیوتاؤں کو اپنے مددگار اور مصیبتوں میں ساتھ کھڑے ہو جانے والے خیال کریں' حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ انہیں نہ کسی قسم کی کوئی قوت حاصل ہے' اور نہ ہی وہ عقل و خرد کے مالک ہیں' (انہیں کس طرح صاحب فکر و شعور کہا جا سکتا ہے؟)

۴۴ ان سے کہو کہ یہ تمام خصوصیات' کہ وہ آڑے وقت میں انسان کے کام آئے اور مشکلات میں اس کے ساتھ کھڑا ہو) صرف قانونِ خداوندی کو حاصل ہیں ——— اُس خدا کے قانون کو جس کے کنٹرول میں تمام کائنات کا نظم و نسق ہے۔ کوئی انسان اُس کے قانونِ مکافات کے احاطہ سے باہر نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک کا قدم اُسی کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ ہر ایک کشاں کشاں اس کی طرف جا رہا ہے۔

۴۵ لیکن جو لوگ خدا کے قانونِ مکافات اور حیاتِ اُخروی پر یقین نہیں رکھتے' جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جملہ اقتدار و اختیار صرف خدا کو حاصل ہے' اس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں' تو انہیں یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے۔ لیکن جب ان کے سامنے ان کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں وہ خدا کے سوا اپنا کارساز سمجھتے ہیں' تو خوشی سے ان کی باچھیں کھل جاتی

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ
بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

ہیں (۲۷/۴۴ ؛ ۹/۵۶ ؛ ۴۲/۱۲)۔

۴۶ تو ان کی اس مخالفت اور نفرت کے علی الرغم اپنی اس پکار کو دہرائے چلا جا کہ اے اللہ! تو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ تجھے حاضر و غائب (مشہود و نامشہود) سب کا علم ہے۔ اور جن باتوں میں لوگ اختلاف کرتے ہیں، تو ان کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے۔ (اس لئے کہ انسانوں کا علم محدود ہوتا ہے اور تیرا علم لامحدود ہے)۔

۴۷ (تو اپنی اس دعوت کو عام کرتا جا اور اس کی فکر نہ کر کہ اس کے خلاف، ان لوگوں کا ردِعمل کیا ہوتا ہے۔ جب ظہورِ نتائج کا وقت آئے گا تو یہ لوگ اُس تباہی سے بچنے کے لئے، جو ان کے اعمال کا نتیجہ ہوگی، اگر (فرض کیجئے) ساری دنیا کی دولت، بلکہ اس کے ساتھ اتنی ہی اور، بطور فدیہ دینا چاہیں گے تو بھی اس تباہی سے چھٹکارا نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے وہ کچھ ان کے سامنے آئے گا جس کا انہیں سان گمان بھی نہ تھا۔

۴۸ یعنی، ان کے اپنے اعمال کی پیدا کردہ ناہمواریاں اُبھر کر ان کے سامنے آجائیں گی، اور جس تباہی کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے، وہ انہیں ہر طرف سے گھیر لے گی۔ (۴۹/۹)۔

۴۹ انسان کی حالت یہ ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے۔ اور جب ہم اسے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو کہنے لگ جاتا ہے کہ یہ سب کچھ میری اپنی ہنرمندی کا نتیجہ ہے۔ (کہاں کا خدا، اور کونسا اُس کا قانون؟)۔ حالانکہ یہ اس کی کھلی ہوئی حماقت اور گمراہی ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے (کہ جو کچھ انسان کو ملتا ہے اس میں کچھ حصہ اس کی محنت کا ہوتا ہے اور بہت سا ان اسباب و ذرائع کا جو خدا کی طرف سے بلا مزد و معاوضہ ملتے ہیں۔ انسانوں کے خود ساختہ نظامِ زندگی کی بنیاد اس غلط تصور پر ہے کہ انسان کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ خالصۃً اس کی اپنی ہنرمندی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے اس کے استعمال اور تصرف میں، خدا کے

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى (۵ ۲۱ ۲)
اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَ
اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

ضابطہ کو کوئی دخل نہیں ہونا چاہیئے)۔

۵۰ (یہ کوئی نئی بات نہیں جو اس وقت پہلی بار کہی گئی ہو)۔ اس قسم کی باتیں وہ لوگ بھی کیا کرتے تھے جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ (ہر دور کے سرمایہ پرست اپنے نظام کے جواز میں یہی دلیل دیا کرتے تھے [illegible])۔ لیکن جب ان کے غلط نظریہ کی پیدا کردہ تباہیاں ان کے سامنے آئیں تو ان کا کسب وہنر ان کے کسی کام نہ آیا۔

۵۱ اُن کی غلط روش کی پیدا کردہ ناہمواریاں اُن کے سامنے آگئیں۔ (سو جو کچھ ان پہلے لوگوں کے ساتھ ہوا' وہی کچھ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس وقت) ظلم اور زیادتی کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ ان کے اعمال کے تباہ کن نتائج بھی ان کے سامنے آکر رہیں گے۔ یہ ہمارے قانونِ مکافات کو شکست نہیں دے سکیں گے کہ اس سے بچ کر نکل جائیں۔

۵۲ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ رزق کی صحیح بست وکشاد خدا کے قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ جو اس قانون کے مطابق چلے اس کا رزق کشادہ ہو جاتا ہے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرے اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ ([illegible])۔ اس بات میں بھی حقیقت تک پہنچنے کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ لیکن ان نشانیوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اس کی صداقت کو تسلیم کریں۔

۵۳ لہٰذا' جو لوگ ہمارے قانون کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ پر زیادتی کر بیٹھے ہیں' ان سے کہدو کہ ان کے لئے مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ ان کے جو حالات' ہمارے قوانین کے خلاف چلنے سے بگڑ گئے ہیں' وہ' ہمارے قانون کے مطابق چلنے سے پھر سے سنور سکتے ہیں۔ یہ قانون ایسا ہے کہ اس کے اتباع سے سابقہ لغزشوں کے پیدا شدہ نقصانات کی تلافی بھی ہو جاتی ہے' اور مزید نشوونما کا سامان بھی مل جاتا ہے — اس سے تخریبی عناصر سے حفاظت' اور تعمیرِ خویش کے مواقع' دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔

۵۴ لہٰذا' تم خدا کے قانون کی طرف رجوع کرو اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دو۔ لیکن ایسا

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾ أَن
تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ
هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾
بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى
اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا
يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦١﴾

دیر مت کرو۔ اس لئے کہ جب یہ مہلت کا وقفہ ختم ہو گیا اور ظہورِ نتائج کا وقت آ گیا' تو پھر تمہیں اس تباہی سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔

۵۵ لہٰذا، قبل اس کے کہ وہ آنے والی تباہی دفعتہً تمہارے سامنے نمودار ہو جائے' درآنحالیکہ تمہیں اس کی خبر تک نہ ہو' اس ضابطۂ خداوندی کا اتباع کرو۔ اس طرح کہ جو معاملہ سامنے آئے' یہ دیکھو کہ اُس پر اس کے کون سے حکم کا ٹھیک ٹھیک اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے مطابق عمل کرو۔ (۳۹/۱۸)۔

۵۶ ہم اس تنذیر کو بار بار اس لئے دہرا رہے ہیں کہ اُس وقت کوئی یہ نہ کہے کہ کس قدر افسوس ہے کہ میں نے (بے خبری کے عالم میں) خدا کے قانونِ مکافات کے متعلق صحیح اندازہ لگانے میں کوتاہی کی' اور میں اسے یونہی مذاق سمجھتا رہا۔

۵۷ یا یہ کہے کہ اگر مجھے اللہ کی طرف سے راہ نمائی مل جاتی تو میں بھی متقین کی جماعت میں شامل ہو جاتا۔

۵۸ یا اُس تباہی کو دیکھ کر کہے کہ اگر زندگی کا دھارا ایک مرتبہ پیچھے کو لوٹ جائے' تو میں بڑے اچھے کام کر کے دکھاؤں۔

۵۹ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ہم اس تنذیر کو بار بار اس لئے دہرا رہے ہیں کہ) اُس وقت ان سے کہا جا سکے کہ ہاں! تمہارے سامنے ہمارے قوانین پیش کئے جاتے رہے لیکن تم نے ان کی تکذیب کی۔ ان سے سرکشی برتی۔ اور ان کے ماننے سے انکار کر دیا۔

۶۰ ظہورِ نتائج کے وقت' تو دیکھے گا کہ جو لوگ خدا کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے تھے انہیں کس قدر ذلت اور روسیاہی نصیب ہوتی ہے۔ ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

۶۱ اور جن لوگوں نے قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کی تھی' انہیں وہ' بڑی

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْۗنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى ٦ ٥ ٣
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَ
تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

---

کامیابی اور کامرانی کے ساتھ' اس ذلت و رسوائی کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ نہ انہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ غمگین اور افسردہ خاطر ہوں گے۔ (یعنی نہ صرف یہ کہ انہیں ذلت و رسوائی کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا ـــــ کہ یہ تو محض منفی پہلو ہے ـــــ بلکہ ایجابی طور پر کامیابیاں اور کامرانیاں بھی ان کے حصے میں آئیں گی (۴۶/۱۳)۔

۶۲ (یہ سب کچھ خدا کے قانونِ تخلیق و ارتقاء کے مطابق ہوگا۔ اس لئے کہ) وہ ہر شے کا خالق ہے (لہٰذا جانتا ہے کہ اُس میں کیا کچھ بننے کے امکانات ہیں) اور اس کا کفیل بھی کہ جو کچھ اس شے نے بننا ہے' وہ کچھ بن جائے۔ اسی لئے وہ ہر شے کی نگرانی بھی کرتا ہے۔

۶۳ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں' تمام اختیارات و اقتدارات اس کے قبضے میں ہیں۔ لہٰذا' جو لوگ اس کے قوانین کے خلاف چلیں گے' وہ نقصان اٹھائیں گے۔ (یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان اُس کے قوانین کی خلاف ورزی کر کے اپنے لئے خوشگوار نتائج پیدا کرلے۔ یہ تو خدا کو شکست دیدینے کے مترادف ہوگا' جو ناممکن ہے)۔

۶۴ ان سے پوچھو کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ایسے خدا کے قانون کی اطاعت چھوڑ کر اوروں کی اطاعت کروں؟ تم بڑے ہی نادان ہو (جو مجھ سے ایسا مطالبہ کرتے' یا توقع رکھتے ہو)۔

۶۵ ہم شروع سے ہر رسول کی معرفت یہ پیغام بھیجتے رہے ہیں۔ اور اسی کے مطابق اب تمہاری طرف یہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ (اور تو اور) اگر تو بھی خدا کے ساتھ کسی اور کی اطاعت کرے گا تو تیرے تمام اعمال رائگاں چلے جائیں گے اور تو سخت نقصان اٹھائے گا۔ (۵/۶ ؛ ۱۶/۱)۔

۶۶ اس لئے تو صرف ایک خدا کے قوانین کی اطاعت کر۔ اس طرح تیرے اعمال بھرپور نتائج کے حامل ہوں گے۔

۶۷ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کے متعلق صحیح صحیح اندازہ ہی نہیں لگایا اور سمجھا ہی نہیں

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ
قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ
قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

کہ اُس کا مقام کیا ہے۔ (۶۲/۹ ؛ ۶۵/۲۲)۔ (اسی لئے یہ سمجھتے ہیں کہ خارجی کائنات میں تو خدا کا قانون کارفرما رہنا چاہیئے لیکن انسانی معاشرہ' ان کے خودساختہ توانین کے مطابق متشکل ہونا چاہیئے۔ یہی وہ عملی شرک ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن (قرآن کے انقلابی دَور[1] میں یہ صورت نہیں ہوگی۔ اس میں 'خارجی کائنات اور انسانی معاشرہ کی ثنویت باقی نہیں رہے گی۔ دونوں میں خدا ہی کے قوانین کارفرما ہوں گے —— اس کے ایک ہاتھ میں زمین ہوگی دوسرے میں آسمان —— اور یوں وہ عملی شرک ختم ہو جائے گا جس سے خدا بہت دور اور بلند ہے۔ (۲۰/۲۲—۲۱ ؛ ۳۴/۴۳)۔

۶۸ جب اس انقلاب کے لئے پہلا بگل بجے گا' تو پستیوں اور بلندیوں (ارض وسما) میں سب حواس باختہ ہو جائیں گے' سوائے اُن کے جو خدا کے قانون مشیت کے مطابق اپنے اوسان خطا نہ ہونے دیں[2]۔ (۲۷/۸)۔
اس کے بعد' جب پھر بگل بجے گا' تو اُس وقت سب اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے اور خدا کی ربوبیت عامہ کو اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لیں گے۔ (۳۴/۶)۔

۶۹ اُس وقت 'زمین (انسانی معاشرہ) خدا کی عالمگیر ربوبیت کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اعمال

[1] مرنے کے بعد کی زندگی۔ قیامت۔ جنت۔ جہنم ایسی حقیقتیں ہیں' جن پر ہمارا ایمان ہے۔ اس ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لیکن قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ مکافاتِ عمل کی ابتدا اسی دنیا سے ہو جاتی ہے۔ اور جو معاشرہ خدا کے قوانین کے مطابق متشکل ہو' اس کا نقشہ اُسی قسم کا ہوتا ہے جیسا مرنے کے بعد کی قیامت کا —— یعنی ہر بات کا فیصلہ عدل کے مطابق۔ ہر عمل کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ۔ اعمالِ حسنہ کے خوشگوار نتائج۔ غلط اعمال کے تباہ کن عواقب۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر آیت (۳۹/۶۰) سے آخر سورت تک جو کچھ کہا گیا ہے اُس سے اس دنیا میں قرآنی انقلاب بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور مرنے کے بعد کی قیامت بھی۔ ہم نے اول الذکر مفہوم لیا ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ آیت (۳۹/۷۴) میں وراثتِ ارض کا ذکر ہے' اس سے اس دنیا کی فتوحات مراد لینا زیادہ صحیح ہے۔

[2] اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے مراد بلا استثناء بھی ہو سکتا ہے' لیکن آیت (۸۷/۲۷) میں قرآن نے جو استثناء خود کی ہے' اس کے پیشِ نظر اِلا مفہوم کو ترجیح دی گئی ہے۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ
إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا
جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾

---

خدا کے ضابطہ قوانین کے مطابق طے ہوگا۔ اس طرح زندگی کا وہ نقشہ مرتب اور مکمل ہو کر سامنے آجائیگا جس کے لئے انبیاء آتے رہے اور جماعتِ مومنین جس کی شہادت دیتی رہی۔ اُس دور میں لوگوں کے تمام معاملات کے فیصلے حق کے ساتھ ہوں گے اور کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی۔ نہ ہی کسی کے حق میں کوئی کمی کی جائے گی۔

۷۰ ہر شخص کو اس کے کام کا پورا پورا صلہ ملے گا۔ کسی کا کوئی کام نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پائے گا۔

۷۱ قوانین خداوندی سے انکار و سرکشی برتنے والوں کو گروہ در گروہ، جہنم کی طرف لے جایا جائیگا حتیٰ کہ جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس خدا کے رسول نہیں آتے تھے، جو تم میں سے ہی تھے اور جو تمہارے سامنے خدا کے قوانین پیش کرتے تھے، اور تم سے کہتے تھے کہ یاد رکھو! تمہیں ایک دن اپنے ان اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ وہ نتائج تمہارے سامنے آکر رہیں گے —— وہ کہیں گے کہ ہاں! یہ سب کچھ ہوا تھا۔ (۶/۱۳۱)۔

اس طرح، خدا کا وہ قانون جس کے مطابق، انسانوں پر ان کے اعمال کے بدلے مرتب ہوتا آئی ہے ایک حقیقتِ ثابتہ بن کر سامنے آجائے گا، اور جو لوگ اس سے انکار کیا کرتے تھے، وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

۷۲ ان سے کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اور خود دیکھ لو کہ قوانین خداوندی سے سرکشی برتنے والوں کا ٹھکانہ کیسا بُرا ہے۔

۷۳ ان کے برعکس جو لوگ قوانین خداوندی کے مطابق، زندگی بسر کریں گے، انہیں گروہ در گروہ، جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ
بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾

جائیں گے' اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ تم پر ہر طرح کی سلامتی ہے. تم اس میں خوشگواریوں کی زندگی بسر کرو۔

۷۴ وہ اپنے اعمال کے ان درخشندہ نتائج کو دیکھ کر پکار اٹھیں گے کہ فی الحقیقت درخور ہزار حمد و ستائش ہے خدا کا قانونِ مکافات جس کے مطابق خدا کے تمام وعدے پورے ہوئے' اور ہمیں دنیا میں مملکت اور حکومت عطا ہو گئی (۲۱/۱۰۵ ; ۲۴/۵۵)۔ اور ہمیں اس میں ایسی آزادی مل گئی کہ ہم اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔

کام کرنے والوں کا یہ کیسا اچھا صلہ ہے!

۷۵ اور جملہ کائناتی قوتیں' اور مدبراتِ امورِ الٰہیہ خدا کے تختِ اجلال کے گرد احاطہ کئے ہوں گے؛ اور اس کے نظامِ ربوبیت کو درخورِ حمد و ستائش بنانے کے لئے نہایت مستعدی سے سرگرمِ عمل۔ اس وقت تمام انسانی امور کے فیصلے حق کے ساتھ ہوں گے۔ اور خدا کی ربوبیت عالمینی اس حسن و خوبی سے آشکارا ہو گی کہ ہر ایک کی زبان اُس کی حمد و ستائش میں زمزمہ بار اور نغمہ سنج ہو گی۔

## سورۃ المؤمن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۲ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ

---

۱ خدائے حکیم و علیم کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ ضابطۂ قوانین اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو بڑے غلبہ و اقتدار کا مالک اور ہربات کا علم رکھتا ہے۔

۳ اس ضابطہ پر چلنے والوں سے اگر کہیں سہو و خطا ہو جائے تو یہ ایسا طریق بھی بتاتا ہے جس سے وہ اس لغزش کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکیں (۲۸/۱۱)۔ اگر کسی دوراہے پر ان کا قدم غلط سمت کی طرف اٹھ جائے اور وہ اپنی غلطی کو محسوس کر کے پلٹ آئیں' تو انہیں بازآفرینی کا موقع دیتا ہے۔ دوسری طرف' جو لوگ اس ضابطہ سے عمداً سرکشی برتیں ان کی سخت گرفت کرتا ہے۔ اُن کا قانونِ مکافات بڑی قوتوں کا مالک ہے اس لئے اس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ کائنات میں' اُس کے سوا' کسی کا اختیار و اقتدار نہیں' اور ہر عمل کا نتیجہ اسی کے قانون کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔

۴ اس کے قوانین کی صداقت کے بارے میں وہی لوگ جھگڑے بکھیڑے نکالتے ہیں' جو پہلے ہی

فِي الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝۶ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝۷

یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے انہیں ماننا ہی نہیں۔ ان لوگوں کو اس وقت بستیوں اور شہروں میں تصرف حاصل ہے (اور اسی کی بنا پر انہوں نے اس قسم کی دھاندلی کی روش اختیار کر رکھی ہے)۔ لیکن یہ بات تمہیں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ کر دے۔ (ان کا انجام تباہی اور بربادی ہوگا۔ اس کا ثبوت اقوامِ سابقہ کی سرگزشتوں سے مل سکتا ہے)۔

۵ (مثلاً) ان سے پہلے، قومِ نوحؑ نے، اور اس کے بعد اور مختلف جماعتوں اور گروہوں نے، ان قوانین کی تکذیب کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کا ارادہ بھی کر لیا کہ اُن رسولوں پر جو یہ پیغام اُن تک پہنچاتے تھے، ہاتھ ڈال دیں۔ وہ اس مقصد کے لئے جھوٹے جھگڑے پیدا کرتے۔ (غلط پروپیگنڈا کرتے۔ تہمت تراشیوں سے کام لیتے) تاکہ اس طرح حق کو اس کے مقام سے پھسلا کر، اُسے نیچا دکھا دیں۔ لیکن آخرالامر ہوا کیا؟ ہمارے قانونِ مکافات نے ان سب کو پکڑ لیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ جس کا تعاقب ہمارا قانون کرتا ہے اس کا انجام کیا ہوا کرتا ہے؟

۶ اس طرح تیرے رب کی وہ بات جو ان سے کہی جاتی تھی (کہ ان قوانین کی خلاف ورزی کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوگا) حقیقتِ ثابتہ بن کر سامنے آگئی۔ اور ان کی سعی و عمل کی کھیتیاں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئیں (یہی کچھ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا)۔

۷ ان کے برعکس، دوسرے لوگ وہ ہیں جو قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتے ہیں۔ خدا کی کائناتی قوتیں ——— جو مدبراتِ امور الٰہیہ ہیں ——— ان کی تائید و نصرت کا باعث بنتی ہیں (۳۳/۴۳)۔ یہ وہ قوتیں ہیں جو کائنات میں خدا کے مرکزی کنٹرول اور اس کے تضمنات کو بروئے کار لانے کے پروگرام کی تکمیل کے لئے مامور ہیں تاکہ خدا کا نظامِ ربوبیت جو سراپا درخورِ حمد و ستائش ہے، حسن و خوبی کارفرما رہے۔ اس پر ان کا ایمان ہے۔ وہ قوتیں جماعتِ مومنین کی تقویت کا موجب بھی بنتی ہیں، اور تباہ کن خطرات سے ان کی حفاظت بھی طلب کرتی

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّٰتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ وَمَن صَلَحَ مِنْ ءَابَآئِهِمْ وَأَزْوَٰجِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ السَّيِّـَٔاتِ ۚ وَمَن تَقِ السَّيِّـَٔاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُۥ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا۟ يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَٰنِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾
قَالُوا۟ رَبَّنَآ أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾

ہیں۔ وہ زبانِ حال سے کہتی ہیں کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! جس طرح تیرا نظام ربوبیت جملہ کائنات کو محیط ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ مختلف اشیائے کائنات کی مضمر صلاحیتیں کیا ہیں اور وہ کس طرح نشو و نما پا سکتی ہیں؛ اسی طرح انسانی دنیا میں بھی ہونا چاہیئے۔ یہ جماعت مومنین اس مقصد کو لے کر اٹھی ہے۔ اس لئے ان سے، اگر کہیں بھول چوک ہو جائے؛ اور وہ، اپنی غلطی کو محسوس کر کے اس کی تلافی کرنا چاہیں، تو تو ایسا انتظام کر دے کہ اس غلط روش کے مضر اثرات سے ان کی حفاظت ہو جائے؛ اور یہ تیرے راستے پر سیدھے چلتے جائیں۔ تو انہیں تباہیوں اور بربادیوں سے محفوظ رکھ۔

۸ اور انہیں زندگی کی وہ شادابیاں عطا کر دے جن کی بہار پر کبھی خزاں نہ آئے۔ یہ وہ زندگی ہے جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔ اس جنتی معاشرہ میں یہ خود بھی داخل ہو جائیں؛ اور ان کے ساتھ، ان کے آباء و اجداد۔ ازواج۔ اور اولاد میں سے وہ جن میں ایسے معاشرہ میں رہنے کی صلاحیت ہو۔

یہ سب تیرے قانونِ مکافات کے مطابق ہوگا جو بڑے ہی غلبہ کا مالک ہے۔ لیکن ایسا غلبہ جو سراسر حکمت پر مبنی ہے —— دھاندلی پر نہیں۔

۹ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! تو ان کے معاشرہ کو زندگی کی ناہمواریوں سے محفوظ رکھ۔ اس لئے کہ جو معاشرہ ناہمواریوں سے بچ گیا وہی تیری رحمت و ربوبیت سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے —— اور یہ بہت بڑی کامیابی و کامرانی ہے، جسے نصیب ہو جائے۔

۱۰ ظہورِ نتائج کے وقت، ان لوگوں سے، جو ان قوانین سے انکار کرتے تھے، پکار کر کہا جائے گا کہ تمہیں اس طرزِ زندگی کو اختیار کرنے کی دعوت دی جاتی تھی لیکن تم اس سے انکار اور سرکشی برتتے تھے۔ آج تم اپنی اس روش کا نتیجہ اپنے سامنے دیکھ لو۔ آج تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اپنی جان تک سے بیزار ہو —— اور خوشگوار نتائج پیدا کرنے والے قانونِ خداوندی کی تم سے بیزاری، اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔

۱۱ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ زندگی عطا فرمائی ——

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ
يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہم مردہ تھے۔ تو نے زندگی عطا کی۔ پھر ہمیں موت آئی تو اس کے بعد اب دوبارہ زندہ ہوئے۔ (۲۸/۲ ؛ ۵۸/۳۷ ؛ ۵۶/۴۴) ـــــ لیکن یہ جہنم کی زندگی ایسی ہے جو موت سے بھی بدتر ہے (۱۲/۸۷ ؛ ۷۴/۲۰ ؛ ۳۶/۳۵ ؛ ۱۴/۱۷) ـــــ ہم اپنے جرائم کا اقرار کرتے ہیں۔ تو کیا اس عذاب سے نکلنے کی کوئی راہ بھی ہے، تاکہ ہم بھی حقیقی زندگی کی لذتوں سے بہرہ یاب ہو سکیں؟

۱۲ ان سے کہا جائے گا کہ جب تمہیں خدائے واحد کے قوانین کی اطاعت کی طرف دعوت دی جاتی تھی تو تم اس سے انکار کرتے تھے۔ اور جب اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کیا جاتا تھا، تو تم اس روش کو جھٹ اختیار کر لیتے تھے (۴۵/۳۹)۔ سو آج تم نے دیکھ لیا کہ تمام فیصلے خدا، اور صرف خدا کے قوانین کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس میں کسی اور کا قانون شریک نہیں ہوتا۔ وہ بڑی کبریائی کا مالک اور سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

۱۳ (اے رسول! تم اپنے ان مخاطبین کے سامنے یہ حقائق پیش کرو اور ان سے کہو کہ یہ دعوت اس خدا کی طرف سے دی جا رہی ہے جو انفس و آفاق میں تمہیں اپنے قانون کی کارفرمائیاں دکھائے چلا جاتا ہے تاکہ تم ان پر غور کر کے صحیح راستہ اختیار کرو۔ مثلاً) وہ بادلوں سے مینہ برساتا ہے، جو تمہارے لئے رزق پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ (تم اسی ایک چیز پر غور کرو تو بیسیوں حقیقتیں تمہارے سامنے آجائیں)۔ لیکن یہ سامنے اسی کے آسکتی ہیں جو اس کی طرف متوجہ ہو۔

۱۴ بہر حال صحیح روش زندگی یہی ہے کہ تم اطاعت و فرماں پذیری خالصتہً قوانین خداوندی کی اختیار کرو۔ (اس میں کسی اور کو شریک مت کرو)۔ خواہ یہ بات ان لوگوں پر کتنی ہی گراں کیوں نہ گزرے جو ان قوانین کی صداقت سے انکار کرتے ہیں۔

۱۵ یہ قوانین اُس خدا کے ہیں جو بڑے بلند مراتب کا مالک ہے۔ اور وہ اس مقام تک بتدریج نہیں پہنچا۔ اُسے یہ مرتبہ ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد نہیں ملا۔ وہ اس مقام پر مستولی ہے۔ اور جو لوگ اس کے قوانین کا اتباع کرتے ہیں، انہیں بلند مراتب عطا کرتا ہے۔ کائنات کا

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ
كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ
لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي
الصُّدُورُ ﴿١٩﴾

مرکزی کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنے ان قوانین کو انسانوں کی راہ نمائی کے لئے بذریعہ وحی نازل کرتا ہے۔ اس کے لئے اس کا طریق یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس منصب کے لئے منتخب کر لیتا ہے اور اس کی طرف وحی بھیجتا ہے[1]۔ وہ رسول ان قوانین کو دوسرے لوگوں تک پہنچاتا ہے اور اس طرح انہیں اس حقیقت سے آگاہ کر دیتا ہے کہ ان کے ہر عمل کا نتیجہ ان کے سامنے آکر رہے گا۔

۱۶ ان کے ہر عمل کا نتیجہ مرتب تو عمل کے ساتھ ہی ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ نمودار کچھ وقت کے بعد جا کر ہوتا ہے۔ انسان کا کوئی عمل خدا کے قانونِ مکافات کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک کا نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

جس دن ان کے اعمال کے نتائج نمودار ہو کر سامنے آئیں گے اُس دن ان سے پوچھا جائے گا کہ اب بتاؤ کہ اقتدارات اور اختیاراتِ کلّی کا مالک کون ہے؟ وہ زبانِ حال سے پکار رہے ہوں گے کہ سب اختیارات صرف خدائے واحد کے لئے ہیں جو ہر بات پر غلبہ رکھتا ہے۔ (یہ ہماری جہالت تھی جو ہم اس کے ساتھ اوروں کو بھی صاحبِ اقتدار مانا کرتے تھے)۔

۱۷ اس وقت ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہو گی۔ اللہ کا قانونِ مکافات ہر ایک کے عمل کا بڑی تیزی سے حساب کر دیتا ہے۔ (یعنی جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے انسان کے ہر عمل کا نتیجہ اس کے ساتھ ہی مرتب ہونا شروع ہو جاتا ہے)۔

۱۸ اے رسول! تو ان لوگوں کو اس وحی کے ذریعے ان کے اعمال کے ظہورِ نتائج کے وقت سے آگاہ کرتا رہ جو زیادہ دور نہیں۔ اس ان نتائج کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کی حالت یہ ہو جائے گی کہ ان کے دل اچھل کر حلق تک آجائیں گے اور باہر نکلنے کے لئے بیتاب ہوں گے۔ ان کی جان پر بنی ہو گی۔ اس وقت ان ظلم و استبداد کرنے والوں کا کوئی دوست اور غمخوار نہیں ہو گا۔ نہ کوئی ایسا رفیق بیا ورجس کی بات مانی جا سکے۔

۱۹ اُس وقت تمام اعمال کے نتائج خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق مرتب ہو کر سامنے

[1] نبی اکرمؐ کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب خدا کے یہ قوانین قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ ۳ ۱۱ ۷
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ
اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ
تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا
وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

---

آجائیں گے ـــــ اُس خدا کے قانون کے مطابق' جو (ظاہرا اعمال تو ایک طرف)، نگاہ کی خیانتوں اور دل میں گزرنے والے خیالات تک سے واقف ہے۔

۲۰ وہ خدا ہر معاملہ کا فیصلہ ٹھیک ٹھیک' حق کے مطابق کرتا ہے۔ اور یہ لوگ جن ہستیوں کا حکم و اختیار تسلیم کرتے ہیں' ان میں کسی معاملہ کے فیصلہ کرنے کی قوت نہیں ـــــ فیصلہ کرنے کی قوت کے معنی یہ ہیں کہ ہر معاملہ کا نتیجہ خدا کے متعین کردہ قانونِ مکافات کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ اس کے سوا' کائنات میں' کسی کا قانون' کارفرما نہیں ـــــ اور وہ خدا ایسا ہے جو ہر بات کا دیکھنے والا' اور سب کچھ سننے والا ہے۔ اس لئے کسی کا کوئی عمل اس کے قانون کے لحاظ سے باہر نہیں رہ سکتا۔

۲۱ خدا کے یہ فیصلے کس طرح' ٹھیک ٹھیک طور پر ہوتے ہیں' اور اس کا قانونِ مکافات کس طرح نتائج مرتب کرتا ہے' اس کی شہادت تاریخی شواہد سے مل سکتی ہے) کیا یہ لوگ ملک میں اِدھر اُدھر چلے پھرے نہیں جو انہیں نظر آجاتا کہ ان سے پہلے جو قومیں گزر چکی ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟ وہ قوت میں بھی ان سے بڑھ چڑھ کر تھیں' اور انہوں نے زمین سے پیدا ہونے والے سامانِ زیست پر بھی ان سے کہیں زیادہ تصرف کر رکھا تھا (۹ـ۳۰)۔ لیکن جب انہوں نے غلط روش اختیار کی تو خدا کے قانونِ مکافات نے انہیں پکڑ لیا۔ اور پھر کوئی ایسا نہ ہوا جو انہیں اس کی گرفت سے بچا لیتا۔

۲۲ یہ اس لئے ہوا کہ ان کے رسول ان کے پاس واضح قوانین لے کر آئے' لیکن انہوں نے' ان کے ماننے سے انکار کیا۔ اس پر خدا کے قانونِ مکافات نے انہیں پکڑ لیا ـــــ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا قانون بڑی قوتوں والا' اور مجرمین کا پیچھا کرنے میں بڑا ہی سخت واقع ہوا ہے۔

۲۳ (ان تاریخی شواہد میں سے' مثلاً' قوم فرعون کا ماجرا سامنے لاؤ)۔ ہم نے موسیٰ کو اپنے
۲۴ قوانین اور واضح دلائل کے ساتھ (استبداد و ملوکیت کے مجسمے) فرعون' اور (مذہبی پیشواؤں کے سرغنے) ہامان' اور (نظام سرمایہ داری کے نمائندہ) قارون کی طرف بھیجا۔ (جو قوانین' موسیٰ لے کر گئے تھے'

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي
الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَ
قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

---

ان کی تردید راست ان تینوں پر پڑتی تھی) اس لئے انہوں نے کہدیا کہ یہ جھوٹا اور باطل پرست ہے۔

۲۵ حالانکہ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) وہ ان کی طرف حق لے کر آیا تھا۔ (ان کے پاس اس کی باتوں کا کوئی معقول جواب نہیں تھا۔ اس لئے وہ انہی حربوں پر اتر آئے جو قوت کے نشے میں بدمست لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ یعنی انہوں نے فیصلہ کیا کہ) جو لوگ موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لائیں اور اس کے رفقاء کی جماعت میں شامل ہو جائیں' ان کے معزز افراد کو ذلیل و خوار کر دو اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ جوہر مردانگی سے عاری ہوں' انہیں اپنے مکرم و مقرب بناؤ (اور ان حربوں سے ان کی اجتماعی قوت کو توڑ ڈالو۔ ۲/۴۹؛ ۷/۱۲۷)۔ لیکن (آخر الامر دنیا نے دیکھ لیا کہ) ان کا کوئی حربہ کارگر نہ ہوا۔

۲۶ (فرعون نے جب اپنے تمام حربے آزما دیکھے تو آخر الامر اپنے درباریوں سے کہا کہ تم مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰؑ کو قتل کر ڈالوں۔ پھر یہ اپنے رب کو پکار کر دیکھ لے کہ وہ اسے کس طرح بچا سکتا ہے! مجھے ڈر ہے کہ یہ تمہارے نظام حکومت کی جگہ ایک دوسرا نظام لے آئے گا۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیگا تو کم از کم) موجودہ نظام کو تہس نہس کر کے ملک میں فساد ضرور برپا کر دیگا۔

۲۷ اس پر موسیٰؑ نے کہا کہ میں ہر اس سرکش و متکبر کی دست درازیوں سے' جو خدا کے قانون مکافات پر ایمان نہیں رکھتا' اس خدا کی پناہ میں جاتا ہوں جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔

۲۸ (جب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا تو) قوم فرعون کا ایک مرد مومن' جو اس وقت تک اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا' اٹھا' اور اس نے بھرے دربار میں' کہا کہ کیا تم ایک شخص کو محض اس جرم کی پاداش میں قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا نشو ونما دینے والا اللہ ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آیا ہے (وہ اپنے

لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝٢٨ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ
بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝٢٩ وَقَالَ
الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝٣٠ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَ
الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝٣١ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝٣٢ يَوْمَ
تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝٣٣

دعوے کو علم و بصیرت کی بنا پر پیش کرتا اور عقل و برہان سے منواتا ہے۔ اور تم اس کے مقابلہ میں دھاندلی سے کام لے کر اسے مار ڈالنا چاہتے ہو)۔ بات بالکل واضح ہے۔ اگر وہ اپنے دعویٰ رسالت میں جھوٹا ہے تو اس کا وبال اس پر پڑے گا۔ لیکن اگر وہ سچا ہے تو یاد رکھو! جن تباہیوں کے متعلق وہ تمہیں آگاہ کر رہا ہے وہ تم پر آکر رہیں گی۔ تم خدا کے اس اصول کو یاد رکھو کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو جھوٹے دعوے کرے اور قانون خداوندی سے سرکشی برتے، کبھی کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا۔

۲۹ اے میری قوم کے لوگو! بیشک آج اس سرزمین پر تمہاری بادشاہت ہے اور ہر طرف تمہارا ہی غلبہ ہے۔ لیکن (یہ بتاؤ کہ) اگر ہم پر خدا کا عذاب آگیا تو اس سے ہمیں کون بچا سکے گا۔

فرعون نے بات کاٹتے ہوئے کہا کہ میں نے جس بات کو صحیح سمجھا اسے تمہارے سامنے پیش کر دیا۔ میرے نزدیک تو وہی طریق کار (یعنی موسیٰؑ کو قتل کر دینا) تمہارے لئے بہتر ہے۔ یاد رکھو! میں تمہیں ہمیشہ وہی راہ بتایا کرتا ہوں جو تمہارے بھلے کی ہوتی ہے۔

۳۰ (اس مرد مومن نے فرعون کی بات کو ان سنی کر دیا اور اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارے ساتھ بھی وہی کچھ نہ ہو جو پہلی قوموں کے ساتھ ہو چکا ہے۔

۳۱ یعنی تمہاری حالت بھی وہی نہ ہو جائے جو قوم نوحؑ۔ عاد اور ثمود کی۔ یا جو قومیں ان کے بعد آئی تھیں' ان کی ہو چکی ہے۔ (ان کی تباہی ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوئی تھی)۔ اللہ اپنے بندوں میں سے کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کیا کرتا۔

۳۲ (اس نے کہا) اے میری قوم کے لوگو! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر ایسا وقت نہ آجائے (جب خدا کا عذاب تمہیں ہر طرف سے گھیر لے۔ اور ایسی بھاگڑ مچ جائے کہ تم ایک دوسرے کو مدد کے لئے آوازیں دو اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی آواز نہ سنے)۔

۳۳ جب تم اس تباہی سے بچنے کے لئے منہ پھیر کر بھاگ نکلو لیکن وہ تباہی اس پر

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ
لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ
فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ
قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ
السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ
عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

(۴) (۱۰) (۹)

---

بھی تمہارا پیچھا نہ چھوڑے)، اور تمہیں کہیں پناہ نہ مل سکے۔ (اور یہ حقیقت تمہارے سامنے کھُل کر آجائے کہ) جو لوگ خدا کا بتایا ہوا صحیح راستہ چھوڑ دیتے ہیں، انہیں کوئی کامیابی کی راہ نہیں دکھا سکتا۔

۳۴ اور دیکھو! اس سے پہلے یوسفؑ بھی تمہاری طرف خدا کے واضح توانین لے کر آیا تھا۔ لیکن تم نے اُن توانین کے بارے میں بھی شک کرنا نہ چھوڑا۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوگیا، تو تم خوش ہوگئے کہ چلو! یہ قصہ ختم ہوا، اب اس کے بعد اللہ کسی رسول کو ہماری طرف نہیں بھیجے گا۔ اور کوئی ہمیں روکنے ٹوکنے والا نہیں ہوگا)۔ یاد رکھو! جو لوگ حدود شکنی کرتے ہیں اور توانین خداوندی کے بارے میں یوں شکوک و شبہات میں پڑے رہتے ہیں، وہ قانون خداوندی کے مطابق، غلط راہوں پر چلتے ہیں۔

۳۵ یعنی وہ لوگ جو ہمیشہ توانین خداوندی کے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں —— حالانکہ انسان کو اس کی قدرت ہی حاصل نہیں کہ وہ توانین خداوندی کے خلاف جنگ کرکے کامیاب ہوسکے —— (ﷺ)۔ ان کی یہ روش قانون خداوندی کے نزدیک، اور خود ان لوگوں کے نزدیک جو اس قانون پر یقین رکھتے ہیں، بڑی بیزاری کی روش ہوتی ہے۔ یہ وہ روش ہے جس کی بدولت خدا کے قانون مکافات کی رو سے ان لوگوں کے دلوں پر مہریں لگ جاتی ہیں جو تکبر و استبداد سے کام لیتے ہیں اور پھر ان میں صحیح بات سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ (۲/۷)

۳۶ فرعون نے اس مردِ مومن کی ان باتوں کو ہنسی میں اڑا دینا چاہا۔ اور استہزاً، ہامان سے کہا
۳۷ کہ میرے لئے ایک بہت بلند عمارت بنواؤ جہاں سے میں آسمانوں کے ان راستوں پر جا پہنچوں جو موسیٰؑ کے خدا کی طرف جاتے ہیں۔ اور پھر اس خدا کو ذرا جھانک کر دیکھوں!

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ
الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ
اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

---

میں اس شخص (موسیٰ) کو اس کے دعوے میں بالکل جھوٹا خیال کرتا ہوں۔

یہ تھی اس کی وہ ذہنیت جس کی وجہ سے فرعون کو ہر بری بات 'بھلی بن کر دکھائی دیتی تھی۔ اور اسے صحیح راستے کی طرف آنے ہی نہیں دیتی تھی۔

(چنانچہ فرعون نے موسیٰ کے خلاف کئی حربے استعمال کئے لیکن) ان کا نتیجہ سوائے اس کی اپنی تباہی اور بربادی کے کچھ نہ نکلا۔

۳۸ اس مردِ مومن نے (پھر فرعون کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور) قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو! تم فرعون کی باتوں پر نہ جاؤ۔ جو کچھ تمہیں میں کہتا ہوں' اس کے مطابق عمل کرو۔ میں تمہیں بھلائی کا راستہ دکھاتا ہوں۔ (یہ تمہیں تباہی کی طرف لے جانا چاہتا ہے)۔

۳۹ میرے بھائیو! (اس میں شبہ نہیں کہ دنیاوی سامانِ زیست بھی بڑی چیز ہے۔ لیکن جب اس قریبی مفاد اور مستقبل کی زندگی کے کسی مفاد میں تصادم ہو تو پھر اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہیئے کہ) اس دنیا کا مفاد وقتی ہوتا ہے' اور مستقبل کی زندگی کا مفاد مستحکم اور پائیدار۔ اس لئے کہ دنیا راہ گزار ہے اور انسان کا حقیقی مستقر حیاتِ اُخروی ہے۔

۴۰ (ان معاملات کے فیصلے کسی دنیاوی بادشاہ کے قوانین کے مطابق نہیں ہوتے۔ ان کے فیصلے خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے ہوتے ہیں۔ اور وہ قانون یہ ہے کہ) جو شخص برے کام کرتا ہے' اسے ان کے مطابق بدلہ ملتا ہے۔ اس کے برعکس' جو شخص اُس کے ضابطۂ قوانین کے مطابق صلاحیت بخش کام کرتا ہے —— وہ مرد ہو یا عورت۔ کیسے باشد۔ جو بھی اُن قوانین کی صداقت پر ایمان رکھ کر صلاحیت بخش کام کرتا ہے —— اس کا مقام جنت ہوگا جس میں سامانِ زیست کی فراوانیاں ہی فراوانیاں ہوں گی۔ اُسے بے حد و حساب نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں گی۔

۴۱ اے میرے بھائیو! میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے! میں تمہیں ایسے راستے کی طرف

تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي
إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿۴۳﴾
فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقَاهُ اللَّهُ
سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ۖ وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

---

دعوت دیتا ہوں جو تمہیں ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے محفوظ رکھے گا۔ اور تم اس کے مقابلہ میں مجھے اس راستے کی طرف بلاتے ہو جو تباہی کے جہنم کی طرف لیجاتا ہے۔

۴۲ یعنی تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میں اللہ کے قانون سے منکر ہو جاؤں اور اس کے ساتھ ان ہستیوں کو بھی صاحب اقتدار تسلیم کروں جن کے اقتدار و اختیار کے ثبوت میں میرے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں۔ اور میں، اس کے برعکس، تمہیں اس خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں جو ہر قسم کے غلبہ اور قوت کا مالک ہے۔ اور جو اس کی راہ پر چلتا ہے وہ اُسے راستے کے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھتا ہے۔

۴۳ اس میں قطعاً کلام نہیں کہ تم مجھے جس بات کی دعوت دیتے ہو وہ نہ اس دنیاوی زندگی میں امن و سکون کی دعوت ہے اور نہ ہی حیات آخرت میں خوشگواریوں کی دعوت۔ (یہ بات تو ہے نہیں کہ ہم جس دعوت کو بھی فلاح و بہبود کی دعوت سمجھ لیں وہ فلاح و بہبود کی دعوت ہو جاتے)۔ ہمارے تمام معاملات کے فیصلے خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق ہوتے ہیں۔ لہٰذا صحیح دعوت وہی ہے جو خوشگواریوں کے راستے کی طرف لے جائے۔ جو لوگ بھی اس راہ سے سرکشی اختیار کریں گے ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

۴۴ عزیزانِ من! میں نے جو کچھ تم سے کہنا تھا کہہ چکا۔ تم آج میری باتوں پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے۔ لیکن ایک وقت آئے گا کہ تم ان باتوں کو یاد کرو گے۔ (میں جانتا ہوں کہ تم میں سے اکثر پر میری باتیں بڑی ناگوار گذری ہوں گی۔ لیکن میں حق کہنے میں کسی کی ناگواری کی کوئی پرواہ نہیں کرتا)۔ میں اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کرتا ہوں —— اُس خدا کے سپرد جو اپنے بندوں کے تمام احوال و کوائف سے اچھی طرح واقف ہے۔

۴۵ (فرعون اور اس کے ہم نوا اس حق گوئی کو کس طرح برداشت کر سکتے تھے؟) انہوں نے اس مردِ مومن کو 'مخالفین کے ساتھ مل کر سازش کرنے والا' قرار دے دیا اور اس کے درپے آزار ہو گئے۔ لیکن، اللہ نے اُسے، ان کے داؤ پیچ سے محفوظ رکھا۔ اس کے برعکس خود قوم فرعون کو

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ
يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ
النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ
لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا
ع ۵ / ۱۰ بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ

سخت تباہی کے عذاب نے آگھیرا

۴۶ وہ اس دنیا میں بھی تباہی اور بربادی کے عذاب میں مبتلا رہے جو ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا۔ اور قیامت کے دن بھی، ان کے متعلق حکم دیا جائے گا کہ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دو۔ (۱۲۴/۲۳ ؛ ۲۵/۴۲)۔

۴۷ اُس جہنم میں لوگ ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔ وہ کمزور لوگ (عوام) جنہیں بڑے بڑے لیڈروں نے اپنے پیچھے لگا رکھا تھا، ان سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ کیا تم اس عذاب کا کچھ حصہ ہم سے دور نہیں کر سکتے؟ (۲۱/۱۴ ؛ ۳۷/۳۳ ؛ ۳۲/۳۴ ؛ ۲۹/۳۷-۲۸ ؛ ۴۰/۳۸)۔

۴۸ اُن کے لیڈر اُن سے کہیں گے کہ ہم سب کے سب، اس عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہ انسانوں کے اعمال کے، متعلق خدا کا فیصلہ ہے۔ (اس میں رد و بدل کرنے کی کس کو مجال ہے؟ ہماری بڑائیاں سب ختم ہو چکی ہیں)۔

۴۹ اور اہلِ جہنم، اس کے محافظوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے درخواست کرو کہ وہ ہمیں عذاب میں، کچھ وقت کے لئے، ذرا کمی کر دے۔

۵۰ وہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس، تمہارے رسول، واضح دلائل لے کر نہیں آتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! آتے تھے۔ وہ ان سے کہیں گے کہ (جب تم نے دیدہ و دانستہ، خدا کے قوانین سے اعراض برتا تھا تو ہم تمہارے لئے خدا سے ایسی درخواست کس طرح کریں)۔ تم خود ہی اپنے لئے خدا سے درخواست کرو —— لیکن ظاہر ہے کہ جو لوگ خدا کے قوانین سے سرکشی برتیں، اُن کی اس قسم کی درخواستیں انہیں کیا فائدہ دے سکتی ہیں؟

۵۱ (اے رسول! تم ان لوگوں سے کہدو کہ) ہماری مدد، ہمارے رسولوں کے شاملِ حال ہوتی ہے، اور ان لوگوں کے شاملِ حال جو ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں —— ہم

الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ
الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي
الْأَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿۵۵﴾
إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَالِغِيهِ ۚ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿۵۶﴾

اُن کی' اِس دُنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں' اور اُس وقت بھی ان کی مدد ہو گی جب تمام اعمال کے نتائج مشہود ہو کر سامنے آجائیں گے۔

۵۲ اُس دن' اُن لوگوں کی معذرت' جنہوں نے ہمارے قوانین سے سرکشی برتی تھی' ان کے کسی کام نہیں آسکے گی۔ وہ زندگی کی تمام خوشگواریوں سے محروم رہیں گے۔ ان کا ٹھکانا بہت بُرا ہو گا۔

۵۳ (بہرحال' یہ تھی اہلِ فرعون کی داستان جن کی طرف ہم نے موسیٰؑ کو بھیجا تھا' اُسے ایک ضابطۂ ہدایت دیا تھا جس کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا تھا۔

۵۴ اُس ضابطہ قوانین میں' عقل و بصیرت سے کام لینے والوں کے لئے سامانِ ہدایت و موعظت تھا۔

۵۵ (موسیٰؑ نے' اس کشمکش میں بڑی استقامت سے کام لیا تھا۔ اسی طرح' اے رسولؐ!) تو بھی اپنے مشن میں' نہایت استقامت اور استقلال سے مصروفِ عمل رہ۔ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے ویسا ہو کر رہے گا۔ تیرے مخالفین' جو جو باتیں تیرے خلاف کرتے' اور جو جو تہمتیں تیرے پیچھے لگاتے ہیں[1]' تو ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے' قانونِ خداوندی سے سامانِ حفاظت طلب کرتا رہ۔ اِس کا طریق یہ ہے کہ تو خدا کے نظامِ ربوبیت کو عملاً متشکل کرنے کے لئے دن رات سرگرمِ عمل رہ' تاکہ اس کے خوشگوار نتائج کو سامنے دیکھ کر' ہر ایک کی زبان پر کلمات حمد و ستائش زمزمہ بار ہوں۔ (۴۷/۱۹؛ ۴۸/۳)۔

۵۶ یہ تیرے مخالفین' جو قوانین خداوندی سے برسرِپیکار رہتے ہیں ——— حالانکہ ان کو

[1] اس سے مراد وہ چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں بھی ہو سکتی ہیں جو خدائی پروگرام کی تکمیل کے سلسلہ میں سرزد ہوں۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي
الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ
السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ

---

اس کی قدرت ہی حاصل نہیں کہ وہ ان قوانین کے خلاف جنگ کرکے کامیابی حاصل کرسکے۔ (۵۶/۴۰)۔ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں ملک میں اقتدارِ اعلیٰ حاصل ہو جائے۔ لیکن انہیں اس طرح، وہ اقتدار حاصل ہو نہیں سکتا۔ (وہ تو، قوانینِ خداوندی کے اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔ بڑا بننے کی خواہش ان سے یہ سب کچھ کرا رہی ہے لیکن بڑائی حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں۔ (۱/۴۹))۔

(تم اے رسول! ان مخالفین کی ان باتوں کی پرواہ مت کرو۔ تم ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے، قوانینِ خداوندی کی سپر کے پیچھے پناہ لو۔ یہ اس خدا کے قوانین ہیں جو سب کچھ دیکھنے والا، سننے والا ہے۔

۵۷ (ان لوگوں کا خیال ہے کہ کائناتی نظام تو خدا کے قوانین کے تابع چلتا ہے، لیکن انسان کے اوپر کسی کا اقتدار نہیں۔ یہ جس طرح جی چاہے کرے، اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے) حقیقت یہ ہے کہ انسان کی تخلیق کے مقابلہ میں، کائنات کی تخلیق بہت بڑی بات ہے (اس لئے جب کائناتی نظام قوانینِ خداوندی کے تابع ہے تو انسان، اس کے قانونِ مکافات کی گرفت سے باہر کس طرح رہ سکتا ہے؟)۔ لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ (۲۹/۴۱)

۵۸ (انسانی اعمال کے فیصلے بھی خدا کے قانون ہی کی رو سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جس قانون کی رو سے ایک اندھا، اور آنکھوں والا ایک جیسے نہیں ہو سکتے، اسی قانون کے مطابق یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ زندگی کی مستقل اقدار پر یقین رکھ کر ایسے کام کریں جو ان کی ذات اور معاشرہ کو سنوارنے والے ہوں، وہ ان لوگوں جیسے ہو جائیں جو معاشرہ میں ناہمواریاں اور بگاڑ پیدا کریں۔ حیرت ہے کہ تم ایسی کھلی ہوئی حقیقت پر بھی غور و فکر نہیں کرتے!

۵۹ یاد رکھو! یہ انقلاب (جس سے یہ حقیقت نمایاں ہو جائے گی کہ مذکورہ بالا دونوں گروہ برابر نہیں ہو سکتے) واقع ہو کر رہے گا۔ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن اکثر لوگ ایسی بدیہی بات کو تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔

۶۰ اس (انقلاب) کے لئے پروگرام یہ ہے کہ تم زندگی کے ہر دوراہے پر اپنی راہ نمائی کے لئے

لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿۶۰﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ
لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۱﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿۶۲﴾ كَذَٰلِكَ
يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿۶۳﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَ
صَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۶۴﴾

---

قانونِ خداوندی کو آواز دو۔ وہ قانون تمہاری پکار کا جواب دے گا اور تمہاری راہ نمائی کرے گا۔ (قانونِ خداوندی کو آواز دینے سے مطلب یہ ہے کہ تم معلوم کرو کہ پیشِ نظر معاملہ میں خدا کا قانون کیا ہے۔ پھر اس قانون کی اطاعت کرو۔ یاد رکھو جو لوگ قانونِ خداوندی کی اطاعت سے سرکشی برتتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر تباہ کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (۲۸/۷۶)۔

۶۱ خدا وہ ہے جس نے تمہاری طبیعی نشوونما کے لئے یہ انتظام کر دیا ہے کہ تم دن کی روشنی میں کاروبار کرو اور رات کے وقت آرام کرو (تاکہ تمہارے اعصاب سکون حاصل کر سکیں اور دن کی تگ و تاز میں صرف شدہ توانائی کی بازیافت ہو جائے)۔ خدا نے انسانی جدوجہد کے لئے اس قدر آسانیاں بہم پہنچائی ہیں لیکن اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور ان سے صحیح انداز سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

۶۲ یہ ہے وہ اللہ جس نے تمہاری نشوونما کے لئے ایسا عمدہ انتظام کر رکھا ہے۔ وہی ہر شے کا خالق ہے اس کے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار و اختیار نہیں۔ (حیرت ہے کہ تم اس خدا کی طرف آنے کے بجائے) کسی اور ہی طرف الٹے پھر جاتے ہو! (۲۹/۶۱)۔

۶۳ جس طرح تم قوانینِ خداوندی کو چھوڑ کر دوسری راہیں اختیار کر رہے ہو، اسی طرح (تم سے پہلے) ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو ان قوانین کے خلاف خواہ مخواہ جھگڑے بکھیڑے نکالتے تھے۔ (ان کا جو انجام ہوا، اس کا تمہیں علم ہی ہے۔ وہی انجام تمہارا ہوگا)۔

۶۴ یہ اسکے نظامِ ربوبیت ہی کا کرشمہ ہے کہ اس نے اس کرۂ ارض کو (جو کسی زمانے میں ایک آتشیں گولہ تھا۔ آہستہ آہستہ) تمہارے رہنے کے قابل بنا دیا۔ اور اس کے اوپر ایسی فضا محیط کر دی جو تمہیں، اوپر سے گرنے والے اجرام سے محفوظ رکھے۔ (۲۱/۳۲)۔ پھر تمہیں اس نے زندگی کا پیکر عطا کیا تو ایسا جو بہترین حسن و تناسب کا مظہر ہے۔ اور تمہاری نشوونما کے لئے

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٦٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ
أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ
الْعٰلَمِينَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا
ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَ
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

---

نہایت خوش گوار سامانِ زیست مہیا کیا۔

یہ ہے تمہارا وہ اللہ جو تمہاری نشو و نما کرتا ہے —— صرف تمہاری ہی نشو و نما نہیں بلکہ وہ تمام کائنات' اور جملہ اقوامِ عالم کی نشو و نما کرتا ہے۔ وہ کسی خاص قوم' خاص گروہ' خاص جماعت کا رب نہیں۔ وہ رب العالمین ہے۔

سو تم سوچو کہ کس قدر بابرکت ہے وہ ذات جو ربوبیتِ عالمینی کی ذمہ دار ہے!

۶۵ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات ہے' اور ہر ایک کو اس سے زندگی ملتی ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار و اختیار نہیں۔ لہٰذا' تم خالصتہً اسی کے قوانین کی اطاعت کرو۔ اس طرح' تمہارے معاشرہ میں وہ عالمگیر نظامِ ربوبیت قائم ہو جائے گا جسے دیکھ کر ہر شخص پکار اٹھے گا کہ فی الواقعہ وہ ذات' جس کے قوانین ایسے خوش گوار نتائج مرتب کرتے ہیں' درخورِ ہزار توصیف و ستائش ہے۔

۶۶ اے رسول! تم ان سے کہدو کہ میرے پاس اس نظامِ ربوبیت کا واضح ضابطہ آ چکا ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس خدا کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دوں جو ربوبیتِ عالمینی کا ذمہ دار ہے۔ اس کے سوا تم جن ہستیوں کے اقتدار و اختیار کو تسلیم کرتے ہو' ان کی اطاعت سے مجھے روک دیا گیا ہے۔

۶۷ (اس خدا کے نظامِ ربوبیت کی زندہ شہادت تو خود تمہارا اپنا وجود ہے)۔ اس نے تمہاری تخلیق کی ابتدا بے جان مادہ سے کی۔ (پھر زندگی کو مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے' اسے اس منزل میں لے آیا) جہاں پیدائش' نطفہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ پھر اس نطفہ کو (رحمِ مادر میں) ایک جونک کی قسم کا لوتھڑا بنایا۔ پھر وہ تمہیں انسانی بچہ کی شکل میں' دنیا میں لے آیا۔ پھر تم اپنی جوانی کی عمر تک پہنچتے ہو۔ پھر بوڑھے ہو جاتے ہو۔ تم میں سے بعض بچپن میں ہی وفات

هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ (ع ۷ ۱۲)
فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾
إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ
لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ
كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

---

پا جاتے ہیں۔ اور بعض اس عمرِ سنِ شعور تک پہنچتے ہیں جہاں انسان عقل و فکر سے کام لینے کے قابل ہوتا ہے۔

۶۸ اللہ وہ ہے جس کے قانون کے مطابق زندگی ملتی ہے۔ اور اسی کے قانون کے مطابق موت واقع ہوتی ہے۔ اس کی ہمہ گیر قوتوں کا یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ (اپنی ابتدائی صورت میں) وجود میں آجاتی ہے۔ (پھر وہ، اس کے قانونِ ربوبیت کے مطابق، نشوونما حاصل کرتی اپنی آخری شکل تک پہنچ جاتی ہے)۔

۶۹ یہ ہے خدا کا قانون جس کے حتمی اور یقینی ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ لیکن تو نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جو قوانینِ خداوندی کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں۔ (ذرا ان سے پوچھو کہ) یہ لوگ، خدا کے قانون کو چھوڑ کر کونسا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

۷۰ یہ وہ لوگ ہیں جو اس ضابطۂ حیات (قرآن) کو جھٹلاتے ہیں۔ (اور چونکہ قرآن، اس تمام تعلیم کا مہیمن ہے جو انبیائے سابقہ کی وساطت سے بھیجی گئی تھی، اس لئے قرآن کو جھٹلانے کے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ) اس تمام تعلیم کو جھٹلا رہے ہیں جسے ہم رسولوں کی معرفت وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے ہیں۔

(لیکن ان کی اس تکذیب سے اس تعلیم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ نقصان خود ان کا اپنا ہی ہوتا ہے)۔ سو یہ بہت جلد دیکھ لیں گے کہ اس تکذیب و انکار کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

۷۱-۷۲ جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے، اور یہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے کشاں کشاں، جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں ڈالے جائیں گے۔ اور پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

۷۳-۷۴ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک خدائی سمجھا کرتے تھے، اور خدا کو

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ
قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا
(۸ ع ۱۳) جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

---

چھوڑ کر ان کی معبودیت اختیار کرتے تھے۔ (انہیں اپنی مدد کے لئے بلاؤ)۔ وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے ایسے گم ہوئے کہ اب کہیں دکھائی ہی نہیں دیتے۔ ہم پر اب یہ راز کھلا ہے کہ ہم جنہیں اپنا معبود سمجھ کر پکارا کرتے تھے ان کی اصل و حقیقت ہی کچھ نہ تھی۔

اس طرح (خدا کا قانونِ مکافات) حق و صداقت سے انکار کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

۷۵ (ان سے کہا جائے گا کہ تمہارا یہ حشر اس لئے ہو رہا ہے کہ تم بغیر کوئی تعمیری کام کئے یونہی اتراتے تھے اور اپنی قوت کے نشہ میں اکڑتے پھرتے تھے۔ (اور یوں بڑائی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ [illegible])۔

۷۶ اب تم مختلف دروازوں سے جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اسی میں رہو —— ناحق تکبر کرنے والوں کا یہ ٹھکانہ کس قدر برا ہے!

۷۷ (اے رسول! تم ان سے یہ سب کچھ واضح طور پر کہہ دو۔ اور اس کے بعد) اپنے پروگرام پر نہایت مستقل مزاجی سے جمے رہو۔ خدا کے سب وعدے سچے ہیں۔ جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض باتیں تمہاری زندگی میں سامنے آجائیں یا تمہاری وفات کے بعد ظہور میں آئیں۔ (اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ تمہارا کام اس آواز کو عام کئے جانا ہے۔ یہ دیکھنا ہمارا کام ہے کہ اس کے نتائج کب سامنے آتے ہیں۔ ۴۳/۴۲ ; ۲۳/۹۵ ; ۱۰/۴۶)۔ ہمارا قانونِ مکافات ہر وقت سرگرمِ عمل رہتا ہے اور ان لوگوں کا ہر ایک قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ یہ اس کے احاطہ سے باہر جا نہیں سکتے۔

۷۸ (ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ اس موعودہ عذاب کے لئے جلدی مچاتے ہیں اور تجھ سے کہتے ہیں کہ انہیں حتمی طور پر بتایا جائے کہ وہ کب واقع ہوگا اور اس کی علامات کیا ہوں گی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں)۔ ہم نے تجھ سے پہلے بھی کئی رسول مختلف اقوام کی طرف بھیجے تھے —— ان میں سے بعض کے

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً
فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ
یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ
قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

حالات' ہم نے تجھ سے بیان کر دیئے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کئے۔ ان میں سے کسی کو بھی اس کا اختیار نہیں تھا کہ وہ اس تباہی کو جس سے ان کے مخالفین کو آگاہ کیا جاتا تھا' اپنی مرضی کے مطابق سامنے لے آتا۔ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مکافات اور مہلت کے مطابق ہوتا تھا۔ جب' اس قانون کے مطابق ظہورِ نتائج کا وقت آجاتا تھا تو پھر ہر معاملہ کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ سامنے آجاتا تھا۔ اور جو لوگ تخریبی کوششیں کیا کرتے تھے' تباہ و برباد ہو جاتے تھے۔

(جس طرح پہلے ہوتا رہا ہے' اسی طرح اب بھی ہوگا)۔

۷۹ (باقی رہا ان کا یہ تقاضا کہ خدا کی طرف سے کوئی محسوس نشانی ان کے سامنے آنی چاہیئے' سو خدا کی ہزاروں نشانیاں ان کے سامنے چلتی پھرتی موجود ہیں۔ لیکن جو انہیں دیکھنا ہی نہ چاہے اس کا کیا علاج؟ ان سے کہو کہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے ہیں۔ ان میں سے بعض پر تم سواری کرتے ہو اور بعض کا گوشت کھاتے ہو۔

۸۰ اور ان میں تمہارے لئے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ نیز تم ان پر سامان وغیرہ لاد کر اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہو۔

ان جانوروں کے علاوہ' تم کشتیوں پر سوار ہو کر بھی سفر کرتے ہو۔

۸۱ یہ سب خدا کی نشانیاں ہیں جو تمہارے سامنے چلتی پھرتی ہیں۔ تم اس کی کس کس نشانی سے انکار کرو گے؟

۸۲ (اور اگر یہ لوگ اس امر کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں کہ غلط اعمال کس طرح قوموں کو تباہ کیا کرتے ہیں' تو ان سے کہو کہ) ذرا دنیا میں ادھر اُدھر چلو پھرو' اور پھر دیکھو کہ جو قومیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں' ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ تعداد میں بھی ان سے زیادہ تھے اور قوت میں بھی ان سے بڑھ چڑھ کر۔ انہوں نے زمین سے پیدا ہونے والے سامانِ زیست پر بھی ان سے کہیں زیادہ تصرف حاصل کر رکھا تھا۔ لیکن ان کا مال و دولت اور کسب و ہنر انہیں' ان کے غلط

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ
يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ
مُشْرِكِينَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي
عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿٨٥﴾ ع ۹ ۱۴

---

اعمال کے تباہ کن نتائج سے بالکل نہ بچا سکا۔ یہ سب دھرے کا دھرا رہ گیا۔

۸۳ جب ان کے پاس ان کے رسول واضح احکام خداوندی لے کر آئے (تو انہوں نے ان قوانین کی تکذیب کی اور) اپنے علم و ہنر پر نازاں رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے' اس نے انہیں آدبوچا۔

۸۴ جب انہوں نے اس تباہی کو اپنے سامنے کھڑے دیکھا تو چلا اٹھے اور لگے کہنے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لاتے ہیں' اور جن ہستیوں کو ہم اس کے ساتھ شریک سمجھتے تھے' ان سے انکار کرتے ہیں۔

۸۵ لیکن اس ایمان نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا جسے وہ عذاب کو سامنے دیکھ کر لائے تھے (ایمان وہی نفع بخش ہو سکتا ہے جو ظہور نتائج سے پہلے لایا جائے کیونکہ اس صورت میں ہنوز وقت ہوتا ہے کہ انسان صحیح اعمال سے سابقہ غلط اعمال کے مضر اثرات کا ازالہ کر سکے)۔

یہ خدا کا وہ اٹل قانون ہے جو انسانی دنیا میں شروع سے چلا آرہا ہے۔ اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ قوانین خداوندی کے مطابق چلنے سے انکار کرتے ہیں' وہ ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں اور آخر الامر تباہ ہو جاتے ہیں۔

# سورۃ حٰمٓ السجدۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۝۱ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝۲ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ۝۳ بَشِیۡرًا وَّ
نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُہُمۡ فَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ۝۴ وَ قَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡہِ وَ فِیۡۤ

---

۱ خدائے حمید و مجید کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ ضابطہ قوانین اس خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو بلا مزد و معاوضہ تمام کائنات کو سامانِ نشو و نما بہم پہنچاتا ہے (اور چونکہ انسانی ذات کی نشو و نما کے لئے وحی کی راہ نمائی کی ضرورت تھی اس لئے اس راہ نمائی کو بھی وہبی طور پر عطا کر دیا)۔

۳ اور ایک ایسی کتاب نازل کر دی جس کے احکام الگ الگ نکھار کر بیان کئے گئے ہیں تاکہ ان میں کسی قسم کا ابہام اور التباس نہ رہے۔ اس کی زبان بھی بڑی واضح اور صاف ہے تاکہ جو لوگ علم و بصیرت سے کام لے کر اسے سمجھنا چاہیں، ان کے سامنے اس کے مطالب واضح طور پر آجائیں۔

۴ اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے نتائج کس قدر خوشگوار ہوتے ہیں۔ اور ان کی خلاف ورزی کرنے سے کیسی تباہیاں آتی ہیں۔

لیکن۔ اے رسول! جن لوگوں کے سامنے تو اس قرآن کو پیش کر رہا ہے، ان میں سے اکثر کی حالت یہ ہے کہ وہ اسے سنتے تک نہیں۔ اور یونہی منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

۵ اور کہتے ہیں کہ تو ہمیں جس بات کی طرف بلاتا ہے، اس کی طرف سے ہمارے دل پردوں میں

أَذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى إِلَيَّ
أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷

---

لپٹے ہوئے ہیں (اس لئے ان پر تمہاری باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا)۔ اور ہمارے کانوں میں ثقل ہے۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ (ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ایسی وسیع خلیج حائل ہے جو پاٹی ہی نہیں جا سکتی۔ اس لئے تم ہمیں نصیحتیں کر کے کیوں اپنا مغز تھکاتے ہو)۔ تم کچھ اور کام کرو۔ ہم جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں' انہیں کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

۶ ان سے کہو کہ تم ذرا میری پوزیشن کو سمجھ لو۔ سب سے پہلے تو یہ) کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں (اس لئے میرے طبیعی تقاضے کچھ تم سے مختلف نہیں)۔ تم میں اور مجھ میں فرق یہ ہے کہ مجھ پر خدا کی طرف سے یہ وحی آئی ہے کہ تمہارے لئے اقتدار و اختیار صرف خدائے واحد کا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ہستی ایسی نہیں جس کی اطاعت اور محکومیت اختیار کی جائے۔ (دوسرے یہ کہ جس پر خدا کی طرف سے وحی آئے اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس وحی کو دوسروں تک پہنچائے۔ یہ وجہ ہے کہ تمہارے اعراض و انکار کے باوجود' میں اس پیغام کو تم تک پہنچاتا ہوں۔ اور پہنچاتا رہوں گا' خواہ تمہارا ردعمل کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ میرا پیغام یہ ہے کہ) تم 'تمام راستوں کو چھوڑ کر' صرف خدا کی طرف لے جانے والی راہ اختیار کرو۔ وہ راہ بڑی سیدھی اور متوازن ہے۔ وہ تمہیں' غلط روش زندگی کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھے گی۔ یاد رکھو! جو لوگ خدائی اقتدار و اختیار میں دوسروں کو بھی شریک سمجھتے ہیں' وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ (شرک' انسانیت کے لئے وجۂ تذلیل ہے' اور شرفِ انسانیت سے محرومی سے بڑھ کر اور کونسی تباہی ہو سکتی ہے!)۔

۷ جو لوگ' خدا کی تجویز کردہ راہ کو چھوڑ کر' اور راہیں اختیار کر لیتے ہیں' ان کی عملاً کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ (سب کچھ اپنے لئے ہی سمیٹتے چلے جاتے ہیں اور) نوعِ انسان کی نشوونما کی فکر نہیں کرتے۔ وہ درحقیقت مستقبل کی زندگی (حیاتِ اُخروی) سے انکار کرتے ہیں۔ (ان کے نزدیک' زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ (یاد رکھو! اپنی محنت کی کمائی کو نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے وہی وقف کر سکتا ہے جسے اس کا یقین ہو کہ اس سے اس کی ذات نشوونما پا کر' زندگی کی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ' کوئی جذبۂ محرکہ

ع ۱ ۱۵

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝٨ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ
وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٩ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا
أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝١٠ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ
لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝١١

ایسا نہیں جس سے انسان اپنی کمائی کو دوسروں کے لئے کھلا چھوڑ دے)۔

۸ ان کے برعکس، جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں، اور ہمارے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کے اعمال کا نتیجہ کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ اور یہ نتیجہ انہیں بطور احسان نہیں ملتا بلکہ بطور استحقاق ملتا ہے۔

۹ ان سے پوچھو کہ کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو، اور اس کے ہمسر اوروں کو ٹھہراتے ہو، جس کی قوتوں کا یہ عالم ہے کہ اس نے زمین کو دو مراحل میں سے گزار کر (موجودہ شکل میں) پیدا کیا۔ (پہلا مرحلہ وہ تھا جس میں یہ آتشِ سیال کا ایک گولہ تھا جس پر زندگی ناممکن تھی اور دوسرا مرحلہ وہ آیا جس سے یہ اس قابل ہو گئی کہ تم اس میں رہ سکو اور اس سے سامانِ زیست حاصل کر سکو)۔
یہ ہے وہ اللہ جس نے تمام کائنات اور جملہ نوعِ انسان کی نشو و نما کا انتظام کر رکھا ہے۔

۱۰ اس مقصد کے لئے اس نے زمین میں، سطح کے اوپر، پہاڑ بنا دیئے (جن سے آب رسانی کا سلسلہ جاری رہتا ہے)۔ اور اس میں مختلف چیزوں کے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھ دی۔ اور چار موسموں کی تبدیلی سے اس کی فصلوں کا ٹھیک ٹھیک اندازہ مقرر کر دیا جس سے یہاں کے رہنے والوں کو خوراک مل جائے۔
زمین کی یہ پیداوار، ہر ضرورتمند کے لئے، اس کی ضرورت کے مطابق، یکساں طور پر کھلی رہنی چاہئے۔ کسی پر اس کے دروازے بند نہیں ہونے چاہئیں۔ (۲۹/۲ ؛ ۵۶/۶۳—۷۳)۔

۱۱ اسی طرح خدا نے اپنی توجہ دیگر اجرامِ فلکی کی طرف منعطف کی — اس وقت وہ بالکل دھوئیں۔ گیس (NABULAE) کی شکل میں تھے۔ سو ہم نے انہیں اور زمین کو کہا کہ تم ہمارے قوانین کے تابع چلو —— طوعاً یا کرہاً —— انہوں نے کہا کرہاً کیوں؟ ہم بطیب خاطر ان قوانین کی اطاعت کریں گے[1]۔ (۸۳/۳ ؛ ۱۳/۱۵)۔

---

[1] طوعاً و کرہاً کے الفاظ ۸۳/۳ ؛ ۱۳/۱۵ میں بھی آئے ہیں لیکن وہاں لفظ مَنْ آیا ہے جس میں انسان بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اس اعتبار
(باقی صفحہ ۱۱۱۱ پر)

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۗ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۗ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾

۱۲ (جیسا کہ ۴۱/۱۰ میں کہا جا چکا ہے) خدا نے مختلف اجرامِ فلکی کو جیسا کہ انہیں ہونا چاہئے تھا' دو مراحل میں بنا دیا- اور جس قانون کے مطابق انہوں نے چلنا تھا' اس کی وحی ان کی طرف کر دی (یعنی اس قانون کو خود ان کی ساخت کے اندر رکھ دیا)- اور جو فضا تمہیں سب سے قریب نظر آتی ہے' اس میں اس قسم کے اجرام بکھیر دیئے جو تمہیں جگمگاتے چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں- اور انہیں ایسا محفوظ بنا دیا کہ یہ نہ آپس میں ٹکرائیں' نہ تمہارے اوپر گریں-

یہ سب کچھ اُس خدا کے مقرر کردہ اندازوں کے مطابق طے پایا جو تمام قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے' اور اس کے ساتھ ہی ہر شے کا علم بھی رکھتا ہے-

۱۳ (جس طرح خدا نے خارجی کائنات کی ہر شے کے لئے وہ قانون مقرر کر دیا جس کے مطابق اس نے زندگی بسر کرنی تھی' اسی طرح اُس نے انسانوں کے لئے بھی قانونِ حیات مقرر کر دیا' اور اسے وحی کے ذریعے ان تک پہنچا دیا ہے)- اگر یہ لوگ اس قانون سے اعراض برتتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہیں متنبہ کئے دیتا ہوں کہ اس کا نتیجہ تمہاری تباہی اور بربادی ہوگی

(بقیہ فٹ نوٹ ۱۱۱۰)

سے ہم نے (۴۱/۹) میں مفہوم واضح کیا ہے۔ اسے ایک نظر دیکھ لیا جائے- لیکن یہاں صرف سماء اور ارض کا ذکر آیا ہے یعنی طبیعی کائنات کا- یہاں طوعًا سے بعض فلاسفرز نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ مادہ میں بھی قوتِ ارادی (WILL) موجود ہے- لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ طوعًا او کرھًا کے الفاظ محاورہ کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں جیسے اطاع الثمر کے معنی ہوتے ہیں کھجوریں پک گئیں اور اس قابل ہو گئیں کہ انہیں توڑ لیا جائے- یعنی فطرت نے انہیں جس مقصد کے لئے بنایا تھا وہ وہاں تک پہنچ گئیں- اس اعتبار سے ارض و سما کا یہ کہنا کہ ہم طوعًا اس طرف آتے ہیں' یہ بتانے کے لئے ہے کہ انہیں بنایا ہی اس طرح گیا ہے کہ توانینِ خداوندی کی اطاعت ان کی جبلت میں داخل ہے- یہ نہیں کہ وہ ان توانین کی اطاعت اپنے ارادے سے کرتے ہیں اور انہیں اس کا بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ ان کی اطاعت نہ کریں- قرآن کریم نے "روحِ خداوندی" (اختیار و ارادہ کی قوت) کا حامل صرف انسان کو کہا ہے اور کائناتی قوتوں کے متعلق واضح طور پر بتایا ہے کہ وہ قانونِ خداوندی سے سرتابی اختیار کر ہی نہیں سکتیں (یفعلون ما یؤمرون- وھم لا یستکبرون وغیرہ اس پر شاہد ہیں)-

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ
رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ
فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

——— اس قسم کی تباہی اور بربادی جیسی اقوامِ سابقہ عاد، ثمود پر آئی تھی ———

۱۴ جب ان کی طرف، اُن کے آگے اور پیچھے سے اللہ کے رسول آئے، اور انہوں نے ان سے کہا کہ خدا کے سوا کسی اور کی اطاعت اختیار نہ کرو، تو انہوں نے، اس کے جواب میں کہا کہ اگر اللہ (ہماری طرف اپنی وحی بھیجنا) چاہتا تو وہ آسمان سے فرشتے نازل کرتا (جنہیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے. تم تو ہمارے جیسے انسان ہو، اس لئے) ہم تمہارے ان پیغامات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

۱۵ قوم عاد کی یہ حالت تھی کہ انہوں نے ناحق تکبر اور سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔ انہیں اس کا زعم تھا کہ ان سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں (اس لئے وہ جو جی میں آئے کر سکتے ہیں۔ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں)۔ انہوں نے اس پر غور ہی نہ کیا کہ وہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے، ان سے کہیں زیادہ قوتوں کا مالک ہے۔ ان کے اس عدم تدبر کا نتیجہ تھا کہ وہ قوانین خداوندی کا انکار کرتے تھے۔

۱۶ سو جب ان کی تباہی کا وقت آیا ——— جو ظاہر ہے کہ ان کے لئے بڑا ہی نامبارک تھا ——— تو ہم نے ان پر ایسے زور کی آندھی چلائی جس نے انہیں آتش خاموش کی طرح ختم کر کے رکھ دیا (۲۴/۱۹)۔ اس طرح انہیں اس دنیا کی زندگی ہی میں ذلت آمیز عذاب مل گیا۔ اور آخرت کی زندگی کا عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہوگا۔ انہیں اس عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۱۷ دوسری قوم ثمود تھی۔ ہم نے انہیں صحیح راستہ دکھایا، لیکن انہوں نے آنکھیں کھول کر

يَكْسِبُونَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ (۶ ع ۱۹)
يُوزَعُونَ ﴿۱۹﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ
وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۱﴾

---

صحیح راستے پر چلنے کے بجائے' اندھوں کی طرح آنکھیں بند کر کے غلط روش پر چلے جانے کو اپنے لئے زیادہ پسند کیا۔ سو ان کے اعمال کے نتیجہ میں' ان پر زلزلہ کا ایسا عذاب آیا جس نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا۔

۱۸ (ان کے رسول نے انہیں آنے والے زلزلہ سے قبل از وقت آگاہ کر دیا تھا' لیکن چونکہ وہ اس کی ہر بات کو جھٹلایا کرتے تھے اس لئے انہوں نے اس کی تنبیہ کو بھی مذاق میں اڑا دیا۔ اور تباہ ہو گئے)۔ لیکن جو لوگ اس کی باتوں کو سچا مانا کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان خطرات سے محفوظ رہیں وہ قبل از وقت وہاں سے نکل گئے اور اس طرح اس تباہی سے بچ گئے۔

۱۹ (جو حشر ان اقوام سابقہ کا ہوا' وہی تمہارے ان مخالفین کا ہوگا)۔ جس دن ان دشمنانِ نظامِ خداوندی کو تباہی کے عذاب کے لئے اکٹھا کیا جائے گا' اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا جائے گا۔

۲۰ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے' اس کی شہادت کے لئے کہیں باہر سے گواہ بلانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ ان کے کان۔ ان کی آنکھیں۔ غرضیکہ ان کا پورا جسم' ان اعمال کی گواہی دے گا۔ ان کی ذات خود ان کے اعمال کا ریکارڈ ہو گی۔

۲۱ وہ اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گے کہ جس خدا نے ہر شے کو قوتِ گویائی عطا کی تھی' اسی نے ہمیں بھی بولنے کی طاقت دیدی۔ سو ہم نے سچی سچی گواہی دیدی۔ (انسان اپنے اعمال کا آپ محاسب اور اپنے خلاف خود آپ شہادت ہے۔ ۱۴/۱۷ ؛ ۱۴/۷۵)۔

(وہ ان سے کہیں گے کہ) جس خدا نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا' اسی کے قانونِ مکافات کے مطابق تمہارے اعمال نے یہ نتائج مرتب کئے ہیں۔ تمہارا کوئی عمل اس قانون کے احاطہ سے باہر رہ نہیں سکتا تھا۔

وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن
ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ
فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ
الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ
۳ ع ۱۹ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾

**۲۲** ان مجرمین سے کہا جائے گا کہ تم غلط کام کرتے وقت' اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا لیا کرتے تھے' لیکن) تم اپنے کانوں' آنکھوں اور دیگر اعضاء سے پردہ کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے' کیونکہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ چیزیں بھی تمہارے خلاف شہادت دے سکتی ہیں (اپنے اعمال کو سوسائٹی کی نظروں سے چھپا لینے کے بعد تم مطمئن ہو جاتے تھے کہ ان کا کسی کو علم نہیں ہو سکتا. گویا) تمہاری دانست میں ان اعمال کا علم خدا کو بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

**۲۳** یہ وہ غلط خیال تھا جو تم نے خدا کے متعلق قائم کیا ——— سو اسی غلط خیال نے تمہیں تباہ کر دیا اور تمہیں اس قدر نقصان پہنچ گیا۔

**۲۴** سو اگر یہ لوگ اس عذاب کو خاموشی سے برداشت کریں' تو بھی یہ عذاب ان پر مسلط رہیگا' اور اگر یہ اس کی کوشش کریں کہ ان باتوں کو دور کر دیں جن کی وجہ سے یہ عذاب آیا تھا اور یوں خدا کی رضامندی حاصل کر لیں' تو ایسا نہیں ہو سکے گا ——— (اس لئے کہ مہلت کا وقفہ ختم ہو جانے کے بعد بازآفرینی کا موقعہ نہیں رہتا) یہ عذاب بہرحال ان پر مسلط رہے گا۔ اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکے گا۔ (۱۶/۸۵)۔

**۲۵** (ان لوگوں کی سرکشی اور گمراہی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ) ان کے کچھ ساتھی ہیں جو ان کے تمام اعمال کو' جو انہوں نے پہلے کئے تھے یا اب کرتے ہیں' انہیں نہایت خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں۔ (ان کے یہ مصاحب' ان کی ہر حرکت پر مرحبا اور سبحان اللہ کہتے ہیں اور اس طرح انہیں غلط فہمیوں میں مبتلا رکھتے ہیں۔ ۴۳/۳۶)۔

یوں' ان لوگوں پر عذاب خداوندی کی بات ثبت ہو گئی' جس طرح ان سے پہلی قوموں پر عذاب ثبت ہوا تھا ——— خواہ وہ مہذب شہری آبادیاں تھیں یا صحرائی لوگ ——— وہ سب نقصان اٹھانے والے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾
فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا ۙ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾
ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا
يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ
نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ

۲۶ اور جو لوگ قانونِ خداوندی سے انکار اور سرکشی برتتے ہیں' وہ اپنے لوگوں کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ دیکھنا! تم کہیں قرآن کو سُن لینا (اس سے تمہارے عقائد خراب ہو جائیں گے) بلکہ جہاں دیکھو کوئی شخص قرآن کی بات پیش کرتا ہے' وہاں شور مچا دو- کائیں کائیں کرنے لگ جاؤ- اس طرح کچھ امید ہو سکتی ہے کہ تم ان لوگوں پر غالب آسکو- (ورنہ یہ ناممکن ہے کہ لوگ قرآن کی باتیں سنیں اور اس سے متاثر نہ ہوں)-

۲۷ (چنانچہ یہ قرآن کے پیغام کے خلاف اس قسم کے تمام حربے استعمال کرتے رہتے ہیں لیکن اس سے کیا ہوتا ہے- قرآنی انقلاب غالب آکر رہے گا) اور ہم ان لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے —— اور یہ ان کی اپنی بداعمالیوں ہی کا بدلہ ہوگا-

۲۸ (اور یہ چیز' کچھ انہی سے مختص نہیں) جو لوگ بھی نظامِ خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں ان کا انجام تباہی اور بربادی کا جہنم ہوتا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہتے ہیں- یہ فطری نتیجہ ہے قوانینِ خداوندی سے انکار و سرکشی کا (جس طرح سنکھیا کھانے کا فطری نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے)-

۲۹ اور اس وقت وہ لوگ' جنہوں نے ہمارے قوانین سے انکار کیا تھا کہیں گے کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! اپنوں اور بیگانوں میں سے' جن لوگوں نے ہمیں غلط راستے پر ڈالا تھا' انہیں ہمیں دکھا' تاکہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روندیں اور وہ سب سے زیادہ ذلیل و خوار ہوں- (اس طرح ہمارے انتقام کی آگ کچھ تو ٹھنڈی ہو)-

۳۰ (یہ تو رہی حق و صداقت سے انکار کرنے والوں کی بات- ان کے برعکس) جو لوگ اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا نشوونما دینے والا' اللہ ہے- اور پھر اپنے اس اقرار اور ایمان پر جم کر کھڑے ہو جاتے ہیں' اور دنیا کی کوئی قوت ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں پیدا کرتی- تو ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے (خدا کی کائناتی قوتیں ان کا ساتھ دیتی ہیں اور

اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا (۴ ع ۱۳)
مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ
حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾

---

ان کے لئے باعثِ تقویت بنتی ہیں (۳۲ / ۴۴) اور اس طرح ان سے کہتی ہیں کہ تم کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ نہ ہی افسردہ خاطر ہو۔ تمہارے لئے اس جنتی معاشرہ کی خوشخبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (۱۲۵ — ۱۲۴/۳ ؛ ۱۲ — ۱۰/۶ ؛ ۴۶/۱۳)۔

۳۱ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی تمہارے رفیق ہوں گے۔ (اس لئے تمہیں یہ جنتی زندگی اس دنیا میں بھی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی)۔ اس جنتی زندگی میں وہ سب کچھ ہوگا جسے تمہارا جی چاہے گا اور وہ سب کچھ ملے گا جسے تم طلب کروگے۔ (جو چاہوگے ہوگا۔ جو مانگوگے ملیگا۔ یہ ہوگا نتیجہ تمہارے یقینِ محکم اور عملِ پیہم کا)۔

۳۲ اور یہ سب کچھ ایسی عزت و توقیر کے ساتھ ملے گا جیسے میزبان اپنے مہمان کی تواضع کرتا ہے۔ اس میں خدا کی طرف سے زندگی کے خطرات سے حفاظت کا سامان بھی ہوگا اور سامانِ نشو و نما بھی۔

۳۳ اس کے بعد بتاؤ کہ اس شخص کی بات سے زیادہ حسین اور جاذب بات اور کس کی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو قانونِ خداوندی کی طرف دعوت دیتا ہے اور خدا کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور اس طرح اپنی عملی زندگی سے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے جو قوانین خداوندی کے اطاعت گزار ہیں۔

۳۴ یاد رکھو! معاشرہ اور انسانی ذات میں حسن پیدا کرنے والے کام اور ایسے کام جن سے بگاڑ پیدا ہو نتیجہ کے اعتبار سے کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اگر معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا ہو جائیں تو ان کے ازالہ کی بہترین صورت یہ ہے کہ معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ حسن پیدا

وَ مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۵ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۶ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَ
الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ
اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝۳۷

---

کرنے والے کام کیے جائیں۔ (اس سے غلط کاموں کے مضر اثرات کا ازالہ بھی ہو جائے گا اور آیندہ کے لئے بگاڑ بھی رک جائے گا۔ نیز اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ) وہ شخص جس کی طرف سے بگاڑ پیدا کرنے والی حرکت سرزد ہوئی تھی' اس میں اور تم میں اگر سخت عداوت ہوگی' تو وہ تمہارا گرمجوش دوست بن جائے گا۔

(برائی کو بھلائی سے روکنے کا یہ طریقہ ہے۔ لیکن یہ طریق انہی کی صورت میں کارگر ہو سکتا ہے جن میں اصلاح کا امکان ہو۔ جو مخالفت کی آخری حد تک پہنچ چکے ہوں ان کے علاج کے لئے سختی کی ضرورت پڑے گی)۔

۳۵ لیکن یہ طریق کار ہے بڑا مشکل' اور اس پر عمل پیرا وہی ہو سکتا ہے جو نہایت مستقل مزاج ہو۔ بایں ہمہ' یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جس شخص کو اس طریق کار کی توفیق نصیب ہو جاتے تو وہ بڑی کامیابیوں اور کامرانیوں کا مالک ہو گا۔

۳۶ یہ کام دشوار اس لئے ہے کہ سرکش قوتیں' اور خود تمہارے سطحی مفاد پر مبنی جذبات' اس کی کوشش کریں گے کہ تمہاری اس روش میں بگاڑ کی صورت پیدا کر دیں۔ ایسی صورت میں اس کا علاج یہ ہے کہ تم اور شدت سے قوانین خداوندی کی پیروی کرنے لگ جاؤ۔ اس سے تمہیں' ان تخریبی عناصر کی فساد انگیزیوں سے پناہ مل جائے گی۔ یاد رکھو! خدا ہر بات کا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

۳۷ اگر تم یہ سمجھنا چاہو کہ قوانین خداوندی کی اطاعت' اور اس اطاعت میں استقامت' زندگی میں کس طرح حسن اور استواری پیدا کرتی ہے' تو ذرا اجرام فلکی کو دیکھو اور غور کرو کہ چاند اور سورج کس طرح ایک مستقل روش کے مطابق گردش کرتے ہیں اور رات اور دن کس طرح' ایک لگے بندھے قاعدے کے مطابق' ایک دوسرے کے بعد آتے رہتے ہیں۔ (تم دیکھو گے کہ کائناتی نظام میں کہیں بگاڑ اور ناہمواری نہیں۔ یہ نتیجہ ہے قوانین خداوندی کی اطاعت کا)۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ

اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ چاند یا سورج میں از خود کوئی ایسی قوت نہیں جس سے انسان انہیں دیوتا سمجھ کر سجدے کرنے لگ جائے۔ (یہ محض انسانوں کی توہم پرستی ہے)۔ چاند اور سورج کو خدا نے پیدا کیا ہے اور یہ اسی کے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں' اس لئے تمہیں بھی خدا ہی کے قوانین کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

۳۸ اگر یہ لوگ قوانین خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں' تو اس سے خدا کے نظام کائنات پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ کائنات کی تمام قوتیں' دن رات' اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہتی ہیں' اور اپنے اپنے فرائض کی سرانجامدہی میں کبھی تغافل نہیں برتتیں۔

۳۹ اگر تم یہ دیکھنا چاہو کہ قوانین خداوندی سے ہم آہنگی کس قدر حیات آفریں نتائج پیدا کرتی ہے' تو زمین کی طرف دیکھو۔ وہ کس قدر خشک اور شرمردہ سی ہوتی ہے۔ پھر ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور اس میں سے زندگی ابھرنے لگتی ہے۔

لہٰذا' وہ خدا جو اپنے کائناتی قانون کی رُو سے' زمین مردہ کو حیات تازہ عطا کر دیتا ہے اسی طرح اپنے قانونِ ربوبیت سے مُردہ اقوام کو زندہ کر دیتا ہے۔ اس کے قانون میں زندگی اور موت کے پیمانے موجود ہیں۔ اور وہ ان سب پر پورا پورا کنٹرول رکھتا ہے۔

۴۰ (ہم نظامِ کائنات کی مثال تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں تو اس لئے کہ تم اس سے سبق سیکھو اور اپنے معاشرہ کو بھی ہمارے قوانین کے مطابق متشکل کرو۔ لیکن) اگر کوئی شخص (یا قوم) نظامِ کائنات (طبیعی دنیا) میں غور و فکر ہی کو مقصود بالذات سمجھ لے' اور اس میں اس حد تک جذب ہو کر رہ جائے کہ وہ انسانیت کی بلند و بالا زندگی کی طرف سے غافل ہو جائے تو اس کی یہ رَوش کبھی صحیح نتائج مرتب نہیں کر سکتی۔ (صحیح رَوِش' افراط و تفریط کی نہیں۔ اعتدال کی ہے۔ طبیعی زندگی اور اس کے نظم و نسق پر غور و فکر سے کائناتی قوتوں کو مسخر کرو' اور ان قوتوں کے ماحصل کو قوانین خداوندی کے مطابق صرف کرو۔ یہ ہے اعتدال کی راہ۔ افراط و تفریط کی راہ ہمارے

الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ
لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝۴۱ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ
خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝۴۲ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ
اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝۴۳

---

قانونِ مکافات کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا انجام' انسانیت کی تباہی ہے)۔

ان سے پوچھو کہ جو شخص تباہ کر دینے والے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے' وہ اچھا ہے یا وہ جو ظہورِ نتائج کے وقت' ان تباہیوں سے محفوظ اور مامون رہے؟ اس فرق کو سامنے رکھو' اور پھر جو کچھ تمہارے جی میں آئے کرو۔ (جونسی روش جی چاہے اختیار کر لو۔ تم پر کوئی زبردستی نہیں۔ بس اتنا سمجھ لو کہ خدا کا قانونِ مکافات تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ تم جونسی روش اختیار کرو گے' اس کے مطابق نتیجہ مرتب ہو جائے گا۔

صحیح اور غلط راستے کو متمیز کر دینا' ہمارا کام ہے۔ پھر اپنے لئے غلط یا صحیح راستے کا انتخاب' تمہارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ اس کے بعد' جو روش تم اختیار کرو' اس کے مطابق نتیجہ مرتب کرنا' ہمارے قانونِ مکافات کے ذمے ہے۔ اس پر تمہارا کوئی اختیار و اقتدار نہیں)۔

۴۱ جو لوگ اس قرآن سے انکار کریں' جب وہ ان کے سامنے پیش کیا جائے (یعنی یہ صحیح راستہ اختیار کرنے سے انکار کریں)' تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے اس انکار سے قرآن کے قوانین پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے کہ آخر الامر اسی کو غالب آنا ہے۔

۴۲ باطل کی تخریبی قوتیں' اس کے آگے یا پیچھے سے آئیں (اس سے براہ راست ٹکراؤ پیدا کریں' یا درپردہ سازشیں کریں)' اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ باطل اس پر کسی سمت سے حملہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو بہترین تدابیر کا مالک ہے اور ہر قسم کی حمد و ستائش کا حامل (۱/۲)۔

۴۳ ہماری وحی کے متعلق جو کچھ یہ لوگ تجھ سے کہتے ہیں وہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہی کچھ تجھ سے پہلے رسولوں سے بھی کہا جاتا تھا۔ تیرا نشوونما دینے والا' ان کی مخالفت سے تیری حفاظت کرے گا۔ اور انہیں ان کے انکار و سرکشی کے نتیجہ میں الم انگیز عذاب میں مبتلا کرے گا۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۗ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۗ اُولٰٓئِكَ
۵ ۱۲ ۱۹ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾

---

۴۴ (ہم نے اس قرآن کو انہی کی زبان میں نازل کیا تاکہ اس کی ہر بات واضح طور پر سمجھ میں آجائے۔ لیکن انہیں اس پر اعتراض ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن کا کلام نہیں خدا کا ہے تو اسے جنتر منتر کی سی مبہم زبان میں ہونا چاہئے تھا جس طرح ان کے کاہن بولتے ہیں۔ لیکن) اگر یہ قرآن مبہم زبان میں ہوتا' تو یہ اعتراض کر دیتے کہ یہ واضح اور نکھری ہوئی زبان میں کیوں نہیں نازل ہوا؟ (حقیقت یہ ہے کہ خوئے بدرا بہانہ بسیار)۔ سوال اس قرآن کی زبان کا نہیں۔ (چونکہ ان کی نیت خراب ہے اس لئے انہیں اس قرآن میں ہزار نقص دکھائی دیتے ہیں)۔

ان سے کہدو کہ یہ قرآن' ان لوگوں کے لئے' جو اس کے منجانب اللہ ہونے پر یقین رکھتے ہیں' صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کا ذریعہ ہے' اور زندگی کی تمام بیماریوں کے لئے شفا۔ لیکن جو لوگ اس کی بنیادی صداقت پر ایمان نہیں رکھتے' ان کے کانوں میں (تعصب کی وجہ سے) ڈاٹ لگ جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے الفاظ (جو خود ان کی اپنی زبان کے فصیح الفاظ ہیں) انہیں اس طرح مبہم اور غیر واضح معلوم ہوتے ہیں جیسے کوئی دور کی آواز سن رہا ہو' اور یہ واضح نہ ہو سکے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے۔

۴۵ ہم نے اس سے پہلے' موسٰےؑ کو بھی اسی قسم کی کتاب دی تھی (جو بنی اسرائیل کی زبان میں تھی اور اس پر وہ ایمان بھی لائے تھے۔ لیکن اس کے بعد) وہ اس میں اختلاف کرنے لگ گئے۔ (اس لئے نہیں کہ اس کی زبان ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی بلکہ اس لئے کہ ان کی نیتوں میں فتور آگیا تھا۔ اسی طرح' ان مخالفین عرب کی مخالفت بھی ان کی نیت کی خرابی کی وجہ سے ہے)۔ ان کا طرز عمل ایسا ہے کہ اس کے نتائج ان کے سامنے فوراً آجاتے۔ لیکن خدا نے ظہور نتائج کے لئے مہلت کا قانون مقرر کر رکھا ہے —— اور یہی چیز ان کے لئے ریب و شکوک کا باعث بن رہی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

۴۶ بہرحال تو ان سے کہہ دے کہ جو شخص بھی اعمالِ صالح کرتا ہے، اس کا فائدہ خود اس کی ذات کے لیے ہوتا ہے۔ اور جو بگاڑ پیدا کرنے والے کام کرتا ہے تو اس کا نتیجہ بھی وہ خود ہی بھگتتا ہے۔ تیرا نشوونما دینے والا، نہ کسی کے اجر میں کمی کرتا ہے۔ نہ کسی پر ظلم اور زیادتی کرتا ہے۔ (اس نے اپنے بندوں پر زیادتی کرکے کیا لینا ہے؟)۔

# پچیسواں پارہ

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ
مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ
مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿۴۸﴾

---

۴۷ یہ انقلاب' یعنی ظہورِ نتائج کا وقت کب آئے گا' اور اس کے لئے مہلت کا وقفہ کسقدر ہے' اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ یہ معاملات اُس کے قانونِ مکافات کے مطابق طے پاتے ہیں۔ ترتیب ظہورِ نتائج کا یہ وہی قانون ہے جس کی رُو سے درختوں کے پھل' اپنے غلافوں کے اندر پرورش پاتے اور پکتے ہیں۔ اور جس کے مطابق استقرار و وضع حمل ہوتا ہے۔ (جس طرح اِن امور میں ایک وقفہ ہوتا ہے' اسی طرح انسانی اعمال اور اُن کے نتائج کے محسوس شکل میں سامنے آنے میں بھی ایک وقفہ ہوتا ہے)۔

اس طرح یہ انقلاب' اپنے وقت پر آئے گا جس میں ان سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ وہ قوتیں کہاں ہیں جنہیں تم خدا کا شریک سمجھا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم تیرے حضور اس کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی اُنہیں نہیں دیکھ رہا۔ معلوم نہیں وہ کہاں غائب ہو گئے۔

۴۸ یعنی اس انقلاب کے وقت' وہ سب جنہیں وہ (اپنی مدد کے لئے) پکارا کرتے تھے'

لَا يَسْـَٔمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَآءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوسٌ قَنُوطٌ ۝۴۹ وَلَئِنْ أَذَقْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنۢ
بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِى وَمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّىٓ إِنَّ
لِى عِندَهُۥ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝۵۰ وَ
إِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَٰنِ أَعْرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ ۝۵۱

ان سے غائب (گم) ہو جائیں گے۔ اُس وقت انہیں احساس ہوگا کہ خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچ کر بھاگ جانے کا کوئی بھی مقام نہیں۔

۴۹ انسان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے لئے مال و دولت وغیرہ کی طلب سے کبھی تھکتا ہی نہیں ( [illegible] ؛ ۲/۱۰۲ )۔ لیکن جب اسے ذرا سا نقصان پہنچ جائے تو سخت شکستہ خاطر اور ناامید ہو جاتا ہے۔

۵۰ اور اگر نقصان کے بعد ہم اسے پھر فراوانیٔ رزق عطا کر دیتے ہیں (جس کے متعلق اس نے سمجھ لیا تھا کہ اب اس کے حصول کی کوئی امید نہیں)، تو وہ کہنے لگ جاتا ہے کہ یہ سب کچھ میری اپنی تدبیر اور علم و ہنر کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اس پر میرا اکیلے کا حق ہے۔ کسی دوسرے کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ (میں اسے دوسروں کی پرورش کے لئے کیوں کھلا رکھوں؟ وہ درحقیقت قانونِ مکافات کو تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ) میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کا انقلاب کبھی آئے گا۔ اور اگر بفرضِ محال ایسا ہوا بھی' اور مجھے خدا کے سامنے جانا بھی پڑا تو وہاں بھی میرے لئے خوشگواریاں ہی خوشگواریاں ہوں گی۔ (اس لئے کہ اگر میں خدا کی نگاہوں میں ایسا ہی بُرا ہوتا تو مجھے دنیا میں یہ کچھ کیوں ملتا؟)۔ (۳۹/۱۸)۔

ان سے کہہ دو کہ جو لوگ ہمارے قانونِ مکافات سے انکار کرتے ہیں (اُن کے اس انکار سے' وہ قانون کالعدم نہیں ہو جاتا۔ وہ بدستور کارفرما رہتا ہے۔ اس لئے) ہم اُن کے اعمال کے نتائج ان کے سامنے ضرور لائیں گے اور انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۵۱ (بیشک' انسان جب وحی کی راہنمائی میں نہیں چلتا تو اس کی حالت یہی ہوتی ہے کہ) جب اسے زندگی کی آسائشیں نصیب ہوتی ہیں تو وہ راہِ راست سے روگردانی اختیار کر لیتا اور اپنا رُخ ہی بدل لیتا ہے۔ اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگ جاتا ہے۔ (۲۲/۱۴)۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾
سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۶ ۱۰ ۱

۵۲ بہرحال (اے رسول!) تو ان لوگوں سے، جو اُس قرآن کی صداقت سے انکار کرتے ہیں جو انہیں خدا کے قانونِ مکافات سے متنبہ کرتا ہے، کہدے کہ کیا تم نے اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ اگر یہ کتاب خدا کی طرف سے ہو (جیسے یہ فی الواقعہ ہے) اور تم اس سے انکار کرتے رہو، اور اس کی مخالفت میں اتنی دور تک نکل جاؤ، تو تم سے زیادہ راہ گم کردہ اور تباہ حال اور کون ہوگا؟

۵۳ (یہ لوگ قرآن کی صداقت سے اس وقت انکار کرتے ہیں تو کرنے دو) ہم ایسے حالات پیدا کرتے جائیں گے کہ ان لوگوں کو خود اپنی قوم میں، اور اپنے گرد و پیش کی اقوام میں، (جب یہ نظام مرکزِ عرب سے آگے بڑھ کر، اور علاقوں میں پھیل جائے گا) ہمارے قانون کی صداقت کی محسوس نشانیاں نظر آجائیں گی، حتّٰی کہ یہ حقیقت ان کے سامنے نکھر کر آجائے گی کہ قرآن نے جو کچھ ان سے کہا تھا وہ حق پر مبنی تھا، اور ٹھیک اسی طرح واقع ہو کر رہا۔

(اور یہ چیز صرف اُس زمانے کے مخاطبینِ عرب تک ہی محدود نہیں۔ جوں جوں علمِ انسانی بڑھتا جائے گا اور دنیا پر نئے نئے حقائق منکشف ہوتے جائیں گے —— وہ انسان کی داخلی دنیا سے متعلق ہوں، یا خارجی کائنات سے —— وہ سب قرآن کے دعاوی کی زندہ شہادتیں بنتے جائیں گے اور یوں دنیا رفتہ رفتہ دیکھ لے گی کہ قرآن کی ہر بات حقیقت پر مبنی ہے)۔

یہ اس لئے کہ یہ کتاب اُس خدا کی طرف سے ہے جو کائنات کی ہر شے پر نگران ہے۔ اس لئے اُسے خوب معلوم ہے کہ یہاں کیا ہونے والا ہے۔ لہذا اُس کا ایسا ہمہ گیر علم ہی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ حقیقت ثابتہ ہے۔

۵۴ لیکن اس کے باوجود، ذرا ان لوگوں کی حالت پر غور کرو جو خدا کے قانونِ مکافات کا سامنا کرنے کے متعلق شک کرتے ہیں —— اُس خدا کے قانون کے متعلق جو کائنات کی ہر شے کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اُس کے اِس گھیرے سے نکل کون سکتا ہے؟ (یہ لوگ حقیقت سے کتنی دور ہیں!)۔

# سورۃ الشوریٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥

---

۱ ۲ خدائے حمید و مجید۔ اور علیم و سمیع و قدیر کا ارشاد ہے کہ

۳ یہ ہے وہ طریق جس کے مطابق وہ تیری طرف اس کتاب کو بذریعہ وحی نازل کر رہا ہے۔ اسی طرح، اس نے انبیائے سابقہ کی طرف وحی نازل کی تھی —— اُس خدا نے جو حکمت اور حکومت کا مالک ہے۔ وہ بڑا صاحبِ غلبہ و تسلط ہے۔ لیکن اس کا غلبہ یکسر حکمت پر مبنی ہے۔ (دھاندلی کا تسلط نہیں)۔

۴ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ ہر طرح کی عظمت اور بلندی اس کے لئے ہے۔

۵ (اس کے برعکس، انسانوں نے اپنے معاشرہ کا، جو ان کے خود وضع کردہ آئین و دستور کے مطابق متشکل ہوتا اور چلتا ہے، ایسا حشر کر رکھا ہے اور اسے اس طرح فساد انگیزیوں اور خوں ریزیوں کی آماجگاہ بنا رکھا ہے کہ) بعید نہ تھا کہ ان پر آسمان پھٹ پڑتا (۱۹/۹)۔ (لیکن انسان یہ تباہی اپنی دنیا میں ہی مچا سکتا ہے۔ کائناتی نظام اس کی دستبرد سے باہر ہے۔ وہ

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ
اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ
فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ
الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۸

اس کے حیطۂ اقتدار میں نہیں۔ اس لئے وہ محفوظ ہے۔ وہاں خدا کی کائناتی قوتیں' اُس کے نظامِ ربوبیت کو موجبِ حمد و ستائش بنانے میں' ہر وقت سرگرمِ عمل رہتی ہیں' اور یوں اہل زمین کو قدرت کی طرف سے سامانِ حفاظت مل جاتا ہے —— حقیقت یہ ہے کہ یہ خدا کا پروگرام ہے جس کی رو سے انسان یوں تباہیوں سے محفوظ ہے اور اسے سامانِ نشوونما مل جاتا ہے۔ (ورنہ یہ تو اپنے آپ کو ختم کر کے چھوڑتا)۔

۶ (یہ سب اس لئے ہے کہ کائنات میں صرف ایک خدا کا اختیار و اقتدار ہے)۔ جو لوگ اس کے علاوہ' اوروں کو اپنا کارساز و کارفرما سمجھتے ہیں' وہ اس کی نگاہوں میں ہیں۔ ان سے خدا کا قانونِ مکافات خود نپٹ لے گا۔ (اے رسول!) ان کا معاملہ تیرے سپرد نہیں کیا گیا۔

۷ تیری طرف یہ صاف اور واضح ضابطہ قوانین اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ تو' اس کے ذریعے' سب سے پہلے' اس مرکزی بستی (مکہ) اور اس کے اردگرد کی آبادیوں کو ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج و عواقب سے آگاہ کر دے۔ اور انہیں متنبہ کر دے کہ (اگر وہ اپنی اس روش سے باز نہ آئے' تو اس کشمکش کے آخری فیصلہ کے لئے' تمام لشکر میدان میں جمع ہوں گے۔ پھر ایک گروہ (فاتح و منصور حیثیت سے) جنتی معاشرہ میں داخل ہوگا۔ اور دوسرا فریق (خاسر و نامراد) تباہیوں کے جہنم میں جا گرے گا۔ ان سے کہدو کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں (یہ اس دنیا میں بھی ہوگا اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی)۔

۸ یہ ٹھیک ہے کہ اگر اللہ کی مشیت ایسی ہوتی تو وہ تمام انسانوں کو پیدا ہی اس طرح کرتا کہ وہ سب کے سب (حیوانات کی طرح) ایک ہی راستے پر چلنے پر مجبور ہوتے (اس لئے نہ ان میں اختلاف کی استعداد ہوتی نہ حق و باطل کی یہ کشمکش ہوتی۔ لیکن اس کی مشیت اس سے مختلف تھی۔ اس نے انسانوں کو صاحبِ اختیار و ارادہ بنایا ہے' اور اس بات کا فیصلہ ان پہ چھوڑ دیا ہے کہ ان میں سے جو چاہے صحیح راستہ اختیار کر کے اپنے آپ کو خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ وَمَا (ع ۱ ۹ ۲)
اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَ
الْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾

---

مستحق بنالے (اور جو چاہے اس سے سرکشی اختیار کرلے - لیکن اسے اچھی طرح سمجھ لے) کہ اس طرح سرکشی اختیار کرنے والوں کا انجام تباہی اور بربادی ہوگا' اور ان کا کوئی کارساز اور مددگار نہیں ہوگا جو انہیں اس تباہی سے بچالے۔

۹ (ان سے پوچھو کہ انہوں نے' جو) خدا کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا کارساز قرار دے رکھا ہے (تو یہ کس دلیل و حجت کی رُو سے ہے؟) - کارساز صرف خدا ہی ہوسکتا ہے - وہی مُردوں کو زندگی عطا کرتا ہے - اس نے تمام چیزوں کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں جن پر اسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔

۱۰ یہ ٹھیک ہے کہ طبائع کے اختلاف' اور مختلف رجحانات و میلانات کی وجہ سے' تم میں' مختلف امور میں' باہمی اختلاف ہوگا - ان اختلافات کے مٹانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر معاملہ کا فیصلہ خدا کے قانون کی رو سے کیا جائے (جو سب کے لئے حَکم اور آخری سند ہے - (۶۰:۴))۔

یہ ہے وہ اللہ جو میرا نشو و نما دینے والا ہے - اسی پر میرا بھروسہ ہے - اور میں ہر معاملہ میں اسی کے قانون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۱۱ اسی نے اس تمام کائنات کو پیدا کیا ہے - تمہارے لئے' تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے ہیں جو ایک دوسرے کے رفیق بنتے ہیں - اسی طرح مویشیوں کے بھی جوڑے ہیں - اس طرح اس نے تمہاری نسل کو پھیلانے کا انتظام کر رکھا ہے - خدا کی مانند کوئی اور نہیں ہوسکتا جو یہ کچھ کرسکے - اس کی مثل کوئی شے نہیں - (تم اس کی صفات کو تو سمجھ سکتے ہو' اس کی ذات کی کنہ و حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے - وہ کسی مثال سے بھی نہیں سمجھائی جاسکتی - اس لئے کہ اس کی مثل کوئی شے نہیں) وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

۱۲ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں تمام اختیارات و اقتدارات اسی کے ہیں - تمام خزانوں کی کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہیں - یہاں کے تمام انتظامات اس کے مقرر کردہ قوانین کے

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى
اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ
يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ
مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾

---

مطابق سرانجام پاتے ہیں۔ انہی قوانین کے مطابق) جو قوم چاہے اسے رزق فراواں مل سکتا ہے۔ اور جو ایسا نہ چاہے (اور اس کے قوانین کی خلاف ورزی کرے) اسے نپا تُلا ملتا ہے۔ اُسے خوب علم ہے (کہ کون کس قسم کی کوشش کرتا ہے' اس لئے اُسے کیا کچھ ملنا چاہیئے)۔

۱۳ (جس طرح خارجی کائنات میں اُس کے قوانین کارفرما ہیں' اسی طرح اس نے انسانی زندگی کے لئے بھی قوانین مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ قوانین' انبیاء کی وساطت سے بذریعہ وحی دیئے گئے ہیں' اور شروع سے اسی طرح چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ) اس نے جو نظامِ زندگی تمہارے لئے تجویز کیا ہے وہی ہے جسے اس نے نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسٰےؑ۔ عیسٰےؑ (اور دیگر انبیاءؑ) کی طرف وحی کیا تھا۔ ان سب سے یہی کہا گیا تھا کہ وہ خدا کے تجویز کردہ نظام کو عملاً قائم کریں' اور اس میں تفرقہ نہ پیدا کریں (کیونکہ نظامِ خداوندی سے مقصود یہ ہے کہ نوعِ انسانی' اپنے اختلافات اور تفرقات کو مٹا کر ایک عالمگیر برادری بن جائے۔ (۳/۱۰۴ ؛ ۶/۱۶۰ ؛ ۳/۴۲ ؛ ۴۵/۱۸—۱۷)۔

جو لوگ مختلف قوتوں کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں' اور قوانینِ خداوندی کے ساتھ اپنے خودساختہ قوانین بھی ملاتے ہیں' انہیں تمہاری یہ دعوت (جو صرف ایک خدا کے قوانین کی اطاعت' اور مختلف گروہوں اور فرقوں کو مٹا کر' وحدتِ انسانیت کی دعوت ہے) بہت ناگوار گذرتی ہے۔ (لہذا انہیں صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کیسے مل سکتی ہے۔ باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ منصبِ نبوت کے لئے اسی رسول کو منتخب کیوں کیا گیا' سو ان سے کہدو کہ) اس مقصدِ عظیم کے لئے خدا جسے موزوں سمجھتا ہے' چن لیتا ہے۔ یہ انتخاب تمہارے معیاروں کے مطابق نہیں ہوتا۔ تمہارا کام نبی کی وساطت سے دی ہوئی وحی سے راہ نمائی حاصل کرنا ہے۔ یہ راہ نمائی ہر اس شخص کو مل سکتی ہے جو برضا و رغبت اسے حاصل کرنا چاہے۔ جو اس کی طرف رجوع نہیں کرتا اسے یہ راہ نمائی نہیں مل سکتی۔

۱۴ (اب رہا یہ سوال کہ جب دین شروع سے ایک ہی تھا تو پھر مختلف مذاہب کیسے وجود میں آگئے

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ
لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ
بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

اور لوگوں میں اس قدر اختلافات کیسے رونما ہو گئے ؟ یہ اس لئے نہیں ہوا کہ خدا نے مختلف لوگوں کو مختلف مذاہب دیئے تھے' یا اس کی طرف سے نازل شدہ وحی ایسی تھی کہ اس سے اختلافات پیدا ہو سکتے تھے۔ بات یہ نہیں تھی۔ بات یہ تھی کہ) ایک نبی' خدا کی وحی کی روشنی میں اختلافات مٹا کر چلا جاتا' تو اس کے بعد' اس کے پیرو' محض نفسانیت' اور باہمی ضد اور عداوت کی وجہ سے تفرقہ پیدا کر لیتے' اور یوں ایک ہی دین کے نام لیوا' مختلف فرقوں میں بٹ جاتے۔

اگر خدا چاہتا تو ان لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ فوراً ہو جایا کرتا' لیکن اس نے پہلے سے ہی یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ عمل اور اس کے نتیجہ میں ایک وقفہ ہو گا۔ لہذا' یہ سب کچھ اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ (اب یہ کتاب انہی اختلافات کو مٹانے کے لئے آئی ہے)۔ جن لوگوں کی طرف اسے نازل کیا گیا ہے' (اگر وہ خلوص نیت سے اس پر غور و تدبر کرتے تو بآسانی اپنے اختلافات مٹا کر وحدت پیدا کر لیتے۔ لیکن ان کی ضد اور تعصب اور ذاتی مفادات' ان کے آڑے آ رہے ہیں جن کی وجہ سے) وہ اس کتاب کے متعلق شکوک و شبہات میں پڑے ہیں۔ اور یہ شکوک انہیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتے۔

۱۵ (لیکن ان لوگوں کی اس روش سے نہ گھبرانے کی ضرورت ہے' نہ افسردہ خاطر ہونے کی۔ تمہارا کام یہ ہے کہ) تم اس دعوت کو عام کرتے جاؤ اور' جس طرح تم سے کہا جاتا ہے' غیر متزلزل عزم کے ساتھ' اسی کے مطابق عمل کئے جاؤ۔ اور اس باب میں' ان لوگوں کے خیالات اور خواہشات کا اتباع مت کرو۔ اور انہیں واضح طور پر بتا دو کہ مجھ پر اللہ نے جو ضابطہ' قوانین نازل کیا ہے' میں اس کی صداقت پر یقینِ محکم رکھتا ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (میں تمہاری مخالفت کے باوجود) تم میں ہمیشہ عدل کروں۔ اس لئے کہ (تم جو جی چاہے مانو۔ میرا ایمان یہی ہے' کہ) تمہارا اور میرا نشوونما دینے والا' وہی ایک خدا ہے۔ (اور میرا فریضہ یہ ہے کہ اس کے نظام ربوبیت کو' بلاتفریق عام کئے جاؤں۔ اگر تم اس کی مخالفت کرو گے' اور سرکشی کی راہ اختیار کرو گے تو) تمہاری روش کے نتائج تمہارے لئے ہوں گے۔ اور ہماری روش کے نتائج ہمارے لئے (۱۰۹/۶)۔ تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں (بات بالکل صاف اور واضح ہے — تم اپنے

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾ اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾
يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ
يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾

---

طریق کے مطابق کام کئے جاؤ۔ ہم اپنے پروگرام کے مُطابق کام کرتے جائیں گے)۔ اگر تم اس کے باوجود جنگ پر اتر آؤ گے' تو ہمیں بھی' لامحالہ' تمہارے مقابلہ کے لئے باہر نکلنا پڑے گا۔ اور ان تمام معاملات کا آخری فیصلہ' خدا کے قانون کے مطابق' سامنے آجائے گا۔

**۱۶** (جن لوگوں کا فیصلہ میدانِ جنگ میں ہوگا' یہ) وہ ہوں گے جو نظامِ خداوندی کے بارے میں برابر جھگڑتے چلے جائیں گے' حالانکہ بہت سے لوگ اسے علیٰ وجہ البصیرت قبول کر چکے ہوں گے (اور یہ اس قدر وضاحت سے سامنے آچکا ہوگا کہ اس میں جھگڑے کی گنجائش ہی نہیں ہوگی)۔ ان کا یہ جھگڑا قانونِ خداوندی کی رُو سے بالکل باطل اور بیکار رہو گا۔ ان کی مخالفانہ کوششیں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائیں گی۔ اور انہیں سخت ترین تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

**۱۷** اس لئے کہ خدا نے اس ضابطۂ قوانین کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس میزان (عملی نظام) کو جس میں ہر عمل ٹھیک ٹھیک تلتا اور اس کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے۔ (لہٰذا' یہ مخالفین خود دیکھ لیں گے کہ ان کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟) تجھے کیا خبر کہ نتائج سامنے آنے کا وقت' قریب ہی ہو!

**۱۸** جو لوگ خدا کے قانونِ مکافات پر ایمان نہیں رکھتے' شور مچاتے ہیں کہ وہ انقلاب (جس میں نتائج سامنے آجائیں گے) جلدی کیوں نہیں آجاتا۔ لیکن جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس انقلاب کا آنا ایک حقیقت ہے۔ لیکن' اس کے ساتھ ہی' وہ اس کا بھی احساس رکھتے ہیں کہ اس میں کس قدر صبر آزما مراحل میں سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے وہ اس سے خائف رہتے ہیں۔

یاد رکھو! جو لوگ اس کے واقع ہونے میں ذرا سا بھی شک و تردد رکھتے ہیں' وہ صحیح راستے سے بہت دور چلے جاتے ہیں۔ (صحیح راستے کا مدار ہی' قانونِ مکافاتِ عمل کے ایمان پر ہے)۔

اَللّٰہُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِہٖ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ ہُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۱۹﴾ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَۃِ نَزِدۡ لَہٗ فِیۡ ۲ ع ۱۰ ۳
حَرۡثِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا وَ مَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ ﴿۲۰﴾ اَمۡ لَہُمۡ شُرَکٰٓؤُا
شَرَعُوۡا لَہُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِہِ اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا کَلِمَۃُ الۡفَصۡلِ لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ
عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۱﴾

---

**۱۹** (بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ مخالفین غلط راستے پر چل رہے ہیں تو انہیں اس قدر سامانِ زیست اور مال و دولت کیوں مل رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک رزق کا معاملہ ہے) خدا اپنے بندوں سے نرمی برتتا ہے (اُس نے حصولِ رزق کے لئے قاعدے مقرر کر رکھے ہیں) جو لوگ بھی اس کے مقرر کردہ قاعدے کے مطابق کوشش کرتے ہیں' انہیں ان کی کوششوں کا پھل مل جاتا ہے۔ اس کا یہ قانون اس قدر محکم اور زبردست ہے کہ کسی کے جذبات و عواطف اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

**۲۰** حصولِ رزق کے لئے کوشش کرنے والوں میں دو گروہ ہوں گے۔ ایک وہ جو دنیا اور آخرت' دونوں کی خوشگواریاں چاہتے ہیں۔ ہم ان کی کوششوں کے نتائج بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ انکا حال اور مستقبل دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس کی نگاہ صرف اس دنیا کی طبیعی زندگی کے مفادات پر رہتی ہے۔ ہم انہیں' ان کی کوششوں کے نتیجہ میں' حال کی خوشگواریاں عطا کر دیتے ہیں لیکن مستقبل کی زندگی کی خوشگواریوں میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ (یہ وجہ ہے کہ ان مخالفین کو سامانِ زیست فراوانی سے ملتا جا رہا ہے۔ یہ اس کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اس کے ثمرات سے متمتع ہوتے ہیں۔ لیکن مستقبل کی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ۱۷/۲۱—۱۹)۔

**۲۱** اِن لوگوں نے زندگی کا جو راستہ اپنے لئے اختیار کر رکھا ہے' اسے خدا نے مقرر نہیں کیا۔ انہوں نے اور ہستیوں (اپنے مذہبی راہ نماؤں) کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے جو ان کے لئے دین (نظامِ زندگی) میں مختلف راہیں (شریعتیں) وضع کرتے رہتے ہیں — ایسی راہیں (شریعتیں) جن کی' قوانین خداوندی کی رو سے' کبھی اجازت نہیں ہوتی۔ (خدا کا حکم کچھ ہوتا ہے اور ان کے مذہبی پیشواؤں کی شریعت' کچھ اور کہتی ہے۔ یہ شرکِ عظیم ہے)۔

اگر خدا کا قانونِ مہلت کار فرما نہ ہوتا' تو زندگی کی ان غلط راہوں کے نتائج ان کے

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ
مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ
فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾

سامنے فوراً آجاتے' اور قصہ طے ہوجاتا۔ لیکن ظہور نتائج کا وقت مہلت کے بعد آتا ہے۔ اُس وقت ان ظالمین کے لئے دردانگیز عذاب ہوگا۔

۲۲ اُس وقت تو ان مجرمین کو دیکھے گا کہ اپنے اعمال کے نتائج سامنے دیکھکر کس قدر لرزہ براندام ہوتے ہیں (اے کاش! انہیں ابھی اس کا یقین ہوجاتا کہ) ایسا ہو کر رہے گا (تو یہ اپنی غلط روش سے باز آجاتے)۔

ان کے برعکس' جو لوگ' خدا کے قانون مکافات پر یقین رکھتے ہیں' اور اس کے مقرر کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا رہتے ہیں' وہ جنتی معاشرہ کے باغات میں ہوں گے (۱۵/۳۵)۔ وہ جو کچھ چاہیں گے' ان کا نشوونما دینے والا' انہیں دے گا۔ یہ بہت بڑی بات ہے (کہ انسان جو کچھ چاہے وہ اسے مل جائے)۔ اس سے بڑا خدا کا فضل اور کیا ہوگا ؟

۲۳ یہ ہیں وہ خوشگواریاں اور مرفہ الحالیاں جن کی خوشخبری' خدا ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کے قانون کی صداقتوں پر ایمان رکھتے' اور سنوارنے والے کام کرتے ہیں۔

اے رسولؐ! تو اس ضمن میں' ان مخالفین سے یہ بھی کہہ دے کہ میں جو تمہیں تباہیوں سے بچاکر' بھلائیوں کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہوں تو اس میں میرا ذاتی فائدہ کچھ نہیں' میں اس کے بدلے میں' تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ لیکن تم اپنی مخالفت میں اس حد تک تو نہ بڑھ جاؤ کہ عام رشتوں ناطوں کے تعلقات کی بناء پر جو باہمی مودت ہوتی ہے اسے بھی نظر انداز کرکے اس قدر ظلم اور زیادتی پر اتر آؤ[1] (۹/۹ ؛ ۵۸/۲۵ ؛ ۴۴/۳۴)۔ ہمارا قانون یہ ہے کہ جو شخص معاشرہ میں

[1] اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم' کم از کم آپس میں' ایک دوسرے کے ساتھ' رشتہ داری کے تعلقات اور صلہ رحمی کے تقاضوں کو تو نظر انداز نہ کرو۔ اس وقت تمہاری حالت یہ ہے کہ تم انفرادی مفاد کی خاطر رشتہ داری کے تعلقات تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا تو نہ کرو (۴۷/۲۲ ؛ ۳/۱۰۲)۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُونَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿۲۶﴾

---

حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتا ہے' ہم اس کے لئے' خوشگواریاں زیادہ کرتے جاتے ہیں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو دیکھو گے کہ خدا کس طرح تمہیں نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے اور تمہاری کوششیں کس طرح بھرپور نتائج پیدا کرتی ہیں۔

۲۴ اس قسم کے ضابطہ قوانین کے متعلق بھی' (جس میں اے رسول! تیرے ذاتی مفاد کا شائبہ تک نہیں) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے خود وضع کر لیا گیا ہے اور خدا کی طرف یونہی منسوب کر دیا گیا ہے۔

اگر یہ قرآن خدا کی مشیت کے مطابق نازل نہ ہوتا' تو اللہ تیرے دل پر ایسی مہر لگا دیتا کہ اس کا کوئی خیال تک بھی اس میں گذرنے نہ پاتا۔ لیکن اس بات کا ثبوت (کہ یہ خدا ہی کی طرف سے ہے) یہ ہے کہ باطل نظریاتِ زندگی' اور ان پر قائم کردہ نظام کبھی باقی نہیں رہا کرتے مٹ جایا کرتے ہیں۔ اور حق پر متفرع نظام قائم رہتا ہے (۴۲/۲۴ ؛ ۱۳/۱۷)۔ لہٰذا' کچھ وقت کے بعد نتائج خود بخود بتا دیں گے کہ یہ نظام' جس کی طرف میں دعوت دیتا ہوں' حق پر مبنی ہے یا باطل پر۔ اور خدا کا قانونِ مکافات' دلوں کے حالات تک سے واقف ہوتا ہے' اس لئے نہ اسے کوئی دھوکا دے سکتا ہے' اور نہ ہی وہ نتائج مرتب کرنے میں غلطی کر سکتا ہے۔

۲۵ (ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اب بھی' جبکہ دلائل واضح طور پر تمہارے سامنے آ چکے ہیں' اپنی غلط روش کو چھوڑ کر' صحیح روش اختیار کر لو تو' تمہاری غلط روش سے جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں' خدا کا قانونِ مکافات ان کے مضر اثرات کو مٹا دے گا' کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم نے اس وقت تک کیا کیا ہے' اور اب کیا کرتے ہو' اور اس کے نتائج و عواقب کیا ہیں۔

۲۶ (اس کا قانون یہ ہے کہ غلط راستوں پر چلنے والے لوگ' جب بھی)' اس کے قوانین کی صداقت پر ایمان لے آئیں اور اس کے بعد' اس کے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں' تو وہ ان کی کوششوں کو ثمر بار کرتا ہے اور اپنے فضل و کرم سے انہیں

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾
وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ
خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ع ۳

بڑی فراوانیاں عطا کرتا ہے۔ لیکن جو لوگ ان قوانین سے بدستور انکار کئے جاتے ہیں اور اپنی غلط روش سے باز نہیں آتے' تو انہیں سخت تباہ کاریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۷ (یہ بھی خدا کا انتظام ہے کہ انسان اخلاقی اقدار سے تو سرکشی اختیار کر سکتا ہے لیکن خدا کے کائناتی قانون کو نہیں توڑ سکتا۔ اگر یہ ایسا کر سکتا تو سوچئے کہ یہ کیا کچھ نہ کر گذرتا۔ مثلاً) اُس کائناتی قانون یہ ہے کہ زمین سے پیداوار ایک اندازے کے مطابق باہر آتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا' اور زمین سے رزق بغیر اندازے اور پیمانے کے 'نکلتا چلا آتا' تو جو لوگ رزق کے سرچشموں پر قابض ہو جاتے وہ اس بے پایاں اور غیر مختتم فراوانی سے دنیا میں اودھم مچا دیتے —— حقیقت یہ ہے کہ خدا' بندوں کی ہر بات سے باخبر ہے اور ان پر پوری پوری نگاہ رکھتا ہے (اس لئے اس نے انسان کے اختیارات کی بھی حدود قائم کر رکھی ہیں)۔

۲۸ اسی قانون کے مطابق یہ ہوتا ہے کہ خشک سالی ہو جاتی ہے تو لوگ پیداوار سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ پھر بارش ہوتی ہے تو اس سے سامانِ رزق بکھیر دیا جاتا ہے۔ اس طرح خدا کی وہ کارسازی بروئے کار آتی ہے جو ہر طرح درخورِ حمد و ستائش ہے۔

۲۹ (خدا کے قوانینِ فطرت' اسی زمین تک محدود نہیں۔ یہ ساری کائنات میں جاری و ساری ہیں۔ اسی لئے) زمین اور اجرامِ فلکی کی پیدائش خدا کی نشانیوں میں سے ہے۔ نیز وہ ذی حیات (چلنے پھرنے والی آبادیاں) جو اس نے اِن میں (زمین اور آسمانی کرّوں میں) پھیلا رکھی ہیں۔ یہ آبادیاں' اِس وقت تو الگ الگ ہیں۔ لیکن وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انہیں اکٹھا کر دے۔ (یعنی زمین اور اُن کرّوں میں بسنے والی آبادیاں' باہمی ربط پیدا کر لیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں[1] ۱۶/۴۹)۔

[1] اس آیت سے مترشح ہوتا ہے کہ بعض آسمانی کرّوں میں زندگی موجود ہے۔ اب انسان نے جس انداز سے اجرامِ فلکی سے سلسلۂ مواصلات شروع کیا ہے اس سے اس کا امکان پیدا ہو گیا ہے کہ کسی کرّے کی آبادی میں اور ہم میں ربط پیدا ہو جائے اور یوں یہ آبادیاں اکٹھی ہو جائیں۔

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ﴿۳۰﴾ وما انتم بمعجزین فی الارض
وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ﴿۳۱﴾ ومن ایتہ الجوار فی البحر کالاعلام ﴿۳۲﴾ ان یشا یسکن الریح
فیظللن رواکد علی ظھرہ ان فی ذلک لایت لکل صبار شکور ﴿۳۳﴾ او یوبقھن بما کسبوا ویعف
عن کثیر ﴿۳۴﴾

۳۰ (یہ ہے خدا کا نظامِ ربوبیت جو ساری کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ ہر ذی حیات کی پرورش اور نشوونما ہوتی رہے)۔ یہ جو تم دیکھتے ہو کہ تم پر مصیبتیں آتی ہیں، تو یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی پیدا کردہ ہیں ——— انفرادی غلطیوں کی وجہ سے، یا غلط اجتماعی نظام کی وجہ سے۔ (۴/۷۹) ——— (ورنہ خدا، خواہ مخواہ کسی پر مصیبتیں نہیں بھیجا کرتا۔ بلکہ اس کا قانون تو یہ ہے کہ اگر غلطی کی اصلاح کرلی جائے تو اس غلطی کی وجہ سے پیدا ہونے والی خرابیوں میں سے بھی) اکثر کی تلافی ہو جاتی ہے۔

۳۱ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم قوانینِ خداوندی کو توڑتے چلے جاؤ، اور پھر اپنے ان اعمال کے تباہ کن عواقب سے بچ جاؤ۔ تم خدا کے قانونِ مکافات کو شکست نہیں دے سکتے ——— یاد رکھو! تمہارے لئے اُس کے قانون کی پشت پناہی کے علاوہ، نہ کسی کی کارسازی کام آسکتی ہے، نہ یاوری اور مددگاری۔

۳۲ پھر اُس کے نظامِ ربوبیت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اُس نے سمندروں کو ایسا بنا دیا کہ اس میں پہاڑوں جیسی بڑی بڑی کشتیاں، ہوا کے زور سے، بترتی چلی جاتی ہیں۔

۳۳ اگر وہ چاہتا تو ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ ہوائیں چلا نہ کریں۔ ساکن رہا کریں۔ تو پھر یہ کشتیاں (جو بادبانوں سے چلتی ہیں)، سطحِ آب پر ایک جگہ کھڑی رہ جائیں۔

(یہ سارا نظامِ کائنات تمہیں کس نتیجہ پر پہنچاتا ہے؟ کیا اسی پر نہیں کہ خدا نے تمہیں پیدا کیا تو اس کے ساتھ ہی تمہاری ربوبیت کا ایسا عمدہ انتظام بھی کر دیا۔ لیکن انسانی دنیا میں اس نظامِ ربوبیت سے وہی قوم فائدہ اٹھا سکتی ہے جو) نہایت استقامت سے کام لے، اور ہر شے کو ٹھیک ٹھیک اس مقصد کے لئے کام میں لائے جس کے لئے اُسے بنایا گیا ہے۔

۳۴ جو لوگ ایسا نہیں کرتے، وہ اپنی غلط روش کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں ——— اگرچہ ان کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے اکثر درگذر کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر کے صحیح راستہ

وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ
وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ
وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ
بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾

---

اختیار کرلیں۔

۳۵ اس سے ان لوگوں کو جو ہمارے قوانین کے برسرِ حق ہونے کے بارے میں جھگڑے نکالتے رہتے ہیں' اور ان سے سرکشی برتتے ہیں' آخر الامر پتہ چل جاتا ہے کہ ان کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں —— خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

۳۶ یہ اُس نظامِ ربوبیت کا ذکر ہے جس کا تعلق انسان کی طبیعی زندگی سے ہے۔ اسی طرح خدا کا وہ نظام بھی ہے جس سے انسان کی "انسانی زندگی" کی نشو ونما ہوتی ہے (یہ نظام وحی کے ذریعے دیا گیا ہے)۔ طبیعی زندگی کی نشو ونما کا سلسلہ' موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے' لیکن انسان کی "انسانی زندگی" کی نشو ونما کا سلسلہ' جو طبیعی نشو ونما سے کہیں بہتر ہے' آگے چلتا اور باقی رہتا ہے۔ اس میں تغیر نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے وہی لوگ بہرہ یاب ہوتے ہیں جو خدا کی عطا کردہ مستقل اقدار پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔

۳۷ یہ وہ لوگ ہیں جو ایسے جرائم سے مجتنب رہتے ہیں جن سے انسانی ذات میں ضعف اور اضمحلال پیدا ہو جائے۔ یا جن سے طبیعت میں بخل اور بے حیائی کے انسانیت سوز رجحانات بیدار ہو جائیں۔ (ہاں! کبھی بھول چوک سے کوئی چھوٹی موٹی لغزش ہو جائے' جس پر وہ بعد میں خود نادم ہوں' تو اور بات ہے۔ ۵۳/۳۲ ؛ ۴/۳۱)۔ اور جب آپس میں کسی سے سہواً ایسی بات ہو جائے جس سے طبیعت میں طیش آجائے' تو اُس شخص سے درگذر کر دیتے ہیں۔ اُسے نقصان نہیں پہنچاتے۔

۳۸ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے نظامِ ربوبیت کے قیام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اُس کے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں۔ نظامِ صلوٰۃ پر کاربند رہتے ہیں جو انہیں یہ سکھاتا ہے کہ تمام امور کے فیصلے' قوانینِ خداوندی کی حدود میں رہتے ہوئے' باہمی مشاورت سے ہونے چاہئیں۔ اور جو سامانِ زیست انہیں حاصل ہو' (اس میں سے بقدر اپنی ضروریات

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ
عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ
عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَ
غَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ (۴ ع ۱۴ ۵)
لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾

---

کے رکھ کر باقی) نوعِ انسان کی ربوبیتِ عامہ کیلئے کھلا رہنا چاہیئے۔

۳۹ یہ لوگ اس طرح ایک برادری کے افراد بن کر زندگی بسر کرتے ہیں کہ جب ان پر کسی کی طرف سے زیادتی ہوتی ہے تو یہ سب مل کر اپنے بچاؤ کا انتظام کرتے ہیں اور زیادتی کرنیوالے سے بدلہ لیتے ہیں۔

۴۰ لیکن اس بدلہ لینے میں بھی اس اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہیں کہ 'سزا' جرم کے مطابق ہو۔ اس سے بڑھ نہ جائے۔ لیکن اگر وہ دیکھتے ہیں کہ زیادتی کرنے والا اپنے کئے پر نادم ہے اور اگر اسے معاف کر دیا جائے تو اس کی اصلاح ہوسکتی ہے' تو اس سے درگزر کرتے ہیں۔ ان کی یہ روش 'قانونِ خداوندی کے مطابق بہترین نتائج پیدا کرتی ہے۔

وہ کسی پر ظلم اور زیادتی کسی حال میں بھی نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہ قوانین خداوندی کا اتباع کرتے ہیں' اور ظلم اور زیادتی قانونِ خداوندی کی رو سے بڑی ناپسندیدہ بات ہے۔

۴۱ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) وہ ظلم اور زیادتی کا بدلہ لیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ 'قانونِ عمل کے مطابق ایسا کرنا کوئی جرم نہیں۔ (بلکہ اس سے جرائم کی روک تھام ہوتی ہے)۔

۴۲ جرم یہ ہے کہ دوسروں پر ظلم اور زیادتی کی جائے' اور (قوت کے نشے میں بدمست ہو کر) ناحق' ملک میں اودھم مچا دیا جائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو المناک سزا کے مستحق ہیں۔

۴۳ لیکن جو لوگ (قوت و اقتدار حاصل ہو جانے کے باوجود' جادۂ حق و انصاف پر باستقامت جمے رہیں' اور کمزوروں پر ظلم اور زیادتی کرنے کے بجائے' انہیں اپنی حفاظت میں لے آئیں' تو یہ بڑی ہمت اور عزیمت کے کام' اور بلند سیرت و کردار کے آئینہ دار ہیں۔

۴۴ لیکن جو شخص 'قانونِ خداوندی کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کر لے' تو اس کے اس فیصلہ کے بعد اس کا کوئی کارساز اور سرپرست نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کی سرکشی

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ
الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا
كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا
فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ

اختیار کرنے والوں کا حال یہ ہوگا کہ جب وہ عذاب کو اپنے سامنے دیکھیں گے تو چلا اٹھیں گے کہ کیا اس کے واپس چلے جانے کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟

۴۵ جب وہ اُس عذاب کے روبرو لائے جائیں گے تو اُس وقت ان کی سرکشی اور رعونت سب ختم ہو چکی ہوگی۔ وہ نہایت عاجزی اختیار کئے ہوں گے اور کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھیں گے کہ کیا ان پر کوئی ترس کھاتا ہے؟

اور ایمان والے اُن سے کہیں گے کہ تم نے دیکھ لیا کہ آخر الامر نقصان میں وہی لوگ رہے، جنہوں نے پیش پا افتادہ مفاد پر نگاہ رکھی اور مستقبل کی زندگی کو نظر انداز کر دیا' اور اس طرح خود بھی تباہ ہوئے' اور اپنے ساتھ اپنے ہم نوا متعلقین کو بھی لے ڈوبے۔

یہ لوگ ایک مستقل عذاب میں رہیں گے۔

۴۶ اُس وقت کوئی سرپرست ایسا نہ ہوگا جو ان کی کچھ بھی مدد کر سکے۔ اس لئے کہ سرپرست اور کارساز تو صرف خدا کا قانون ہو سکتا تھا جسے انہوں نے چھوڑ رکھا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو خدا کے قانون کو چھوڑ کر' غلط راستے اختیار کر لے' اسے فلاح و بہبود کا راستہ مل ہی نہیں سکتا۔

۴۷ (لہٰذا' اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ) تم اپنے خدا کی اس دعوت پر لبیک کہو اور اس کے احکام و قوانین کی اطاعت کرو' قبل اس کے کہ خدا کی طرف سے وہ انقلاب آ جائے جو آ کر واپس نہیں جایا کرتا۔ اُس وقت نہ تو تمہیں کہیں پناہ مل سکے گی' اور نہ ہی تم اپنے جرائم سے انکار کر کے بچ سکو گے۔

۴۸ اگر یہ سب کچھ واضح کر دینے کے بعد بھی یہ لوگ اس دعوت سے اعراض کریں تو پھر اے رسول! تمہارے ذمے اور کچھ نہیں)، ہم نے تمہیں ان پر داروغہ مقرر نہیں کیا (کہ تو انہیں

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ﴿٤٨﴾ لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ
يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ
إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا
فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾

---

مار مار کر سیدھے راستے پر چلائے)۔ تیرے ذمے فقط یہ ہے کہ تو اس ضابطہ ہدایت کو ان تک پہنچا دے (ان کا یہ اعراض و انکار اس لئے ہے کہ انہیں اس وقت سامانِ زیست کی فراوانیاں حاصل ہیں۔ اور) انسان کی کیفیت یہ ہے کہ جب اسے زندگی کی خوشگواریاں حاصل ہوتی ہیں تو یہ اکڑنے اور اترانے لگ جاتا ہے۔ اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کا سارا الزام خدا پر دھرتا ہے' حالانکہ وہ مصیبت خود اس کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناشکرا واقع ہوا ہے۔

۴۹ (ان کے اس اعراض و انکار سے خدا کا کیا بگڑتا ہے) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں سارا اقتدار و اختیار اسی کا ہے۔ اور کائنات کا تمام نظم و نسق اسی کے قوانین کے تابع چلتا ہے حتیٰ کہ انسان کی طبیعی زندگی بھی اس کے قوانین کے احاطہ سے باہر نہیں۔ اُس کے قوانین کے مطابق تخلیق کا یہ محیر العقول سلسلہ جاری ہے۔ اس میں خود انسانی تخلیق بھی شامل ہے' جس کی رُو سے کسی کے ہاں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور کسی کے ہاں صرف لڑکے۔

۵۰ اور کسی کے ہاں لڑکیاں اور لڑکے' دونوں۔ اور کسی کے ہاں اولاد ہی نہیں ہوتی۔
یہ سب کچھ اس کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ہوتا ہے جن کی بنیاد علمِ خداوندی پر ہے۔

۵۱ (یہ قانونِ فطرت' جو کائنات میں اس طرح کار فرما ہے' انسانی معاشرہ کیلئے وحی کی رو سے ملتا ہے جو انبیاء کرامؑ کی وساطت سے بھیجی جاتی ہے۔ ہر فرد کی طرف انفرادی طور پر نہیں بھیجی جاتی۔ خدا ہر انسان سے براہِ راست ہم کلام نہیں ہوتا)۔ اس کی ہم کلامی کے تین طریقے ہیں —— دو طریقے انبیاءؑ سے مخصوص ہیں اور تیسرا طریق عام انسانوں کے لئے۔ انبیاءؑ سے خدا کی ہم کلامی کا طریق یہ ہے کہ کبھی خدا کی بات نبی کے دل میں ڈال دی جاتی ہے (۲/۹۷) اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پسِ پردہ' خدا کی باتیں ان کے کان تک پہنچ جاتی ہیں (جیسے موسےٰ کے ساتھ ہوا۔ ۲/۲۵۳ ؛ ۴/۱۶۴)۔ یہ دونوں طریقے انبیاءؑ کے ساتھ مخصوص ہیں[لہ]۔

---

(لہ فٹ نوٹ صفحہ ۱۱۴۰ پر دیکھئے)

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

۵ ع ۱۰ ۶

باقی رہے غیر از انبیاء (عام انسان) سو ان کی طرف رسول بھیجا جاتا ہے جو ان تک وہ وحی پہنچاتا ہے جسے خدا اپنے قانونِ مشیّت کے مطابق اس رسول کو دیتا ہے۔ (کوئی غیر از نبی خدا سے براہِ راست ہم کلام نہیں ہو سکتا)۔

یہ انتظام اُس خدا کی طرف سے ہوتا ہے جو علم کی انتہائی بلندیوں کا مالک ہے اور جس کا ہر فیصلہ اور انتظام حکمت پر مبنی ہے۔

۵۲ اسی طرح اے رسول! ہم نے اس قرآن کو تیری طرف وحی کیا ہے۔ یہ ہمارے عالمِ امر سے بڑی توانائیاں ساتھ لئے تیری طرف نازل ہوا ہے۔ (اسے تم نے اپنی محنت اور کسب و ہنر سے حاصل نہیں کیا۔ کسب و ہنر سے حاصل کرنا تو ایک طرف رہا) تجھے تو اس سے پہلے اس کا بھی علم نہیں تھا کہ خدا کی طرف سے نازل شدہ کتاب کیسی ہوتی ہے اور ایمان کسے کہتے ہیں! ہم نے اس قرآن کو جگمگاتا ہوا نور بنا دیا ہے جس سے ہم اپنے بندوں کو اپنے قانونِ مشیّت کے مطابق زندگی کا صحیح راستہ دکھاتے ہیں۔ اور وہ قانونِ مشیّت یہ ہے کہ جو شخص عقل و فکر سے کام لے کر اس کی طرف رجوع کرے وہ اس سے راہ نمائی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طریق کے مطابق اے رسول! تو بھی لوگوں کو زندگی کی سیدھی اور متوازن راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

۵۳ اُس خدا کی طرف لیجانے والی راہ کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اسکے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اور تمام امور اُسی کے قانون کے مطابق سرانجام پاتے ہیں۔

---

لہ گزشتہ صفحہ کا فٹ نوٹ) وحی کی کنہ و حقیقت اور ماہیت کو کوئی غیر از نبی جان نہیں سکتا۔ اس لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ قلبِ نبوی پر اس کا القاء کیسے ہوتا تھا۔ جبریل امین اسے کس طرح لاتا تھا۔ یا جسے (حضرت موسیٰؑ کے ضمن میں) "تکلّم" سے تعبیر کیا گیا ہے اس کی صورت کیا تھی۔ جہاں تک غیر از انبیاء کا تعلق ہے، ان کی طرف وحی، رسولوں کی وساطت سے پہنچتی ہے۔ وہ خود براہِ راست خدا سے ہم کلام نہیں ہو سکتے۔ ختمِ نبوت کے بعد "خدا سے ہم کلامی" کا ذریعہ صرف قرآن کریم ہے۔ یعنی جب ہم قرآن پڑھتے ہیں تو خدا ہم سے ہم کلام ہوتا ہے کیونکہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص کسی طرح خدا سے ہم کلام نہیں ہو سکتا۔ جو ایسا کہتا ہے وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔

# سورۃ الزخرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۝١ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝٢ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٣ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ
حَكِيْمٌ ۝٤ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝٥ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝٦
وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٧ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ

---

۱ خدائے حمید و مجید کا ارشاد ہے کہ
۲ اس کتابِ مبین کے قوانین و حقائق خود اس پر شاہد ہیں کہ ہم نے اسے کس قدر واضح اور غیر مبہم
۳ قرآن بنایا ہے تاکہ تم عقل و فکر سے کام لے کر اسے سمجھ سکو۔
۴ اس کا سرچشمہ ہمارا وہ علم ہے جو ہر قانون کی اصل و بنیاد ہے۔ وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور مبنی بر حکمت ہے۔
۵ (ان مخالفین سے پوچھو کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ) تم حدود فراموش اور سرکش واقع ہوئے ہو، اس لئے ہم تم سے ڈر جائیں گے اور اس قرآن کے قوانین کو روک رکھیں گے۔ یا تمہاری خاطر تاریخی یادداشتوں کو تبدیل کر دیں گے (اور جو کچھ اُمم سابقہ کے ساتھ ہوا ہے' تمہارے ساتھ نہیں ہوگا ؟)۔
۶ (وہ تاریخی یادداشتیں یہ ہیں کہ) ہم نے ان سے پہلی قوموں میں بھی کتنے ہی نبی بھیجے۔
۷ اور کوئی نبی ایسا نہ تھا جس کے ساتھ اس کی قوم نے استہزاء نہ کیا ہو۔
۸ سو ہمارے قانونِ مکافات نے اُن قوموں کو تباہ کر دیا' حالانکہ ان کے آہنی پنجوں کی گرفت' اِن (مخاطبین) سے کہیں زیادہ مضبوط تھی۔ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا' وہی ان کے ساتھ

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٩﴾ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ
بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا
سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾

ہوگا۔

9 اگر تو ان سے پوچھے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ یقیناً یہی کہیں گے کہ انہیں اس خدا نے پیدا کیا ہے جو غلبہ واقتدار کا مالک اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔ (یہ اس خدا کے تو قائل ہیں جس نے کائنات کو پیدا کیا' لیکن اس خدا کے قائل نہیں ہونا چاہتے جس کے قوانین کے مطابق انسانی معاشرہ متشکل ہونا چاہیئے۔ ۲۹/۹۱)

10 (یہ ٹھیک ہے۔ کائنات کو اسی خدا نے پیدا کیا ہے) جس نے اس زمین کو تمہارے لئے آرامگاہ بنایا ہے۔ اور اس میں تمہارے لئے مختلف راستے رکھ دیئے ہیں تاکہ تم اپنی اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جایا کرو۔

11 وہ خدا جو بادلوں سے ایک معینہ اندازے کے مطابق بارش برساتا ہے۔ پھر اس سے زمینِ مردہ کو زندگی عطا کرتا ہے۔
اسی طرح خدا نے یہ انتظام کیا ہے کہ اس قرآن کے ذریعے تمہیں حیاتِ نو عطا کر دے۔

12 وہ خدا جس نے زمین میں انواع و اقسام کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور تمہارے لئے کشتیاں اور مویشی پیدا کر دیئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو کر (سفر کی منزلیں طے کر سکو)۔

13 اور جب تم سواری کے لئے ان کی پشت پر جم کر بیٹھ جاؤ تو تم اپنے نشو و نما دینے والے کی نعمتوں کو اپنی نگاہوں کے سامنے لاؤ اور بیساختہ پکار اٹھو کہ فی الواقعہ خدا کی ذات ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے جس نے ان تمام چیزوں کو ہمارے تابع فرمان کر دیا' ورنہ (وہ اگر انہیں ایسا نہ بناتا تو) یہ ہمارے بس کی بات نہ تھی کہ ہم انہیں اس طرح مسخر کر لیتے۔

14 اس کے بعد تمہاری روش یہ ہونی چاہیئے کہ تمہارا ہر قدم خدا کے بتائے ہوئے راستے کی طرف اٹھے۔

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ⑮ ؕ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ⑯
وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ⑰ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي
الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ⑱

۱۵ لیکن ان لوگوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ ایک طرف اس کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ساری کائنات خدا ہی کی پیدا کردہ ہے اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے حالانکہ علاوہ دیگر اعتراضات' یہ بنیادی حقیقت بھی قابلِ غور ہے کہ جب بھی پیدائش بہ سلسلۂ تولید ہو گی تو والد کا ایک حصہ اولاد میں منتقل ہو کر آ جائے گا جس سے والد ناقص رہ جائے گا- اور خدا اس سے بلند و برتر ہے کہ وہ ناقص رہ جائے[1]۔

تم دیکھو کہ انسان کس طرح کھلی ہوئی حقیقتوں پر پردے ڈالتا اور ان سے انکار کرتا ہے۔

۱۶ اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ دیویاں اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں- (یعنی اوّل تو خدا کی اولاد کا عقیدہ ہی باطل تھا- پھر اولاد بھی اس قسم کی جسے یہ خود اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتے۔ یعنی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اس نے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کی ہیں اور ان کے لئے بیٹے $\frac{16}{58}$ لنحل

۱۷ (حالانکہ بیٹیوں کے متعلق ان کا تصور یہ ہے کہ وہ بڑی حقیر اور ذلیل ہوتی ہیں- چنانچہ ان کی حالت یہ ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو اطلاع ملتی ہے کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو اس کے چہرے کی رنگت سیاہ پڑ جاتی ہے اور وہ غم میں ڈوب جاتا ہے —— یہ ہے بیٹیوں کے متعلق ان کا تصور جنہیں یہ خدا کی اولاد قرار دیتے ہیں-

۱۸ یعنی یہ ایک ایسی مخلوق کو خدا کی اولاد قرار دیتے ہیں جس کی حالت یہ ہے کہ وہ زیورات میں پرورش پاتی ہے- اپنی آرائش و زیبائش کے خیالات میں مستغرق رہتی ہے- اور شدتِ جذبات اور جہالت سے اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ خود اپنے معاملہ کو صاف اور واضح طور پہ

---

[1] یہی وجہ ہے کہ خدا کا طریق پیدائش تخلیق (CREATION) ہے- تولید (PROCREATION) نہیں- یہی اعتراض اس عقیدہ پر بھی وارد ہوتا ہے جس کی رو سے کہا جاتا ہے کہ انسانی روح 'روح خداوندی کا جزو ہے جو اپنی اصل سے الگ ہو کر مادہ کی دلدل میں پھنس گئی ہے' اور اس کا منتہیٰ یہ ہے کہ یہ پھر اپنی اصل سے مل جائے — (سُبْحٰنَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ)- انسانی ذات' ذاتِ خداوندی کا جزو نہیں- اس کی عطا کردہ ہے- ذات (PERSONALITY) ناقابلِ تقسیم وحدت ہوتی ہے- یہ حصوں میں بٹ ہی نہیں سکتی-

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ؕ أَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ⑲ وَقَالُوْا
لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ⑳ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ
فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ㉑ بَلْ قَالُوْٓا إِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ㉒

بیان نہیں کرسکتی[۱]۔ (اس مخلوق کو یہ خدا کی اولاد قرار دیتے ہیں تاکہ وہ نظم و نسق کائنات میں اُس کا ہاتھ بٹا سکے)۔

۱۹ اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ملائکہ، جو خدا کی فرمانبردار مخلوق ہیں، مؤنث (دیویاں) ہیں۔ ان سے پوچھو کہ جب ہم نے ملائکہ کو بنایا ہے تو کیا یہ اُس وقت وہاں موجود تھے جو انہیں اس کا علم ہوگیا کہ وہ طبقۂ اناث سے تعلق رکھتے ہیں؟

بہرحال، ہم نے ان کی یہ بات بھی ان کے نامۂ اعمال میں لکھ لی ہے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پاس اپنے اس دعوے کا ثبوت کیا ہے؟

۲۰ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ان چیزوں کی پرستش کیوں کرتے ہو، تو یہ تقدیر کا بہانہ بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہاں سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔ انسان مجبور محض ہے)۔ اگر خدا کی مرضی ایسی نہ ہوتی تو ہم کبھی ان کی پرستش نہ کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کا علم ہی نہیں کہ تقدیر کسے کہتے ہیں اور خدا کی مشیت کا مفہوم کیا ہے۔ یہ یونہی قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ (اگر انہیں حقیقت کا علم ہوتا تو یہ کبھی یہ نہ کہتے کہ سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے۔ ہمارا اس میں کوئی اختیار نہیں۔ خدا نے انسان کو صاحبِ اختیار پیدا کیا ہے۔ یہ اپنے ہر عمل کا آپ ذمہ دار ہے۔ ۶/۱۴۹ ؛ ۳۶/۴۷)۔

۲۱ (ان کے پاس، اپنے اس دعوے کی نہ کوئی علمی اور عقلی دلیل ہے۔ اور نہ ہی یہ بات ہے کہ) ہم نے اس سے پہلے ان کی طرف کوئی ایسی کتاب بھیجی تھی جس میں یہ کچھ لکھا تھا۔ اور اب یہ اُس کتاب کے مطابق اپنے اس عقیدہ پر جمے بیٹھے ہیں۔ (لہٰذا، تقدیر کا یہ عقیدہ، انسانی علم و دانش، اور آسمانی وحی، دونوں کے خلاف ہے)۔

۲۲ ان کے پاس اپنے اس عقیدہ کی سند اور دلیل ہے تو بس اتنی کہ "ہم نے اپنے اسلاف کو

[۱] قرآن کریم نے یہ، زمانہ جاہلیت کی غیر تربیت یافتہ عورت کے متعلق کہا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کے نزدیک عورت کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہے۔ جنتی معاشرہ کی تربیت یافتہ عورت کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے (دیکھئے ۵۶/۳۵ — ۳۶)۔

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ
وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ
اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ (۴ ع ۱۰ ۸)
وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾

---

اس روش پر چلتے دیکھا ہے' اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلے جا رہے ہیں"۔ (یعنی یہ عقائد ہم نے اپنے اسلاف سے وراثت میں پائے ہیں' اس لئے ہم انہیں صحیح سمجھتے ہیں! کس قدر کمزور ہے یہ دلیل' اور کس قدر باطل ہے یہ مسلک!)۔

۲۳ لیکن یہ "دلیل" کچھ انہی کی طرف سے پیش نہیں کی جا رہی۔ ہم نے تجھ سے پہلے' جس قوم کی طرف بھی کوئی رسول بھیجا' جو انہیں اُن کی غلط روش کے تباہ کن عواقب سے متنبہ کرتا تھا' تو وہاں کے سہل انگار اور آسودہ حال لوگوں نے (جو نہ علمی دنیا میں تحقیق و تدقیق سے کام لینا چاہتے تھے' اور نہ ہی اپنی محنت سے کما کر کھانے کے عادی تھے۔ وہ دوسروں کی کمائی پر عیش کرتے تھے۔ ان لوگوں نے) ہمیشہ یہ کہہ کر ان رسولوں کی مخالفت کی کہ ہم نے جس مسلک پر اپنے آباء و اجداد کو دیکھا ہے' ہم اس پر چلتے جائیں گے۔ اُسے کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (ان کی "پیشوائیت" کا راز ہی اس میں تھا کہ لوگ عقل و فکر سے کام نہ لیں بلکہ جس راستے پر چلتے آ رہے ہیں' آنکھیں بند کر کے اس راستے پر چلتے جائیں)۔

۲۴ اس کے جواب میں ان کے رسول ان سے کہتے کہ جو تعلیم ہم پیش کرتے ہیں' اگر وہ تمہارے اسلاف کے مسلک سے زیادہ بہتر اور صحیح راستے پر لیجانے والی ہو' تو کیا تم پھر بھی اسکے مقابلے میں' اپنے اِسی مسلک کو ترجیح دو گے؟

اس کے جواب میں وہ کہتے کہ ہم کچھ سننے کے لئے تیار نہیں۔ تم جو کچھ بھی کہتے ہو ہم اس سے انکار کرتے ہیں (ہم اپنے اسلاف کے مسلک کے خلاف نہ کچھ سننا چاہتے ہیں' اور نہ ہی اسے چھوڑنے کے لئے تیار ہیں)۔

۲۵ ان کی یہ روش عقل و علم اور وحیِ خداوندی دونوں کے خلاف تھی۔ لہٰذا ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں پکڑ لیا۔ سو تم تاریخ کے اوراق سے پوچھو کہ ان تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا؟

۲۶ (ان تاریخی یادداشتوں میں ابراہیمؑ اور اس کی قوم کا واقعہ ایسا ہے جس سے یہ لوگ

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ
هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُبِينٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿۳۰﴾
وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿۳۱﴾ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا
بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَ
رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۳۲﴾

اچھی طرح واقف ہیں کیونکہ یہ اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ کیا ابراہیمؑ نے بھی یہی کیا تھا کہ جو کچھ اس کے آباء و اجداد کرتے چلے آرہے تھے وہ اسی روش پر چلتا رہا تھا؟) اس نے تو علانیہ اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہدیا تھا کہ تم جن چیزوں کی پرستش اور اطاعت کرتے ہو' میں ان سے متنفر اور بیزار ہوں۔ میرا ان سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں۔

۲۷ میں صرف اُس خدا کو اپنا حاکم اور معبود تسلیم کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا۔ اسی کا بتایا ہوا راستہ وہ ہے جو مجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا۔

۲۸ (وہ خود بھی آباء کی تقلید کو چھوڑ کر خدا کے راستے پر چلا) اور اسی مسلک کو اپنی اولاد کے لئے چھوڑ گیا تاکہ وہ غلط راستوں سے منہ موڑ کر اس راستے کی طرف رجوع کریں۔

۲۹ (ابراہیمؑ نے انہیں یہ تعلیم دی۔ اور) ہم نے انہیں' اور ان کے آباء و اجداد کو' سامانِ زیست فراوانی سے عطا کیا۔ (لیکن انہوں نے ابراہیمؑ کی صحیح اور سچی تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا) تاآنکہ اب ان کی طرف' ہمارا یہ رسول واضح حقائق لے کر آگیا۔

۳۰ لیکن جب اس طرح حق ان کی طرف آیا' تو یہ کہنے لگے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔

۳۱ (اس کے خلاف اِن کا اعتراض کیا ہے؟ یہ کہ) یہ قرآن' ہماری دو بستیوں (مکہ یا طائف) کے کسی بڑے آدمی کی طرف کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ (یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے بڑے بڑے سرداروں اور دولتمندوں کو چھوڑ کر' منصبِ رسالت کے لئے ایک غریب اور یتیم کو چن لیا گیا ہو! ہم ایسے شخص کی اطاعت کیسے کرسکتے ہیں؟)۔

۳۲ اچھا! تو گویا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نبوت جیسی چیز بھی' جو خالصۃً خدا کی رحمت اور موہبت ہے' اِن کے معیار کے مطابق بانٹی جایا کرے' حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ نبوت تو بہت بڑی چیز ہے

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ
عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
۳ ع ۱۰ ۹ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ
قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾

---

دنیاوی زندگی کی معیشت بھی ان کے معیاروں کے مطابق تقسیم نہیں ہوتی. اکتساب رزق کی بنیادی استعداد اور صلاحیت' مختلف افراد میں مختلف ہوتی ہے. اور اسی لئے ہر ایک کی کمائی میں فرق ہوتا ہے. استعدادوں کا یہ فرق اس لئے رکھا گیا ہے کہ معاشرہ میں مختلف کام ہوتے ہیں جن کے لئے مختلف قسم کی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے انسانی زندگی کا اجتماعی کاروبار اسی طریق سے چلتا ہے۔ (۱۶/۴۱ : ۱۶/۳۲)۔ لیکن اس سے تکریم انسانیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سو جب' اکتساب رزق کی بنیادی صلاحیت و استعداد کی یہ کیفیت ہے کہ وہ افراد کی اپنی پیدا کردہ نہیں ہوتی' خدا کی عطا کردہ ہوتی ہے' تو نبوت جیسی موہبت عظمیٰ' جو دنیاوی مال و متاع سے کہیں زیادہ بلند مرتبت ہے لوگوں کے معیار کے مطابق کس طرح مل سکتی ہے؟ یہ خدا کی موہبت ہے' جس کے لئے وہ اپنی مشیت کے پروگرام کے مطابق' مناسب شخصیت کا انتخاب کرتا ہے۔

۳۳ اگر ہمارے پروگرام میں یہ نہ ہوتا کہ تمام نوع انسان کو آخر الامر ایک عالمگیر برادری بننا ہے (۱۰/۱۹ ؛ ۲/۲۱۳)۔ تو ہم' ان لوگوں کو جو ہمارے نظام ربوبیت سے انکار کر کے' سب کچھ اپنے لئے سمیٹ لینا چاہتے ہیں ایسا بے لگام چھوڑ دیتے کہ وہ بے حد و حساب دولت جمع کر لیتے جس سے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں تک چاندی کی ہو جائیں۔

۳۴ اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر یہ بیٹھتے ہیں' سونے کے ہو جاتے۔ (لیکن طبقات
۳۵ میں اس قدر تفاوت سے نوع انسان ایک برادری نہ بن سکتی۔ اس لئے ہم اس قسم کی تعلیم بھیجتے رہتے اور ایسی جماعتیں پیدا کرتے رہتے ہیں جو دولت کی اس غلط تقسیم کے خلاف آواز بلند کرتی ہیں اور اس حقیقت کو عام کرتی ہیں کہ) انسانی زندگی کا مقصود و منتہیٰ صرف اسی دنیا کی آسائش و آرائش نہیں. اس کی مستقبل کی زندگی کی فلاح و بہبود بھی ہے۔ یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ انسانی معاشرہ قوانین خداوندی کے تابع رہے۔ یہ ہے وہ طریق جس سے' اکتساب رزق کی استعداد میں تفاوت کے باوجود' نوع انسان ایک عالمگیر برادری کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

۳۶ (لیکن اکثر لوگ اس بنیادی اصول حیات سے روگردانی کرتے ہیں۔ پھر ہوتا یہ ہے کہ)

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٣٧﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ
بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿٣٨﴾ وَلَن يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٩﴾
أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٠﴾ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم
مُّنتَقِمُونَ ﴿٤١﴾

جونہی کسی نے نظامِ ربوبیت کے تصور سے منہ موڑا' اُسی جیسے اور سرکش لوگ جھٹ سے اس کے ساتھ آملے اور اس پر بری طرح سے مسلط ہو گئے (۳۶)۔

۳۷ یہ ساتھی' ایسے لوگوں کو' صحیح راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ (اور فریب انگیزیوں کا ایسا جال بچھاتے ہیں کہ انہیں محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ صحیح راستے سے ہٹ چکے ہیں) وہ یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم بالکل سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔

۳۸ تاآنکہ' ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج ان کے سامنے آجاتے ہیں۔ اس وقت ان کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ کفِ حسرت مل کر کہتے ہیں کہ اے کاش! ہم میں' اور ہمارے ان ساتھیوں میں بُعد المشرقین ہوتا —— یہ ساتھی کس قدر برے تھے جو' اپنے ساتھ' ہمیں بھی لے ڈوبے۔

۳۹ اُن سے کہا جائے گا کہ اب یہ باتیں تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں' اس لئے کہ تم سب مل کر ظلم اور زیادتی کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس تباہی اور بربادی کے عذاب میں تم سب برابر کے شریک ہو گے۔

۴۰ (یہ ہے ان لوگوں کی حالت؟ یہ خود بھی محض طبیعی زندگی کے مفاد کو مقصودِ حیات سمجھتے ہیں اور پھر انہیں ساتھی بھی ایسے مل جاتے ہیں جو' انہیں' اِنہی مفاد پرستیوں کے لئے اُکساتے رہتے ہیں)۔ لہٰذا اے رسول! کیا تو ان جیسے بہروں کو سنا سکتا ہے۔ اور ان جیسے اندھوں کو راستہ دکھا سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو اس قسم کی کھلی ہوئی گمراہی میں رکھنا چاہیں اور اس پر مصر ہوں' انہیں کون راستہ دکھا سکتا ہے؟

۴۱ (یہ لوگ دل سے چاہتے ہیں کہ تو دنیا سے جلدی رخصت ہو جائے تو یہ امن میں رہیں۔ لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ ان کی تباہی' جس سے تو انہیں متنبہ کرتا رہتا ہے' ان کے اعمال کا فطری نتیجہ ہو گی۔ اس کا تیری موت اور حیات سے کیا تعلق ہے؟) لہٰذا' اگر تو دنیا سے جلدی بھی چلا جائے' تو بھی یہ تباہی ان کے سامنے آکر رہے گی۔

أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ
عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴۳﴾ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿۴۴﴾ وَسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن
رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿۴۵﴾ ع وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ
مَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا
هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۸﴾

۴۲ اور اگر یہ تیرے سامنے ہی واقع ہو جائے (تو بھی وہ ان کے اعمال ہی کا نتیجہ ہوگی)۔ یہ ہمارے قانونِ مکافات کی رو سے سامنے آئے گی - اور وہ قانون' اپنی نتیجہ خیزی کے لئے پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ (۴۶/۱ ; ۱۳/۴۰ ; ۲۳/۹۵ ; ۴۰/۷۷)۔

۴۳ اس لئے' تو ان کی کسی بات کی پرواہ نہ کر' اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے' اس کا اتباع کئے جا۔ تو بالکل سیدھے راستے پر جا رہا ہے۔ (اس لئے تو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ کر رہیگا)

۴۴ یہ قرآن' جس کے متعین کردہ راستے پر تو چل رہا ہے' تیرے' اور تیری قوم (متبعین) کے لئے' بڑے شرف اور عظمت کا موجب ہے (۲۱/۱۰ ; ۲۱/۴۶)۔ (تم اپنے مخالفین سے کہدو کہ تم سے عنقریب پوچھا جائے گا (کہ تم نے اس قسم کے عزّ و شرف کے حامل ضابطہ حیات سے کس بنا پر انکار کیا تھا ؟ ان لوگوں کی عزّ و شرف سے محرومی خود یہ سوال بن جائیگی)۔

۴۵ ان لوگوں نے جو خدائے رحمان کے علاوہ اور ہستیوں کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے' تو یہ چیز کسی رسول کی تعلیم میں نہیں تھی۔ ان اہلِ کتاب کا یہ دعوےٰ' غلط ہے کہ ان کے رسولوں نے انہیں اس قسم کی تعلیم دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کا کوئی رسول' شرک کی تعلیم دیتا ؟ رسول تو خالص توحید کی تعلیم دینے کے لئے آتے تھے۔

۴۶ (مثلاً) ہم نے موسیٰ کو' اپنے قوانین دے کر' فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ اس نے اُن سے کہا کہ مجھے خدائے رب العالمین نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔

۴۷ جب اس نے ان کے سامنے قوانینِ خداوندی کو پیش کیا تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔

۴۸ اور ہم انہیں مختلف قسموں کے عذاب میں بھی مبتلا کرتے رہے تاکہ وہ اپنی سرکشی سے باز آجائیں۔ (۷/۱۳۴) یہ عذاب' پے در پے' مختلف شکلوں میں ان پر اس طرح آتا رہا کہ بعد میں آنے والا

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا
هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا
تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَاۤ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ
اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾

عذاب، پہلے سے بھی زیادہ سخت ہوتا۔

۴۹ جب ان پر عذاب آتا تو وہ موسیٰؑ سے کہتے کہ ہم تجھے بہت بڑا مذہبی پیشوا سمجھتے ہیں۔ تیرے رب نے جو تجھ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ ہم اگر صحیح راستہ اختیار کر لیں تو ہم سے عذاب ٹل جائے گا' تو تو اپنے رب سے دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے ٹل جائے۔ اگر یہ ٹل گیا تو ہم ضرور سیدھی راہ اختیار کر لیں گے۔

۵۰ اور جب ان سے عذاب ٹل جاتا' تو وہ پھر عہد شکنی کرنے لگ جاتے۔

۵۱ (فرعون' اس انقلابی تحریک کے بڑھتے ہوئے اثرات سے اس قدر خائف تھا کہ) وہ ملک میں اس قسم کے اعلانات کرتا رہتا تھا کہ اے میری قوم! کیا میں مملکتِ مصر کا مالک نہیں ہوں؟ کیا یہ نہریں' جو میرے انتظام کے ماتحت جاری ہیں' اور جن پر تمہاری معیشت کا دارومدار ہے' میری نہیں ہیں؟ کیا تم ان باتوں پر غور نہیں کرتے؟

۵۲ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ میں اس شخص کے مقابلہ میں کس قدر بہتر اور برتر ہوں جو ہماری محکوم قوم کا ایک فرد ہے' اس لئے نہایت پست اور کمزور۔ پھر یہ ایسا دہقانی اور گنوار ہے کہ اسے کھل کر بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں آتا۔

۵۳ اگر اس کے خدا نے اسے اتنے بڑے اقتدار کا مالک بنانا تھا تو اسے' سرداری کے امتیازی نشان کے طور پر سونے کے کنگن کیوں نہ دیئے گئے۔ یا اس کے جلو میں صف در صف فرشتے کیوں نہ بھیجے گئے۔

۵۴ چنانچہ وہ اس قسم کے پراپیگنڈہ سے اپنی قوم کو فریب میں مبتلا رکھنے کی کوشش کرتا رہا تاکہ وہ سمجھ سوچ سے کام نہ لے سکیں بلکہ اندھا دھند اس کی اطاعت کرتے رہیں — لیکن حق بات تو یہ ہے کہ وہ قوم خود ہی غلط راستوں پر چلنا چاہتی تھی۔ (ورنہ اگر قوم صحیح راستے پر چلنا چاہے تو مستبد قوتوں کی طرف سے اس قسم کا پراپیگنڈہ اسے متاثر نہیں کر سکتا)۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ (۵ ع ۱۱ ۱۱)
مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ
خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي
الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾

---

۵۵ سو جب ان کی سرکشی انتہا تک پہنچ گئی' اور ان کی تباہی کا وقت آ گیا' تو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

۵۶ اور وہ ایک زندہ قوم کے بجائے داستانِ پارینہ بن گئے' جو آنے والوں کے لئے ایک عبرتناک نظیر کے طور پر بیان ہوتی ہے۔

۵۷ اور جب تو عیسےٰؑ ابن مریم کا ذکر عزت و تعظیم سے کرتا ہے تو تیری قوم چلا اٹھتی ہے' اور کہتی ہے

۵۸ کہ (جب تو شرک کی مخالفت کرتا ہے اور توحید کی تعلیم دیتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے کہ ہمارے معبودوں کی اس قدر مخالفت کی جاتی ہے' اور عیسائیوں کے معبود کی تعریف کی جاتی ہے)۔ ان کا معبود' ہمارے معبودوں سے کس طرح بہتر ہے؟

لیکن ان کا یہ اعتراض محض جھگڑے کی خاطر ہے' بات کو بالوضاحت سمجھنے کے لئے نہیں۔ یہ لوگ ہیں ہی بڑے جھگڑالو۔ (ورنہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تو عیسائیوں کے شرک کی بھی اسی طرح مذمت کرتا ہے جس طرح ان کے شرک کی۔ اور تعظیم' خدا کے رسول' عیسےٰؑ کی کرتا ہے جس نے توحید کی تعلیم دی تھی)۔

۵۹ عیسےٰؑ ہمارا ایسا بندہ تھا جسے ہم نے وحی کی نعمت سے نوازا تھا' اور اسے' بنی اسرائیل کے لئے سیرت و کردار کا مثالی نمونہ بنایا تھا۔

۶۰ (لیکن' مشرکینِ عرب کے اس اعتراض سے قطع نظر' عیسےٰؑ کے متعلق خود اس کے متبعین نے بھی تو کچھ کم قابلِ اعتراض اعتقادات وضع نہیں کر رکھے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جنت میں وہی شخص جا سکتا ہے جو فرشتوں کی طرح معصوم ہو۔ لیکن اپنے اعمال کے ذریعے کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ انسان مسیح کے کفارہ پر ایمان لائے۔ اس ایمان سے' انسان کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کی طرح معصوم ہو جاتا ہے[لہ]۔ ان سے

---

لہ یہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔ عہد نامہ جدید میں سینٹ پال کے خطوط۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ
مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾

---

کہو کہ اگر انسانوں کو اس طرح "فرشتے" بنانا مقصود ہوتا تو، ہم تمہاری جگہ زمین پر فرشتے ہی کیوں نہ بسا دیتے!

۶۱ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے' عیسٰیؑ خدا کا پیغمبر تھا اور) اس انقلابِ عظیم کی نشانی (کہ اب' سلسلۂ نبوت' شاخِ اسرائیل سے منقطع ہو کر شاخِ اسمٰعیلؑ کی طرف منتقل ہو جائے گا[1]۔ جس میں خدا کا آخری نبی' اس کا آخری پیغام لے کر آئے گا۔ چنانچہ وہ انقلاب اب آگیا ہے لہذا' تم بنی اسرائیل سے کہدو کہ) تم اس کی بابت کسی قسم کا شک و شبہ مت کرو۔ اور میرا اتباع کرو۔ یہی' زندگی کی سیدھی اور توازن بدوش راہ ہے۔

۶۲ دیکھنا! کہیں تمہاری مفاد پرستیوں کے غلط جذبات اور مذہبی پیشوا' تمہیں اس راستے سے نہ روک دیں۔ یہ تمہارے سب سے بڑے اور کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

۶۳ جب عیسٰیؑ آیا تھا تو وہ خدا کے قوانین اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس نے (بنی اسرائیل سے) کہا تھا کہ میں تمہاری طرف وہ ضابطہ ہدایت لایا ہوں جو سرتاسر علم و حکمت پر مبنی ہے بمقصد اس سے یہ ہے کہ دین کی جن باتوں میں تم باہمی اختلاف کرتے ہو' وہ تم پر ظاہر ہو جائیں۔ لہذا' تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اور میرے پیچھے پیچھے چلو۔ (میں بھی انہی قوانین کی اطاعت کرتا ہوں۔ تم بھی ایسا ہی کرو)۔

۶۴ یاد رکھو! میرا اور تمہارا نشوونما دینے والا' اللہ ہے۔ لہذا' تم صرف اس کی محکومیت اختیار کرو۔ یہی زندگی کا سیدھا اور توازن بدوش راستہ ہے۔

۶۵ (یہ تھی توحید کی وہ تعلیم جسے عیسٰیؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے پیش کیا تھا۔ لیکن' اس کے بعد' اس کے متبعین کے) مختلف فرقوں نے باہمی اختلاف کیا (اور مختلف عقائد کو عیسٰیؑ

---

[1] انجیل میں' حضرت عیسٰیؑ کی یہ شہادت موجود ہے۔

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا
الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ (ع ۶ ۱۱ ۱۳)
ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ
الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾

---

کی طرف منسوب کر کے شرک میں مبتلا ہو گئے)۔ سو جن لوگوں نے اس باب میں اس قسم کی زیادتی سے کام لیا ہے' ان کے لئے الم انگیز عذاب کی تباہی ہے۔

۶۶ (یہ ہے ان کے اس اعتراض کی حقیقت کہ ان کے معبودوں کی مخالفت تو کی جاتی ہے اور عیسیٰؑ کی مخالفت نہیں کی جاتی؛ لیکن یہ لوگ دلائل و براہین سے ماننے والے نہیں) یہ تو اُس آنے والے انقلاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ ان پر اس طرح اچانک آ جائے گا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہو گی کہ وہ کیسے آ گیا۔

۶۷ اُس وقت تمام رشتے منقطع ہو جائیں گے۔ دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ البتہ متقین کے باہمی تعلقات بدستور رہیں گے' اس لئے کہ ان کے تعلقات کی بنیاد' ایمان (آئیڈیالوجی) کے اشتراک پر تھی' اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر حقیقی رشتے کی عمارت استوار ہوتی ہے۔

۶۸ ان (متقین) سے کہا جائے گا کہ تم اس انقلاب سے مت گھبراؤ۔ تمہارے لئے کسی قسم کا خوف و حزن نہیں۔

۶۹ یعنی ان لوگوں سے جو ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان لائے' اور ان کی پوری پوری اطاعت کی۔

۷۰ ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہارے ساتھی' جنت میں داخل ہو جاؤ' جہاں تم خوشگواریوں کی زندگی بسر کرو گے اور نعمات حیات آور سے لطف اندوز ہو گے۔ (۳۰/۱۵)

۷۱ وہاں' سونے کی طشتریوں اور پیالوں میں' کھانے پینے کی چیزیں ان کے گرد' گردش میں ہوں گی۔ اس میں وہ سب کچھ ملے گا جس کی آرزو ان کے دل میں پیدا ہو گی' اور جو ان کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کا موجب ہو گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ اب تم اس میں رہو گے۔

۷۲ اس لئے کہ یہ وہ جنت ہے جس کے تم' اپنے اعمال کے نتیجے میں' مالک بنائے گئے ہو۔ لہذا' اس کے چھن جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ
فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم
مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ
يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُم ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِن كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا

---

۷۳ اس میں تمہارے کھانے کے لئے بکثرت پھل موجود ہیں۔

۷۴ ان کے برعکس مجرمین جہنم کے عذاب میں ماخوذ ہوں گے۔

۷۵ اس عذاب کی شدت میں قطعاً تخفیف نہیں ہو گی۔ اوران پر یکسر مایوسی چھا جائے گی۔ (یہ عذاب کی شدید ترین صورت ہے)۔

۷۶ یاد رہے کہ اس میں اُن پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہو گی۔ یہ اُس ظلم اور زیادتی کا نتیجہ ہوگا جو انہوں نے خود اپنے اوپر کی تھی۔

۷۷ وہ عذاب کی شدت سے چلائیں گے اور جہنم کے نگہبان (مالک) سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمارا کام تمام کردے تاکہ اس عذاب سے چھٹکارا مل جائے۔ لیکن ان سے کہا جائے گا کہ یہاں موت نہیں آسکتی۔ تمہیں یہیں رہنا ہوگا اور اسی طرح عذاب بھگتنا ہوگا۔

۷۸ (خدا ان سے کہے گا کہ) ہم نے تمہاری طرف اِس ضابطہ حیات کو بھیجا جو یکسر حق و صداقت پر مبنی تھا' لیکن تم میں سے اکثر نے اس حق کو ناپسند کیا اور اس کی مخالفت کی۔ یہ عذاب اسی کا فطری نتیجہ ہے)۔

۷۹ (اے رسول! ان مخالفین نے) تمہاری مخالفت کی تمام تدبیروں کو' اپنی طاقت کے مطابق' بہت مستحکم کرلیا ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے بھی اپنی تدبیروں کو مستحکم بنا رکھا ہے۔

۸۰ ان کا خیال ہے کہ یہ جو خفیہ سازشیں کرتے ہیں' ہم ان سے بالکل بے خبر ہیں۔ ہم ان کے پوشیدہ مشوروں کو سن نہیں سکتے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ ہمارے فرستادہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتے ہیں' اوران کی مسل مرتب کرتے جاتے ہیں۔ (۱۰/۲۱)۔

۸۱ ان سے کہدو کہ اگر (جیسا کہ ان کا خیال ہے) خدائے رحمٰن ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کے

أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى
يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ
يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾

---

بیٹے (بیٹیاں) ہوں' (تو' تم ایسے خدا کو خدا مان سکتے ہو)- میں تو سب سے پہلا شخص ہوں گا جو ایسے خدا سے بیزاری اور نفرت کا اعلان کردے۔

۸۲ میں جس ہستی کو خدا مانتا ہوں وہ اس قسم کے باطل تصورات سے بہت دور ہے۔ وہ تمام کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کا رب اور آقا ہے۔ وہ ان سب کی نشو ونما کرتا ہے۔ اور سب کا مرکزی کنٹرول اسی کے ہاتھ میں ہے۔

۸۳ (بہرحال' ان لوگوں کو اچھی طرح سے سمجھایا جا چکا ہے۔ اگر یہ اب بھی اپنے باطل خیالات سے باز نہیں آتے) تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ یہ اپنی اس قسم کی لغو باتوں اور بے معنی حرکتوں میں الجھے رہیں' تا آنکہ ظہور نتائج کا وہ وقت ان کے سامنے آجائے جس سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے۔

۸۴ یہ انتباہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کا قانون خارجی کائنات میں بھی کار فرما ہے اور خود انسانی دنیا میں بھی۔ ساری کائنات کی زمام اقتدار اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ تمام نظم و نسق علم و حکمت کی بنا پر سرانجام پا رہا ہے۔

۸۵ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' اس میں کامل اقتدار و اختیار ایک خدا کا کار فرما ہے۔ کائنات کی ہر شے اُس کے نظام ربوبیت کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ وہ عظیم انقلاب کب واقع ہوگا (جس میں یہ عالمگیر ربوبیت انسانی دنیا میں بھی جاری و ساری ہو جائے گی) اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ تمہارا ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔

۸۶ یہ لوگ خدا کے سوا جن ہستیوں کو صاحب قوت و اقتدار مانتے ہیں اور اپنی مدد کے لئے انہیں پکارتے ہیں' انہیں اس کی استطاعت ہی نہیں کہ وہ ان کی مدد کے لئے ان کے ساتھ کھڑے ہو سکیں۔ عدالتِ خداوندی میں کوئی کسی کے ساتھ کھڑا نہیں ہو سکے گا' بجز

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ
لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

۷ ع ۲۲ ۱۳

اس کے جو حق کے ساتھ شہادت دینے کے لئے آئے اور اُسے خدا اس کی اجازت دیدے (۴۳/۸۶)

۸۷ (پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ) اگر تم ان سے پوچھو کہ اس کائنات کو اور خود انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو یہ اقرار کریں گے کہ ایسا خدا ہی نے (۴۳/۹)۔ تو ان سے پوچھو کہ پھر تم کدھر لئے جا رہے ہو؟ (اسی خدا کے قانون کی طرف کیوں نہیں آتے؟)۔

۸۸ (اور جس طرح خدا کو اس بات کا علم ہے کہ یہ لوگ اس آنے والے انقلاب میں تباہ و برباد ہو جائیں گے اسی طرح اُسے اس کا بھی علم ہے کہ) یہ رسول کس درد بھری آواز سے کہتا ہے کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! یہ لوگ ان صداقتوں پر ایمان لا کر اس عذاب سے کیوں نہیں بچ جاتے۔ (۴/۱ ؛ ۲۶/۳)۔

۸۹ (لیکن جو دیدہ و دانستہ خودکشی پر تُلا بیٹھا ہو اس کی حالت پر غم کھانے سے کیا حاصل؟ اس لئے اے رسول!) تو ان کا خیال چھوڑ دے اور ان سے کہدے کہ میں جو کچھ کہتا اور کرتا ہوں اس سے تمہاری سلامتی مقصود ہے۔

لیکن اگر یہ اس کے باوجود صحیح راستہ اختیار نہ کریں تو یہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ انکی غلط روش کا نتیجہ کیا نکلا؟

# سورۃ الدخان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾
اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

---

۱ خدائے حمید و مجید کا ارشاد ہے کہ
۲ یہ کتابِ مبین، یہ واضح ضابطۂ حیات، اپنی صداقت پر آپ شاہد ہے۔
۳ اس کا آغازِ نزول (رمضان کی) ایک ایسی رات میں ہوا، جو ساری دنیا کے لئے صد ہزار برکات و سعادت کا موجب بن گئی (اور جس میں دنیا کو حق و باطل کے ماپنے کے پیمانے مل گئے۔ ۲/۱۸۵ ؛ ۹۷/۱)۔ یہ ہمارے اسی پروگرام کے مطابق نازل ہوئی جس کی رُو سے ہم، شروع ہی سے انسانوں کو ان کی غلط رَوش کے نتائج سے آگاہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ (یہ اسی سلسلۂ رشد و ہدایت کی آخری کڑی ہے)۔
۴ اس میں ان تمام امور کو جو آسمانی حکمت پر مبنی ہیں (غلط امور سے) الگ کر کے رکھ دیا گیا ہے۔
۵ یہ کتاب، ہماری طرف سے بذریعہ وحی نازل ہوئی ہے۔ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) ہم شروع سے اس وحی کو دے کر اپنے رسولوں کو بھیجتے رہے ہیں۔
۶ یہ خدا کی رحمت ہے (جو اس نے انسانوں کی راہ نمائی کے لئے وحی کا سلسلہ جاری کیا)۔ وہ سب کی سنتا ہے اور جانتا ہے (کہ انسان راہ نمائی کیلئے کس کس بات کی ضرورت ہے)۔
۷ یہ اُس خدا کے نظامِ ربوبیت کی ایک کڑی ہے جو کائنات کی ہر شے کی نشو و نما اس

وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝٧ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝٨ بَلْ هُمْ فِي
شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝١٠ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١١ رَّبَّنَا اكْشِفْ
عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝١٢ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝١٣

حسن و خوبی سے کر رہا ہے۔ (وہ جانتا ہے کہ جہاں تک انسان کا تعلق ہے' اس کی نشو و نما کے لئے' طبیعی سامانِ زیست کے علاوہ' وحی کی راہ نمائی کی بھی ضرورت ہے جس کے بغیر اس کی ذات کی نشو و نما نہیں ہو سکتی)۔ اگر تم عقل و بصیرت سے کام لوگے تو تمہیں اس حقیقت کا یقین آجائے گا کہ انسان کو واقعی وحی کی راہ نمائی کی ضرورت ہے)۔

۸ اس لئے کہ نشو و نما ہمیشہ ایک لگے بندھے قانون کے مطابق ہو سکتی ہے۔ اور کائنات میں خدا کے علاوہ اور کسی کا قانون کارفرما نہیں۔ حتیٰ کہ اشیائے کائنات' اور افراد کی طرح' قوموں کی موت اور حیات بھی اُسی کے قانون سے وابستہ ہے۔

یہ ہے وہ خدا جو تمہاری نشو و نما کا بھی اسی طرح کفیل ہے جس طرح تمہارے آباؤ اجداد کی نشو و نما کا کفیل تھا۔ اور اسی لئے' جس طرح اس نے تمہارے آباؤ اجداد ـــ سابقہ اقوام ـــ کی راہ نمائی کے لئے اپنی وحی بھیجی تھی' تمہاری راہ نمائی کے لئے بھی وحی بھیجی ہے۔

۹ لیکن یہ لوگ ایسی عظیم حقیقت کے متعلق شک و شبہ میں پڑے ہیں' اور زندگی کو محض ایک کھیل تماشہ سمجھ رہے ہیں۔

۱۰ (جب یہ لوگ اس قدر واضح دلائل کے باوجود' صداقت کو تسلیم نہیں کرتے اور اس دعوت کی برابر مخالفت کئے جا رہے ہیں تو اس کے بعد' اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے کہ) تو اُس آنے والے انقلاب کا انتظار کرے جب ساری فضا میں گرد و غبار پھیل جائے گا۔ جب مصائب و آلام عام ہو جائیں گے۔ جب مصیبتوں کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے گا۔

۱۱ یہ مشکلات و مصائب لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گی۔ وہ عذاب بڑا ہی دردناک اور الم انگیز ہوگا۔

۱۲ اُس وقت یہ لوگ پکار اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو اس تباہی کو ہم سے دور کر دے۔ ہم تیرے قوانین پر ایمان لاتے ہیں۔

۱۳ اُس وقت نصیحت حاصل کرنا انہیں کیا فائدہ دے گا؟ ان کے پاس ہمارا رسول واضح

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ
الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ
رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾

---

دلائل واحکام لے کر آیا تھا۔

۱۴ انہوں نے اُس سے رُوگردانی کی۔ کسی نے کہا کہ اسے کوئی شخص یہ باتیں سکھا جاتا ہے اور یہ پھر انہیں وحی خداوندی کہہ کر ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ کوئی بولا کہ یہ پاگل ہے اس کی باتیں مت سنو۔

۱۵ لہٰذا اب اس عذاب کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ہم بفرضِ محال اسے تھوڑی دیر کے لئے ہٹا بھی دیں' تو یہ پھر وہی کچھ کرنے لگ جائیں گے۔

۱۶ اس لئے' اُس وقت ہماری گرفت بڑی سخت ہوگی۔ ہمارا قانونِ مکافات انہیں ان کے کئے کا بدلہ دے کر رہے گا۔

۱۷ ان سے پہلے' قومِ فرعون کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو گزرا ہے۔ (ان پر ان کی سرکشی کی بنا پر' چھوٹی چھوٹی تباہیاں آتی رہیں۔ اس پر وہ ہر بار کہتے تھے کہ اگر اس تباہی سے نجات مل جائے' تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ لیکن' اس کے بعد وہ پھر ویسی حرکتیں کرنے لگ جاتے۔ بات یوں ہوئی تھی کہ) ان کی طرف ہمارا ایک معزز رسول آیا۔

۱۸ اور ان سے کہا کہ تم ان اللہ کے بندوں (بنی اسرائیل) کو میرے حوالے کر دو (تاکہ میں انہیں آزادی کی فضا کی طرف لے جاؤں)۔ یہ خدا کا پیغام ہے جو میں تمہاری طرف پہنچا رہا ہوں۔ (اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا)۔ میں اس امانت (بنی اسرائیل) کا امین مقرر کیا گیا ہوں۔ مجھ پر اعتماد کرو اور یہ امانت میرے حوالے کر دو۔ اس سے ہر ایک کو امن نصیب ہو جائے گا۔

۱۹ میں تمہارے پاس خدا کی واضح سند (وحی پر مبنی دلائل) لے کر آیا ہوں۔ تم خدا کے احکام کے خلاف سرکشی مت اختیار کرو۔

۲۰ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو کہ مجھے سنگسار کر دو گے۔ میں' اس کے لئے اُس خدا سے سامانِ حفاظت طلب کروں گا جو تمہاری اور میری' دونوں کی نشو و نما کا کفیل' اور آقا ہے۔

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾
وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ
كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۟ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾ ع
وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾

---

۲۱ (تم اگر ان احکامِ خداوندی پر ایمان لے آتے تو اس میں تمہاری بہتری تھی۔ لیکن، اگر تم انہیں نہیں مانتے تو خیر تمہاری مرضی۔ لیکن میں جو بنی اسرائیل کو یہاں سے لیجانا چاہتا ہوں تو تم میرا راستہ نہ روکو۔ اس باب میں مزاحمت نہ کرو۔

۲۲ (لیکن وہ لوگ نہ وحیٔ خداوندی پر ایمان لائے۔ اور نہ ہی اس پر راضی ہوئے کہ بنی اسرائیل کو وہاں سے جانے دیں)۔ اس پر موسٰیؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ یہ لوگ تو بڑی ہی زیادتی پر اتر آئے ہیں۔ (ان مجرمین کا کیا علاج کیا جائے؟ — اور بنی اسرائیل کو ان کے چنگل سے کس طرح چھڑایا جائے؟)۔

۲۳ اس پر ہم نے موسٰیؑ سے کہا کہ یوں کرو کہ بنی اسرائیل کو لیکر راتوں رات یہاں سے نکلجاؤ۔ یہ لوگ تمہارا تعاقب ضرور کریں گے۔ (لیکن اس سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔

۲۴ جب تم سمندر (یا دریا) کے کنارے پہنچو گے تو اس کا پانی پیچھے ہٹا ہوگا۔ تم ساکن سمندر (یا دریا) کے خشک حصے سے پار چلے جانا۔ فرعون اور اس کے لشکر غرق ہو جائیں گے۔ (۲۶/۶۳)۔

۲۵ (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تو دیکھو) اہلِ فرعون نے کس قدر باغات اور چشمے۔

۲۶ اور فصلیں اور رفیع الشان محلات۔

۲۷ اور گوناگوں سامانِ آسائش جس میں وہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کیا کرتے تھے، پیچھے چھوڑے۔

۲۸ اس طرح وہ اپنا ساز و یراق چھوڑ کر تباہ ہو گئے اور ہم نے دوسرے لوگوں کو اس کا وارث بنا دیا۔

۲۹ سو ان کی اس تباہی پر نہ آسمان رویا، نہ زمین۔ اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی (کیونکہ ظہورِ نتائج کے وقت مہلت نہیں ملا کرتی)۔

۳۰ اور اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلت آمیز عذاب سے نجات دلائی۔

مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٢﴾ وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ
بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿٣٣﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿٣٥﴾ فَأْتُوا
بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٦﴾ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٣٧﴾
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿٣٨﴾ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾

---

۳۱ وہ بڑا ہی سرکش اور حدود شکن ہو چکا تھا۔ (اور یہی چیز اس کی تباہی کا موجب تھی)۔

۳۲ اس کے بعد جب بنی اسرائیل نے ہماری وحی (علم) کا اتباع کیا' تو ہم نے انہیں انکی ہم عصر اقوام پر برگزیدگی عطا کی۔

۳۳ اور ہم نے انہیں اس قسم کا ضابطۂ قوانین عطا کیا جس پر عمل پیرا ہونے سے وہ انعامات خداوندی کے مستحق قرار پا گئے۔ (سب سے پہلا انعام تو خود فرعون کے پنجۂ استبداد سے رستگاری تھا)۔

۳۴ یہ لوگ (مخالفین عرب) بھی اہل فرعون کی طرح' اسی نشہ میں بدمست ہیں کہ قانون

۳۵ مکافات عمل کوئی شے نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے جس کا خاتمہ موت کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کس کا دوبارہ زندہ ہونا اور اعمال کی سزا بھگتنا؟

۳۶ (یہ کہتے ہیں کہ اگر مُردوں کو پھر سے زندگی مل جاتی ہے تو) ہمارے آبا و اجداد کو ذرا زندہ کر کے دکھاؤ۔ پھر ہم مانیں گے کہ تم اپنے دعوے میں واقعی سچے ہو۔

۳۷ ان سے کہو کہ ذرا سوچو کہ کیا تم لوگ قوت و حشمت کے زیادہ مالک ہو یا وہ اقوام جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں — قوم عاد و ثمود' بالخصوص قوم تبع' جو تم سے بہت قریب تھی۔ انہوں نے جب اس قسم کی قانون شکنی کی روش اختیار کی تو ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں تباہ کر دیا۔ (جب اتنی اتنی بڑی قوت کی مالک قومیں اس قانون کی گرفت سے نہ بچ سکیں' تو تم اس کی زد سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہو!

۳۸ ہم نے اس عظیم القدر کارگہ کائنات کو یونہی ہنسی مذاق کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ یہ اس لئے سرگرم عمل ہے کہ ہر کام کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ مرتب ہو جائے (۲۱/۱۶ ؛ ۴۵/۲۲)۔

۳۹ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ اسے نہیں جانتے (اور سمجھتے ہیں کہ زندگی محض کھیل تماشا ہے جو موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے)۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ
إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٤٢﴾ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ۛ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ (ع ۲ / ۱۵)
الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ
الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾

---

۴۰ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ محض کھیل تماشا نہیں۔ یہ بالحق پیدا کی گئی ہے۔ انسان کا ہر عمل اپنا نتیجہ مرتب کر کے رہتا ہے۔ اور ان نتائج کے ظہور کا وقت معین ہے۔

۴۰ اُس وقت اِن نتائج سے بچنے کے لئے، نہ کوئی دوست کسی دوست کے کام آسکے گا، اور نہ ہی ان لوگوں کو کسی قسم کی مدد پہنچ سکے گی۔

۴۲ ہاں؛ جن لوگوں کی نشوونما قوانینِ خداوندی کے مطابق ہوئی ہو گی، انہیں اُس دن کوئی خوف و حزن نہیں ہو گا۔ خدا کا قانونِ ربوبیت بڑے غلبہ کا مالک ہے (۳۱/۴۴ ; ۲۷/۹)

۴۳ جن لوگوں کی نشوونما رک گئی ہے (کیونکہ وہ قانونِ ربوبیت کے خلاف زندگی بسر

۴۴ کرتے ہیں تو) وہ جو کچھ ہڑپ کر کے نگلتے جاتے ہیں، اس سے ان کی ذات مضمحل ہو کر رہ جاتی ہے (۴۷/۱۲ ; ۶۵ ــ ۳۴/۶۲)۔

۴۵ (یوں سمجھو کہ) ان کی غذا، بجائے اس کے کہ ان کا جزوِ بدن بنے، اِن کے معدے میں پگھلے ہوئے تانبے کی طرح کھولتی رہتی ہے۔

۴۶ اور پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی، جس سے پیاس بجھنے کے بجائے اور زیادہ بھڑک اٹھے۔ (اِسی دنیا کے مفاد کو مقصودِ زندگی سمجھنے والوں کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ جس قدر مال و دولت جمع کرتے ہیں، ان کی ہوس زیادتی ہی اور بڑھتی جاتی ہے۔ ۲ ــ ۱۰۲/۱)۔

۴۷ یہ بے پناہ ہوس، اس قسم کے انسان کو، کشاں کشاں، جہنم کے عین وسط میں لے جاتی ہے (۹ ــ ۱۰۴/۱)۔

۴۸ وہاں اس کے سر پر، جسے وہ اس طرح اٹھا کر چلتا تھا، کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا، جس سے ساری سرکشی پگھل کر نکل جائے گی۔

۴۹ اور اس سے کہا جائے گا کہ تو اپنے آپ کو بڑا واجب التکریم اور صاحبِ غلبہ و اقتدار سمجھا کرتا تھا۔ اب اپنے اعمال کا مزہ چکھ۔ (۵۶/۵۲)۔

إِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۵۰ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ ۵۱ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۵۲ يَّلْبَسُوْنَ
مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۵۳ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۵۴ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ
اٰمِنِيْنَ ۵۵ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۵۶ فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۵۷ فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۵۸ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ

---

۵۰ یہ ہے اُس قانونِ مکافات کا نتیجہ جس کے متعلق تم شک و شبہ میں رہتے تھے' اور جھگڑا کیا کرتے تھے۔

۵۱ ان کے برعکس' جو لوگ قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں' وہ نہایت پُرامن مقام میں ہوں گے۔

۵۲ سرسبز و شاداب باغات' اور ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے خوشگوار چشمے۔

۵۳ اُس جنتی زندگی میں دنیا بھر کی آرائش و آسائش کا سامان ہوگا۔ دبیز اور باریک ریشم کے ملبوسات۔ نہایت خوش و خرم' ایک دوسرے کے آمنے سامنے مساواتی حیثیت سے (بھائیوں کی طرح بیٹھے)۔

۵۴ اور ان کے ساتھی۔ سب کے سب' پاکیزہ عقل و فراست کے مالک' جس میں فریب کاری کی طرف میلان کا شائبہ تک نہ ہو۔

۵۵ کامل امن و اطمینان کی زندگی۔ مسرت بخش سامانِ زیست کی فراوانی۔

۵۶ اس موت کے بعد جو ان کے طبعی جسم پر دنیا میں واقع ہوئی تھی۔ انہیں پھر موت نہیں آئے گی۔ انہیں حیاتِ جاوداں مل جائے گی۔ اور ان تمام موانعات سے محفوظ رکھا جائے گا جو انسانی ذات کی نشو و نما کے راستے میں روک بن جاتے ہیں۔ (۲/۲۴؛ ۲۹/۱۱)۔

۵۷ یہ سب کچھ خدا کے نظامِ ربوبیت کی رُو سے ہوگا جس میں نشو و نما کی سہولتیں اس طرح مل جاتی ہیں۔ یہ زندگی کی بہت بڑی کامرانی ہے۔

۵۸ ہم نے ایسے اہم حقائق' اور بسیط کوائف کو تشبیہات و استعارات کی ایسی زبان میں بیان کر دیا ہے جسے یہ لوگ آسانی سے سمجھ سکیں اور یاد رکھیں۔

۵۹ (اب رہا یہ کہ اعمال کے یہ نتائج کب مرتب ہو کر سامنے آئیں گے۔ سو اس کے لئے)

فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿۵۹﴾

۳ ع ۱۶ ۱۶

تم بھی انتظار کرو، اور یہ بھی انتظار کریں۔ (تھوڑے ہی عرصہ میں یہ سب کچھ سامنے آجائے گا)۔

# سورۃ الجاثیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ
مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾

---

۱ خدائے حمید و مجید کا ارشاد ہے کہ
۲ یہ ضابطۂ ہدایت اُس خدا کی طرف سے نازل ہو رہا ہے جو بڑے ہی غلبہ و اقتدار کا مالک اور اس کے ساتھ بڑا ہی صاحبِ حکمت و تدابیر ہے۔

۳ اس کے غلبہ و حکمت کی نشانیاں صحنِ کائنات میں ہر طرف بکھری پڑی ہیں۔ لیکن یہ انہی کو نظر آسکتی ہیں جو اس کے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھیں۔

۴ (خارجی کائنات میں ہی نہیں۔ خود) تمہاری پیدائش میں، اور دیگر ذی حیات میں جو چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں، اُس کی نشانیاں ہیں۔ لیکن صرف انہی کے لئے جو اس کے قوانین پر یقین رکھتے ہیں۔

۵ اور، دن اور رات کی گردش میں۔ اور اس بارش میں جو بادلوں سے برستی ہے اور زمینِ مردہ کو از سرِ نو زندگی عطا کر دیتی ہے۔ اور ہوائیں جو مقررہ اوقات پر اپنی سمت

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾
يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا
اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰﴾

بدلتی رہتی ہیں۔ ان سب میں خدا کے قوانین کی صداقت کی نشانیاں ہیں۔ لیکن صرف انہی کے لئے جو عقل و فکر سے کام لیں۔

۶ جس خدا کے قوانین خارجی کائنات میں اس حسن و خوبی سے کارفرما ہیں، اسی نے انسانی معاشرہ کی تشکیل کے لئے اس کتاب میں قوانین دیئے ہیں جو تم پر بالحق نازل کئے جاتے ہیں۔
ان سے پوچھو کہ اگر وہ خدا کی طرف سے دیئے ہوئے ان قوانین، اور اس کی ان نشانیوں پر جو کائنات میں بکھری پڑی ہیں، غور و فکر کے بعد بھی ایمان نہیں لاتے، تو پھر وہ کونسی ایسی بات ہوگی جس پر یہ ایمان لائیں گے؟

۷ (اس ضابطہ ہدایت کے اتباع سے کامرانیاں اور کامیابیاں نصیب ہوں گی۔ اس کے برعکس) اس شخص کے لئے تباہی اور بربادی ہوگی جو اسے اس لئے قبول نہیں کرتا کہ اس کی رُو سے جد و جہد کی زندگی بسر کرنی پڑے گی، اور اس کی مفاد پرستیوں نے اس میں سہل انگاری اور اضمحلال پیدا کر رکھا ہے۔ اس کے انکار کی اصلی وجہ تو یہ ہے لیکن وہ اسے مختلف دروغ بافیوں اور مکاریوں کے پردے میں چھپاتا ہے۔ (۲۶/۲۲۲)۔

۸ چنانچہ جب اس کے سامنے ان قوانین کو پیش کیا جاتا ہے تو وہ انہیں سننے کے بعد محض ضد کی بنا پر، اس طرح متکبرانہ انداز سے منہ پھیر کر چل دیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں۔ سو اس کے اس انکار و سرکشی کا نتیجہ الم انگیز تباہی ہے۔

۹ اسی غرور کا نتیجہ ہے کہ جب ہمارے قوانین میں سے کوئی بات اس تک پہنچتی ہے تو وہ اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ سو جس طرح یہ لوگ قوانین خداوندی کے ساتھ اہانت اور ذلت کا سلوک کرتے ہیں، اسی طرح انہیں ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

۱۰ جہنم کے شعلے ان کے سامنے بھڑک رہے ہیں۔ (اے کاش! یہ انہیں اس وقت دیکھ سکتے۔ ۲۹/۲۲ ; ۴۹/۳۶ ; ۸۲/۱۴)۔ اُس وقت ان کا مال و دولت ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ (ع ۱ ۱۱ ۱۶)
فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

---

وہ لوگ ان کی کوئی مدد کر سکیں گے جنہیں انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنا کارساز و سرپرست بنا رکھا ہے۔ ان کے لئے بہت بڑی تباہی ہوگی۔

**۱۱** یہ قرآن زندگی کی خوشگواریوں کے راستے سامنے لاتا ہے۔ سو جو لوگ اس قسم کے قوانینِ خداوندی سے انکار کرتے ہیں، ان کے لئے الم انگیز تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

**۱۲** خدا کے قوانین، زندگی کی خوشگواریوں کے راستے کس طرح سامنے لاتے ہیں، اس کا کچھ اندازہ اُس کے کائناتی قوانین پر غور و فکر سے لگ سکتا ہے۔ (مثلاً) تم دیکھو کہ اس نے اس قدر پُرخروش اور بے پایاں سمندر کو کس طرح تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے کہ اس میں، اُس کے قانون کے مطابق، کشتیاں چلتی رہتی ہیں تاکہ تم سامانِ معیشت کی تلاش میں، اِدھر اُدھر نکل سکو، اور اس طرح تمہاری کوششیں بھرپور نتائج پیدا کریں۔

**۱۳** ایک سمندر ہی پر کیا موقوف ہے۔ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، اس نے سب کو تمہارے لئے قوانین کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں (اس بات کی کہ جو لوگ ان قوانین کا علم حاصل کر لیں گے جن کے مطابق یہ کارگہ کائنات سرگرمِ عمل ہے، وہ فطرت کی قوتوں کو مسخر کر کے، انہیں اپنے کام میں لا سکیں گے)۔

**۱۴** اے جماعتِ مومنین، تم اپنی طرف سے کوشش کرتے رہو کہ یہ لوگ جو اُس خدائی انقلاب سے جس میں ہر قوم کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا، یوں بے فکر ہو رہے ہیں، آنے والی تباہی سے کسی طرح بچ جائیں۔

**۱۵** تمہارے ذمے صرف اس کی کوشش کرنا ہے۔ تم ان کے اعمال کے نتائج کو بدل نہیں سکتے۔ ہمارا قانونِ مکافات یہ ہے کہ جو شخص صلاحیت بخش کام کرتا ہے، ان سے خود اسکی ذات کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور جو غلط روش پر چلتا ہے، اس کا وبال خود اس پر پڑتا ہے۔ تم اس قانون کے دائرے سے باہر نہیں رہ سکتے۔ تمہارا ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ (خود

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶
وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۷ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹
هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۲۰

---

امم سابقہ کی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے)۔

**۱۶** (چنانچہ) ہم نے اس سے پہلے بنی اسرائیل کو ضابطۂ ہدایت اور حکومت عطا کی۔ اور کتنے ہی پیغمبران میں پیدا کئے۔ (۲۰/۵ ; ۴۵/۶)۔ انہیں خوشگوار سامانِ زیست ملتا رہا' اور وہ اپنی ہمعصر اقوام میں بڑے ممتاز اور سربلند رہے۔

**۱۷** جو ضابطہ قوانین انہیں دیا گیا تھا وہ بڑا واضح تھا' لیکن انہوں نے اس قسم کا علم (وحی) مل جانے کے بعد' محض باہمی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آپس میں اختلافات پیدا کر لئے۔ (یعنی ان کے باہمی اختلافات اور فرقہ بندی کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انہیں جو تعلیم وحی کی رُو سے دی گئی تھی' اس میں کچھ ابہام اور التباس تھا۔ وہ تو بڑی واضح تھی۔ یہ اختلافات باہمی ضد اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کے جذبہ کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے)۔ اُن کے ان اختلافات کا فیصلہ دورِ قیامت میں ہو گا۔

**۱۸** اِن کے بعد اب ہم نے (اے رسول!) تمہیں اپنی وحی کے واضح راستے پر چلایا ہے (۴۲/۱۳)۔ تو اس کی پیروی کئے جا' اور ان لوگوں کے خیالات کا اتباع مت کر جنہیں حقیقت کا علم نہیں۔

**۱۹** یہ لوگ' قانونِ خداوندی کے مقابلہ میں' تیرے کچھ کام نہیں آسکیں گے۔ (یہ لوگ تمہارے خلاف جتھ بندیاں بھی کر رہے ہیں' اس لئے کہ) قانونِ خداوندی سے سرکشی برتنے والے حق کی مخالفت میں' سب ایک دوسرے کے دوست اور رفیق بن جاتے ہیں۔ (لیکن تمہیں ان سے خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لئے کہ) جو لوگ قوانین خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں' ان کا کارساز اور سرپرست خود خدا ہو جاتا ہے۔

**۲۰** یہ ضابطہ قوانین جو تمہیں دیا گیا ہے' تمام نوعِ انسان کے لئے' علم و بصیرت کی شمع نورانی ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اس کی صداقت پر یقین رکھیں' زندگی کی صحیح منزل کی طرف راہ نمائی

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ ع ۲ / ۱۸
وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ
هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

---

اور انسانیت کی نشوونما کا ذریعہ۔

۲۱ جو لوگ غلط روش پر چلتے اور زندگی میں ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں' کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں اُن لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ہمارے قانون کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ کیا ہم ان دونوں گروہوں کی زندگی اور موت کو ایک جیسا بنا دیں گے؟ کیسا غلط خیال ہے جو یہ لوگ اپنے دل میں لئے بیٹھے ہیں!

۲۲ انہیں یہ معلوم نہیں کہ خدا نے اس تمام کائنات کو بالحق پیدا کیا ہے (یونہی بیکار اور تخریبی نتائج مرتب کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ) ہر شخص کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ برآمد ہو جائے اور کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہ ہو۔ (یہ تمام کارگہ کائنات اس لئے سرگرم عمل ہے کہ انسان کا ہر عمل ٹھیک ٹھیک نتیجہ پیدا کرے)۔

۲۳ (یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب انسان کو عقل و فہم دے دیا گیا تو پھر اسے وحی کی راہ نمائی کی کیا ضرورت ہے)۔ لیکن کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جو اپنے جذبات ہی کو اپنا معبود بنا لیتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو اس کی خواہشات کا تقاضا ہوتا ہے۔ تم نے دیکھا کہ وہ علم و عقل رکھنے کے باوجود کس طرح غلط راستوں پر چلے جاتا ہے۔ اس پر جذبات اس بری طرح غالب آجاتے ہیں کہ یوں نظر آتا ہے گویا اس کے کانوں پر اور دل پر مہریں لگ چکی ہیں۔ اور اس کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔ اسے نہ کچھ سنائی دیتا ہے۔ نہ دکھائی دیتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی سمجھ بوجھ کچھ کام کرتی ہے۔ (۴۴/۴)۔

ذرا سوچو کہ جو شخص اس طرح اپنے جذبات سے مغلوب ہو جائے' تو وحیِ خداوندی کے علاوہ وہ کونسی طاقت ہے جو اس کی راہ نمائی صحیح راستے کی طرف کر سکتی ہے؟ (انسان کے پاس سب سے بڑی قوت عقل ہی کی ہے۔ لیکن جب اس پر جذبات غالب آجائیں تو عقل خود ان جذبات کی لونڈی بن جاتی ہے' اور ان کے بروئے کار آنے کے لئے سامان و ذرائع

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا
تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ
۳ ع ۵ ۱۹ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾

بہم پہنچاتی' اور ان کے جواز کے لئے فریب آمیز دلیلیں وضع کرتی ہے۔ ان حالات میں کوئی ایسی قوت ہی اس کی راہ نمائی کر سکتی ہے جو عقل اور اس کے سطحی جذبات سے بلند ہو۔ اور یہ قوت' وحیِ خداوندی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتی)۔

کیا تم اس حقیقت پر غور نہیں کرتے؟

۲۴ یہ لوگ (جو وحی کا انکار کرتے اور اپنے جذبات کو اپنا آلہ بنا لیتے ہیں) خیال کرتے ہیں کہ زندگی بس اس دنیا کی زندگی ہے۔ اسی دنیا میں مرنے والے مر جاتے ہیں' اور نئے بچے' نئی زندگی لے کر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ زمانے کا چکر ہے جو یونہی چلتا رہتا ہے۔ (بچہ پیدا ہوتا ہے۔ طبیعی زندگی جیتا ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد اس کے قویٰ مضمحل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور بالآخر وہ مر جاتا ہے۔ زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ طبیعی زندگی کے علاوہ' انسان کی کوئی' اور زندگی نہیں)۔

ان لوگوں کو انسان کی اصل و حقیقت کا کچھ علم نہیں۔ بس سطحی سی معلومات ہیں جن کی بنا پر یہ اس قسم کی قیاسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ (انسان صرف اس کے طبیعی جسم سے عبارت نہیں' جس کے ختم ہو جانے سے خود انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ محض حیوانی سطح زندگی ہے۔ ۴۷/۱۲ انسان میں ایک اور شے بھی ہے جسے اس کی "ذات" کہتے ہیں۔ یہ جسم کی موت کے ساتھ فنا نہیں ہو جاتی۔ اس کے بعد بھی زندہ رہتی ہے۔ جس طرح جسم کی نشو و نما کے لئے طبیعی قوانین کی ضرورت ہے اسی طرح انسانی ذات کی نشو و نما کے لئے' وحی پر مبنی قوانین کی ضرورت ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں وحی کی ضرورت پڑتی ہے)۔

۲۵ ان لوگوں کے سامنے (جو زندگی کو اسی دنیا تک محدود سمجھتے ہیں) جب وحی پر مبنی حقائق و قوانین پیش کئے جاتے ہیں' تو ان کے پاس اس کی مخالفت کے لئے کوئی معقول دلیل نہیں ہوتی۔ صرف ان کی کٹ حجتی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر مُردوں کو فی الواقعہ زندگی مل سکتی ہے' تو ہمارے اسلاف کو' جو مر چکے ہیں' پھر سے واپس لا کر دکھاؤ۔ تب ہم جانیں گے کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

۲۶ ان سے کہو کہ زندگی اور موت قانونِ خداوندی کے مطابق ملتی ہے۔ اور وہ قانون یہ ہے

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى
اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ
تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا
قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾

---

کہ موت کے بعد انسان اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اُسے اگلی دنیا میں جاکر زندگی ملتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ لیکن اکثر لوگ اسے نہیں سمجھتے۔

۲۷ یہ سب کچھ اس خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہے جس کا اقتدار تمام کائنات کو محیط ہے۔ جب وہ انقلاب عظیم واقع ہوگا، تو یہ لوگ جو باطل کی روش پر چل رہے ہیں، سخت نقصان اٹھائیں گے۔

۲۸ اُس وقت، ہر مخالف قوم کی قوت ٹوٹ چکی ہوگی۔ اور تو دیکھے گا کہ وہ گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی ہوگی۔ ہر قوم کو بلایا جائے گا کہ وہ اپنے اعمال نامہ کو دیکھ لے۔ اُس وقت ہر قوم کے اعمال کے نتائج اس کے سامنے آجائیں گے اور اسے ان کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ملے گا۔ (۱۹/۴۸)۔

۲۹ (ان سے کہا جائے گا کہ) جو کچھ تم کیا کرتے تھے، وہ سب اس رجسٹر میں لکھ لیا جاتا تھا۔ اس لئے یہ جو کچھ کہے گا ٹھیک ٹھیک کہیگا — نہ کم نہ زیادہ۔ بالکل صحیح۔

۳۰ (اعمال نامہ کے مطابق ہر ایک کا فیصلہ ہوگا) جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کا نشوونما دینے والا انہیں اپنی رحمتوں کے سائے میں جگہ دے گا۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

۳۱ اور جو لوگ ان قوانین سے انکار کرتے ہیں، ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے سامنے میرے قوانین پیش کئے جاتے تھے، لیکن تم ان سے سرکشی برتتے تھے، اور ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔

۳۲ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ یاد رکھو! خدا کا وعدہ حق ہے۔ جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے، اسی طرح واقع ہوکر رہے گا۔ اور یہ انقلاب آکر رہے گا۔ اس میں قطعاً کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ انقلاب کیا ہے۔ ہم اسے محض ایک واہمہ

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا
وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ
لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ
الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ (ع ۴ / ۱۱ / ۳۰)

---

سمجھتے ہیں۔ ہم اس پر یقین کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں۔

۳۳ اُس وقت اُن کی بدعملیوں کے نتائج کھل کر اُن کے سامنے آجائیں گے۔ اور جن باتوں کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے، وہ انہیں ہر طرف سے گھیر لیں گی۔

۳۴ اور ان سے کہا جائے گا کہ جس طرح تم اِس وقت کے سامنے آنے کی کوئی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے آج تمہاری بھی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ (جس طرح تم نے اس خیال کو پسِ پشت ڈال رکھا تھا کہ تمہارے اعمال نے ایک دن تمہارے سامنے آنا ہے اسی طرح تمہیں بھی آج زندگی کی آسائشوں سے پیچھے دھکیل کر اُن سے محروم کر دیا جائے گا)۔ تمہارا انجام تباہی اور بربادی کا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں جو تمہیں اس عذاب سے چھڑا لے۔

۳۵ یہ اس لئے کہ تم نے خدا کے قوانین کو مذاق سمجھ رکھا تھا، اور طبیعی زندگی کے مفاد نے تمہیں دھوکے میں مبتلا کر رکھا تھا۔ سو اب نہ تم اس تباہی اور بربادی کے عذاب سے نکل سکتے ہو، اور نہ ہی تمہاری گریہ وزاری ہماری نوازشات کو تمہاری طرف لوٹا سکتی ہے۔ (کیونکہ ہماری نوازشات تمہارے اعمال کے بدلے ہی میں مل سکتی تھیں۔ ۳۰/۵۲)۔

۳۶ اُس وقت زندگی کا وہ نقشہ مرتب ہوگا جس میں خدا کی وہ ربوبیت جو کائنات میں اِس طرح پھیلی ہوئی ہے، عالمِ انسانیت میں بھی اُسی طرح جلوہ بار ہوگی، اور ہر ایک کی زبان سے بیساختہ دادِ تحسین لے لیگی۔ (۱/۴ ؛ ۴۳/۶)۔

۳۷ اور ہر ایک اس کا اعتراف کرے گا کہ فی الحقیقت ساری کائنات میں اقتدار و اختیار صرف ایک خدا کا ہے۔ ہر شے پر اُسی کا غلبہ ہے اور یہ غلبہ حکمت پر مبنی ہے۔

# پارہ چھبیسواں

## سُورَۃُ الاَحقاف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۞۱ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۞۲ مَا
خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ۞۳
قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیۡتُوۡنِیۡ

---

۱ خدائے حمید و مجید کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ ضابطۂ قوانین اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو کائنات کی ہر شے پر غالب ہے لیکن اس کا غلبہ دھاندلی کا نہیں۔ عین حکمت پر مبنی ہے۔

۳ اس کا ارشاد ہے کہ ہم نے اس کارگۂ کائنات (ارض و سمٰوٰت' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے 'سب) کو' ایک وقتِ معینہ تک چلنے کے لئے' حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ (اور اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہر عمل اپنا ٹھیک ٹھیک نتیجہ پیدا کرے۔ ۴۵/۲۲)۔ لیکن جو لوگ حقیقت سے انکار کرتے ہیں' ان سے جب کہا جاتا ہے کہ تمہاری غلط روش کی وجہ سے تم پر تباہی آجائے گی' تو وہ اس سے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

۴ ان لوگوں سے کہو کہ جن ہستیوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو' کیا تم نے کبھی ان کے

بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً
وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا
سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا
تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ

---

متعلق غور بھی کیا ہے' کیا تم بتا سکتے ہو کہ انہوں نے زمین میں کیا کچھ پیدا کیا ہے؟ یا کائناتی نظم و نسق میں ان کا کیا دخل ہے۔ اگر تم اپنے اس عقیدہ میں سچے ہو تو اس کی تائید میں کسی سابقہ آسمانی کتاب کی سند لاؤ۔ یا کوئی علمی دلیل پیش کرو۔

۵ (ان سے کہو کہ) اُس سے زیادہ راہ گم کردہ اور کون ہو گا جو خدا کو چھوڑ کر' اُن ہستیوں کو پکارے جو قیامت تک ان کی پکار کا جواب نہ دے سکیں۔ حتیٰ کہ انہیں اس کا بھی علم نہ ہو کہ انہیں کوئی پکار رہا ہے۔

۶ اور جب ظہور نتائج کے وقت' وہ اِن کے سامنے آئیں تو (دوست کی حیثیت سے نہیں بلکہ) ان کے دشمن کی حیثیت سے آئیں' اور صاف کہدیں کہ ہم نے ان سے کبھی نہیں کہا تھا کہ ہماری پرستش کرو۔

۷ جب ان منکرینِ حق کے سامنے ہمارے واضح قوانین پیش کئے جاتے ہیں' تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کھلا ہوا جھوٹ ہے۔

۸ بلکہ یہاں تک کہدیتے ہیں کہ اس (رسول) نے اسے خود ہی وضع کر لیا ہے اور اسے وحی کہہ کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ان سے کہو کہ اگر میں واقعی ایسا کرتا ہوں تو اس جرم کی پاداش میں خدا کی طرف سے جو وبال مجھ پر پڑے گا' تم میں سے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ مجھے اُس سے بچا سکے (اصل یہ ہے کہ تم اپنی مفاد پرستیوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور اس قسم کی لغو اور دور از کار باتیں بناتے رہتے ہو۔ خدا پر یہ حقیقت اچھی طرح سے روشن ہے۔ وہ میرے دعوائے نبوت' اور تمہاری مخالفت اور انکار کے معاملہ میں' سب سے بڑا شاہد ہے۔ وہی سب کو حفاظت اور نشو و نما کا سامان مرحمت کرتا ہے۔

۹ ان سے کہدو کہ میں کوئی نیا رسول نہیں۔ رسالت کی طرح میں نے نہیں ڈالی۔

اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۞۹ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ
کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَکَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَکْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۞۱۰ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَاِذْ
لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْکٌ قَدِیْمٌ ۞۱۱

ع ۱ ۱

نہ ہی میں تم سے کوئی انوکھی بات کہہ رہا ہوں۔ (سلسلۂ رسالت شروع سے چلا آرہا ہے' اور ہر قوم میں خدا کے رسول آچکے ہیں۔ میں بھی انہی جیسا ایک رسول ہوں اور وہی پیغام لایا ہوں جو انبیائے سابقہ لاتے رہے ہیں۔ مجھے اس کا تو یقین ہے کہ جو نظامِ حق و صداقت میں پیش کر رہا ہوں' وہ باطل پر ضرور غالب آئے گا' لیکن) میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس تصادم اور ٹکراؤ میں' جو میرے اور تمہارے درمیان ہو رہا ہے' میرا ذاتی انجام کیا ہوگا' اور تمہارے ساتھ کیا بیتے گی۔ نہ ہی مجھے اس سے کچھ سروکار ہے۔ میرا کام یہ ہے کہ میں اُس وحی کا اتباع کئے جاؤں جو میری طرف نازل ہوتی ہے۔ اور تمہیں' تمہاری غلط روش کے انجام و عواقب سے آگاہ کرتا رہوں۔ (میری ان کوششوں کے نتائج' خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق' اپنے وقت پر سامنے آئیں گے)۔

۱۰ ان مخالفت کرنے والوں (بالخصوص یہودیوں) سے کہو کہ کیا تم نے اس پر کبھی غور کیا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں' اگر وہ خدا کی طرف سے ہو' اور تم اس سے انکار کرتے رہو' تو تمہاری اس روش کا انجام کیا ہوگا؟ حیرت ہے کہ تم اِس سے انکار کرتے ہو حالانکہ (ویسے تو تمام انبیائے بنی اسرائیل اسی قسم کی تعلیم پیش کرتے رہے ہیں لیکن) ان میں سے ایک — موسٰیؑ — کے متعلق تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اُس کی انقلابی دعوت' اِس رسول کی دعوت کی مثل تھی' اور اس نے اس آنے والے کی گواہی بھی دی تھی[۱] (۱۸/۱۵)۔ تو کیا تم اپنے آپ کو اپنے پیغمبر سے بھی بڑا سمجھتے ہو کہ وہ تو اس حقیقت پر ایمان لایا تھا' اور تم اس سے سرکشی برت رہے ہو! غور کرو کہ جو لوگ اس طرح غلط راستے اختیار کرلیں' انہیں زندگی کے صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کس طرح مل سکے گی؟

۱۱ اور یہ لوگ (یہود)' جو اس قرآن کی صداقت سے انکار کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ اگر

---

[۱] تورات (کتاب استثناء) میں' حضرت موسٰیؑ کی یہ شہادت اب تک موجود ہے۔ اس میں خدا نے اُن سے کہا تھا کہ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی پیدا کروں گا۔"

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ
وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ

---

ہم اس میں کوئی بہتر بات پاتے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ عرب کے یہ اُمّی تو اس پر ایمان لے آتے اور ہم ان سے پیچھے رہ جاتے! (علم و فضل کا کونسا میدان ہے جس میں یہ لوگ ہم سے آگے ہیں! لہٰذا، اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کوئی ایسی بلند اور بہتر تعلیم نہیں پیش کرتا جس پر ہم ایمان لائیں — لیکن اصل بات یہ ہے کہ) چونکہ یہ لوگ، اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ، قرآن سے ہدایت یاب نہیں ہو سکے اس لئے، اب محض اپنی بات کی پچ کیلئے کہتے ہیں کہ یہ تو اسی قسم کا جھوٹ ہے جسے، اس سے پہلے بھی، لوگ یونہی تراشتے تھے (۵/۳۴)۔

۱۲ حالانکہ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) ہم نے، اس سے پہلے، موسیٰؑ کی طرف جو کتاب نازل کی تھی وہ بھی، اسی طرح، صحیح راہ نمائی کا ضابطہ تھی، اور انسانوں کی نشو و نما کا موجب۔ (لیکن وہ اپنی اصلی شکل میں باقی نہیں رہی)۔ اب یہ کتاب، انہی دعاوی کو سچ کر کے دکھانے کے لئے بھیجی گئی ہے جو اُس کتاب میں پیش کئے گئے تھے۔ اس کتاب کو نہایت واضح زبان (عربی) میں نازل کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے، ان لوگوں کو، جو حق و صداقت کی راہ چھوڑ کر ظلم و استبداد کا راستہ اختیار کر لیں، ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کیا جائے، اور حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرنے والوں کو ان کے اعمال کے خوشگوار نتائج کی بشارت دی جائے۔

۱۳ یعنی ان لوگوں کو جو اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا رب صرف (ایک) اللہ ہے، اور پھر اس ایمان پر نہایت استقامت سے جم کر کھڑے رہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کسی قسم کا خوف اور حزن نہیں ہوگا۔ (۱/۲۳)۔

۱۴ یہ لوگ جنت کی زندگی بسر کریں گے جو ان کے اعمال کا نتیجہ ہوگی۔

۱۵ (یہ جنتی معاشرہ اس دنیا میں بھی قائم ہوگا۔ اس معاشرہ میں گھر کے بزرگ اور خورد سب قوانین خداوندی کے رنگ میں رنگے ہوں گے، اور حیوانی سطح سے بلند ہو کر

سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ
وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ

انسانی سطح پر زندگی بسر کریں گے۔ یہ انسانی سطح پر زندگی بسر کرنے کا تقاضا ہے جو) ہم نے انسان سے تاکیداً کہا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ (حیوانات میں ماں باپ بچے کی پرورش تو کرتے ہیں، لیکن بچہ بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کو پہچانتا تک نہیں۔ اسی لئے انسان سے یہ کہنا پڑا کہ وہ حیوانی سطح سے بلند ہو کر انسانی سطح پر زندگی بسر کرے جس کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آئے)۔ اس کی ماں نے حمل، اور پھر وضع حمل کی تکلیف کو برداشت کیا اور اسے پالنے کے سلسلے میں دن کا چین اور رات کی نیند اپنے اوپر حرام کرلی۔ اور یہ کوئی ایک آدھ دن کی بات نہیں تھی)۔ حمل، اور دودھ پلانے کا عرصہ کم از کم تیس ماہ میں جاکر پورا ہوتا ہے[۱] (۲/۲۳۳ ; ۳۱/۱۴)۔

(اس جنتی گھرانے کا بچہ) جب اس طرح پرورش پا کر سن بلوغت کو پہنچ جاتا ہے، اور پھر عقل اور تجربہ کی پختگی کے بعد چالیس برس کا ہو جاتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ اے میرے نشوونما دینے والے! تو مجھے اس بات کی توفیق عطا فرما کہ میں اپنے آپ پر ایسا ضبط اور کنٹرول رکھوں کہ جن نعمتوں سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا ہے، میں انہیں صحیح مصرف میں استعمال کروں۔ اور تیرے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق صلاحیت بخش کام کروں۔ اور میں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرسکوں جس سے وہ بھی صلاحیت بخش کام کرسکنے کے قابل ہو جائے۔ میں ہر معاملہ کے فیصلے کے لئے، تیرے قوانین کی طرف رجوع کرتا ہوں اور جو فیصلہ وہاں سے ملے، اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں۔

۱۶ یہ ہے وہ گھرانا جس کے افراد کی حسن کارانہ جدوجہد کو ہم شرفِ قبولیت عطا کرتے ہیں، اور ان سے اگر کوئی سہو و خطا ہو جاتی ہے تو اس کے مضر اثرات سے انہیں محفوظ رکھتے ہیں

---

۱؎ قانونی مقاصد کے لئے قرآن کریم نے رضاعت کی مدت دو سال مقرر کی ہے۔ (۲/۲۳۳ ; ۳۱/۱۴) لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ حکم خداوندی ہے کہ نہ دو سال سے کم عمر میں بچے کا دودھ چھڑایا جائے اور نہ ہی اسے دو سال سے زائد عمر تک دودھ پلایا جائے۔ باقی رہا حمل۔ سو عمومی طور پر اس کی مدت نو ماہ ہوتی ہے اگرچہ یہ مدت کم و بیش بھی ہو جاتی ہے۔ ابتدائی دو تین ماہ تک حمل خفیف ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا بوجھ تکلیف دہ ہونا شروع ہوتا ہے (۷/۱۸۹)۔ اس اعتبار سے بھی دیکھا دیکھا جائے تو چھ ماہ حملِ ثقیل اور دو سال رضاعت کے ملا کر تیس ماہ ہوتے ہیں۔

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْ
قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ
اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ
اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ
اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

یہ ہیں جنتی معاشرہ کے افراد۔ ان کی آرام و آسائش کی یہ زندگی ان وعدوں کے عین مطابق ہوتی ہے جو اس قرآن میں ان سے کئے گئے ہیں۔ یعنی ان کے اعمال کا یہ نتیجہ، خدا کے مقرر کردہ قانونِ مکافاتِ عمل کے مطابق ہوتا ہے۔

۱۷ (یہ سعادتمند اولاد کی کیفیت کا تذکرہ تھا۔ اس کے برعکس وہ اولاد ہوتی ہے جو) اپنے ماں باپ سے کہتی ہے کہ تف ہے تم پر جو مجھے اس قسم کی تعلیم دیتے ہو کہ انسان مرنے کے بعد بھی زندہ ہوگا' حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے کتنی ہی نسلیں مر مرا چکی ہیں (ان میں سے کسی کو زندہ ہوتے میں نے نہیں دیکھا)۔ وہ بیچارے، کبھی اللہ سے فریاد کرتے ہیں (کہ تو اسے صحیح راستے پر آنے کی توفیق عطا فرما۔ اور کبھی) اُس سے کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو کیوں تباہی میں ڈال رہا ہے۔ خدا کے قانونِ مکافات' اور حیاتِ آخرت پر ایمان رکھ۔ یاد رکھ! جو کچھ خدا نے کہا ہے وہ حرفاً حرفاً سچ ہے۔ وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ (مجھے سب معلوم ہے) یہ پہلے لوگوں کے گھڑے ہوئے افسانے ہیں (جو تم تک متوارث پہنچے ہیں۔ مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں ہوتا)۔

۱۸ اس قسم کے ناخلف ہوتے ہیں جن کے حق میں خدا کے عذاب کی بات' حقیقت بن کر سامنے آجاتی ہے۔ اُسی طرح' جس طرح' ان سے پہلے' اس قسم کی روش پر چلنے والے لوگوں کے حق میں اُس کی بات پوری ہو کر رہی —— اس میں مہذب اور غیر مہذب لوگوں کی کوئی تخصیص نہیں۔ بڑی بڑی مہذب قومیں بھی' حیاتِ آخرت سے انکار کر کے غلط روش زندگی پر چلتی رہی ہیں —— یہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔

۱۹ اس حقیقت کو یاد رکھو کہ خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اور ہر ایک کے مدارج' اس کے اعمال کے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۲ ع ۱۰ ۲
إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾

---

مطابق متعین ہوتے ہیں۔ اس میں نہ کسی سے رعایت برتی جاتی ہے۔ نہ زیادتی کی جاتی ہے۔ یہ ہے خدا کا قانونِ مکافات۔

۲۰ ان لوگوں کو (جو ہمارے قانونِ مکافات سے انکار کرتے ہیں) جب تباہی کے جہنم کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تم نے صرف دنیا کی طبیعی زندگی کی آسائشوں کو اپنا نصب العین بنایا۔ وہ تمہاری طبیعی موت کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ تم انہی آسائشوں (مال و دولت) کے بل بوتے پر اکڑے پھرتے تھے اور چاہتے تھے کہ تم کام تو ایسے نہ کرو جو حق و انصاف کے مطابق ہوں، لیکن بڑائی تمہارے حصے میں آ جائے۔ اسی لئے تم نے ہمارا تجویز کردہ سیدھا راستہ چھوڑ کر، اور راہیں اختیار کر لی تھیں۔ سو اس کا نتیجہ یہ رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب ہے جس کے سامنے تم کھڑے ہو۔

۲۱ جن قوموں نے اس قسم کی روش اختیار کی تھی (اے رسول! تو) ان میں سے قومِ عاد کی سرگذشت انہیں سنا جن کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے، ہود کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا ——— وہ کوئی نیا پیغمبر نہیں تھا۔ اس سے پہلے مختلف قوموں کی طرف اور پیغمبر بھی آ چکے تھے۔ اور اس کے بعد بھی آتے رہے۔ (اس وقت بالخصوص اس کا تذکرہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ تمہارے مخالفین کی روش اس قوم سے ملتی جلتی ہے۔ بہرحال) وہ احقاف کے علاقہ میں رہنے والوں کو ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کے سوا کسی اور کی اطاعت مت کرو۔ مجھے ڈر ہے کہ جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے اس کا نتیجہ بہت بڑی تباہی ہو گا۔

۲۲ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ کیا تو ہماری طرف اس لئے آیا ہے کہ ہم اپنے معبودوں سے روگردانی کر لیں؟ اگر تو اپنی اس بات میں سچا ہے کہ ہماری روش کا نتیجہ تباہی ہے، تو

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا
مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ
أَلِيمٌ ﴿٢٤﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٥﴾
وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا
أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٢٦﴾ ع ۳

اس تباہی کو لے آ- اس میں دیر کیوں کر رہا ہے؟

۲۳ اس نے کہا کہ اس کا علم میرے خدا ہی کو ہے کہ وہ عذاب کب اور کس شکل میں آئے گا- میرا فریضہ صرف اتنا ہے کہ مجھے جو پیغامات دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہے' انہیں تم تک پہنچا دوں- لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم بڑی ہی بیوقوف قوم ہو (کہ میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں' تم اس پر غور و فکر کرتے نہیں' اور اس پر اصرار کئے جا رہے ہو کہ جس تباہی سے تمہیں آگاہ کیا جاتا ہے' وہ جلدی کیوں نہیں آتی)-

۲۴ (اس وقت طویل خشک سالی کی وجہ سے انہیں بارش کی بہت ضرورت تھی) انہوں نے دیکھا کہ کالی گھٹا اٹھی ہے جو ان کی وادیوں کی طرف بڑھے چلی آ رہی ہے- وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ گھٹا ایسی بارش برسائے گی جس سے ہماری زمینیں سیراب ہو جائیں گی- لیکن وہ بارش برسانے والا بادل نہیں تھا- وہ اس آندھی کا جھکڑ تھا جو ان کی اس تباہی کے لئے بڑھے چلا آ رہا تھا جس کے لئے وہ جلدی مچاتے تھے-

۲۵ اس نے قانون خداوندی کے مطابق' ہر شے اکھاڑ پھینکی' اور چاروں طرف تباہی مچا دی- چنانچہ اس بستی کی حالت یہ ہو گئی کہ اس کے مکانوں کے کھنڈرات باقی رہ گئے' اور مکین سب ہلاک ہو گئے-

اس طرح ہم مجرمین کو ان کے غلط اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں- (ان سے کہہ دو کہ اگر تم نے بھی اپنی غلط روش کو نہ چھوڑا' تو تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہو گا)-

۲۶ (اور وہ کوئی ایسی ویسی قوم نہیں تھی)- جس قدر جاہ و جلال اور غلبہ و اقتدار انہیں حاصل تھا' ویسا تمہیں بھی حاصل نہیں- نیز' وہ غیر مہذب اور وحشی قوم بھی نہیں تھی- انہیں علم و دانش کے تمام ذرائع ——— سماعت' بصارت اور قلب ——— حاصل تھے لیکن

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ
نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْٓا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

---

چونکہ ان پہ مفاد پرستی کے جذبات غالب تھے جس کی وجہ سے وہ قوانین خداوندی کی مخالفت کرتے تھے، اس لئے ان کی عقل و دانش اور فہم و فراست، ان کے کسی کام نہ آئے (۴۵/۴۴)۔ اور جن نتائج کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے انہوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا (جب عقل انسانی وحی کی روشنی میں کام کرے تو اس کے نتائج بڑے خوشگوار ہوتے ہیں۔ لیکن جب انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہو جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے اور اس کی عقل و دانش ماؤف ہو جاتی ہے، جس طرح نشے کی حالت میں وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے)۔

۲۷ (اور ایک قوم عاد ہی پر کیا موقوف ہے)۔ ہم نے تمہارے ملک (عرب) کے گرد و نواح کی بہت سی بستیوں کو اسی طرح تباہ و برباد کر دیا۔ ہم ان "تاریخی یادداشتوں" کو اس لئے بار بار دہراتے ہیں تاکہ یہ لوگ صحیح راستے کی طرف رجوع کریں۔

۲۸ (ان سے پوچھو کہ) ان قوموں کو، ان کے معبودوں نے تباہی سے کیوں نہ بچا لیا جنہیں، انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اس لئے معبود بنا رکھا تھا کہ وہ انہیں بلند مدارج عطا کر دیں گے اور خدا کا مقرب بنا دیں گے۔ جب ان پر تباہی آئی تو وہ معبود کہیں دکھائی ہی نہیں دیتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ ان کے ذہن کا تراشیدہ اور یکسر باطل تھا۔ اس کی حقیقت ہی کچھ نہ تھی۔

۲۹ (اے رسول! اگر یہ شہری آبادیاں تمہاری دعوت کی مخالفت کرتی ہیں، تو اس سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہم نے تمہیں تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ۳۴/۲۸۔ جن میں شہری اور دیہاتی۔ مہذب اور غیر مہذب، صحرانشین سب شامل ہیں۔ دیہاتی اور صحرانشین بدو اس کی طرف متوجہ ہونے جا رہے ہیں تمہیں یاد ہوگا کہ) ہم نے تمہاری طرف، صحرانشینوں کی ایک جماعت کو متوجہ کیا تھا تاکہ وہ قرآن کو سنیں (۷۲/۱)۔ چنانچہ جب وہ تمہاری مجلس میں، جہاں قرآن کا بیان ہو رہا تھا، آئے، تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ وہ اسے نہایت خاموشی سے سنیں۔ جب وہ بیان ختم ہو گیا تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے تاکہ انہیں ان کی غلط روش کے نتائج سے آگاہ کریں۔

قَالُوا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾
وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّـحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾

۳۰ انہوں نے جاکر اپنی قوم سے کہا کہ ہم ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں جو موسٰیؑ کے بعد (محمدؐ پر) نازل ہوئی ہے۔ وہ ان تمام باتوں کو سچ کر دکھانے والی ہے جو کتابِ موسٰیؑ میں بیان ہوئی تھیں۔ وہ حق کی طرف راہ نمائی کرتی ہے اور انسان کو وہ راستہ دکھا دیتی ہے جو اسے سیدھا، اس کی منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔

۳۱ (انہوں نے کہا کہ) اے ہماری قوم کے لوگو! تم اس داعی الی الحق کی دعوت کو قبول کرو اور (جس طرح وہ کہتا ہے اس کے مطابق) خدا پر ایمان لاؤ۔ وہ تمہاری لغزشوں کے مضر اثرات سے تمہاری حفاظت کرے گا اور تمہیں الم انگیز تباہی سے بچا لے گا۔

۳۲ یاد رکھو! جو شخص اس کی دعوت کو قبول نہیں کرے گا (اور غلط راستے پر چلتا رہیگا) خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے اس کا انجام تباہی اور بربادی ہوگا)۔ روئے زمین پر کوئی قوت ایسی نہیں جو خدا کے قانون کو شکست دے سکے۔ (اس لئے اس کا ایسا انجام ہو کر رہے گا)۔ ایسے شخص کا، خدا کے سوا کوئی کارساز اور سرپرست نہیں ہوگا۔ جو لوگ اس کی دعوت کو قبول نہیں کرتے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

۳۳ (یہ بات، اس وحشی قبیلے کے افراد کی سمجھ میں تو آگئی۔ لیکن یہ مکہ کے مہذب ترین قبیلہ قریش کے افراد ہیں کہ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی)۔ کیا انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے کائنات کے اس قدر محیر العقول سلسلہ کو پیدا کیا —— اور اس سے وہ ذرا بھی تھکا نہیں[1]۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر سکے (۳۸/۵۰)۔ بیشک وہ

[1] اس سے بائبل کے اس باطل عقیدہ کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ خدا نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا اور پھر ساتویں دن آرام کیا کیونکہ وہ اس کام سے تھک گیا تھا۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

۴ ع ۴

اس پر قادر ہے۔ اس نے ہر بات کے لئے محکم قوانین مقرر کر رکھے ہیں جن پر اسے پورا پورا کنٹرول ہے۔ انہی قوانین کے مطابق مردوں کو زندگی مل جاتی ہے۔

۳۴ یہ لوگ جو اس قانون خداوندی سے انکار کرتے ہیں' جب انہیں تباہی کے جہنم کے سامنے لایا جائے گا تو ان سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ! جو کچھ تم سے کہا جاتا تھا' وہ مبنی بر حقیقت تھا یا نہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! ہمارا نشوونما دینے والا اس پر شاہد ہے کہ وہ سب کچھ حقیقتِ ثابتہ بن کر ہمارے سامنے آگیا ہے۔ ان سے کہا جائے گا کہ پھر تم اس عذاب کا مزہ چکھو جس سے تم انکار کیا کرتے تھے۔

۳۵ (بہرحال۔ اے رسول! تم ان لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کرو' بلکہ) اپنے پروگرام پر نہایت ثبات و استقامت سے جمے رہو' اسی طرح جس طرح ہمارے دوسرے رسول جو بڑی ہمت اور عزیمت کے مالک تھے' اپنے پروگرام پر استقامت سے جمے رہے تھے۔ تم ان (مخالفین) کے انجام کے متعلق جلدی مت کرو۔ (یہ مہلت کا عرصہ زیادہ نہیں ہوگا) جس دن یہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے' تو یہ محسوس کریں گے کہ یہ مہلت کا عرصہ ایک دن بھی نہیں' بلکہ دن کی ایک گھڑی کے برابر تھا۔

تم ان تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ جو لوگ بھی خدا کی راہ چھوڑ کر دوسری طرف نکل جائیں وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں —— اور جو ایسا نہ کریں' وہ تباہ نہیں ہوتے۔ لہٰذا' اگر وہ تباہی سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ خدا کا تجویز کردہ راستہ اختیار کرلیں۔

# سُورَۃ مُحَمَّد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا
الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾

---

**۱** جن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ خود بھی نظامِ خداوندی سے انکار کرتے ہیں' اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف آنے سے روکتے ہیں' ان کی تمام کوششیں رائگاں جائیں گی (اور یہ نظام متشکل ہو کر رہے گا)۔

**۲** ان کے برعکس' جو لوگ اس نظام کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں۔ یعنی وہ اُس ضابطہ زندگی (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں جو محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے' اور جو ان کے نشوونما دینے والے کی طرف سے حقیقت ثابتہ ہے۔ اور خدا کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان کے اس یقینِ محکم اور عملِ پیہم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے معاشرہ کی ناہمواریاں دور ہو جائیں گی' اور ان کی صلاحیتیں نشوونما پا کر ان کی حالت سنوار دیں گی۔

**۳** یہ اسلئے کہ جو لوگ اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں وہ باطل کے تخریبی پروگرام کے پیچھے چلتے ہیں اور جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے نشوونما دینے والے کے اُس پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ
إِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم
بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿٤﴾ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿٥﴾ وَيُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿٦﴾

---

جو حق پر مبنی اور ٹھوس تعمیری نتائج کا حامل ہے۔

اس طرح اللہ لوگوں سے ان کے احوال و کوائف بیان کرتا ہے۔

۴ (یہ لوگ اپنی مخالفت میں اس درجہ آگے بڑھ رہے ہیں کہ ان سے تصادم ناگزیر نظر آتا ہے)۔ سو جب میدانِ جنگ میں ان سے آمنا سامنا ہو تو تم بھی انہیں قتل کرو۔ جب اُن کی قوت ٹوٹ جائے اور تم غالب آجاؤ تو بقیۃ السّیف کو مضبوطی سے باندھ کر جنگی قیدی بنالو (۸/۶۷)۔ پھر (جیسے حالات کا تقاضا ہو اس کے مطابق) انہیں یا تو معاوضہ لے کر رہا کردو (یعنی زرِ فدیہ لے کر یا اپنے قیدیوں کے مبادلہ کے طور پر) اور یا محض احسان رکھ کر[1] (۴۰/۳۸)۔ تا آنکہ خود لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے (یعنی ملک میں ہر طرح کا امن و امان ہو جائے۔ اسی مقصد کے لئے تمہیں جنگ کی اجازت دی گئی ہے)۔

یہ بھی یاد رکھو کہ اگر اللہ چاہتا تو ان مخالفین کو اور طرح سے بھی سزا دے سکتا تھا۔ لیکن وہ چاہتا یہ ہے کہ اس طرح باہمی مقابلہ سے یہ بات ابھر کر تمہارے سامنے آجائے کہ تم میں زندہ رہنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کی کس قدر صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ باقی رہے تم میں سے وہ جو اس جنگ و قتال میں دشمن کے ہاتھوں مارے جائیں، سو یاد رکھو! ان کے اعمال ضائع نہیں جائیں گے۔ (زندگی ایک جوئے رواں ہے جس کا خاتمہ موت سے نہیں ہو جاتا اس لئے)

۵ اللہ انہیں ان کی منزلِ مقصود تک پہنچائے گا۔ ان کی حالت سنور جائے گی۔ وہ
۶ انہیں جنتی زندگی عطا کرے گا جسے نہایت خوش گوار بنایا گیا ہے اور جس کا تعارف (اس قرآن کے ذریعے پہلے ہی سے) کرا دیا گیا ہے۔

---

[1] عرب جنگ کے قیدیوں کو غلام اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا کرتے تھے۔ قرآن نے یہ حکم دے کر غلامی کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ
أَعْمَالَهُمْ ﴿٨﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٩﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا
وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿١١﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَ (۱ ع ۱۱ ۵)
الَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿١٢﴾

---

**۷** ان حقائق کی روشنی میں، اے جماعتِ مومنین! تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر تم نے نظامِ خداوندی کے قیام میں مدد کی، تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ یعنی وہ تمہارے پاؤں جما دے گا۔ (تمہاری اس ثابت قدمی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ)۔

**۸** تمہارے مخالفین کو ایسی شکست ملے گی کہ وہ اٹھ نہیں سکیں گے، اور ان کی تمام کوششیں رائگاں چلی جائیں گی۔

**۹** یہ اس لئے کہ یہ اُس نظام کو ناپسند کرتے ہیں جسے اللہ نے نوعِ انسان کی بہبود کے لئے متعین فرما کر (قرآن میں) نازل کیا ہے۔ لہٰذا ان کے کام اکارت جائیں گے۔ (دنیا میں وہی کام ثمر بار ہو سکتے ہیں جو نوعِ انسان کی منفعت کے لئے ہوں۔ ۱۳/۱۷۔ جن کاموں سے انسانیت کی تخریب ہوتی ہو وہ برومند نہیں ہو سکتے)۔

**۱۰** یہ وہ اٹل اصول ہے جس کی شہادت اقوامِ سابقہ کی سرگزشت سے مل سکتی ہے۔ اگر یہ لوگ زمین میں اِدھر اُدھر چلتے پھرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان اقوام کا حشر کیا ہوا تھا جو ان سے پہلے ہو گزری ہیں۔ انہوں نے خدا کی متعین کردہ صحیح روش پر چلنے سے انکار کیا تو تباہ و برباد ہو گئیں۔ لہٰذا جو قوم بھی اس قسم کی روش اختیار کرے گی، تباہ و برباد ہو جائے گی۔ (تخریبی روش کا انجام ہر جگہ اور ہر زمانے میں ایک جیسا ہوتا ہے۔ اسی کو وحدتِ کائنات کا قانون کہتے ہیں)۔

**۱۱** یہ اس لئے کہ جو لوگ خدا کے قوانین کا اتباع کرتے ہیں، خدا ان کا رفیق ہوتا ہے۔ اس کے قوانین ان لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ان سے انکار کرتے ہیں، ان کا رفیق اور پشت پناہ کوئی نہیں ہوتا۔

**۱۲** خدا کی اس رفاقت اور پشت پناہی کے معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں کے ایمان اور

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ﴿۱۴﴾ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ
غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ
وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿۱۵﴾

---

اعمالِ صالح کے نتیجہ میں انہیں ایسی جنتی زندگی نصیب ہو جاتی ہے جس کی شادابیوں میں کبھی کمی نہیں آسکتی۔ لیکن جو لوگ اس حقیقت سے انکار کرتے ہیں (اور سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے، تو ان کی زندگی اور حیوانات کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ انہی کی طرح کھاتے پیتے، سامانِ زیست سے فائدہ اٹھاتے (اور مرجاتے ہیں)۔ اس تصورِ زندگی کا نتیجہ (شرفِ انسانیت کی) تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا —— حیوانوں کی طرح جیئے حیوانوں کی طرح مرگئے۔ انسانی سطحِ زندگی ان کے نصیب میں ہی نہ ہوئی۔

۱۳ (اس قسم کی حیوانی سطح پر زندگی بسر کرنے والی) کتنی ہی قومیں تھیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس ہلاکت اور تباہی سے نہ بچا سکی۔ وہ قومیں، تیری اس قوم کے مقابلہ میں، جس نے تجھے (اے رسول!) گھر تک سے نکال دیا ہے، قوت وحشمت میں کہیں بڑھ کر تھیں۔ (جب وہ تباہ ہو گئیں، تو یہ قوم کس طرح محفوظ رہ سکے گی!)۔

۱۴ (بات بڑی صاف اور سیدھی ہے)۔ ایک شخص خدا کی عطا کردہ بصیرت کی روشنی میں، زندگی کے صاف اور سیدھے راستے پر آنکھیں کھول کر چلا جا رہا ہے۔ دوسرا شخص، محض اپنے جذبات کے پیچھے چلتا ہے جس سے اس کی سوجھ بوجھ کی قوتیں اس طرح ماؤف ہو جاتی ہیں کہ وہ بھلے اور برے میں تمیز ہی نہیں کر سکتا، حتیٰ کہ ہر برائی اسے بھلائی بن کر دکھائی دیتی ہے۔ —— کیا یہ دونوں شخص کبھی برابر ہو سکتے ہیں؟

۱۵ (یہ تو ہی راستے کی مثال۔ اب ان کی منزل کی طرف آؤ)۔ ایک شخص کا مقام وہ جنت ہے جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے۔ اس جنت کی مثال یوں سمجھو کہ اس میں ایسے صاف اور شیریں پانی کی ندیاں رواں ہیں جس میں کبھی بگاڑ پیدا نہیں ہوتا (پانی میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس کے بند رکھنے سے۔ اور جنتی معاشرہ میں، سامانِ حیات روک کر نہیں رکھا جاتا۔ سب کے لئے کھلا رہتا ہے۔ اس لئے اس میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا۔ ۲۴/۱۱)۔ نیز، اس میں ایسے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

---

دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلتا۔ اور فشردہ انگور کی نہریں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے (لیکن جس میں نشہ سرگرانی یا خمار نہیں۔ ۵۲/۲۳ ؛ ۵۶/۱۹)۔ اور مصفا شہد کی ندیاں۔ نیز ہر طرح کے پھل۔ اس قسم کا سامان نشوونما اور اس کے ساتھ ہر خطرہ سے حفاظت — یہ ہے اس جنت کا تمثیلی بیان —

اس کے برعکس، دوسرا شخص ہے جو اس جہنم میں زندگی بسر کرتا ہے جس میں پانی ملتا ہے تو کھولتا ہوا جو (نشوونما کا ذریعہ بننے کے بجائے، الٹا) ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے (۱۴/۱۶)۔

کہو، کہ ان دونوں کی حالت کبھی یکساں ہو سکتی ہے؟

۱۶ ان مخالفین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں (جو ہماری مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں، اور ایسا نظر آتا ہے کہ یہ) بڑے غور و خوض سے تمہاری باتیں سن رہے ہیں (۱۰/۴۲ ؛ ۶/۲۵)۔ لیکن جب وہ مجلس سے باہر جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جنہیں کتاب اللہ کی سمجھ بوجھ ہوتی ہے پوچھتے ہیں کہ اس (رسول) نے ابھی ابھی کیا کہا تھا۔ (یہ اس لئے نہیں کہ قرآن کی باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہ قرآن کی باتیں سننا اور ان پر عمل کرنا چاہتے ہی نہیں) یہ محض اپنے مفاد اور خواہشات کا اتباع کرتے ہیں۔ (اور جن لوگوں کی یہ حالت ہو، ان کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ) ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی (۷/۱۷۹ ؛ ۲/۷ ؛ ۱۶/۱۰۸ ؛ ۱۷/۴۵ ؛ ۴۵/۲۳ ؛ ۶۳/۳)۔

۱۷ ان کے برعکس، جو لوگ قوانین خداوندی سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں، تو اللہ اُن کی ہدایت حاصل کرنے کی استعداد کو اور بڑھاتا ہے جس سے وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ ان قوانین کی پوری پوری نگہداشت کر سکیں اور ان کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

۱۸ (سو یہ لوگ جو تمہاری مخالفت میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ تمہیں تمہارے وطن تک سے نکال دیا ہے۔ اور اس کے بعد بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتے) تو انہیں اب صرف اس کا انتظار ہے کہ وہ آنے والا انقلاب اچانک ان کے سامنے آجائے۔ اس انقلاب کی

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴿١٩﴾
وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم
مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ
فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾

---

ابتدائی علامات تو نمودار ہو چکی ہیں۔ (لہذا' اب اسے آنے ہی والا سمجھو)۔ جب وہ انقلاب آجائیگا' تو اُس وقت ان کا سمجھ بوجھ سے کام لینا' انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکیگا۔

۱۹ تم اس حقیقت پر یقین رکھو کہ کائنات میں خدا کے سوا کسی کا غلبہ و اقتدار نہیں۔ اس لئے تمہارے مخالفین' خود تیرے اور جماعت مومنین کے مردوں اور عورتوں کے خلاف جو تہمتیں تراشتے اور بہتان باندھتے ہیں' تم ان سے افسردہ خاطر نہ ہو' بلکہ ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے' قانونِ خداوندی سے حفاظت طلب کرتے رہو[1] (۴۸ ؛ ۳۳)۔ وہ جانتا ہے کہ اس وقت تمہاری نقل و حرکت (مکہ سے مدینہ کی طرف) کس طرح ہو رہی ہے' اور بالآخر اسے کہاں جا کر ٹھیرنا ہے۔

۲۰ (اُس وقت حالات اِس درجہ صبر آزما ہو رہے تھے کہ) جماعتِ مومنین کے دل میں بار بار یہ سوال اٹھتا تھا کہ خدا کی طرف سے' جنگ کی اجازت دینے والے احکام کیوں نازل نہیں ہوتے؟ بالآخر انہیں جنگ کی اجازت دی گئی (اس سے سچے مومنین کے دلوں میں نئے ولولے بیدار ہو گئے۔ لیکن) جن لوگوں کے دل میں منافقت کا مرض ہے' وہ تیری طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو رہی ہو —— دیکھو! کہ یہ کس عذاب میں گرفتار ہیں؟

۲۱ (جونہی جہاد کا حکم آیا تھا' ان کی زبان پر بےساختہ آجانا چاہئے تھا کہ) ہم اطاعت کیلئے ہر وقت تیار ہیں۔ اس کے بعد انہیں چاہیئے تھا کہ اس نظام کے منظور کردہ پروگرام کی باتیں کرتے اور جب جنگ کے متعلق آخری فیصلہ ہو جاتا' تو اس میں شریک ہو کر' اپنے دعوئے ایمان کو سچ کر دکھاتے۔

---

[1] اس سے مراد وہ چھوٹی موٹی کوتاہیاں بھی ہو سکتی ہیں جو نظام خداوندی کے متشکل کرنے کے سلسلہ میں سرزد ہوں۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ
وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ
اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

---

یہ تھی وہ مناسب رَوش جو انہیں اختیار کرلی چاہیئے تھی! (لیکن ان کے دل کا روگ انہیں ایسی روش کس طرح اختیار کرنے دیتا؟)۔

۲۲ (ان سے کہو کہ) اگر تم اِس وقت اپنے عہد سے پھر گئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم بھی (کفّار کے ساتھ مل کر) ملک میں فساد برپا کرتے پھروگے' اور قطع رحم کروگے (کیونکہ تمہاری رشتہ داریاں تو زیادہ تر مسلمانوں کے ساتھ ہیں)۔

۲۳ (کس قدر تاسف انگیز ہے یہ تلخ حقیقت کہ) یہ لوگ' اپنی اس رَوش کی وجہ سے' اُن سعادت سے محروم رہ گئے جو انہیں جہاد میں شریک ہونے سے حاصل ہوئی تھی۔ ان کی عقلوں پر پردے پڑ گئے۔ اب انہیں نہ کچھ سنائی دیتا ہے نہ دکھائی۔

۲۴ حیرت ہے کہ یہ لوگ قرآن میں غور و تدبر کیوں نہیں کرتے؟ ان کے دلوں پر کیوں ایسے تالے پڑ گئے کہ ان میں عقل و بصیرت کی کوئی بات جاتی ہی نہیں؟ (۴/۸۲)۔

۲۵ اصل یہ ہے کہ جو لوگ قرآنی راہ نمائی کے واضح طور پر سامنے آجانے کے بعد' اُس سے یوں پھر جائیں' تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے جذبات انہیں ان کی مفاد پرستیوں کو بڑا خوشنما بنا کر دکھاتے' اور انہیں طرح طرح کی فریب انگیز امیدیں دلاتے ہیں۔ (یوں یہ لوگ' اپنے انفرادی مفادِ عاجلہ کو نوعِ انسانی کے مفادِ کلی پر ترجیح دے کر' قرآن کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں)۔

۲۶ اور اس کے بعد' یہ' خفیہ طور پر ان لوگوں سے مل جاتے ہیں' جو احکامِ خداوندی کو سخت ناپسند کرتے ہیں' اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم بعض امور میں تمہاری اطاعت کریں گے۔

ان سے کہدو کہ خدا تمہارے خفیہ منصوبوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

۲۷ (اِس وقت تو یہ لوگ اس قسم کی سازشیں کر کے بہت خوش ہوتے ہیں لیکن) اُس وقت ان کی حالت کیا ہوگی جب موت ان کے سامنے آ کھڑی ہوگی اور ان کی غلط روش کے تباہ کن

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ ۳ ع ۹ ۷
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ ۚ
وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ
وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾

---

نتائج' عذاب بن کر ان پر مسلط ہو جائیں گے اور ان کا کچومر نکال دیں گے۔

۲۸ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ان راستوں پر چلتے ہیں جو قوانین خداوندی کے خلاف ہیں' اور ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنا انہیں سخت ناگوار گزرتا ہے۔ (لیکن اس سے انہیں کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی)۔ ان کا کیا کرایا سب اکارت جائے گا۔

۲۹ جن لوگوں کے دل میں منافقت کا روگ ہے کیا وہ یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ خدا ان کے دل میں چھپے ہوئے کینے کو ظاہر نہیں کرے گا۔ (اور یہ ہمیشہ منافقت کے نقاب میں چھپ کے زندگی بسر کئے جائیں گے؟)۔

۳۰ اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں کو ایک ایک کرکے' تمہارے سامنے لے آئیں اور تو ان کی اچھی طرح شناخت کرلے۔ (لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ یہ ہماری اس ہمہ گیر اسکیم کے خلاف ہے جس کی رو سے ہم انسانی معاملات میں کسی خلاف عادت بات کو دخل انداز نہیں ہونے دینا چاہتے۔ البتہ) تو انہیں' اپنی فہم و فراست کی رو سے' ان کے طرز کلام سے پہچان سکتا ہے۔ جہاں تک تمہارے (اور ان کے اعمال) کا تعلق ہے' وہ ہمارے قانونِ مکافات کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ ان کے نتائج سامنے آکر رہیں گے۔

۳۱ (اگر ہم نے خلافِ عادت طریق سے کام لینا ہوتا تو اس کشمکش کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لیکن) ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا ان سے ٹکراؤ ہو تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ تم میں مجاہدین کون ہیں اور وہ کس حد تک مستقل مزاج ہیں۔ یعنی وہ کون ہیں جو اس نظام کے قیام کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں اور اس راہ میں آنے والی تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت استقلال اور استقامت سے کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کے احوال و کوائف کھلے کھلے طور پر لوگوں کے سامنے آجائیں (اور دنیا دیکھ لے کہ ایمان کی وجہ سے تمہارے اندر کس قسم کی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے' اور تم کیا سے کیا بن گئے ہو)۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا
اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا
أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَ
تَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ ۖ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَ
إِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾

---

۳۲ یاد رکھو! جو لوگ قوانینِ خداوندی کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اس طرف آنے سے روکتے ہیں' اور اس کے بعد کہ صحیح راستہ ان کے سامنے نکھر کر آچکا ہے' رسول کی بدستور مخالفت کئے چلے جارہے ہیں (ان سے کہہ دو کہ) وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ ان کی تمام مخالفانہ جدوجہد کو بے نتیجہ کر کے رکھ دے گا۔

۳۳ (لیکن' اے جماعتِ مومنین' تم یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ سب کچھ خدا خود ہی کر دے گا اور تمہیں کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ) تم اس نظامِ خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرو جسے رسول نے متشکل کیا ہے۔ اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھاؤ جس سے تمہارا کیا کرایا ضائع چلا جائے۔

۳۴ جو لوگ قوانینِ خداوندی سے انکار کرتے ہیں' اور دوسروں کو بھی اس طرف آنے سے روکتے ہیں' اگر وہ اپنی روش کو نہ بدلیں' اور اسی حالت میں مر جائیں' تو وہ اپنے غلط اعمال کے تباہ کن نتائج سے کبھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ (اس لئے اگر ان میں سے کسی کے سامنے یہ تباہی اس دنیا میں نہیں آتی تو' اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مکافاتِ عمل سے بچ گیا۔ یہ نتائج' مرنے کے بعد اس کے سامنے آجائیں گے)۔

۳۵ (اے جماعتِ مومنین! اب جو ان مخالفین کے ساتھ جنگ تک کی نوبت آگئی ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم (ان منافقین کی اس قسم کی حرکات سے) افسردہ خاطر ہو کر اپنی جدوجہد میں سست ہو جاؤ۔ یا اس خیال سے کہ تم کمزور ہو' ان سے دب کر صلح کی درخواست کرو۔ یقین رکھو! تم ان پر ضرور غالب آؤ گے۔ اس لئے کہ خدا کے قانون کی تائید و نصرت تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری کوشش کے نتائج میں کبھی کمی نہیں کرے گا۔ وہ تمہیں گھاٹے میں نہیں رکھے گا۔

۳۶ (پھر اس حقیقت پر بھی نگاہ رکھو کہ) تمہارا منتہاء مقصود محض اس دنیا کے مفاد کا حصول

إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ ۖ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِن تَتَوَلَّوْا
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ﴿۳۸﴾ ۴ ع ۱۰ ۸

---

نہیں ہونا چاہیئے۔ تمہاری نگاہ' زندگی کی بلند مستقل اقدار پر رہنی چاہیئے۔ ان کے مقابلہ میں دُنیادی زندگی اور اس کے لوازمات کھیل تماشے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ اگر تم اس بات پر یقین محکم رکھو گے' اور (دنیاوی مفاد اور کسی مستقل قدر میں تصادم کی صورت میں) مستقل قدر کی نگہداشت کرو گے' تو خدا کا قانونِ مکافات' تمہیں تمہاری محنتوں کا پورا پورا معاوضہ دیگا' اور اس کے بدلے میں تم سے کچھ نہیں مانگے گا۔ (اس لئے' اِس وقت تم اس نظام کے قیام کے لئے جو کچھ بن پڑے دے ڈالو۔ یہ سب تمہیں' دگنا چوگنا ہو کر واپس مل جائے گا)۔

۳۷ تم مالی قربانی سے اس صورت میں ہچکچا سکتے ہو کہ یہ نظام تم سے اپنے لئے کچھ زبردستی مانگے۔ بھکاریوں کی طرح' ننگے پاؤں' تمہارے پیچھے پیچھے پھرے اور تمہیں اس سے جان چھڑانی مشکل ہو جائے اور تم تنگ آ کر وہ کچھ اگل دو جو تمہارے سینے میں ہے۔ (یہ نظام' یہ کچھ نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ مانگتا ہے' تمہارے لئے ہی مانگتا ہے۔ اس لئے تم برضا و رغبت' دو)۔

۳۸ لیکن تم میں ایسے لوگ بھی ہیں' کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس نظام خداوندی کے قیام کے لئے' اپنا مال کھلا رکھیں' تو وہ بخل کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص اس معاملہ میں بخل سے کام لیتا ہے' تو وہ بخل خود اس کی اپنی ذات کے خلاف جاتا ہے۔ اللہ تمہارا محتاج نہیں (کہ تم اسے نہ دو گے تو اس کی ضرورت رکی رہ جائے گی)۔ تم اپنی نشوونما کے لئے اس کے نظام کے محتاج ہو۔ اگر تم اس نظام سے روگردانی کرو گے' اور اپنے عہد سے پھر جاؤ گے' تو وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا جو تمہارے جیسی نہیں ہوگی۔ (اس لئے کہ قوموں کی موت و حیات' اور استخلاف و استبدال کا قانون یہ ہے کہ جو قوم صحیح نظام زندگی کی حامل ہو وہ باقی رہتی ہے۔ جو غلط نظام رائج کرے' وہ تباہ ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ وہ قوم لے لیتی ہے جو بہتر نظام کی حامل ہو۔ قوموں کی موت و حیات کے فیصلے زندگی کے متعلق اُن کے نظریات' اور عملی نظام کی رو سے ہوتے ہیں)۔

# سورۃ الفتح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ① لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ② وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ③ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ

۱ ہم نے (اے رسول!) تیرے لئے‘ کامیابی وکامرانی کی واضح راہ کشادہ کردی ہے‘ اور ایک
فیصلہ کن انقلاب عنقریب آنے والا ہے۔

۲ اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ مخالفین تیرے خلاف جس قدر الزامات تراشتے‘ بہتان باندھتے اور
غلط باتیں تیری طرف منسوب کرتے ہیں (یا اس کے بعد کریں) ان کے مضر اثرات سے تیری حفاظت کا سامان
ہوجائے۔ (یہ کامیابیاں تیرے دعوے کی صداقت کی زندہ شہادت بن جائیں گی‘ اور اس طرح ان کے
سامنے ان تمام باتوں کا حتمی جواب آجائیگا جو یہ اس وقت تیرے خلاف کرتے ہیں[1]۔ ۵۵/۴۰ ; ۱۹/۴۷)۔ اسی سے
خدا کی ان نعمتوں کا اتمام ہوگا جن کا اس نے وعدہ کررکھا ہے (۵/۳)‘ اور یوں تو‘ اپنے قافلے سمیت‘
زندگی کی سیدھی اور متوازن راہ پر گامزن رہے گا۔

۳ یعنی خدا تجھے بڑا زبردست غلبہ عطا کردیگا۔ (اور اس طرح‘ یہ سب دیکھ لیں گے کہ بالآخر حق نما
آتا ہے اور باطل مغلوب ہوجاتا ہے۔

۴ یہ اعلان اس خدا کی طرف سے ہے جس نے جماعت مومنین کے دلوں میں اطمینان اور

[1] اس سے مراد وہ چھوٹی موٹی نادانستہ کوتاہیاں بھی ہوسکتی ہیں جو نظام خداوندی کے متشکل کرنے کے سلسلہ میں سرزد ہوں۔

إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٤﴾ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٥﴾ وَيُعَذِّبَ
الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٦﴾ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا
حَكِيمًا ﴿٧﴾

---

سکون پیدا کر دیا تاکہ اس سے اُن کے ایمان میں مزید تقویت آجائے۔ یہ سب کچھ ان کائناتی قوتوں کے ذریعے ہوتا ہے جو اُس کے پروگرام کی تکمیل میں سرگرمِ عمل رہتی ہیں (۹/۲۶) تاکہ انسان کے ہر عمل کا نتیجہ ٹھیک ٹھیک مرتب ہو (۴۵/۲۲ ; ۵۳/۳۱)۔ اور یہ سب کچھ خدا کے علم و حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔

**۵** اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جماعتِ مومنین کو' ان کے ایمان و اعمالِ صالح کے نتیجے کے طور پر' وہ جنتی معاشرہ عطا کر دے جس کی خوشگواریوں میں کبھی فرق نہیں آتا۔ اور ان کی معاشرتی ناہمواریوں کو دور کر دے (۱۱/۱۱۵)۔ اور یہ' قانونِ خداوندی کی رُو سے بہت بڑی کامیابی اور کامرانی ہے۔

**۶** حق کے غلبہ کا لازمی نتیجہ' باطل کی شکست ہوگی۔ لہٰذا' نظامِ خداوندی کے قیام کا دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان مخالفین —— مشرکین اور منافقین —— کو' خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں' ان کے کئے کی سزا مل جائے۔ یہ لوگ نظامِ خداوندی کے بارے میں بڑی بدگمانی سے کام لیتے رہے ہیں۔ مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ تنہا خدا کا قانون کافی نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ اور قوتوں کا قانون بھی شامل ہونا چاہیئے۔ اور منافقین ڈھلمل یقین تھے —— نہ اِدھر نہ اُدھر —— اور ہمیشہ دو رُخی چالیں چلتے تھے۔ اب یہ اپنے ہاتھوں لائی ہوئی مصیبتوں کے چکر میں پھنسیں گے۔ یہ زندگی کی ان خوشگواریوں سے محروم رہ جائیں گے جو ایمان و اعمالِ صالح کا لازمی نتیجہ ہیں۔ ان کی مخالفانہ جدوجہد کی کھیتیاں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائیں گی اور تباہیوں اور بربادیوں کا جہنم ان کے لئے تیار رہو گا۔ ان کا ٹھکانہ بہت برا ہوگا۔

(جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) یہ سب کچھ ان کائناتی قوتوں کی تائید و نصرت سے ہوگا جو قانونِ مکافات کو ایک زندہ حقیقت بنانے کے لئے سرگرمِ عمل رہتی ہیں (۴۵/۲۲)۔ اور اس طرح

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدٗا وَمُبَشِّرٗا وَنَذِيرٗا ۝٨ لِّتُؤۡمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ
وَأَصِيلًا ۝٩ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ ٱللَّهَ يَدُ ٱللَّهِ فَوۡقَ أَيۡدِيهِمۡۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ
نَفۡسِهِۦۖ وَمَنۡ أَوۡفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ عَلَيۡهُ ٱللَّهَ فَسَيُؤۡتِيهِ أَجۡرًا عَظِيمٗا ۝١٠

ع ۱۰ / ۹

یہ واضح ہوجائے گا کہ خدا کا قانون کس قدر غلبہ اور حکمت کا مالک ہے۔

۸ (لیکن یہ عمل میں آئے گا تیرے اور تیری جماعت کے ہاتھوں سے۔ اس مقصد کے لئے ہم نے ایک واضح پروگرام تمہارے سامنے رکھ دیا ہے جس پر تم عمل پیرا ہو۔ اس پروگرام کی رُو سے تیرا فریضہ یہ ہے کہ) تو اپنی جماعت کے افراد کے اعمال کی نگرانی کرتا رہے (۴۸/۲۹)۔ انہیں بتاتا رہے کہ صحیح اعمال کا نتیجہ کس قدر خوشگوار ہوتا ہے اور غلط روش کس طرح انسان کو تباہیوں کی طرف لیجاتی ہے۔

۹ اور جماعتِ مومنین، اس نظامِ خداوندی کی محکمیت پر یقین کامل رکھے جو اس کے رسول کی وساطت سے متشکل ہو رہا ہے۔ اور اس کے قیام و استحکام کے لئے اس (رسول) کی مدد کرے اور اس کی عظمت و توقیر کو بلند کرے (۷/۱۵۷)۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے، ہر وقت کوشاں اور سرگرداں رہے۔ (۳۳/۴۱—۴۲)۔

۱۰ (اس نظام کی صورت یہ ہے کہ یہ تجویز کردہ ہے خود خدا کا، جس نے اس کی وضاحت اپنی کتاب میں کر دی ہے، لیکن یہ عملی شکل اختیار کرتا ہے اس کے رسول کے ہاتھوں سے۔ رسول کے بعد اس کے جانشین یہی فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ لہذا، اس میں، جماعتِ مومنین، جو معاہدات خدا سے کرتی ہے وہ عملاً رسول کے ساتھ کئے جاتے ہیں، اور جو ذمہ داریاں خدا اپنے اوپر لیتا ہے، وہ بھی عملاً اس نظام کے ہاتھوں پوری ہوتی ہیں۔ مثلاً جماعتِ مومنین نے خدا سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنی جان اور مال اس کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ (۹/۱۱۱) اس کی عملی شکل یہ ہے کہ یہ لوگ یہ معاہدہ تیرے ساتھ کرتے ہیں۔ اور تیرے ساتھ کیا ہوا معاہدہ، خدا کے ساتھ کئے ہوئے معاہدہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ، اس عہد و پیمان کے وقت، ان کے ہاتھ کے اوپر تیرا ہاتھ نہیں ہوتا۔ یوں سمجھو کہ وہ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ ہے اس نظام کی عملی شکل۔

اس کے بعد جو شخص اس معاہدہ کو توڑتا ہے تو اس کا نقصان خود اسی کو ہوگا (کیونکہ اس کے اس عہد کو توڑنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جو معاہدہ اس کے ساتھ خدا نے کیا تھا، وہ بھی

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا ⑪ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ⑫ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ⑬

ٹوٹ جائے گا اور یہ ان ثمرات سے محروم رہ جائے گا۔ جو نظام خداوندی کی طرف سے اسے حاصل ہونے تھے) لیکن جو اس عہد کو پورا کرے گا جو اس نے اس طرح اللہ سے کیا ہے' تو اللہ اُسے اجر عظیم عطا کرے گا۔ (یہ اجر عظیم' اس دنیا اور اگلی دنیا میں جنت کی وہ زندگی ہے جو اس معاہدہ کا دوسرا جزو ہے۔ ۹/۱۱۱)۔

11 (اس تمہیدی وضاحت کے بعد' اس مہم کی طرف آؤ جو تمہارے پیش نظر ہے۔ اس جنگ میں) جو بدو تمہارے ساتھ شریک نہیں ہوں گے ——— پیچھے رہ جائیں گے ——— وہ کہیں گے کہ یہ اس لئے ہوا کہ ہم اپنے مال مویشی' اور گھر بار والوں کے متعلق ضروری انتظامات میں مصروف رہے' اس لئے شریک جہاد نہیں ہو سکے۔ لہذا' اسے ہمارے خلاف جرم قرار نہ دیا جائے۔ لیکن یہ ان کی محض بہانہ سازیاں ہیں۔ ان کی نیت کچھ اور تھی۔ ان سے کہدو کہ تمہارے متعلق خدا کا قانون ہی کچھ فیصلہ کرے گا۔ اگر اس کی رو سے تمہیں کچھ فائدہ یا نقصان پہنچنا ہوگا تو کسی کو اس کا اختیار نہیں کہ اس کے خلاف کچھ کر سکے۔ خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ اسی کے قانون کی رُو سے تمہارا فیصلہ ہوگا (اس میں میری یا کسی اور کی ذاتی مرضی کا کوئی سوال نہیں)۔

12 (ان سے کہدو کہ) تمہارا خیال تھا کہ رسول' اور اس کے ساتھ اس کی جماعت' سب اس جنگ میں ختم ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی اپنے گھروں کو لوٹ کر نہیں آئے گا۔ اس خیال سے تم بہت خوش ہوئے (اور یہ فیصلہ کر لیا کہ ہمیں ان کے ساتھ جنگ میں نہیں جانا چاہیئے) حالانکہ یہ خیال بہت ہی برا تھا جو تمہارے دل میں پیدا ہوا۔ اور انہی باتوں نے تمہیں تباہ کر دیا۔

13 حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی اس بات پر یقین نہیں رکھے گا کہ یہ نظام خداوندی کامیاب ہوگا' وہ اسی قسم کی حرکات کرے گا۔ اور جو اس قسم کی حرکتیں کرے گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا' کیونکہ اس نظام نے تو کامیاب ہونا ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ
الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا
كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ
مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ

---

**۱۴** انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ساری کائنات میں اختیار و اقتدار خدا کا ہے۔ (اس لئے ہو نہیں سکتا کہ جو نظام خدا کے اقتدار کو قائم کرنے کے لئے عمل میں لایا جا رہا ہو وہ کامیاب نہ ہو)۔ جو شخص اس نظام کی حفاظت میں آجانا چاہے اسے حفاظت مل جاتی ہے۔ اور جو اس کے خلاف چل کر تباہ ہونا چاہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا کا قانون ہمیشہ تمہاری حفاظت اور ربوبیت چاہتا ہے۔ یہ اس کی خلاف ورزی ہے جس سے تباہی آتی ہے۔

**۱۵** ان اعراب (بدوؤں) کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں یقین ہو گا کہ تم کسی ایسی جنگ کیلئے نکل رہے ہو جہاں سے مال غنیمت ضرور ملے گا تو یہ تم سے کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں۔ بالفاظ دیگر خدا نے جو ان کے متعلق فیصلہ دیا ہے کہ یہ ان خوشگواریوں سے محروم رہیں گے جو نظام خداوندی کا لازمی نتیجہ ہیں تو یہ چاہیں گے کہ اس فیصلے کو بدل دیا جائے۔ ان سے کہو کہ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ جیسا کہ خدا نے پہلے سے فیصلہ کر دیا ہے تم ہمارے ساتھ بالکل نہیں جا سکو گے۔

اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو اس لئے ایسا کہتے ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ زیادہ سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے (ورنہ بات کچھ ایسی مشکل نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔ بات یہ ہے کہ تمہاری جماعت میں وہی لوگ شامل ہو سکتے ہیں جو نظام حق و صداقت کے قیام کی خاطر ہر قسم کی کوشش کریں بلا لحاظ اس امر کے اس میں انہیں کوئی دنیاوی مفاد حاصل ہوتے ہیں یا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کی ذہنیت یہ ہو کہ جب کوئی فائدہ نظر آئے تو تمہارے ساتھ ہولیں اور جونہی کسی نقصان کا احتمال ہو بہانہ سازیاں شروع کر دیں وہ تمہارے ساتھ چلنے کے قابل نہیں قرار پاسکتے۔ اس میں حسد کی کونسی بات ہے؟)۔

**۱۶** ان پیچھے رہ جانے والے اعراب سے کہو کہ تمہارے خلوص کا امتحان اس طرح ہو سکتا ہے

وَإِن تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾ لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ
وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ
يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٧﴾ لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ۲ ع ۱۰
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾
وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً

---

کہ تمہیں کسی ایسی قوم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا جائے جو بڑی طاقتور اور جنگجو ہو۔ اور تم سے کہا جائے کہ تم ان سے جنگ مسلسل جاری رکھو تا آنکہ وہ اپنے ہتھیار رکھدیں۔

اگر تم نے اس حکم کی اطاعت کر لی تو سمجھا جائے گا کہ تم اپنے دعوے میں واقعی مخلص ہو۔ اس کا اجر تمہیں خدا کی طرف سے بڑا خوشگوار ملے گا۔ لیکن اگر تم اس سے پھر جاؤ گے جیسا کہ تم نے پہلے کیا تھا، تو تمہیں الم انگیز سزا ملے گی۔

۱۷ لیکن اس حکم سے اندھے۔ لنگڑے اور مریض مستثنیٰ ہیں۔ وہ جنگ میں شریک ہونے کے لئے مکلف نہیں۔ (۹/۹۱)۔

اصول یہ ہے کہ جو شخص بھی دل کے خلوص سے نظامِ خداوندی کی اطاعت کرے گا، اللہ اسے اس جنتی معاشرہ میں داخل کرے گا جس کی خوشگواریاں سدا بہار ہیں۔ اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا، وہ سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔

۱۸ اس اصول کے مطابق، جب جماعتِ مومنین، مخالفین کے بے پناہ ہجوم، اور خطرات کے خوفناک سیلاب کے علی الرغم اس درخت کے نیچے، تجھ سے عہدِ اطاعت کر رہے تھے (۴۸/۱۰)۔ تو ان کا یہ عمل قانونِ خداوندی کے عین مطابق تھا۔ وہ ٹھیک وہی کچھ کر رہے تھے، جو ایسے حالات میں قانونِ خداوندی کا تقاضا تھا۔ اور ان کا یہ عمل، محض رسمی یا میکانکی طور پر نہ تھا بلکہ دل کی پوری پوری رضامندی سے تھا جسے خدا اچھی طرح جانتا تھا۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ انہیں، ایسے ہیبت خطرات سامنے دکھائی دے رہے تھے لیکن اس کے باوجود انہیں پورا پورا اطمینان حاصل تھا۔ چنانچہ خدا نے ان کے لئے مستقبل قریب میں، فتح و کامرانی کی راہیں کھول دیں۔

۱۹ اور بہت سا مالِ غنیمت بھی ان کے ہاتھ لگا —— خدا کا قانونِ مکافات بڑے ہی غلبہ اور حکمت کا مالک ہے۔

۲۰ (اے جماعتِ مومنین! تمہارے حسنِ عمل کے نتیجہ میں) تمہیں بہت کچھ حاصل

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ
مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾

ہونے والا ہے۔ یہ جو کچھ تمہیں فوری طور پر مل گیا ہے (یہ اس کا قلیل سا حصہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ) سرکش قوتوں کے ہاتھ تمہاری مخالفت سے رک گئے ہیں۔ (اور اس جنگ و قتال سے مقصد ہی یہ تھا کہ یہ لوگ نظام عدل و احسان کے قیام میں تمہاری مخالفت نہ کریں۔ مالِ غنیمت تو یونہی رونگے میں ہاتھ آجاتا ہے)۔

اس قسم کی فتوحات جماعتِ مومنین کے لیے اس امر کی نشانی بن جاتی ہیں کہ خدا کا یہ وعدہ کہ تمہارا نظام غالب آکر رہے گا' واقعی حقیقت پر مبنی ہے' اور جس راستے پر وہ انہیں چلا رہا ہے' وہ صحیح منزلِ مقصود تک پہنچانے والا ہے۔

۲۱ اس قریبی کامیابی کے علاوہ' اور بھی بہت سی فتوحات ہیں جن پر تم نے ابھی مقدرت حاصل نہیں کی لیکن خدا کے قانونِ مکافات نے انہیں اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے۔ ان کا وقوع بعد میں ہوگا۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے ہر شے کے اندازے (قوانین) مقرر کر رکھے ہیں' اور ہر بات اُن اندازوں کے مطابق واقع ہوتی ہے۔

۲۲ اگر یہ مخالفین تم سے جنگ کرتے تو شکست کھا کر بھاگ جاتے۔ پھر ان کا نہ کوئی حمایتی ہوتا نہ سرپرست۔

۲۳ یہ کچھ محض ہنگامی یا اتفاقی طور پر نہیں ہو رہا۔ خدا کے ان قوانین کے مطابق ہو رہا ہے جو شروع سے اسی طرح چلے آرہے ہیں اور وہ اٹل اور غیر متبدل ہیں۔ ان میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔

۲۴ اور یہ اُس اللہ کے قانون کے مطابق ہوا جس نے تمہارے مخالفین کو روک دیا کہ وہ تمہارے خلاف ہاتھ اٹھائیں اور تمہیں روک دیا کہ تم ان کے خلاف ہاتھ اٹھاؤ۔ اور اس طرح وادیِ مکہ کشت و خون سے محفوظ رہی' حالانکہ تمہیں اُن پر کھلا ہوا غلبہ حاصل تھا۔ اللہ تم سب کے کاروبار پر نگاہ رکھتا ہے۔

هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ
وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ
مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ
وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾

۳ ع ۱۱

۲۵ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تمہاری ہر بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور تمہیں کعبہ کا حج کرنے سے بھی روک دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے تمہارے حج کے تحائف (جانور وغیرہ) کو بھی ان کی منزلِ مقصود (کعبہ) تک نہ جانے دیا۔ (لیکن اس کے باوجود خدا نے تمہیں روک دیا کہ تم ان کے خلاف جنگ نہ کرو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ) مکہ میں ایسے مومن مرد اور مومن عورتیں تھیں جن کے متعلق تمہیں معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں کہاں ہیں۔ اگر تم شہر پر حملہ کرتے تو یہ مظلوم' ان مخالفین کے ساتھ ناحق روندے جاتے۔ یہ تمہارا اپنا ہی نقصان ہوتا جو تمہیں لاعلمی کی وجہ سے پہنچ جاتا (اس لئے ہم نے تمہیں لڑائی سے روک دیا اور امن کی ایسی صورت پیدا کر دی کہ) اہلِ مکہ میں سے جو چاہے تمہارے نظامِ رحمت و ربوبیت میں داخل ہو جائے۔ ورنہ اگر مکہ میں ایسی صورت ہوتی کہ وہاں کے مومن مرد اور عورتیں' ان کفار سے الگ ہو چکے ہوتے' تو پھر ہم ان مخالفین کو تمہارے ہاتھوں دردناک سزا کا مزہ چکھاتے۔

۲۶ (ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ) ان مخالفین نے تمہارے خلاف' اپنے دل میں اس قسم کے سخت جذبات تعصب و نفرت بھڑکا رکھے تھے' جس طرح سخت جاہل اور وحشی لوگ اپنے اپنے دل میں نفرت و عداوت' اور ضد اور تعصب کے جذبات کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ اگر تم بھی پہلے کی طرح ہوتے تو تمہارے دل میں اس کا ردِ عمل سخت اضطراب اور ہیجان کی شکل میں ابھرتا۔ لیکن ایمان نے تمہارے اندر ایک عجیب نفسیاتی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اس لئے) اللہ نے اپنے رسول اور جماعتِ مومنین کے دلوں میں تسکین و طمانیت کی ٹھنڈک پیدا کر دی اور انہیں قانونِ خداوندی کی نگہداشت میں اور بھی زیادہ محکم کر دیا ——— حقیقت یہ ہے کہ یہ اسی کے اہل اور مستحق تھے۔ (جہلا کی طرح' جذباتِ ضد اور تعصب کا مشتعل رہنا ان کے شایانِ شان ہی نہ تھا)۔ خدا کا ہر فیصلہ علم پر مبنی ہوتا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ
مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

۲۷ (اے رسول! تولیت کعبہ کے لئے تمہاری شدت آرزو (۲/۱۴۴)) کا نتیجہ تھا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ تم مکہ میں فاتح و منصور داخل ہو رہے ہو۔ (۴۸/۱)۔ چونکہ تمہاری یہ آرزوئیں ہمارے وعدے کے مطابق تھیں، اس لئے ہم تمہارے خواب کو ضرور سچا کر دکھائیں گے[1] اور تم کشت و خون کے بغیر امن و عافیت سے کعبہ میں داخل ہو گے اور پورے سکون کے ساتھ حج کے مناسک ادا کرو گے —— سر منڈوانا۔ بال ترشوانا وغیرہ —— اور کسی کا خوف تم پر غالب نہیں ہو گا۔ خدا ان باتوں کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ، وہ تمہیں عنقریب ایک اور فتح بھی عطا کرے گا۔

۲۸ یہ اس لئے کہ اللہ نے اپنے رسول کو یہ ضابطۂ ہدایت یعنی حق پر مبنی نظام دے کر بھیجا ہی اس لئے ہے کہ یہ دنیا کے تمام خود ساختہ نظامہائے زندگی پر غالب آ کر رہے۔ (اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس جماعت کو اتنی قوت اور مقدرت حاصل ہو کہ یہ باطل کا نظام مٹا کر اپنا نظام قائم کر سکے)۔ اور خدا اس بات کی نگرانی کرنے کے لئے کافی ہے کہ ایسا ہو کر رہے۔

۲۹ اور یہ ہو گا محمد رسول اللہ اور اس کے رفقاء کار کی جماعت کے ہاتھوں۔ یہ جماعت بھی کیا عجیب و غریب جماعت ہے! ان کی کیفیت یہ ہے کہ یہ حق کے مخالفین کے مقابلہ میں چٹان کی طرح سخت ہیں، لیکن باہمدگر بڑے ہی نرم دل اور ہمدرد (۵/۵۴)۔ تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ کس طرح ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے جھک جاتے ہیں، اور قوانین خداوندی کے سامنے پیکر تسلیم و رضا بن جاتے ہیں۔ (لیکن یہ تارک الدنیا راہبوں کی جماعت نہیں)، یہ قانون خداوندی کے مطابق، سامان زیست کی تلاش میں مصروف تگ و تاز رہتے ہیں۔ اور

[1] "لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ" میں ہم نے ماضی بمعنی مضارع لئے ہیں۔ اس کی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہیں (مثلاً ۱۶/۱)۔ لیکن اگر یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب مکہ فتح ہو گیا تھا تو اس کے معنی ہوں گے کہ "لو، اللہ نے تمہارا خواب سچ کر دکھایا۔"

مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ۴ ع ۱۲

اس کے ساتھ ہی اس کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا ہر عمل قانونِ خداوندی سے ہم آہنگ اور ان کی سیرت صفاتِ خداوندی سے یکرنگ ہو جائے۔ اس سے انہیں جو سکونِ قلب اور حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے اس کے اثرات ان کے چہروں سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کی یہ علامات سابقہ کتبِ آسمانی —— تورات و انجیل —— میں بھی مذکور تھیں۔

انہوں نے اس نظامِ خداوندی کو جس طرح قائم کیا اور پروان چڑھایا ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ جب عمدہ بیج سے شگوفہ پھوٹتا ہے تو اس کی پہلی کونپل بڑی نرم و نازک ہوتی ہے۔ پھر جوں جوں اس کی جڑ مضبوط ہوتی جاتی ہے، اس کی نال موٹی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ اتنی مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے سہارے آپ محکم اور استوار طریق پر قائم ہو جاتی ہے۔ (اس میں خوشے لگتے ہیں اور خوشوں میں دانے پڑ کر سخت اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ ننھا سا بیج، پکی ہوئی فصل میں تبدیل ہو جاتا ہے) جب کاشتکار اپنی محنت کو اس طرح ثمربار ہوتے دیکھتا ہے تو وجد و مسرت سے جھوم اٹھتا ہے۔ لیکن یہی چیز اس کے مخالفین کے سینے پر سانپ بن کر لوٹنے لگ جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ، ہر اس جماعت کو جو اس کے قوانین کی صداقت پر ایمان لا کر اس کے بتائے ہوئے پروگرام پر عمل پیرا ہوتی ہے، اس امر کا وعدہ دیتا ہے (یعنی یہ اس کا قانون ہے) کہ ان کی کوششوں کا ننھا سا بیج، تمام خطرات سے محفوظ رہے گا اور ان کی کھیتی پک کر بہترین ثمرات کی حامل ہو جائے گی۔ (۵:۹؛ ۲:۲۳) لیکن اس کے لئے اس قسم کی محنت اور استقامت کی ضرورت ہوگی جس قسم کی محنت اور استقامت کا ثبوت کسان دیتا ہے —— تخمِ صالح۔ قوانینِ فطرت سے مطابقت۔ مسلسل محنت اور استقلال و استقامت۔ کھیتی کی برومندی کے لئے یہ تمام شرائط لاینفک ہیں)

# سُورَۃُ الحُجُرٰت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲

۱ اے جماعتِ مومنین! (تم جس عالمگیر انقلاب کی داعی بن کر اٹھی ہو، اس کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ تم اپنی داخلی زندگی میں پورا نظم و ضبط رکھو۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اس بات کو ملحوظ رکھو کہ جب تک کسی معاملہ کے متعلق مرکزِ نظامِ خداوندی کی طرف سے فیصلہ نہ ہو جائے، اس وقت تک، اس میں، از خود کوئی قدم نہ اٹھاؤ۔ ہمیشہ انتظار کرو کہ وہاں سے کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ ہر حال میں قانونِ خداوندی کی نگہداشت کرو۔ یاد رکھو! اللہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے (اس لئے، اس کے قانون کی رو سے جو فیصلہ ہوگا، وہی بہترین ہو سکتا ہے)۔

۲ اور اپنی رائے کو ہمیشہ اس مرکز کے فیصلے کے تابع رکھو (اپنی آواز کو نبیؐ کی آواز سے اونچا نہ جانے دو)۔ اور نہ ہی مشاورت کے وقت ایسا کرو کہ یونہی شور و غل مچا کر اپنی بات منوالی جائے، جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرنے میں کرتے ہو۔ اس طرح کرنے سے تمہارے تمام اعمال رائگاں چلے جائیں گے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم
مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ③ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④ وَلَوْ أَنَّهُمْ
صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑤ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ
بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ⑥ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ

(یعنی تمہاری اس روش کا غیر شعوری طور پر یہ نتیجہ نکلے گا)۔

۳ یقیناً جو لوگ اپنی آرا کو مرکز کے فیصلوں کے تابع رکھتے ہیں' تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا اپنے قوانین کی اطاعت کے لئے پاکیزہ اور خالص کر دیتا ہے۔ (وہ بخلوصِ قلب انکی اطاعت کرتے ہیں) اور ان کے لئے تباہیوں سے بچنے کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور انہیں اجرِ عظیم عطا کرتا ہے۔

۴ اور بعض اس قسم کے نادان بھی آجاتے ہیں کہ وہ (اجتماعی نظم و ضبط تو ایک طرف' عام آداب معاشرت تک کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے۔ مثلاً وہ) تجھے' تیرے مکان کے باہر ہی سے چلا چلا کر پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔

۵ انہیں چاہئے کہ انتظار کریں تا آنکہ تو گھر سے باہر آجائے (پھر جو بات کرنی ہے' آداب محفل کو ملحوظ رکھتے ہوئے کریں)۔ یہ طرزِ عمل ان کے حق میں بہتر ہے۔ بہرحال (چونکہ یہ لوگ ایسا کچھ محض نادانی اور جہالت سے کرتے ہیں' اس لئے) اللہ ان سے درگزر کر کے' ان کے لئے ایسے سامان پیدا کرتا ہے جن سے ان کی حفاظت بھی ہو جائے اور نشوونما بھی۔

- اے رسول! اپنی جماعت سے یہ بھی کہہ دو کہ جب کوئی مفسدہ پرداز تمہارے پاس کسی معاملہ کی خبر لائے تو فوراً اس کے پیچھے نہ لگ جایا کرو۔ بلکہ پہلے اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بلا تحقیق کوئی ایسا قدم اٹھاؤ جس سے کسی پارٹی کو' محض تمہاری جہالت کی وجہ سے' کوئی نقصان پہنچ جائے' اور اس کے بعد تمہیں' اپنے کئے پر خود ہی پچھتانا پڑے۔

۷ (یاد رکھو! تم اب' پہلے کی طرح' انتشار اور لامرکزیت کی زندگی بسر نہیں کر رہے۔ اجتماعی نظم و نسق کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ اب تمہارا ایک نظام ہے اور) اس نظام کا مرکز (خدا کا رسول) تمہارے اندر موجود ہے۔ تم ہر معاملہ میں اس کی طرف رجوع کرو' اور جو فیصلہ وہاں سے ملے اس کے مطابق عمل کرو۔ یہ نہ چاہو کہ وہ تمہاری ہر بات مان لیا کرے۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ۸ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا
الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
(۱ ع ۱۰ ۱۳) الْمُقْسِطِيْنَ ۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۱۰

---

اگر وہ ایسا کرنے لگے (یعنی تم میں سے ہر شخص کی بات ماننے لگ جائے تو اس سے ایسا انتشار واقع ہو جس سے تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ اللہ تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہے کہ تم ایمان پر جمے رہو اور تمہارے دل اسی سے مزیّن ہوں (اسکا عملی ثبوت یہ ہوگا کہ تم اپنے خیالات و آراء کو احکامِ خداوندی کے تابع رکھو اور ان کی اطاعت بطیبِ خاطر کرو) وہ تمہارے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ تم ان قوانین سے انکار کرو۔ یا اپنے لئے کوئی الگ راہ تجویز کرو' اور اپنے نظام سے سرکشی اختیار کرلو۔ یاد رکھو! جو لوگ' ایمان اور اطاعت کی راہ اختیار کرتے' اور کفر و عصیان کی راہ سے مجتنب رہتے ہیں' تو یہ ہیں جو سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔

اس کا نتیجہ' ہر قسم کی خوش حالیاں اور آسائشیں ہیں۔ یاد رکھو! خدا کا ہر فرمان علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ ۸

اور اگر کبھی (سوءِ اتفاق سے) ایسا ہو کہ مومنین کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں فوراً صلح کرا دو۔ اگر اس کے بعد' ایک فریق' دوسرے پر زیادتی کرے تو (یہ نہیں کہ تم بیٹھے تماشا دیکھتے رہو)۔ تم سب' مل کر' اس زیادتی کرنے والے فریق کے خلاف اٹھ کھڑے ہو تا آنکہ وہ اس فیصلہ کی طرف پلٹ آئے جو قانونِ خداوندی کی رو سے کیا گیا تھا۔ سو اگر وہ لوگ' اس فیصلہ کی طرف پلٹ آئیں' تو ان میں عدل اور انصاف کے مطابق صلح کرا دو۔ اور ہمیشہ انصاف کو ملحوظ رکھو۔ یہ چیز قانونِ خداوندی کی رو سے بڑی مستحسن ہے۔ ۹

(یاد رکھو! ایسے حالات میں تم یہ نہ سمجھ لو کہ تم کسی دشمن کے ساتھ معاملہ کر رہے ہو۔ اگر یہ فریق' غلطی سے ایک دوسرے کے ساتھ الجھ پڑے ہیں' تو یہ ایسے ہی ہے جیسے دو بھائیوں میں کبھی کسی بات پر اختلاف ہو جائے)۔ اس لئے تم انہیں بھائی بھائی تصور کرو ——— یاد رکھو! مومن سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں ——— اور ان میں صلح کراتے وقت بھی ۱۰

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ
خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ
لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ
وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫

اس حقیقت کو فراموش نہ کرو کہ یہ دونوں تمہارے بھائی ہیں۔ تمہارا فیصلہ بلا کسی رو رعایت کے قانونِ خداوندی کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس سے تمہاری جماعت مرحمتِ خداوندی کی مستحق رہے گی۔

11 (باہمی اختلاف کی صورت میں، ہوتا یہ ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف، نفرت اور حقارت کے جذبات مشتعل ہونے لگتے ہیں جن کا اظہار بڑی ناپسندیدہ حرکات سے کیا جاتا ہے۔ یاد رکھو! تم ایسے اتفاقی اختلاف کے وقت، اس قسم کی حرکتیں نہ کرنے لگ جانا۔ مثلاً یہ نہ ہو کہ) تم میں کا ایک فریق، دوسرے فریق کا مذاق اڑانے لگ جائے، اور اسے ذلیل اور حقیر کرنے کی کوشش کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ، تمہاری پارٹی کے لوگوں سے بہتر ہوں ——— نہ تمہارے مرد یہ کچھ کریں۔ نہ عورتیں۔ نہ ہی تم ایک دوسرے کے خلاف عیب لگاؤ۔ نہ طعن و تشنیع کرو۔ نہ ایک دوسرے کے الٹے پلٹے نام رکھو۔ جب تم ایمان لا کر، بلند اخلاق کے حامل بننے کا تہیہ کر چکے ہو، تو پھر آپس میں ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے کیا مطلب؟ یہ بڑی بری بات ہے۔ اگر تم میں سے کسی نے ایسا کیا ہے تو اسے اپنے کئے پر نادم ہو کر، فوراً اس روش کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو وہ قانونِ خداوندی کی نگاہ میں مجرم قرار پائے گا۔

12 (جب باہمی اختلاف ہو جائے تو اس سے فتنہ پرور لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور فریقین میں لگائی بجھائی کی باتیں کرتے ہیں۔ تم اس باب میں بڑے محتاط رہو۔ تم، ایک دوسرے کے متعلق ہمیشہ حسنِ ظن سے کام لو اور) بدگمانی سے اجتناب کرو۔ بعض بدگمانی تو ایسی ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کے متعلق خیرسگالی کے تمام جذبات مضمحل کر دیتی ہے (حالانکہ وہ محض بدگمانی ہوتی ہے، وہ درحقیقت ایسا نہیں ہوتا) نہ ہی تم خواہ مخواہ ایک دوسرے کے راز کی باتوں کی ٹوہ لگاؤ۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم اسے پسند کرو گے کہ تم، اپنے مردہ بھائی کا

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ
الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴﴾

---

گوشت کھاؤ۔ اس سے تو تمہیں سخت گھن آئے گی۔ (سو غیبت کی بھی ایسی ہی مثال ہے)۔
المختصر تم ہر معاملہ میں قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اور اگر کہیں غلطی کر بیٹھے ہو تو اس سے نادم ہو کر اپنی اصلاح کر لو۔ اس طرح قانون خداوندی تمہاری لغزش سے درگذر کرے گا اور تمہاری نشوونما میں کمی نہیں آنے دیگا۔

۱۳ (جن معاشرتی برائیوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان کا جذبہ محرکہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے اور دوسرے کو حقیر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی جذبہ انسانی زندگی کے اور گوشوں میں بھی کارفرما ہوتا ہے۔ مثلاً مردوں نے یہ فرض کر رکھا ہے کہ وہ عورتوں سے افضل ہیں۔ یا بعض خاندان نسبی طور پر اپنے آپ کو دوسروں سے معزز تصور کرتے ہیں یہ دونوں تصورات غلط ہیں)۔ ہم نے انسانوں کو مرد اور عورت کے اختلاط سے پیدا کیا ہے (جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر انسانی بچے میں —— خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی —— کچھ حصہ مرد کا ہوتا ہے اور کچھ عورت کا۔ اس لئے یہ سمجھنا غلط ہے کہ مرد' عورتوں سے افضل ہیں' یا عورتیں مردوں سے الگ ہیں)۔ باقی رہے مختلف خاندان یا قبیلے تو اس سے مقصود صرف اس قدر ہے کہ تمہیں ایک دوسرے کو پہچاننے میں آسانی ہو۔ ورنہ نہ کوئی قبیلہ دوسرے قبیلے سے افضل ہے۔ نہ کوئی خاندان کسی دوسرے خاندان سے معزز۔ میزان خداوندی کی رو سے عزت اور تکریم کا صرف ایک معیار ہے اور وہ یہ کہ تم میں سے کس کی زندگی قوانین خداوندی سے زیادہ مطابق ہے۔ کون ان کی زیادہ اطاعت کرتا ہے۔ جس کی زندگی زیادہ سے زیادہ اس معیار پر پوری اترتی ہے' وہی سب سے زیادہ واجب التکریم ہے' خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ یا کسی خاندان یا کسی قبیلے میں پیدا ہوا ہو۔ یہاں معیار فضیلت' حسب و نسب نہیں۔ ذاتی جوہر اور سیرت و کردار کی بلندی ہے۔ یہ بات وہ خدا کہہ رہا ہے جو اچھی طرح جانتا ہے کہ فضیلت کسے کہتے ہیں اور وہ کس طرح پیدا ہوتی ہے۔

۱۴ (خود اسلامی نظام میں داخل ہونے والوں کے مدارج کا تعین بھی اسی معیار کے مطابق ہوگا۔ مثلاً) یہ صحرانشین بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اس لئے ہم مومنین کے زمرہ میں

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿۱۵﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ
أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۷﴾

شمار ہوں گے' ان سے کہو کہ تم ابھی مومن کے درجے پر نہیں پہنچے۔ تم نے صرف اسلامی حکومت کی فرماں پذیری اختیار کی ہے' اور مومن وہ ہے جس کے دل کی گہرائیوں میں اس نظامِ خداوندی کی صداقت اتر جائے۔ تمہاری ابھی یہ حالت نہیں ہوئی۔ تم نے محض اس نظام کا غلبہ دیکھ کر اس کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ (لیکن اس سے تمہارے اعمال کے بدلے میں کچھ فرق نہیں آئے گا) اگر تم اس نظام کی اطاعت کرتے رہو گے جو اللہ کے قوانین کے مطابق اس کے رسول کے ہاتھوں متشکل ہوا ہے' تو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ تمہیں ملتا جائے گا۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو گی۔ اور تمہیں بھی اس نظام کی طرف سے حفاظت اور ربوبیت کا سامان اسی طرح ملتا جائے گا جس طرح دوسروں کو ملتا ہے۔

۱۵ مومن انہیں کہتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر (علیٰ وجہ البصیرت) ایمان لائیں۔ اس طرح کا ایمان کہ اس کے بعد ان کے دل میں ذرا سا بھی اضطراب اور شک باقی نہ رہے۔ اور وہ پھر اس نظام کے قیام اور استحکام کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں' اور اس کے لئے اپنا مال بھی خرچ کریں' اور ضرورت پڑے تو جان تک بھی دیدیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دعوئے ایمان میں سچے ہیں۔

۱۶ (ایمان کی صداقت کا معیار ان کے اعمال ہیں۔ جو لوگ عمل نہیں کرتے' محض باتیں بناتے ہیں) ان سے کہو کہ کیا تم ان باتوں سے خدا پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ تم بڑے اطاعت گذار اور پکے دیندار ہو؟ یاد رکھو! کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' اللہ کو سب کا علم ہے۔ اسے ہر بات کی خبر ہوتی ہے۔

۱۷ پھر یہ لوگ (اے رسول!) تجھ پر احسان دھرتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔ ان سے کہو کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ دھرو۔ بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی راہ دکھا دی ہے۔ لہٰذا' اگر تم واقعی اپنے دعوئے ایمان میں سچے ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے

۲ ع۸ ۱۴

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾

کہ تم خدا کے ممنون احسان ہو۔ نہ یہ کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان دھرو۔

۱۸ ان سے کہو کہ تمہارے کہنے اور جتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب اللہ پر تمام کائنات کی پوشیدہ باتیں روشن ہیں، تو تمہارے اعمال اس سے کس طرح چھپے رہ سکتے ہیں۔ وہ ان سب کو دیکھتا ہے۔ ہر عمل کا نتیجہ اس کے قانونِ مکافات کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔

# سورۃ ق

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قٓ ۚ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِيۡدِ ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ فَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا شَىۡءٌ عَجِيۡبٌ ﴿۲﴾
ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجۡعٌۢ بَعِيۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ الۡاَرۡضُ مِنۡهُمۡ ۚ وَعِنۡدَنَا كِتٰبٌ

---

**۱** ذرا رکو (قٓ) اور جو کچھ کہا جاتا ہے اسے بغور سنو۔
اس قرآن کی تعلیم خود اس حقیقت پر شاہد ہے کہ یہ کتاب کس قدر بڑی عظمتوں کی حامل ہے۔

**۲** لیکن یہ لوگ (بجائے اس کے کہ قرآن کی تعلیم سے اس کا اندازہ لگائیں کہ یہ خدا کا کلام ہے یا کسی انسان کی تصنیف) اس پر متعجب ہیں کہ اس قرآن کا لانے والا' انہی میں سے' انہی جیسا انسان کیوں ہے۔ وحی سے انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جس پر وحی نازل ہو' وہ بھی ہمارے جیسا ایک انسان ہو۔ (ان کے خیال میں اُسے فوق البشر ہونا چاہیئے)۔

**۳** (پھر انہیں' قرآن کے اس ارشاد پر بھی تعجب ہوتا ہے کہ زندگی اس دنیا کی زندگی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ) کیا جب ہم مر جائیں گے اور گل سڑ کر' مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائیں گے' تو پھر زندہ ہوں گے؟ یہ تو بڑی بعید از عقل بات ہے کہ مردہ' زندہ ہو جائے!

**۴** ان سے کہو کہ انسان کی جس چیز کو زمین کم کر دیتی ہے اس کا ہمیں علم ہے۔ یہ صرف انسانی جسم کو منتشر کرتی ہے۔ اس کی ذات پر اسے کچھ تصرف حاصل نہیں ہوتا۔ اور چونکہ اعمال کا

حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ
كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا
فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹

تعلق انسانی ذات سے ہے، نہ کہ جسم سے، اس لئے اس کی ذات کے محفوظ رہنے کا نتیجہ یہ ہے کہ) اس کے اعمال سب ہمارے ہاں محفوظ رہتے ہیں۔ (اسی سلسلہ کے آگے چلنے کا نام حیاتِ اُخروی ہے)۔

۵ یہی ـــ مکافاتِ عمل ـــ وہ حقیقتِ ثابتہ ہے جس کی یہ تکذیب کرتے ہیں۔ (ان کا جی ہی نہیں چاہتا کہ یہ تسلیم کریں کہ ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اور یہی وہ جذبہ ہے جو) انہیں اس طرح کشمکشِ پیہم اور اضطرابِ مسلسل میں مبتلا رکھتا ہے اور یہ ہر وقت ایک عجیب قسم کے الجھاؤ میں پڑے رہتے ہیں۔

۶ ان سے کہو کہ (یہ اگر حیات بعد الممات اور قانونِ مکافاتِ عمل جیسے غیر محسوس حقائق پر براہ راست غور نہیں کرسکتے تو اس محسوس کائنات پر غور و فکر کریں اور دیکھیں کہ یہ محیر العقول سلسلہ کس طرح خدا کے متعین قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے۔ یہاں کس طرح ہر گوشے میں قانون کی کارفرمائی ہے)۔ یہ اپنے اوپر ناپیداکنار فضائے سماوی اور اس میں تیرنے والے اجرامِ فلکی کو دیکھیں کہ ہم نے انہیں کس طرح بنایا ہے اور اس "چھت" پر کیسی حسین مینا کاری کر رکھی ہے۔ اس میں یہ کہیں، کسی قسم کا خلل نہیں پائیں گے (۶۷/۳)۔

۷ اور پھر زمین کو دیکھیں کہ اسے ہم نے (گول ہونے کے باوجود) کس طرح پھیلا رکھا ہے۔ اور اس میں کتنے کتنے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے ہیں (جو علاوہ دیگر فوائد کے، نظامِ آب رسانی کی عجیب کڑی ہیں جس سے) زمین میں قسم قسم کی خوشنما چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

۸ یہ چیزیں، ہر اس شخص کی آنکھیں کھولنے اور فراموش کردہ حقیقتوں کو سامنے لانے کے لئے کافی ہیں جو ان پر غور و فکر سے توجہ کرے۔

۹ اور ہم بادلوں سے مینہ برساتے ہیں جو ہزار برکات اپنے آغوش میں رکھتا ہے۔ اس سے باغات میں پھل پیدا ہوتے ہیں اور کھیتوں میں فصلیں۔

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ
قَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ ع ۱ / ۱۵ / ۱۵
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾

---

۱۰ اور بڑے بڑے اونچے کھجوروں کے درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں۔

۱۱ یہ سب کچھ ہم نے انسانوں کے لئے بطور سامانِ زیست پیدا کیا ہے۔
خدا کے جس قانون کی رو سے بارش کے ذریعے زمین مردہ میں زندگی کی نمود ہو جاتی ہے اُسی قسم کے قانون کے مطابق مُردوں کو زندگی عطا ہو جائے گی۔ (خدا کے لئے اس میں مشکل کیا ہے؟)۔

۱۲ (قانونِ مکافاتِ عمل سے جی چرانے کا جو جذبہ ان لوگوں کو حیاتِ اُخروی سے انکار پر آمادہ کر رہا ہے اُسی جذبہ کے ماتحت) ان سے پہلے مختلف اقوام نے بھی اس حقیقت کی تکذیب کی تھی۔ مثلاً قوم نوح۔ اصحاب الرس (۲۵/۳۸)۔ قوم ثمود۔

۱۳ قوم عاد۔ قوم فرعون۔ قوم لوط۔ اصحاب الایکہ (بن کے رہنے والے)۔ قوم تبع۔ ان سب نے

۱۴ ہمارے رسولوں کی تکذیب کی۔ (لیکن ان کی تکذیب سے ہمارے قانونِ مکافات پر کچھ اثر نہ پڑا۔ اس کی رو سے ان سب کے اعمال کے نتائج مرتب ہو کر رہے۔ انہیں تباہی نے آگھیرا۔ اور یوں) ہمارا قانون ایک حقیقت ثابتہ بن کر ان کے سامنے آ گیا۔

۱۵ ان سے پوچھو کہ یہ جو مرنے کے بعد حیاتِ نو کے متعلق شبہ میں پڑے ہیں، تو کیا ان کا خیال ہے کہ) ہم پہلی بار کائنات اور انسان کو بنا کر تھک گئے ہیں (جو دوبارہ پیدا کرنے کی ہم میں سکت نہیں رہی؟ ۴۶/۳۳)۔

۱۶ (یا یہ سمجھتے ہیں کہ انسان جو کچھ چوری چھپے کرتا ہے اس کا ہمیں علم نہیں ہو سکتا اس لئے ایسے اعمال کا مؤاخذہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ ان کا یہ خیال بھی غلط ہے)۔ ہم انسان کے خالق ہیں (اور ظاہر ہے کہ خالق سے اپنی مخلوق کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کے ظاہری اعمال تو ایک طرف) ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے دل کی گہرائیوں میں کیا کیا خیالات اور وساوس گذرتے ہیں۔ (پھر، یہ بھی نہیں کہ خالق، اپنی مخلوق سے کہیں

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾
وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿۲۰﴾
وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ﴿۲۱﴾ لَّقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ
الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿۲۳﴾

---

الگ ہوکر بیٹھ گیا ہو) ہم انسان سے اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (اس لئے ہم سے اس کا کیا چھپا رہ سکتا ہے)۔

۱۷ ہمارا انتظام یہ ہے کہ یہ دائیں جائے یا بائیں، اس کے اعمال کو محفوظ رکھنے والی قوتیں ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔

۱۸ اِدھر اس کی زبان سے کوئی لفظ نکلا' اور اُدھر ایک محافظ اور نگہبان نے اسے ریکارڈ کرلیا۔

۱۹ اور موت کی غشی تو وہ ہے جو ایک حقیقت بن کر تمہارے سامنے آجاتی ہے' حالانکہ موت وہ ہے جس سے ہر شخص کنارہ کش رہنا چاہتا ہے۔

۲۰ (اس طرح تمہاری آنکھوں کے سامنے موت واقع ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوتا ہے اسے تم دیکھ نہیں سکتے۔ اس کے لئے تمہیں یقین کرنا ہوگا کہ) جب انسانی پیکروں کو ازسرِ نو توانائی عطا کی جائے گی' تو یہ' وہ اُخروی زندگانی کا دور ہوگا جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

۲۱ اُس وقت' ہر شخص' اپنے اعمال کا نتیجہ سننے کے لئے اس طرح حاضرِ عدالت ہوگا کہ (اس کے اعمال کے محافظ اس کے ساتھ ہوں گے) ایک اسے پیچھے سے ہانک رہا ہوگا اور دوسرا اس کی نگرانی کررہا ہوگا۔

۲۲ اس سے کہا جائے گا کہ تو اس زندگی کے متعلق غفلت میں پڑا رہا۔ سو آج ہم نے تیری آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے اٹھا دیئے ہیں' اور تیری نگاہ اس قدر تیز کردی گئی ہے (کہ وہ محسوسات کی تمام دیواروں کو چیر کر' سابقہ زندگی کے اعمال کے غیر محسوس اور غیر مرئی نتائج تک' بلا روک ٹوک' پہنچ رہی ہے۔ وہ سب تیرے سامنے بے نقاب ہیں)۔

۲۳ اس کا ریکارڈ کیپر' جو اس کے ساتھ آرہا تھا (یعنی خود نفسِ انسانی)، کہے گا کہ یہ ہے

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿۲۵﴾ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ
الشَّدِيدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ
قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ (۲ ع۱۴ ۱۶)

---

میرے پاس اس کا ریکارڈ' جو بالکل تیار اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

۲۴ چنانچہ اس ریکارڈ کے مطابق ہر ایک کا فیصلہ ہوگا۔ اور جو لوگ ضد اور تعصب کی بنا پر' قوانین خداوندی سے انکار کرتے اور سرکشی برتتے تھے' انہیں جہنم میں پہنچا دیا جائے گا۔

۲۵ یعنی اُن لوگوں کو جو مال و دولت کو روک کر رکھتے تھے (اور اسے نوعِ انسان کی نشوونما کے لئے عام نہیں کرتے تھے)۔ جو نظامِ خداوندی سے سرکشی برتتے تھے' اور قانونِ مکافات کے بارے میں شک اور اضطراب میں پڑے رہتے تھے۔

۲۶ اور جو خدا کے اقتدار اور اختیار کے ساتھ' اور قوتوں کا اختیار و اقتدار تسلیم کرتے اور ان کی محکومیت اور اطاعت اختیار کرتے تھے۔

ان سب کے متعلق فیصلہ ہوگا کہ انہیں جہنم کے سخت تباہ کن عذاب میں مبتلا کر دو۔

۲۷ (اور یہ لوگ اپنے ساتھیوں کے سر الزام دھریں گے کہ انہیں' انہوں نے غلط راستے پر ڈالا تھا۔ لیکن) ہر ایک کا ساتھی برملا کہہ دے گا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! یہ غلط کہتا ہے۔ میں نے اسے تیرے قانون سے سرکشی اختیار کرنے کو نہیں کہا تھا۔ یہ خود ہی غلط راستے پر بہت دور نکل گیا تھا۔

۲۸ خدا کہے گا کہ اس جھگڑے سے کچھ حاصل نہیں۔ جب تم تک سچی بات پہنچ چکی تھی' جب راستہ واضح طور پر سامنے آگیا تھا۔ (تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ تم خود غلط راستے پر چلے یا کسی اور نے تمہیں بہکا دیا)۔

۲۹ ہمارا قانون غیر متبدل ہے۔ سب فیصلے اس کے مطابق ہوتے ہیں۔ (لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم کسی مستبد حاکم کی طرح سختی برت رہے ہیں۔ بالکل نہیں)۔ ہم اپنے بندوں پر کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں کرتے۔ (ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ٹھیک ٹھیک دیتے ہیں)۔

۳۰ (یوں' ہر غلط راستے پر چلنے والا' جہنم میں جا پہنچے گا ——— اور جہنم کی وسعتوں کا کیا ٹھکانہ!) اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو مجرموں سے بھر گئی ہے' تو جواب ملے گا کہ نہیں!

هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿٣١﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ
أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿٣٣﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾
لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ
مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾

ابھی بہت سی گنجائش ہے۔ (ہر جہنم میں جانے والا اپنا جہنم خود ہی تیار کرتا اور اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے)۔

٣١ دوسری طرف جنّت کو متقیوں کے بالکل قریب کر دیا جائے گا ——— وہ ان سے دور نہیں رہے گی۔ (ہر ایک کی جنت اس کے اپنے اندر ہوتی ہے۔ اُس وقت اُس کا شعور نمایاں ہو جائے گا)۔

٣٢ ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ——— یعنی ہر اس شخص سے جو تمام معاملات میں ہمارے قانون کی طرف رجوع کرے اور اس کے خلاف جانے سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ اور اس حقیقت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھے۔

٣٣ جو خدا کے نظامِ رحمت و ربوبیت (کی صداقت پر یقین رکھے اور اس) کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے ڈرے۔ اور دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ اس کی طرف آجائے۔

٣٤ ان سے کہا جائے گا کہ تم امن و سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ جنتی زندگی کا دور ہے۔

٣٥ ان کے لئے اس جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی وہ آرزو کریں گے ——— بلکہ ان کی آرزوؤں سے بھی کہیں زیادہ۔ (انسانی آرزوئیں اس کے موجودہ شعور کے مطابق ہوتی ہیں۔ وہ زندگی کی اگلی ارتقائی منزل کا شعور نہیں رکھتا۔ اس لئے اس کے متعلق کوئی متعین آرزو اس کے سینے میں بیدار نہیں ہو سکتی۔ خدا کا علم لامحدود ہے۔ اس لئے وہ جانتا ہے کہ زندگی کے ارتقائی سفر کی ہر منزل میں انسان کی ضروریات کیا ہوں گی)۔

٣٦ (اے رسول! ان مخاطبین سے کہو کہ یہ ہے خدا کا قانونِ مکافات۔ لیکن اس کے لئے 'مرنے کے بعد کی زندگی کا انتظار ضروری نہیں۔ قوموں کے اجتماعی اعمال کے نتائج تو اس دنیا میں بھی سامنے آجاتے ہیں۔ اس کے مطابق) ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ
الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾
يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾

---

کر دیا جن کی قوت اور گرفت اِن سے کہیں بڑھ کر تھی۔
(جب اِن کے سامنے تباہی آئی تو) انہوں نے کئی شہروں کو چھان مارا کہ کہیں پناہ مل جائے. لیکن) انہیں، اس سے کہیں بھی پناہ نہ مل سکی۔

۳۷ ان تاریخی شواہد میں ہر اس شخص کے لئے سامانِ عبرت ہے جس کے سینے میں زندہ دل ہے (یعنی جو حقائق پر از خود غور کرنے سے صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے)۔ یا جو کم از کم، دوسرے کی بات کو غور سے سنتا ہے اور پھر اس کی نگرانی کرتا ہے۔

۳۸ (ان لوگوں سے کہو کہ وہ اس عظیم حقیقت پر غور کریں کہ) خدا نے کس طرح اس محیر العقول کارگہِ کائنات کو پیدا کیا۔ اور پھر اسے 'چھ مختلف مراحل میں سے گذار کر اس مقام تک لے آیا۔ اور اس سے اُسے ذرا سی تکان بھی محسوس نہ ہوئی۔ (اس لئے انسانی زندگی کو مزید ارتقائی مراحل سے گذارنے کے لئے اسے کونسی دقت ہو گی ؟)۔

۳۹ بہر حال۔ یہ لوگ جو کچھ تمہارے خلاف کہتے ہیں، اس سے تم دل برداشتہ نہ ہو بلکہ نہایت
۴۰ استقامت سے اپنے پروگرام پر جمے رہو۔ اور اپنے نشوونما دینے والے کے نظام ربوبیت کو پیکر حمد و ستائش ثابت کرنے (یعنی اسے عملاً متشکل کرنے) کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہو —— صبح۔ شام۔ رات کی تنہائیوں میں، اور وقتِ سحر گاہی (۵۲/۴۹)۔

۴۱ (اس کے بعد ان مخالفین سے ٹکراؤ ہو گا) جس دن جنگ کے لئے آواز دینے والا بہت قریب سے آواز دے گا (یعنی یہ لوگ حملہ کرنے کے لئے مدینہ کے قریب آپہنچیں گے)۔

۴۲ اُس دن جنگ کے لئے پکارنے والے بگل کی آوازیں حقیقت بن کر سامنے آجائیں گی۔ اُس وقت، ہر ایک کو باہر نکل کر، میدان میں آجانا ہو گا۔

۴۳ پھر میدانِ جنگ میں، موت اور حیات کا فیصلہ ہمارے قانونِ صلاحیت کے مطابق ہو گا۔ (یعنی وہی گروہ زندہ رہے گا جس میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہو گی۔ ۲/۸۳)۔ اور اس تصادم کا

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ

۳ ع ۱۶ ۱۴ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ ﴿۴۵﴾

آخری نتیجہ بھی کشمکش حق و باطل کے قانون کے مطابق نکلے گا۔

۴۴ اُس وقت زمین' ان کے سامنے سے بڑی تیزی سے پھٹتی جائے گی۔ (یعنی وہ آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ پیچھے ہٹتے جائیں گے)۔

اِن لشکروں کو میدان جنگ میں اکٹھا کر دینا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہو گا۔

۴۵ (لہذا' تو' ان کی باتوں کی طرف نہ جا) ہم جانتے ہیں جو کچھ یہ کہتے ہیں۔ تو ان پر مسند حاکم بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ انہیں زبردستی غلط راستے سے روک دے۔ تو ان کے سامنے قرآن پیش کرتا جا۔ اس سے وہ شخص نصیحت حاصل کرے گا جو ہمارے قانونِ مکافات کی کارفرمائی سے ڈرتا ہے (یعنی اُس قانون سے جس کے مطابق ہر غلط روش کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوتا ہے)۔

# سورۃ الذّٰریٰت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝۳ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝۵ وَّ

---

**۱** تا **۴** وہ جماعتیں جو پیغامِ خداوندی کی نشر و اشاعت کرتی ہیں۔ اور نظامِ خداوندی کے قیام کی ذمہ داری کے عظیم بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے' آہستہ آہستہ آگے بڑھے چلی جا رہی ہیں' اور یوں اس خدائی پروگرام کو عالمِ انسانیت میں تقسیم کر رہی ہیں[1]۔

**۵** و **۶** یہ سب اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ جو کچھ ان مخالفین سے کہا جا رہا ہے' وہ بالکل سچ ہے۔ انہیں ان کے اعمال کی سزا مل کر رہے گی (اور انہی مومنین کی جماعتوں کے ہاتھ سے ملے گی)۔

---

[1] ان آیات کا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے۔

وہ ہوائیں جو پھولوں کے مادۂ تولید کے خفیف ذرات (STAMEN & PISTIL) کو ایک پھول سے دوسرے پھول کی طرف منتقل کر کے سلسلۂ تخلیق کو آگے بڑھاتی ہیں۔ اور وہ ہوائیں جو بادلوں کے شکیزوں کو اپنے کندھے پر لئے لئے اڑتی ہیں تاکہ بارش سے سامانِ رزق پیدا ہو۔ اور وہ ہوائیں جو ایک خاص موسم میں ایک طرف چلتی ہیں اور دوسرے میں دوسری سمت تاکہ ان سے کشتیاں آسانی سے ادھر ادھر چلتی رہیں۔ اور صرف ہوائیں ہی نہیں بلکہ تمام کائناتی قوتیں جو خدا کے تخلیقی پروگرام کے مختلف اجزا کو کائنات میں حسبِ ضرورت تقسیم کرتی ہیں۔ یہ سب تخلیقی نظام اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ دنیا میں ہر عمل اپنا نتیجہ پیدا کر کے رہتا ہے۔ (۲۵)

إِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝٦ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۝٩ قُتِلَ
الْخَرَّاصُونَ ۝١٠ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۝١١ يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ۝١٢ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝١٣
ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝١٤

۷ پھر تم انسانی دنیا سے نکل کر ذرا اس فضائے سماوی پر غور کرو اور دیکھو کہ اس میں مختلف اجرام، اپنے اولیں ہیولیٰ سے ٹوٹ کر، کس طرح اپنے اپنے راستوں میں نہایت محکم طور پر مصروفِ گردش ہیں۔ یہ سب قانون کی زنجیر میں بندھے ہوئے، ایک منزل کی طرف رواں دواں جا رہے ہیں۔ (اس طرح اس حدود فراموش فضا میں ان اجرام کا ایک جال بچھا ہوا ہے جو ایک متعین پروگرام کے مطابق مصروفِ عمل ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی حرکت کا رخ ایک ہی منزل کی طرف ہے)۔

۸ لیکن تم ہو کہ تمہارے خیالات بھی الگ الگ ہیں اور منزلیں بھی جدا جدا۔

۹ (یہ نہیں کہ تمہیں پیدا ہی اس طرح کیا گیا ہے کہ تم مختلف راستوں پر چلنے کے لئے مجبور ہو۔ بالکل نہیں۔ تمہیں اپنے لئے آپ راستہ منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے)۔ جو تم میں سے صحیح راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے، اسے وہ راستہ اختیار کرنے دیا جاتا ہے۔ نہ کسی کو زبردستی صحیح راستے پر چلایا جاتا ہے اور نہ ہی اسے زبردستی غلط راستے پر ڈالا جاتا ہے۔ (کائناتی نظام میں اور انسانوں میں یہی بنیادی فرق ہے)۔

۱۰ یہ بھی نہیں کہ غلط راستہ اختیار کرنے والوں کے پاس کوئی محکم علمی دلیل اور سند ہوتی ہے۔ وہ محض اٹکلیں دوڑاتے اور قیاسات کی بنا پر فیصلے کر لیتے ہیں۔

۱۱ ان کے یہ فیصلے جہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو حقیقت سے بےخبر رکھتے ہیں حالانکہ حقیقت کا علم حاصل کرنے کے ان کے پاس ذرائع ہوتے ہیں (یعنی عقل کی آنکھ اور وحی کی روشنی) لیکن وہ کبھی سنجیدگی سے اس طرف آتے ہی نہیں۔

۱۲ (چنانچہ ان لوگوں کی اسی ذہنیت اور روش کا نتیجہ ہے کہ جب تو ان سے مکافاتِ عمل کی بات کرتا ہے تو بجائے اس کے کہ یہ اس اصول اور قانون کی صداقت کو تسلیم کریں، طنزاً) پوچھتے ہیں کہ وہ دن کب آئے گا جب انہیں ان کے اعمال کی سزا ملے گی؟

۱۳ یعنی وہ دن جب یہ اس عذاب میں ماخوذ ہوں گے جو انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیگا۔

۱۴ اور ان سے کہا جائے گا کہ جو فتنے تم برپا کیا کرتے تھے، ان کے نتائج بھگتو۔ یہ ہے وہ

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۵﴾ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ﴿۱۶﴾ كَانُوا
قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۱۸﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۱۹﴾
وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾

---

عذاب جس کی بابت تم اس قدر جلدی مچایا کرتے تھے۔

۱۵ ان کے برعکس، وہ لوگ جو قوانین خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں، باغ و بہار کی زندگی بسر کریں گے۔

۱۶ اور خدا کی ربوبیتِ عامّہ کی تمام نعمتوں اور آسائشوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اس سے پہلے نہایت حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کی تھی۔ یہ اُسی کا پھل ہوگا۔

۱۷ ان کی کیفیت یہ تھی کہ (یہ دن بھر خدائی پروگرام کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتے تھے اور پھر) راتوں کو اس کے مختلف پہلوؤں پر باہمی مشاورت سے غور و خوض کرتے تھے، اس لئے بہت کم سوتے تھے۔

۱۸ اور اس کے بعد جب صبح کو اپنے پروگرام کی ابتدا کرتے تھے تو اس آرزو کے ساتھ کہ وہ ہر تخریبی قوت کی شرانگیزی سے محفوظ رہیں۔

۱۹ اور ان کی عملی زندگی یہ ہوتی تھی کہ وہ اپنی محنت کی کمائی کو صرف اپنی ذات کے لئے مخصوص نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس میں ہر اس شخص کا حق ہوتا تھا جس کے پاس اس کی ضرورت سے کم ہو یا جو بالکل کما سکنے کے قابل نہ ہو۔

۲۰ (اور انہوں نے یہ روش کسی اندھی عقیدت کی بنا پر اختیار نہیں کی تھی۔ وہ علم و بصیرت
۲۱ اور غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے ـــــ اور ہر وہ شخص جو غور و فکر سے کام لے گا
۲۲ اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ مثلاً وہ زمین پر غور کرے گا تو اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ، وہ ذریعۂ رزق
ہے جو خالق کائنات کی طرف سے بلا مزد و معاوضہ ملا ہے، اور اس سے غرض یہ ہے کہ تمام نوعِ انسان کی نشو و نما ہوتی رہے)۔ اسی طرح، جب وہ اُس بارش پر غور کرے گا جو رزق کی پیدائش کا دوسرا ذریعہ ہے (تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ انتظام، عالمگیر ربوبیت کے لئے ہے)۔ پھر جب وہ، خود اپنے جسم کی مشینری پر غور کرے گا تو اسے نظر آجائے گا کہ جس طرح انسان جو کچھ کھاتا ہے، اس میں سے، اس کے ہر حصۂ جسم کو ضرورت کے مطابق ازخود مل جاتا ہے، اسی طرح انسانی برادری میں بھی رزق کی تقسیم کا انتظام ایسا ہونا چاہیئے

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا ۱ ع ۱۰
عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ
وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾

---

جس سے ہر فرد کو اس کی ضرورت کے مطابق سامانِ زیست ملتا جائے)۔

اس غور و فکر کے بعد وہ علیٰ وجہ البصیرت اس یقین تک پہنچ جاتا ہے کہ اس نظامِ زندگی کے جن خوشگوار نتائج کا خدا نے وعدہ کیا ہے، وہ بالضرور مرتب ہوں گے۔

۲۳ یوں وہ کائناتی نظام میں خدا کی ربوبیت کبریٰ کے مشاہدہ کے بعد، پورے حتم و یقین سے پکار اٹھتا ہے کہ زبانِ وحی سے جو کچھ بیان ہو رہا ہے، وہ ایک حقیقت ہے —— ایسی حقیقت جیسے (اس کے متعلق) ہم خود بات کر رہے ہوں۔

۲۴ (اگر یہ لوگ ان کائناتی دلائل و شواہد سے بھی مطمئن نہیں ہوتے، تو ان کے سامنے تاریخی واقعات پیش کرو اور انہیں بتاؤ کہ امم سابقہ کی غلط روش کے کس قدر تباہ کن نتائج برآمد ہوتے تھے۔ مثلاً قوم لوط کا ماجرا (جس کی ابتدا) ان معزز مہمانوں کے تذکرہ سے ہوتی ہے جو ابراہیمؑ کے پاس آئے تھے۔

۲۵ جب وہ اس کے پاس آئے تو اسے سلام کیا۔ اس نے بھی سلام کا جواب سلام سے دیا لیکن وہ اس کی پہچان میں نہ آئے کہ کون لوگ ہیں۔ وہ اسے کچھ اوپرے سے معلوم ہوئے۔

۲۶ (لیکن وہ اوپرے ہی کیوں نہ ہوں، تھے تو مہمان۔ اس لئے مہمانوں کی تواضع ضروری تھی۔ چنانچہ) ابراہیمؑ گھر میں گیا اور ایک عمدہ بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت مہمانوں کے لئے لے آیا (۱۱/۶۹)۔

۲۷ اور ان کے سامنے پیش کر دیا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ اس نے ان سے کہا کہ آپ کھاتے کیوں نہیں؟

۲۸ (اس پر بھی وہ کھانے کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو) ابراہیمؑ کو کچھ گھبراہٹ سی ہوئی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ ہم سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ (ہم دشمن نہیں۔ دوست ہیں۔ ہم خدا کے رسول ہیں، اور اس کی طرف سے) تمہیں ایک ایسے بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں جو بڑا صاحبِ علم ہو گا۔

۲۹ ابراہیمؑ کی بیوی نے یہ سنا تو انتہائی تعجب سے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا کہ کیا خوب؟

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۳۰

ایک بڑھیا بانجھ' جس کے ہاں جوانی کے زمانے میں اولاد نہ ہوئی' اب اس عمر میں' اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا!

۳۰ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ یہ تیرے رب کا پیغام تھا جو ہم نے تم تک پہنچایا ہے۔ اور جب یہ خدا کا فیصلہ ہے' تو یقیناً ایسا ہو کر رہے گا۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تمہارے ہاں پہلے اولاد کیوں نہیں ہوئی تھی' اور اب تم میں یہ صلاحیت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔

# پارہ ستائیسواں

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا
إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخْرَجْنَا
مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾

---

۳۱ (اب ابراہیمؑ سمجھ گیا کہ وہ خدا کے رسول ہیں اور کسی خاص مہم کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے)
اس نے اُن سے پوچھا کہ وہ مشن کیا ہے جس کے لئے تم مامور ہو کر آئے ہو؟
۳۲ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (وہ اپنی بدمستیوں میں اس قدر
مدہوش ہیں کہ انہیں اس کا بھی احساس نہیں کہ ان کے سر پر کوہ آتش فشاں مرگِ مفاجات
کی طرح کھڑا ہے۔ اپنے لئے اس سے حفاظت کا کوئی سامان کر لیں۔ اگر وہ اسی طرح حدود فراموش
رہے تو)
۳۳ ان پر عذابِ خداوندی ان پتھروں کی شکل میں وارد ہوگا جن پر ان کی موت کا پیغام
۳۴ کندہ ہے۔ جو قوم بھی قانون شکنی میں حدود فراموش ہو جائے اس کی تباہی لازمی ہوتی ہے۔
۳۵ (چنانچہ وہ ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر قوم لوطؑ کی طرف گئے)۔ وہاں لوطؑ کے گھر کے سوا کوئی
گھرانہ ایسا نہ تھا جس نے قوانینِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہو۔ ہماری ہدایت کے مطابق اس
۳۶ گھرانے کے افراد (سوائے لوط کی بیوی کے) وہاں سے نکل کر بحفاظت دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور باقی سب

وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ
مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ
أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ
تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا

---

تباہ ہو گئے۔

**۳۷** اس واقعہ میں جو اس بستی کے کھنڈرات پر منقوش چلا آرہا ہے' ان لوگوں کے لئے عبرت و موعظت کا سامان ہے جو غلط روش زندگی کے الم انگیز انجام سے ڈرتے ہیں۔

**۳۸** اور اسی طرح موسےٰ کے قصہ میں بھی (ارباب بصیرت کے لئے حقیقت بینی کی) نشانیاں ہیں۔ جب ہم نے اسے فرعون کی طرف' واضح دلائل و قوانین دے کر بھیجا۔

**۳۹** فرعون نے' اپنی قوت کے زعم میں' ان قوانین سے روگردانی کی' اور موسیٰؑ کے متعلق کہا کہ وہ یا تو بڑا چالاک اور جھوٹا ہے' اور یا پاگل ہو گیا ہے۔

**۴۰** سو ہمارے قانون مکافات نے' اسے اور اس کے لاؤ لشکر کو' اُن کے جرم کی پاداش میں پکڑا۔ اور ان کا بیڑہ خود ان کے اپنے ہاتھوں غرق ہو گیا۔ وہ تھے ہی اسی کے مستحق۔

**۴۱** اور اسی طرح قصۂ قوم عاد میں بھی (ہمارے قانونِ مکافات کی نشانیاں ہیں) جب ہم نے ان پر ہلاکت انگیز آندھی کا عذاب بھیجا۔

**۴۲** اس کی شدت کا عالم یہ تھا کہ جو چیز اس کی زد میں آتی تھی' چورا چورا ہو کر رہ جاتی تھی۔ وہ کسی کو صحیح و سالم چھوڑتی ہی نہیں تھی۔

**۴۳** اور قوم ثمود کے واقعہ میں بھی (اسی طرح ہمارے قانونِ مکافات کی نشانیاں ہیں)۔ ہم نے انہیں مہلت دی اور کہا کہ اس مدت میں وہ سامانِ زیست سے اچھی طرح فائدہ اٹھا لیں۔

**۴۴** لیکن انہوں نے مہلت کے اس وقفے سے فائدہ نہ اٹھایا اور قوانین خداوندی سے سرکشی اختیار کرلی۔ چنانچہ

**۴۵** (ظہور نتائج کا وقت آیا تو) دیکھتے ہی دیکھتے اُنہیں ایک ہولناک زلزلے نے آپکڑا۔ (ان کے متکبرانہ دعوے سب خاک میں مل گئے)' اور ان میں اتنی سکت بھی نہ رہی کہ گرنے کے بعد

مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾
وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي
لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥١﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم
مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾

---

ایک بار پھر اُٹھ کھڑے ہوتے۔ یا اپنی مدد کے لئے کسی کو بلا سکتے ــــ خدا کے قانونِ مکافات کے خلاف مدد کون دے سکتا ہے؟

۴۶ اور ان سب سے پہلے قومِ نوحؑ تھی۔ اس نے بھی غلط روش اختیار کر رکھی تھی (جس کے نتیجے میں وہ تباہ و برباد ہو گئی)۔

۴۷ (یہ ہے ہمارا قانونِ مکافات جس کی رُو سے اقوامِ سابقہ کا یہ انجام ہوا۔ یہ تمام سلسلۂ کائنات اسی قانون کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس سماوی کائنات کو، جو فضا کی بلندیوں میں پھیلی ہوئی ہے، اپنی قوت و اقتدار سے بنایا ہے ــــ اور ہماری قوت کی وسعت حدود نا آشنا ہے۔

۴۸ اور زمین کو ہم نے (اس کے گول ہونے کے باوجود اس طرح) بچھا دیا ہے کہ وہ مخلوق کے لئے وجہِ آسائش بنے ــــ اور دیکھو! ہم کیسی لطیف و نفیس آسائشیں پیدا کرنے والے ہیں!

۴۹ اور ہم نے ہر شے کے ساتھ، دوسری شے اس طرح پیدا کی ہے کہ وہ دونوں مل کر ایک دوسرے کی تکمیل کا باعث بنتی ہیں۔

۵۰ ہم نے اِن امور کا بیان اس لئے کیا ہے کہ تم خدا کے اقتدار کی ہمہ گیری پر غور کر سکو۔ اور تمام غلط راستوں کو چھوڑ کر اُس کے راستے کی طرف تیزی سے چل نکلو۔

۵۱ میرا فریضۂ زندگی یہ ہے کہ میں تمہیں غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتا رہوں۔ اور تم کسی اور قوت کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔ اس کے سوا کائنات میں کسی کا اختیار و اقتدار نہیں۔

میں اُسی خدا کی طرف سے اس بات کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں تمہاری غلط روش کے نتائج سے آگاہ کرتا رہوں۔

۵۲ (اس کے جواب میں یہ لوگ تمہارے خلاف طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں لیکن

أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾ وَمَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾

---

جس طرح تو کوئی انوکھا رسول نہیں، اسی طرح، ان مخالفین کی یہ روش بھی نرالی نہیں)۔ ان سے پہلے بھی، جن اقوام کی طرف رسول بھیجے گئے انہوں نے یہی کہا تھا کہ وہ جھوٹے مکّار ہیں، یا دیوانے۔

۵۳ ان باتوں سے بظاہر ایسا نظر آتا ہے جیسے ہر جانے والی قوم، آنے والی قوم کو وصیت کر جاتی ہے کہ تم اس قسم کی دعوتِ انقلاب کا جواب ان باتوں سے دینا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ) ان لوگوں کی مفاد پرستیاں انہیں قانونِ خداوندی سے سرکشی اختیار کرنے پر آمادہ کرتی رہتی ہیں۔ (اور چونکہ ذہنیت ایک جیسی ہوتی ہے اس لئے اس کا مظاہرہ بھی ملتی جلتی صورتوں میں ہوتا رہتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اس دعوتِ انقلاب کے خلاف ردِ عمل ایک جیسا ہوتا چلا آرہا ہے)

۵۴ لہٰذا، تم، ان کی اس قسم کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہو۔ اور ان سے الگ ہٹ کر اپنے پروگرام کی تکمیل میں منہمک رہو۔ اس سے تم پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ (کیونکہ تم نے فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا)۔

۵۵ او(ان قوانین کو جماعتِ مؤمنین کے سامنے پیہم اور مسلسل لاتے جا۔ اس سے ان کے عزم و کردار میں پختگی پیدا ہو جائے گی اور یوں یہ طریق کار ان کے لئے بڑا نفع بخش ثابت ہوگا۔

۵۶ اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ انسان —— خواہ وہ مہذب شہری ہوں، یا صحرا کے خانہ بدوش غیر مہذب قبائل —— ان کی تخلیق کی غرض و غایت اسی صورت میں پوری ہو سکے گی کہ یہ قوانینِ خداوندی کی اطاعت سے اپنی صلاحیتوں کی نشو و نما کریں (اور انہیں نوعِ انسان کی پرورش عامہ کے لئے وقف کر کے عالمگیر نظامِ ربوبیت متشکل کر دیں)۔

۵۷ اس نظام کی تشکیل سے، خدا کا کچھ فائدہ نہیں۔ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ خدا بندوں سے کچھ نہیں چاہتا۔ نہ اسبابِ زیست اور نہ سامانِ خورد و نوش۔

۵۸ وہ بندوں سے کیا چاہے گا؟ وہ تو خود ساری مخلوق کے لئے سامانِ رزق مہیا کرتا ہے۔

فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِہِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ یَّوْمِہِمُ الَّذِیْ
یُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ۳ ع ۲

اور بڑی محکم قوتوں کا مالک ہے (اسی طرح، جو نظامِ ربوبیت اُس کے قوانین کے مطابق متشکل ہوگا، وہ بھی کسی سے اپنے فائدے کے لئے کچھ نہیں مانگے گا۔ اس سے نوعِ انسان ہی کا فائدہ مقصود و مطلوب ہوگا)۔

۵۹ (لیکن اگر یہ لوگ اپنی تخلیق کے اس مقصد کو پورا نہیں کرتے بلکہ) اس سے سرکشی برتتے ہیں تو ان کا انجام بھی ان ہی لوگوں جیسا ہوگا جنہوں نے ان سے پہلے اس قسم کی روش اختیار کی تھی۔

لیکن یہ بات اپنے وقت پر سامنے آئے گی۔ یہ لوگ اس کے لئے جلدی نہ مچائیں۔ ان کا ڈول (پیمانہ) بھر رہا ہے۔ جونہی وہ لبریز ہوا، یہ تباہ ہو گئے۔

۶۰ سو، جو لوگ اعمال کے ظہورِ نتائج کے وقت سے انکار کرتے ہیں اور خدا کے قانونِ مکافات پر یقین نہیں رکھتے، ان کے لئے کس قدر تباہی اور بربادی ہے!

# سورۃ الطور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَ کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَ السَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَ الۡبَحۡرِ
الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾

---

۱ آسمانی رشد و ہدایت کا سلسلہ، جس کی نمود کبھی طور سینا پر ہوئی (اور کبھی کوہ زیتون
۲ پر ۹۵/۱-۳) - اور یہ کتاب (قرآن) جو تمہارے سامنے نرم جھلی پر لکھی ہوئی موجود ہے اور
۳ جس کی نشر و اشاعت دُور دُور تک ہو رہی ہے -
۴ اور یہ خدا کا آباد گھر (خانہ کعبہ) جو اُس نظام خداوندی کا مرکز ہے جس کا ضابطہ یہ کتاب ہے -
۵ اور اس کے ساتھ ہی (ارباب فکر و نظر کے لئے) یہ آفاقی کائنات، اور فضائے بسیط جو
تا بحدِ نگاہ، بلندیوں تک پھیلی ہوئی ہے -
۶ اور نیچے، یہ بھرپور سمندر، جو اپنی پوری وسعتوں اور گہرائیوں کے ساتھ، ایک دوسرے
سے ملے ہوئے چلے جا رہے ہیں -
۷ یہ سلسلۂ رشد و ہدایت، اور عظیم کارگۂ کائنات، اس پر شاہد ہیں کہ خدا کا قانونِ مکافات
۸ (جس کی رُو سے ہر عمل ایک متعین نتیجہ پیدا کرتا ہے ۴۵/۲۲) - ایک حقیقت ثابتہ ہے - اس کی
رُو سے، ان مخالفین کی غلط روشِ زندگی ان کے لئے تباہ کن نتائج پیدا کر کے رہے گی - اور دنیا

يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ
خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾
اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾

---

کی کوئی قوت اسے ٹلا نہیں سکے گی۔

۹ جب اس تباہی کا وقت آئے گا، تو یہ بڑے بڑے سرکش سردار، اس کی اضطراب انگیزی سے
۱۰ یوں پس جائیں گے جیسے پاؤں تلے روندا ہوا راستہ۔ اور یہ پہاڑوں جیسے اٹل اور محکم اکابر و جابر، سب اپنے اپنے مقام سے ہٹ جائیں گے[1]۔

۱۱ اُس وقت اُن لوگوں کے لئے تباہی اور بربادی ہوگی جو خدا کے قانونِ مکافات کو جھٹلاتے ہیں۔

۱۲ یعنی جو زندگی کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے بلکہ اس سے کھیل کھیل رہے ہیں۔ ان کی تمام سعی و کاوش پیش پا افتادہ طبیعی مفاد کے حصول کے لئے ہے اور اسی میں وہ منہمک رہتے ہیں (حالانکہ طبیعی مفاد کا حصول مقصود بالذات نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسے بلند انسانی اقدار کے تحفظ کا ذریعہ بننا چاہیئے)۔

۱۳ جس دن ان سب کو گھیر کر تباہی کے جہنم کی طرف لایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا
۱۴ کہ یہ ہے وہ تباہ کر دینے والا عذاب جس کے متعلق تم کہا کرتے تھے کہ یونہی جھوٹی باتیں ہیں۔

۱۵ اب بتاؤ کہ کیا یہ جھوٹی بات تھی یا فی الواقعہ تمہارے سامنے موجود ہے؟ کیا یہ تباہی تمہیں اب بھی دکھائی دیتی ہے یا نہیں؟

۱۶ چلو اب اس تباہی کے اندر۔ اسے ہمت سے برداشت کرو یا واویلا مچاؤ، اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ یاد رکھو! یہ کوئی باہر سے لائی ہوئی آگ نہیں۔ یہ خود تمہارے اپنے اعمال ہیں جو تم پر تباہی بن کر چھا رہے ہیں۔ یہ تباہی اُن اعمال کے اندر پوشیدہ تھی۔

۱۷ ان کے برعکس متقین جنتی معاشرہ میں ہوں گے جہاں انہیں ہر قسم کی خوشگواریاں اور

---

[1] نفسِ مضمون کے پیشِ نظر سماء اور جبال کا مجازی مفہوم لیا گیا ہے۔ ان کے حقیقی معنی "آسمان" اور "پہاڑ" ہیں۔

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ
ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ
رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾

---

آسائشیں نصیب ہوں گی۔

۱۸ ان کے نشوونما دینے والے کی طرف سے جو سامانِ ربوبیت انہیں ملے گا، وہ اس سے بہت خوش ہوں گے۔ وہ اس تباہی سے محفوظ رہیں گے جو انسانی ذات کی نشوونما کے راستے میں روک بن جاتی ہے اور اس سے وہ اپنے ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل نہیں رہتی۔

۱۹ ان سے کہا جائے گا کہ تم نہایت خوشگواری سے کھاؤ پیو۔ (سامانِ زیست سے متمتع ہو)۔ یہ سب تمہاری اپنی ہی محنتوں کا ثمرہ ہے۔

۲۰ تمہارے لئے جاہ و مناصب کا سامان موجود ہے ——— برابر برابر بچھے ہوئے تخت جن پر تم متمکن ہو ——— اس جنتی زندگی میں تمہارے رفقاء وہ ہیں جو صاف اور پاکیزہ عقل و خرد کے مالک ہیں۔ ان کے دماغ میں حیلہ جوئی اور فریب کاری کا شائبہ تک نہیں۔

۲۱ یہ سلسلہ ان لوگوں کے لئے ہوگا جو ہمارے قانون کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔ انکی اولاد میں سے بھی جو ان کی ایمانی روش پر کاربند ہوں گے، وہ ان خوشگواریوں اور خوشحالیوں میں ان کے شریک ہوں گے (محض اُن کی اولاد ہونے کی حیثیت سے جنت میں داخل نہیں ہو جائیں گے بلکہ اپنی ایمانی روش کی بنا پر اس کے مستحق قرار پائیں گے)۔ اور ان کے اعمال کے اثرات میں ذرا بھی کمی نہیں کی جائے گی۔ اس لئے کہ ہمارا قانون یہ ہے کہ ہر شخص کی حالت کو اس کے اعمال متعین کرتے ہیں۔ جیسے اعمال ویسی اس کی حالت۔ (لہٰذا اعمال میں کمی بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہر شخص کو اس کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ مل جاتا ہے۔ ۵۳/۳۸)۔

۲۲ ان کے لئے کھانے پینے کا سامان ——— لذیذ پھل، نہایت عمدہ گوشت ——— بافراط موجود ہوگا۔ جس چیز کو ان کا جی چاہے، وہ مل جائے گی۔

۲۳ وہ ایک دوسرے سے (انسانی صلاحیتوں میں توانائی پیدا کرنے والی) مئے حیات بخش کے ایسے ساغر لپک جھپک کر لیں گے جن کا اثر خمر کا سا نہیں ہوگا جس میں انسان بے معنی

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۲۴ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۲۵
قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۲۶ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ۲۷ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ
نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۲۸ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ۲۹ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ
نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ۳۰

---

باتیں کرتا ہے اور اس کے خمار سے اضمحلال اور افسردگی پیدا ہوتی ہے۔ (وہاں کی ہر شے زندگی اور توانائی میں اضافہ کرنے کا موجب ہوگی)۔

۲۴ اور (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ــــ ۵۲/۲۱)۔ ان کے لڑکے انکے گرد وپیش پھرتے ہوں گے ــــ نفاست اور نظافت کے اعتبار سے ایسے گویا غلافوں میں لپٹے ہوئے موتی۔ (۱۳/۲۳؛ ۵۲/۲۱؛ ۵۹/۱۷)۔

۲۵ یہ لوگ آگے بڑھ کر (نہایت خندہ پیشانی سے) ایک دوسرے کا استقبال اور مزاج پرسی کریں گے۔

۲۶ اور کہیں گے کہ ہم اس سے پہلے، اپنے رفقاء اور متعلقین کے ساتھ بڑی ہمدردی کا سلوک کیا کرتے تھے،

۲۷ سو اس کی وجہ سے اللہ نے ہم پر یہ نوازشات ارزاں فرمائی ہیں اور ہمیں اس عذاب سے بچا لیا ہے جو تمام محنتوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتا ہے۔

۲۸ ہم اس سے پہلے، ہر معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے، قانونِ خداوندی کو پکارا کرتے تھے (اس کی طرف رجوع کیا کرتے تھے) سو اس کی وجہ سے، اس نے ہمیں اس قدر کشائش اور فراخی عطا فرمائی ہے اور اپنی رحمتوں سے نوازا ہے۔

۲۹ (اے رسول! جس نظامِ خداوندی کی تشکیل کے لئے تم اس قدر جد و جہد کر رہے ہو، اس کا یہ نتیجہ مرتب ہو کر رہے گا ــــ اس زندگی میں بھی، اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی) سو تو، اس قرآن کی تعلیم کو ان کے سامنے برابر پیش کئے جا۔ (اور جو کچھ یہ تیرے خلاف کہتے ہیں، اس سے قطعاً افسردہ خاطر نہ ہو)۔ تو، نہ تو کاہنوں کی طرح اٹکل کے تیر چلاتا ہے اور نہ ہی دیوانہ ہو گیا ہے۔ (تو خدا کی وحی پیش کرتا ہے جس کی ہر بات یقینی اور علم و بصیرت پر مبنی ہے)۔

۳۰ یہ لوگ تجھے کاہن اور مجنون ہی نہیں کہتے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ تھوڑا سا انتظار کرو، زمانے کی گردشیں اسے خود بخود ختم کر دیں گی۔ (شاعری جذبات پر مبنی ہوتی ہے،

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ
تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ
الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور جذبات حقائق کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ اس لئے شاعر کی بساط ہی کیا ہوتی ہے؟)۔

۳۱ ان سے کہو کہ بہت اچھا۔ تم بھی انتظار کرو' اور تمہارے ساتھ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ (نتائج خود بخود بتا دیں گے کہ میں کیا ہوں' اور جو کچھ کہتا ہوں اس کی اصل و حقیقت کیا ہے۔ ۶/۱۳۶)۔

۳۲ یہ لوگ جو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں' تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کی عقل و فکر کا پیمانہ ہی اتنا ہے کہ یہ قرآنی تعلیم کو سمجھ نہیں سکتے۔ یہ سمجھ سکتے ہیں لیکن ان کی مفاد پرستیوں کے جذبات ان پر ایسے غالب آچکے ہیں کہ وہ انہیں سمجھنے سوچنے کی طرف آنے ہی نہیں دیتے۔ اس لئے یہ سرکشی اختیار کر لیتے ہیں۔

۳۳ یہ لوگ یہاں تک بھی کہتے ہیں کہ (اس شخص پر وحی وغیرہ کچھ نہیں آتی) یہ سب کچھ اپنے جی سے گھڑ لیتا ہے اور پھر اُسے خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ ان کا جی ہی نہیں چاہتا کہ اپنی مفاد پرستیوں کو چھوڑ کر اس پر ایمان لے آئیں۔

۳۴ (ان سے کہو کہ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ یہ قرآن میرا خود ساختہ ہے' اور میں اسے یونہی خدا کی طرف منسوب کر رہا ہوں۔ یا یہ محض شاعری اور کہانت ہے' تو اس کا فیصلہ بہت آسان ہے) تم بھی اس جیسا کوئی قانون بنا کے لے آؤ۔ بات صاف ہو جائے گی۔ (تمہارے ہاں شاعر بھی ہیں اور کاہن بھی۔ ان سب کو اپنے ساتھ ملا لو اور قرآن کی مثل کوئی ضابطۂ حیات مرتب کر کے دکھاؤ۔ ۲/۲۳ ؛ ۱۰/۳۸ ؛ ۱۱/۱۳ ؛ ۱۷/۸۸)۔

۳۵ (ان سے پوچھو کہ اگر تمہیں وحی بھیجنے والے خدا کا انکار ہے تو یہ بتاؤ کہ) کیا تم یونہی از خود پیدا ہو گئے ہو یا تم اپنے خالق آپ ہو۔

۳۶ یا تم نے' اس کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو پیدا کیا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ ان کی کوئی بات بھی علم و بصیرت پر مبنی نہیں۔ یہ اپنے جذبات کی رَو میں بہے جا رہے ہیں' اس لئے قرآن کے پیش کردہ حقائق پر یقین نہیں رکھتے۔

۳۷ کیا ان کے پاس' تیرے نشو و نما دینے والے کے خزانے ہیں' یا یہ کارگہ کائنات پر

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ
أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ
الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾

داروغہ مقرر کئے گئے ہیں کہ یہاں کا نظام ان کی مرضی کے مطابق چلتا ہے اور کوئی اور اس میں دخل نہیں دے سکتا؟

۳۸ یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ آسمان کی باتیں براہ راست سن لیتے ہیں[1]؟ (اگر ان کا یہ دعویٰ ہے تو ان سے کہو کہ) یہ اس کے ثبوت میں کوئی سند اور حجت پیش کریں۔ بلا دلیل کوئی دعوےٰ مانا نہیں جا سکتا۔ (جو کچھ اے رسول! تم پیش کر رہے ہو اُس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل تمہارا یہ چیلنج ہے کہ اس کی مثل کوئی انسان بنا نہیں سکتا۔ اگر انہیں بھی اس قسم کا کوئی دعویٰ ہے تو اس دعوے کا ثبوت پیش کریں)۔

۳۹ (دعوے تو ان کے یہ ہیں کہ یہ آسمان کی باتیں براہ راست سُن لیتے ہیں' اور عقل و فکر کا یہ عالم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے' اور) اولاد بھی بیٹیاں —— حالانکہ یہ اپنے لئے کبھی بیٹیاں پسند نہیں کرتے بیٹے ہی چاہتے ہیں۔

۴۰ یا یہ تمہاری بات اس لئے نہیں مانتے کہ تو ان سے (اپنی اس تبلیغ کا) کوئی معاوضہ مانگتا ہے اور وہ اسے جرمانہ کا بار گراں سمجھ کر تجھ سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں؟ (۶۸/۴۶)

۴۱ یا انہیں' آنے والی باتوں کا پہلے ہی علم ہو چکا ہے' اس لئے یہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تو ان سے کہتا ہے وہ کبھی واقع نہیں ہوگا' اس لئے یہ اس پر ایمان نہیں لاتے!

۴۲ (ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ اصل یہ ہے کہ تیری اس دعوتِ انقلاب کی زد ان کے مفاد پر پڑتی ہے اس لئے یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں' اور اتنی جرأت ان میں ہے نہیں کہ اسے علانیہ کہیں۔ یہ بظاہر اس قسم کی باتیں بنا رہے ہیں اور اندر ہی اندر) تمہارے خلاف تدبیروں کا

---

[1] وحی کی خصوصیت یہ ہے کہ کوئی انسان' کسی اپنے ذریعہ سے' اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ خدا کی طرف سے انسان پر نازل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس' ارباب تصوف کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ اپنے کسب و ہنر سے جب چاہیں علم خداوندی حاصل کر سکتے ہیں۔ (اسے وہ کشف والہام سے تعبیر کرتے ہیں)۔ یہ دعویٰ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کسی انسان کے پاس کوئی ایسی "سیڑھی" نہیں جس کے ذریعے وہ علم خداوندی تک پہنچ سکے۔ وہ علم خدا جس پر چاہے نازل کرتا تھا۔ اور اس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ختم ہو گیا۔

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۳﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ
حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۶﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا
عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾

چال بچھا رہے ہیں۔ سو انہیں ایسا کرنے دو۔ ان کی تدبیروں کا وبال خود انہی پر پڑے گا۔ تیرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔

۴۳ یہ سمجھتے ہیں کہ اس باب میں ان کے معبودانِ باطل (دیوی۔ دیوتا۔ پیر۔ فقیر) ان کی مدد کریں گے۔ یہ ان کے اوہام اور وساوس ہیں۔ کائنات میں، خدا کے سوا کسی کا اقتدار واختیار نہیں۔ وہ اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریکِ خدائی کیا جائے۔

۴۴ (ان کی اسی توہم پرستی اور خوش فہمی یا خود فریبی کا نتیجہ ہے کہ تباہیاں ان کے چاروں طرف منڈلا رہی ہیں اور یہ ان کا قطعاً احساس نہیں کرتے۔ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ان کے "خدا" ان تباہیوں کو بھی خوش حالیوں میں بدل دیں گے۔ اس خوش اعتقادی نے ان کی آنکھوں پر اس قدر گہرے پردے ڈال رکھے ہیں کہ) اگر (مثلاً) یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ فضا میں کوئی بہت بڑا ٹکڑا ہے جو ان پر گرا چاہتا ہے، تو یہ، یہ کہہ کر مطمئن ہو جائیں کہ یہ ہماری تباہی کے لئے نہیں آرہا۔ یہ تو ابرِ باراں ہے جو ہماری کھیتیوں کو سیراب کرنے کے لئے آرہا ہے!

۴۵ (سو جن لوگوں کی ذہنیت یہاں تک مسخ ہو چکی ہو کہ انہیں عذاب بھی راحت بن کر دکھائی دے، ان کے راہ راست پر آنے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ تو نے تبلیغ کا فریضہ پوری طرح ادا کر دیا۔ اب) انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو تا آنکہ ان کی ہلاکت برقِ خاطف بن کر ان پر آگرے۔

۴۶ اُس وقت ان کی کوئی تدبیر ان کے کسی کام نہیں آسکے گی۔ اور نہ کوئی انکی مدد کر سکے گا۔

۴۷ یہ عذاب تو اِس دنیا میں واقع ہوگا۔ اس کے علاوہ، ان کے لئے اُخروی زندگی میں، ایک اور عذاب ہوگا۔ لیکن یہ اس سے بالکل بے خبر ہیں۔

۴۸ (انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اور) نظامِ خداوندی کے قیام اور استحکام کے لئے نہایت

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ ع

۲ ۴۲ ۴

ثابت قدمی سے مصروفِ جدّوجہد رہو۔ تم ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔ ہم تمہارے نگران ہیں۔

۴۹ تم صبح۔ شام۔ دن، رات۔ تاروں کے ڈوبنے کے وقت —— گویا مسلسل
اور پیہم —— اس نظامِ ربوبیت کو پیکرِ حمد و ستائش بنانے میں سرگرمِ عمل رہو۔ (۲ ۲؍ ۱۰)۔

# سُورَۃُ النَّجْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ﴿۲﴾

---

۱ (ان لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ وحی کی جس راہ نمائی کی طرف انہیں دعوت دی جا رہی ہے، وہ کس حد تک قابلِ اعتماد ہے؟ وہ سفرِ زندگی میں کہیں دھوکا تو نہیں دے جائے گی؟ وہ غلط راستے پر تو نہیں ڈال دے گی؟ وہ کسی مقام پر جا کر ساتھ تو نہیں چھوڑ دے گی؟ ان سے کہو کہ تم جب راتوں کو صحرا میں سفر کرتے ہو جہاں کوئی پختہ راستے یا نشانات راہ نہیں ہوتے، تو تم اپنی راہ نمائی کہاں سے حاصل کرتے ہو؟ تم ستاروں کو دیکھ کر اپنا رُخ متعین کرتے ہو۔ تم بتاؤ کہ ان کی راہ نمائی کے متعلق تمہارا تجربہ کیا ہے؟ کیا ان کی راہ نمائی قابلِ اعتماد ہے یا یہ اپنی رَوِش بدل کر دھوکا بھی دیدیتے ہیں؟ کیا یہ مستقلاً تمہاری راہبری کرتے ہیں یا کبھی ساتھ بھی چھوڑ دیتے ہیں؟ تمہارا جو جواب ستاروں کے متعلق ہے وہی جواب وحی کی راہ نمائی کے متعلق سمجھ لو' اس لئے کہ اس رسول کو وحی بھی وہیں سے ملتی ہے جہاں سے ستاروں کو اپنی محکم رَوِش پر چلے جانے کی وحی ملتی ہے۔ ۶/۹۷ ; ۵۶/۷۵ ; لہذا) ستارہ جو ایک خاص مقام سے طلوع ہو کر' اور خاص راستے طے کر کے' ایک خاص مقام پر غروب ہو جاتا ہے (اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے) اس حقیقت پر شاہد ہے کہ

۲ تمہارا یہ رفیقِ سفر' جو شاہراہِ حیات پر تمہاری راہ نمائی کے لئے مامور کیا گیا ہے' نہ تو

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ﴿٥﴾ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ﴿٦﴾ وَهُوَ
بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾

---

راستے کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے اور نہ ہی راستہ پا جانے کے بعد بھٹک گیا ہے۔ (اسے اپنی منزل کا بھی علم ہے اور اس کی طرف لے جانیوالے راستے کا بھی پتہ)۔

۳-۴ اس لئے کہ وہ جو کچھ تم سے بہ حیثیت رسول کہتا ہے' اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ وہ صرف اس وحی کو بیان کرتا ہے جو اسے خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ (قرآن' وحیِ خداوندی کا مجموعہ ہے۔ اس میں رسول کے ذاتی خیالات اور جذبات کا کوئی دخل نہیں۔ (انسان کے ذاتی خیالات اور جذبات اس کی افتادِ طبیعت اور ماحول کے پیدا کردہ' فلہذا تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن وحی' جو اسے خارج سے ملتی ہے' ان اثرات سے منزّہ اور تغیرات سے ماورا ہوتی ہے)۔

۵ یہ اسے' اُس خدا کی طرف سے ملتی ہے جو بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ (اس کی قوتوں کا کچھ اندازہ تو تم' نظامِ کائنات' بالخصوص ستاروں کی دنیا سے کر سکتے ہو کہ یہ عظیم الجثہ آسمانی کُرّے اس کے قوانین میں جکڑے ہوئے' کس نظم و ضبط سے اپنی اپنی راہ پر چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح' اُس نے جو قوانین وحی کے ذریعے' انسانی راہ نمائی کے لئے دیئے ہیں' وہ بھی اپنی نتیجہ خیزی میں سرِمو اِدھر اُدھر نہیں ہوتے)۔

۶ وہ خدا صرف لامحدود قوتوں کا مالک ہی نہیں۔ وہ زندگی کی مختلف گذرگاہوں سے بھی اچھی طرح واقف' فلہذا' اس قابل ہے کہ ایسی ہمہ گیر راہ نمائی دے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی معاملات کے تمام شعبوں کو محیط ہو۔

ظاہر ہے کہ جس شخصیت (رسول) کو اس قسم کی وحی کا حامل ہونا ہو' اسے حسنِ سیرت کی کن رعنائیوں اور علم کی کن بلندیوں کا پیکر ہونا چاہیئے؟ چنانچہ اِس رسول کی ذات میں پورا پورا توازن پیدا ہوا اور پاکیزگیٔ سیرت اپنی انتہا تک پہنچ گئی۔

۷ اس کے ساتھ ہی وہ (وحی کی رُو سے) علم کی ان بلندیوں پر بھی جا پہنچا جہاں عقل انسانی کی رسائی ناممکن ہے۔ ([illegible])۔

۸ وہاں پہنچ کر وہ حقائقِ کائنات سے قریب تر اور قوانینِ خداوندی کی گہرائیوں میں ڈوب کر ان سے ہم رنگ ہو گیا۔

۹ قوانینِ خداوندی سے اس درجہ ہم آہنگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ انسانی دنیا میں' خدا کے پروگرام کی تکمیل کے لئے خدا کا رفیق بن گیا ([illegible])۔ جس طرح تم باہمی رفاقت اور معاہدہ کی

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً
أُخْرَىٰ ﴿١٣﴾ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ﴿١٤﴾ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ﴿١٥﴾

پختگی کے لیے دو کمانوں کو اس طرح ملاتے ہو کہ وہ ایک ہی قاب رہے)، والی بن جاتی ہیں' اور دونوں مل کر اکٹھا تیر چلاتے ہو' خدا کے ساتھ' رسول کے عہدِ رفاقت کی یہی مثال ہے- بلکہ اس کی رفاقت اس سے بھی زیادہ محکم اور گہری ہوتی ہے-

۱۰ اس طرح خدا نے اپنے بندے (رسول) کی طرف وہ کچھ وحی کر دیا' جسے انسانی راہ نمائی کے لیے دینا مقصود تھا-

۱۱ جو علم اسے وحی کے ذریعے دیا جاتا ہے' اس کی کیفیت یہ نہیں ہوتی کہ آنکھیں جو کچھ دیکھیں دل کو اس کا یقین نہ ہو کہ وہ حقیقت ہے یا فریبِ نگاہ- نبی کی آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں اُس کا دل اس کی تصدیق کرتا ہے- (اسی لئے 'نبی' سب سے پہلے' اپنی وحی کی صداقت پر ایمان لاتا ہے- ۲/۲۸۵ ؛ ۶/۱۶۴)-

۱۲ اب بتاؤ کہ تم وحی کے حقائق کے متعلق رسول سے کس طرح جھگڑ سکتے ہو جبکہ صورت یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے آنکھوں دیکھا کہتا ہے' اور تم اس مقام کی کیفیت تک سے ناآشنا ہو۔

۱۳ (پھر وحی کی کیفیت خواب کی سی نہیں ——— خواب کی کیفیت یہ ہے کہ جو کچھ اس میں ایک بار دیکھا جاتا ہے' اُسے انہی تفاصیل' جزئیات' ربط اور تسلسل کے ساتھ' انسان کبھی دوبارہ نہیں دیکھ سکتا)- لیکن نبی کی آنکھ نے جن حقائق کو ایک بار دیکھا ہے' وہ اُسی طرح ان کا مشاہدہ بار دِگر بھی کرتی ہے- (اس لئے' اُس کا حقائق کو دیکھنا' خواب دیکھنا نہیں- وحی' خواب نہیں ہوتی- یہ حقیقت کا یقینی مشاہدہ ہوتا ہے)-

۱۴ وحی کا سرچشمہ' علمِ الٰہی ہے- اور یہ وہ مقام ہے جہاں عقلِ انسانی کے لئے حیرت اور تکبیرِ حیرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا- (وحی انسانی فکر کی بڑھی ہوئی شکل کا نام نہیں- یہ ادراک کی تخلیق نہیں- اس کا سرچشمہ عقلِ انسانی کی سرحد سے ماورا رہے- وہ مقام' عقل کے لئے انتہائی تحیر کا ہوتا ہے)-

۱۵ (لیکن عقلِ انسانی' اگر مقامِ نبوت کی کیفیت اور ماہیت کو سمجھ نہیں سکتی' تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ وحی سے مستفید بھی نہیں ہو سکتی- وہ وحی کی رُو سے عطا شدہ قوانین کو سمجھ کر ان پر ایمان لا سکتی ہے- اور پھر ان کے مطابق عمل سے انسان کو حقیقی اطمینان و سکون کی جنتی زندگی مل سکتی ہے- (یعنی انسانی عقل اگر نبوت کی ماہیت کو سمجھنے کی کوشش کرے

اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی ﴿۱۸﴾
اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی ﴿۲۰﴾ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی ﴿۲۱﴾

---

تو اس کے حصے میں حیرت کے سوا کچھ نہیں آسکتا۔ لیکن جب وہ وحی کی راہ نمائی میں سفرِ زندگی طے کرے، تو سیدھی جنت تک پہنچ سکتی ہے۔ جنت اُس مقامِ تحیّر کے قریب ہی واقع ہے)۔

۱۶ (عام انسانوں کے مقابلہ میں) نبی کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جب، ان تحیّر کی وادیوں میں،
۱۷ علمِ الٰہی ہر طرف سے چھایا ہوا ہوتا ہے، تو اُس مقام پر بھی اس کی آنکھ ذرا اِدھر اُدھر نہیں مڑتی کبھی غلطی نہیں کرتی۔ کہیں نہیں بھٹکتی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اس حد سے آگے بھی نہیں بڑھ سکتی جس حد تک مشیّتِ خداوندی اسے رکھنا چاہتی ہے۔ (علمِ خداوندی اور علمِ نبوی میں یہ نمایاں فرق ہے: علمِ خداوندی لامحدود ہوتا ہے لیکن نبی کو جو علم وحی کی رُو سے عطا ہوتا ہے، وہ محدود ہوتا ہے۔ وہ اتنا ہی ہوتا ہے جتنا اسے خدا دینا چاہتا ہے۔ یوں کہیے کہ وہ علمِ الٰہی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ کُل نہیں ہوتا۔ لہٰذا، جہاں وحی کی رو سے عطا شدہ علم، عقلِ انسانی کے مقابلہ میں، بہت آگے ہوتا ہے، علمِ خداوندی کے مقابلہ میں وہ بہرحال محدود ہوتا ہے۔ نبی کی آنکھ اُس حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی)۔

۱۸ اس طرح، اس رسول نے، اپنے نشو و نما دینے والے کی انقلاب انگیز نشانیوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ انسانی معاشرہ میں، کیسا عظیم آسمانی انقلاب آنیوالا ہے جس میں ملوکیت، سرمایہ داری، اور مذہبی پیشوائیت (دنیا کے ہر فرعون۔ قارون۔ اور ہامان) کی مستبد قوت، سرنگوں ہو جائے گی۔ اور انسان کو ان تمام زنجیروں سے حقیقی آزادی حاصل ہو جائے گی۔ (۱۷/۱ ؛ ۲۴-۲۲ ؛ ۷/۱۵۷)۔

۱۹ (ان سے کہو کہ ایک طرف یہ دین ہے جو اُس خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے جس کا علم لامحدود
۲۰ ہے، اور اسے اس کا وہ رسول پیش کر رہا ہے جو شرفِ انسانیت کے بلند ترین مقام پہ فائز ہے۔ اور دوسری طرف تمہارا مسلک ہے جس کی رو سے تم اپنے ہاتھوں کے تراشیدہ، پتھر کے بتوں کے سامنے جھکتے ہو؟) کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ یہ لات اور عزّیٰ، اور ان کا تیسرا ساتھی منات۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟

۲۱ (پھر کیا تم نے اپنے اس عقیدہ پر بھی کبھی غور کیا ہے کہ یہ دیویاں خدا کی بیٹیاں ہیں۔ ذرا سوچو کہ اوّل تو خدا کی اولاد کا عقیدہ ہی کس قدر باطل ہے، اس پر طرّہ یہ کہ) خدا کے ہاں اولاد بھی

تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن
سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنسَانِ
مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن

١ ع ٥

بیٹیاں ہیں اور تمہارے ہاں بیٹے!

۲۲ غور کرو کہ یہ تقسیم بجائے خویش کس قدر بھونڈی اور جہالت پر مبنی ہے۔

۲۳ یاد رکھو! ان دیوی دیوتاؤں اور بتوں کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے اسلاف نے رکھ چھوڑے ہیں (۲۳)۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی۔ (نہ ہی انہیں علم و بصیرت کی رو سے) ان عقائد کے جواز میں کوئی دلیل مل سکتی ہے)۔ یہ لوگ محض اپنے قیاسات کی پیروی کرتے ہیں اور مقصد اس سے اپنے جذبات کی تسکین ہے۔ اس کے مقابلہ میں (جو کچھ اے رسول! تم پیش کرتے ہو) وہ ان کے نشوونما دینے والے کی طرف سے ایسا ضابطۂ ہدایت ہے (جو سرتاپا علم و حقیقت پر مبنی ہے)۔

۲۴ (تم میں سے ہر شخص اپنی اپنی مرادیں لے کر ان بتوں کے پاس آتا ہے اور سمجھتا ہے
۲۵ کہ اس کی ہر مراد پوری ہو جائے گی۔ ذرا سوچو تو سہی کہ) کیا یہ کسی طرح ممکن ہے کہ ہر شخص کی ہر مراد پوری ہو جائے (مثلاً جب دو شخص ایسی مرادیں لے کر آئیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہوں تو ان دونوں کی مرادیں کس طرح پوری ہو جائیں گی! انفرادی زندگی میں ہمیشہ یہی ہوگا۔ افراد کے مفاد ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے۔ اس کے برعکس خدا کا عطا کردہ نظام ایسی اجتماعی زندگی کا تصور دیتا ہے جس میں ہر فرد کے پیش نظر نوعِ انسانی کا کُلّی مفاد ہوتا ہے' اس لئے اس میں انفرادی مفاد کا تصادم ہوتا ہی نہیں۔ اس اجتماعی نظام کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس میں انسان کو) قریبی مفاد بھی حاصل ہو جاتے ہیں اور اس کا مستقبل بھی روشن اور تابناک ہو جاتا ہے۔

(انسانیت کا مفادِ کلی اور حال اور مستقبل دونوں کی درخشندگی —— یہ ہے دینِ خداوندی کی بنیادی خصوصیت۔ "انفرادی مذہب" کی رُو سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا)

۲۶ ان لوگوں نے کائنات کی مختلف قوتوں —— ہوا۔ پانی۔ آگ۔ بادل۔ بجلی۔ کڑک وغیرہ —— کو بھی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ ان سے کہہ دو کہ ان کا معبود بنا لینا انہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ اگر یہ اپنے خیال میں یہ بھی سمجھ لیں کہ یہ سب دیوی 'دیوتا' ان کے ساتھ ہیں'

بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰی ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِیَةَ
الْاُنْثٰی ﴿۲۷﴾ وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ
عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی ﴿۳۰﴾

---

تو بھی انہیں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان کا کسی کے ساتھ ہونا اسی صورت مفید ہو سکتا ہے کہ ان سے خدا کے قانونِ فطرت کے مطابق کام لیا جائے اور انہیں مشیت کے کلی پروگرام سے ہم آہنگ رکھا جائے۔

۲۷ (یہ وہ مسلک ہے جو علم و حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس' یہ لوگ ہیں کہ) ان مظاہرِ فطرت کو اپنا معبود بنا کر ان کے عورتوں جیسے نام رکھ لیتے ہیں۔ ایسا کچھ وہی لوگ کرتے ہیں جو خدا کے قانونِ مکافات اور مستقبل کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے۔ (قانونِ علت و معلول پر یقین رکھنے والا اس قسم کے توہمات میں مبتلا ہو نہیں سکتا)۔

۲۸ ان کا یہ مسلک علم و حقیقت پر مبنی نہیں، محض قیاسات پر مبنی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حقیقت کے مقابلہ میں ظن و قیاس کچھ کام نہیں دے سکتے۔ (۶/۱۴۹)۔ ظن و قیاس جہالت کے زمانے میں تو چل سکتے ہیں۔ لیکن جونہی انہیں علم و حقیقت کا سامنا کرنا پڑے' ان کا اثر و تسلط ختم ہو جاتا ہے۔

۲۹ سو جو لوگ طبیعی زندگی کے مفاد سے بلند کوئی نصب العین ہی اپنے سامنے نہ رکھیں اور اس لئے ہمارے اس ضابطۂ حیات سے روگردانی کریں' (اے رسول!) تو ان سے پہلو تہی کر لے (اور اپنے پروگرام کی تکمیل میں سرگرمِ عمل رہ)۔

۳۰ جن لوگوں کے علم کی آخری حد یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کی تراشیدہ پتھر کی مورتیوں کو اپنا خدا سمجھتے ہیں اور کائنات کی قوتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں' وہ اس دین کی صداقت کے معترف کیسے ہو جائیں گے جو سراسر علم و حقیقت پر مبنی ہے اور انسان کو کائنات میں بلند ترین مقام عطا کرتا ہے۔ تو ان کے اس طرزِ عمل سے افسردہ خاطر نہ ہو) تیرا نشوونما دینے والا اچھی طرح جانتا ہے کہ کون راہِ راست پر چلتا ہے اور کون اس راہ کو چھوڑ کر غلط راستے اختیار کر لیتا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا
بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ
اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ
اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

**۳۱** (جو شخص جونسا راستہ اختیار کرے گا' اسی کے مطابق' اس کے اعمال کے نتائج مرتب ہوں گے)' اس لئے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کی ساری مشینری' اس مقصد کے لئے سرگرمِ عمل ہے کہ جو لوگ زندگی میں ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں' ان کے اعمال کا اس کے مطابق نتیجہ مرتب کرے' اور جو لوگ حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں' ان کے اعمال خوشگوار نتائج پیدا کریں۔ (۱۱/۴ : ۴۵/۲۲)۔

**۳۲** یہ (آخرالذکر) وہ لوگ ہیں جو تمام ایسے بڑے بڑے جرائم سے بچتے ہیں جن سے انسانی ذات میں اضمحلال پیدا ہو جائے یا جن سے فواحش پھیلیں۔ ہاں البتہ اگر کبھی کسی کے دل میں یونہی کوئی غلط خیال گذرے لیکن وہ اس کی فوری اصلاح کرلے (۷/۲۰۱) یا اس سے نادانستہ کوئی معمولی سی لغزش ہو جائے (اور اس کے بعد وہ اس کی اصلاح کرلے) تو ایسی باتیں قابلِ گرفت نہیں ہوتیں۔ قابلِ گرفت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کے حسنِ عمل کے نتائج ایسے وزنی ہوتے ہیں کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے نقصان رساں نتائج سے انسان کی حفاظت کر دیتے ہیں یہ خدا کے قانونِ مکافات کی کشادہ نگہی اور وسیع الظرفی ہے۔ (۴/۳۱ ؛ ۴۲/۳۲)۔ یہ اس لئے کہ یہ اُس خدا کا قانون ہے جو انسان کی کمزوریوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے' اور اس کی امکانی صلاحیتوں سے بھی پوری طرح باخبر۔ وہ جانتا ہے کہ' زندگی' بے جان مادہ سے لے کر یہاں تک پہنچنے میں کن کن منازل سے گذری۔ اور رحمِ مادر میں' انسانی بچہ کس کس قسم کی کیفیات کا حامل بنا۔ اس لئے اسے معلوم ہے کہ وہ کونسی باتیں ہیں جن سے انسانی ذات کی نشوونما رک جاتی ہے' اور وہ کون سے اعمال ہیں جن سے اس کی صلاحیتیں برومند ہوتی ہیں۔ یہی وہ معیار خداوندی ہے جس کے مطابق یہ جانچنا چاہیئے کہ انسان کس حد تک تقویٰ شعار ہو چکا ہے۔ اسے اپنے خودساختہ معیاروں کے مطابق نہیں جانچنا چاہیئے (ان امور کے جانچنے اور ماپنے کا معیار اور پیمانہ' صرف خدا کی کتاب ہے نہ کہ انسانوں کے اپنے خودساختہ

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ﴿٣٤﴾ أَعِندَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿٣٥﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي
صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿٣٨﴾ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿٣٩﴾
وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ﴿٤٠﴾

---

پیمانے — ([۹۱] ۷ ـ ۱۰ ؛ [۹۲] ۱۷ ـ ۱۸)

۳۳ (یہ جانچنے کے لئے کہ انسانی ذات کی کس حد تک نشوونما ہو چکی ہے، بنیادی پیمانہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کی نشوونما کے لئے کس قدر دیتا ہے۔ لیکن) تم ایسے لوگوں کو بھی دیکھو گے

۳۴ کہ وہ خدا کے اس وضع کردہ معیار سے روگردانی کرتے ہیں۔ وہ نوعِ انسان کی ربوبیتِ عامہ کے لئے تھوڑا سا دیتے ہیں اور پھر پتھر کی طرح سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ روش تو اس قسم کی اختیار کرتے ہیں، اور اپنے اعمال کو خود ساختہ معیاروں کے مطابق ماپ کر بزعمِ خویش سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے "اللہ والے" بن چکے ہیں۔

۳۵ کیا ایسے لوگوں کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جس سے انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ ان کا اختیار کردہ پیمانہ ہی صحیح پیمانہ ہے؟

۳۶ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ جو پیمانہ ہم نے اس قرآن میں دیا ہے، وہ وہی پیمانہ ہے جو مختلف انبیاء کی وساطت سے شروع ہی سے انسانوں کو ملتا چلا آیا ہے ——— یہی کچھ اس کتاب میں بیان ہوا تھا جو موسیٰؑ کو ملی تھی۔ اور

۳۷ اس صحیفہ میں بھی جو اس سے پہلے ابراہیمؑ کو عطا ہوا تھا ——— اس ابراہیمؑ کو جو وفا کا پتلا اور اطاعت کا پیکر تھا۔ جس نے اپنے ہر قول کو پورا کر کے دکھا دیا تھا۔

۳۸ یہ اصول اور پیمانے کیا تھے جو انبیائے سابقہ کو دیئے گئے اور جنہیں اب قرآن میں دہرایا جا رہا ہے۔ یہ کہ

(i) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہر ایک کی اپنی اپنی ذمہ داری ہے۔ اور انسانی ذات کی نشوونما اس کے اپنے اعمال ہی سے ہو سکتی ہے۔

۳۹ (ii) انسان کو وہی نتائج مل سکیں گے جن کے لئے اس نے محنت اور کوشش کی ہو گی۔ جیسی جدوجہد، اسی قسم کے اس کے نتائج ——— خدائی پیمانہ کے مطابق معاوضہ صرف محنت کا ہو گا۔

۴۰ (iii) کسی کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ اس کا نتیجہ یقیناً سامنے آ کر رہے گا۔

ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ
وَاَحْیَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ
الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

۴۱ (IV) کسی کی محنت کے ثمرہ میں ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

۴۲ (V) انسانی زندگی کا منتہیٰ و مقصود یہ ہے کہ اجتماعی طور پر نظام ربوبیت کا قیام ہو جائے اور انفرادی طور پر ہر فرد کی ذات میں صفاتِ خداوندی کی نمود (علیٰ حد بشریت) ہوتی جائے۔ اور زندگی کے ہر معاملہ کا فیصلہ قوانین خداوندی کے مطابق ہو۔ (۴۹/۴۴)۔

۴۳ یہی وہ بنیادی اصول ہیں جن کے مطابق ایک قوم' زندگی کی قہقہہ بار فضاؤں میں مسرتوں کے جھولے جھولتی ہے' اور دوسری قوم' زوال و انحطاط کے ماتم کدہ میں سوگوارِ حیات بن کر خون کے آنسو روتی ہے۔

۴۴ یعنی قوموں کی موت اور حیات' انہی محکم قوانین سے وابستہ ہے۔ جو قوم ان قوانین کے مطابق عمل کرتی ہے زندہ رہتی ہے۔ جو ان کی خلاف ورزی کرتی ہے تباہ ہو جاتی ہے۔

۴۵ (اقوام کی موت اور حیات' اسی طرح قانونِ خداوندی کے تابع ہے جس طرح افراد کی
۴۶ پیدائش' پرورش اور موت)۔ اس قانون کے مطابق' انسان کی پیدائش مادۂ تولید کے امتزاج سے ہوتی ہے —— اسی سے نر پیدا ہوتا ہے' اسی سے مادہ۔

۴۷ پیدائش کے اس مرحلہ تک حیوان اور انسان' سب مشترک ہیں۔ لیکن اس کے بعد وہ انسان کی اٹھان ایک اور ہی انداز سے اٹھاتا ہے۔ (وہ اس میں اپنی توانائی کا ایک شمہ ڈالتا ہے جس سے یہ صاحبِ اختیار و ارادہ ہستی بن جاتا ہے)۔

۴۸ اس کے بعد خدا کا نظامِ ربوبیت انسان کی جملہ ضروریات پوری کرنے کا انتظام اس طرح کرتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں رہتا' اور اسے وہ کچھ دیتا ہے جس سے اسے سکون اور اطمینان حاصل ہو جائے۔

۴۹ اس حد تک سامانِ پرورش میں' حیوان اور انسان سب مشترک ہیں۔ لیکن انسان کو عقل و شعور عطا کیا گیا ہے۔ یہ بھی خدا ہی کی ربوبیت کا کرشمہ ہے[1]۔

---

[1] شعریٰ ایک ستارہ کا نام بھی ہے جس کی پرستش عربوں کا ایک قبیلہ کرتا تھا۔ لیکن اگر اسے شَعَرَ سے مصدر مانا جائے تو اس کے معنی عقل و شعور کے ہوں گے۔ ہم نے انہی معانی کو ترجیح دی ہے۔

وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ
وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ
النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾
وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

---

۵۰ (یہی وہ عقل و شعور ہے جس کی بنا پر انسان، اپنے تمام اعمال کا ذمہ دار قرار پاتا ہے، اور انہی کے نتائج کے مطابق اس کی انسانی زندگی ترتیب پاتی ہے ——— افراد کی بھی اور اقوام کی بھی)۔ چنانچہ اسی قانونِ مکافات کے مطابق اس نے عادِ اوّل کو تباہ کر دیا۔

۵۱ اور قومِ ثمود کو بھی ——— ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔

۵۲ اور ان سے بھی پہلے قومِ نوح کو ——— یہ اقوام اس لئے تباہ ہو گئیں کہ وہ قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتتی اور کمزوروں پر ظلم و ستم روا رکھتی تھیں۔

۵۳ جن اقوام نے بھی اس قسم کی روش اختیار کی، وہ بُری طرح تباہ ہو گئیں، اور ان کی بستیاں ویران ہو گئیں۔

۵۴ یہ تباہی اس طرح ہوئی کہ ان کے اعمال کے نتائج، ان پر چاروں طرف سے چھا گئے اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

۵۵ ان تاریخی شواہد کی روشنی میں ان لوگوں سے پوچھو کہ تم قوانینِ خداوندی کی کون کونسی قوت کے متعلق جھگڑا کرو گے اور ان میں سے کس کس کو جھٹلاؤ گے!

۵۶ یہی ہیں تمہارے اعمال کے وہ تباہ کن نتائج جن سے یہ رسول تمہیں آگاہ کرتا ہے۔ اسی طرح آگاہ کرتا ہے جس طرح، اقوامِ سابقہ کے رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو آگاہ کیا تھا۔ (انہوں نے، اپنے رسولوں کی تنذیر کی پرواہ نہ کی، تو وہ ہلاک ہو گئیں۔ یہ پرواہ نہیں کریں گے تو یہ بھی اسی طرح ہلاک ہو جائیں گے)۔

۵۷ "ہلاک ہو جائیں گے" کیا؟ ان کی ہلاکت کی گھڑی تو ان کے سر پر آپہنچی ہے۔

۵۸ اب اسے دنیا کی کوئی طاقت دور نہیں کر سکتی ——— ہاں! اگر یہ اب بھی قانونِ خداوندی کا اتباع کر لیں، تو یہ ان سے ٹل سکتی ہے۔

۵۹ ان سے پوچھو کہ کیا تم، اب بھی، ان باتوں پر جو تم سے کہی جا رہی ہیں، تعجب کرتے ہو، اور اس پر یقین نہیں کرتے کہ ایسا ہو کر رہے گا!

۶۰ اور ان پر ہنستے ہو ——— حالانکہ اگر ذرا بنظرِ تعمق دیکھو تو تم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے

وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

۳
ع
۷

کہ یہ مقام ہنسنے کا نہیں بلکہ رونے کا ہے۔ لیکن تم اس سوال پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کرتے۔

۶۱ یہی وجہ ہے کہ تم بدستور سرکشی اختیار کئے جا رہے ہو اور اپنی روش میں تبدیلی نہیں کرتے۔ تم نے زندگی کو مذاق سمجھ رکھا ہے۔

۶۲ ایسا نہ کرو۔ اب بھی وقت ہے کہ تم قوانینِ خداوندی کے سامنے جھک جاؤ۔ ان کی اطاعت اختیار کرو۔ (اس سے تم آنے والی تباہی سے بچ جاؤ گے)۔

# سورۃ القمر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَ انۡشَقَّ الۡقَمَرُ ۞۱ وَ اِنۡ یَّرَوۡا اٰیَۃً یُّعۡرِضُوۡا وَ یَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ۞۲ وَ کَذَّبُوۡا وَ
اتَّبَعُوۡۤا اَہۡوَآءَہُمۡ وَ کُلُّ اَمۡرٍ مُّسۡتَقِرٌّ ۞۳ وَ لَقَدۡ جَآءَہُمۡ مِّنَ الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِیۡہِ مُزۡدَجَرٌ ۞۴ حِکۡمَۃٌۢ

---

**۱** وہ انقلاب کی گھڑی (جس کے متعلق ان سے اتنی مدت سے کہا جا رہا تھا) بالکل قریب آپہنچی ہے۔ اب ان مخالفینِ عرب کی قوت و شوکت ختم ہو جائے گی (اور ان کا پرچم، جس پر قمر کا نشان ہے، ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

**۲** اس آنے والے انقلاب کی کئی ایک علامات ان کے سامنے آچکی ہیں۔ لیکن ان کی سرکشی اور مدہوشی کا یہ عالم ہے کہ یہ ان پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کرتے بلکہ الٹے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب وہی جھوٹے افسانے ہیں جنہیں ہم ایک عرصہ سے سنتے چلے آرہے ہیں (۴۶/۱۱)۔

**۳** یہ اس انقلاب سے متعلق ہر بات کو جھٹلاتے ہیں اور بدستور اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ (اور جب ان سے ذرا زور سے کہئے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ جس تباہی کے متعلق یوں دھمکیاں دی جا رہی ہیں اسے لے کیوں نہیں آتے۔ انہیں معلوم نہیں کہ) اعمال کے نتائج، اپنے وقت پر محسوس شکل میں سامنے آتے ہیں۔

**۴ ۵** (اس مہلت کے وقفے میں انہیں، اس آنے والی تباہی کا یقین دلانے کی ایک ہی صورت

بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ
مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝۱۰
فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲

تھی کہ انہیں تاریخی شواہد سے بتایا جاتا۔ سو اس مقصد کے لئے) اقوامِ سابقہ کے متعدد واقعات ان کے سامنے لائے جا چکے ہیں جن میں سے ہر واقعہ ایسا ہے کہ اگر اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو بات سیدھی دل تک اتر جائے' اور اس طرح یہ اپنی غلط روش سے رک جائیں۔ لیکن یہ عقل و فکر کی باتیں ان کے کسی کام نہ آئیں۔ نہ ہی انہوں نے ان تنذیرات سے کچھ فائدہ اٹھایا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا۔

۶ لہٰذا اب تو ان کا خیال چھوڑ دے۔ اب ان کا فیصلہ اس دن ہوگا جب ایک بلانے والا انہیں ایک سخت مہیب (جنگ کے بعد قیدیوں کی حیثیت سے) بلاتے گا۔

۷ اس بلاوے پر یہ اپنے ٹھکانوں سے اس طرح نکلیں گے گویا ایک ٹڈی دل تھا جسے منتشر کر دیا گیا اور یہ ان میں سے باقی رہ گئے۔ ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ یہ مجرموں کی طرح' جھکی ہوئی

۸ نگاہوں سے' اس بلانے والے کی طرف' تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے جائیں گے۔
یہ لوگ' جو اس وقت اس انقلاب سے انکار پر انکار کئے جا رہے ہیں' اس وقت تسلیم کریں گے کہ یہ دن واقعی بڑی سختی اور مصیبت کا دن ہے۔

۹ لیکن ان کی یہ روش کوئی نئی بات نہیں۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں' یہی کچھ ان سے پہلے اقوامِ گذشتہ نے کیا تھا۔ (مثلاً) جب ہمارے بندے' نوحؑ نے اپنی قوم کو ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے متنبہ کیا' تو انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے۔ دیوانہ ہے۔ (وغیرہ وغیرہ)۔ وہ اسے جھڑکیاں دے کر اپنی مجلس سے نکال دیا کرتے تھے!

۱۰ اس پر نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ یہ سرکش لوگ مجھ پر چڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ سو تو ان سے (مظلوموں کو ناحق ستانے کا) بدلہ لے۔

۱۱ چنانچہ ہم نے موسلا دھار بارش کے لئے' بادلوں کے لئے دروازے کھول دیئے۔ اور زمین

۱۲ سے چشمے ابلنے لگے۔ اور اس طرح' زمین اور آسمان کا پانی' اس مقصد کے لئے' جس کا ہمارے

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾
كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾
تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾

---

قانونِ مکافات کے مطابق' اندازہ ہو چکا تھا' یک جا جمع ہو کر سیلاب کی شکل اختیار کر گیا۔

۱۳ ہم نے نوحؑ (اور اس کے ساتھیوں کو) اس کشتی پر سوار کرا دیا' جو بڑے بڑے تختوں' لوہے کی میخوں (اور رسّوں سے باندھ کر تیار کی گئی تھی۔

۱۴ وہ اس طوفانِ بلاخیز میں' ہماری زیرِ نگرانی' بحفاظت تیرتی چلی جا رہی تھی۔ (چنانچہ وہ بچ گئے اور ان کے مخالفین ڈوب کر مر گئے)۔ یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ انہوں نے نوحؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ (وہ انہیں اس طوفان سے آگاہ کر رہا تھا اور یہ اسے مذاق سمجھ رہے تھے — حتیٰ کہ وہ ان کے سامنے کشتی بنا رہا تھا اور یہ اس پر بھی اس کی ہنسی اڑاتے تھے۔ جو لوگ سب کچھ دیکھتے بھالتے اپنی حفاظت کا سامان نہ کریں' وہ تباہ نہ ہوں گے تو اور کیا ہو گا؟)۔

۱۵ اس واقعہ کو ہم نے عبرت و موعظت کے لئے محفوظ رکھ چھوڑا ہے۔ سو کوئی ہے جو اس سے عبرت حاصل کرے' اور جان لے کہ ہماری طرف سے دی ہوئی تنذیرات کس طرح سچی ہوتی ہیں'
۱۶ اور ہمارا عذاب کس طرح حقیقتِ ثابتہ بن کر سامنے آجایا کرتا ہے۔

۱۷ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے بڑا آسان بنا دیا ہے۔ سو ہے کوئی جو اس پر غور و فکر کر کے اس سے نصیحت حاصل کر لے؟

۱۸ اسی طرح قومِ عاد نے بھی ہمارے قانونِ مکافات کو جھٹلایا۔ لیکن اس کے بعد دیکھ لیا کہ ہماری تنبیہ کس طرح سچی ہو کر رہتی ہے اور ہمارا عذاب کس طرح آیا کرتا ہے۔

۱۹ ہم نے ان پر تند و تیز آندھی کا عذاب بھیجا۔ سو وہ ان کے لئے کس قدر تباہی اور بربادی کا دن تھا؛ ایسی تباہی کا دن جو انہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر گئی۔ (۴۱/۱۶)۔

۲۰ وہ آندھی لوگوں کو اس طرح پاؤں سے اکھیڑ کر دور دور پھینکتی تھی گویا وہ ایسی کھجوروں کے تنے ہیں جو اپنی مضبوط ترین جڑوں سے اکھڑ کر ادھر ادھر گرے پڑے ہیں (۶۹/۷)۔

۲۱ سو غور کرو کہ ہماری تنذیر کس قدر سچی اور ہمارا عذاب کیسا سخت تھا۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا ۱ ۴۲ ۸
نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ
غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ
قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾

---

۲۲ (ان تاریخی شواہد کو سامنے لاکر) ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے کس قدر آسان بنا دیا ہے۔ سو ہے کوئی جو غور و فکر کے بعد اس سے نصیحت حاصل کرے؟

۲۳ اسی طرح قوم ثمود نے بھی ہماری تنبیہات کو جھٹلایا۔

۲۴ اور کہا کہ کیا ہم ایسے آدمی کے پیچھے لگ جائیں جو بالکل تنہا ہے اور کوئی جتھہ اس کے ساتھ نہیں؟ اگر ہم نے ایسا کیا، اور اپنا جتھہ چھوڑ کر اس کے پیچھے لگ گئے، تو یہ خواہ مخواہ تباہی اور بربادی کا مول لینا ہوگا) ایسا کام تو وہی کرے گا جسے سلامتی کی کوئی راہ سجھائی نہ دیتی ہو اور وہ اندھا بن کر کنویں میں جا گرے۔ یا وہ جو بالکل پاگل ہو، اور اپنا نفع نقصان ہی نہ پہچانے!

۲۵ بھلا سوچو کہ ہم سب اتنے اتنے بڑے آدمی بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور خدا نے اپنی وحی کے لئے اسے (صالحؑ کو) چن لیا! یہ تو ہمیں بالکل جھوٹا اور خود پسند نظر آتا ہے (جو بڑا بننے کے لئے اپنے آپ کو، خدا کا رسول کہتا ہے)۔

۲۶ (ہم نے صالحؑ سے کہا کہ تو ان کی ان جگر پاش باتوں سے افسردہ خاطر نہ ہو) کل ہی انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور خود پسند کون ہے!

۲۷ تم ذرا ہمت سے کام لو، اور تھوڑا سا انتظار کرو۔ یہ اونٹنی، جس کے متعلق انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے اپنی باری پر پانی پینے اور چراگاہ میں چرنے دیں گے، ان کا جھوٹ اور سچ نکھار کر رکھ دے گی، اور جب یہ عہد شکنی کریں گے تو ان کی تباہی کا موجب بن جائے گی۔

۲۸ تم انہیں واضح طور پر بتا دو کہ اس معاہدہ کی رو سے طے یہ پایا ہے کہ ہر ایک کے مویشی اپنی اپنی باری پر پانی پیا کریں گے۔ اور اسی طرح یہ اونٹنی بھی اپنی باری پر گھاٹ پر آیا کرے گی۔

۲۹ انہوں نے جا کر اپنے رفیق (قبیلہ کے سردار) کو ماجرا سنایا۔ (وہ سخت غصے میں آ گیا اور کہا کہ ہیں! اس کی اونٹنی، ہمارے مویشیوں کے برابر ہو گئی؟)۔ اس نے بڑی جسارت سے اپنا ہاتھ بڑھایا، اور اس اونٹنی کو قتل کر دیا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا
الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ
نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾

---

**۳۰** (یہ آخری علامت تھی اس بات کی کہ وہ اپنی سرکشی میں انتہا تک پہنچ چکے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد ان کی تباہی کا وقت آگیا' اور انہوں نے دیکھ لیا کہ) ہماری تنذیر کس قدر سچی اور ہمارا عذاب کیسا تباہ کن ہوتا ہے۔

**۳۱** ہم نے ان پر سخت زلزلہ کا عذاب بھیجا جس سے وہ اس طرح ملیا میٹ ہو گئے جس طرح بوسیدہ باڑ ہوا کے تیز جھونکوں سے چورا چورا ہو جاتی ہے۔ (باڑ کا کام' کمزور کھیتی کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ لیکن جب باڑ اتنی بوسیدہ ہو جائے کہ وہ ہوا کے تیز جھونکوں سے ریزہ ریزہ ہو جائے تو دوسروں کی حفاظت کرنا تو ایک طرف' وہ خود اپنے پاؤں پر بھی کھڑی نہیں رہ سکتی۔ غلط روش زندگی اختیار کرنے والی قوموں کی حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے۔ وہ بظاہر زندہ نظر آتی ہیں لیکن اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوتی ہیں' اور نامساعد حالات کا ایک دھچکا انہیں چورا چورا کر دیتا ہے)۔

**۳۲** ہم نے ان تاریخی شواہد کو قرآن میں بیان کر کے بات کا سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے۔ سو کیا کوئی ہے جو اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی کو صحیح راستے پر لے آئے؟

**۳۳** اسی طرح قوم لوط نے بھی ہمارے مرسلین کی تکذیب کی جو انہیں' ان کی غلط روش کے تباہ کن عواقب سے آگاہ کرتے تھے۔

**۳۴** اس پر ہم نے اُن پر آتش فشاں پہاڑ سے پتھراؤ کیا تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچا' بجز لوطؑ اور اس کے ساتھیوں کے' جنہیں ہم' صبح سویرے بچا کر وہاں سے لے گئے تھے۔ (۳۴-۳۲/۱۵)

**۳۵** یہ چیز (لوطؑ کے رفقاء کے لئے) ہماری طرف سے نعمت تھی۔ لیکن یہ نعمت یونہی مفت نہیں مل گئی تھی۔ یہ نتیجہ تھی ان کی اس روش کا جس کی رُو سے انہوں نے حق کو مانا اور اس طرح ہماری راہ نمائی کی قدرشناسی کی۔ جو لوگ بھی یہ روش اختیار کرتے ہیں' انہیں اسی قسم کا بدلہ ملا کرتا ہے۔ وہ تمام آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

**۳۶** لوطؑ نے اپنی قوم کو بار بار تنبیہ کی تھی کہ خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے ڈرو۔ لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور سمجھے کہ وہ یونہی خالی دھمکیاں دیتا ہے' اس لئے اُس سے الٹا جھگڑنے لگے۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ
مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ
فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ
فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

---

۳۷ جب لوطؑ کے پاس اس کے مہمان آئے تو وہ (قوم لوطؑ کے لوگ) اس کے مہمانوں کی طرف بری نیت سے آئے۔ وہ اپنے حیوانی جذبات کے جوش میں بالکل اندھے ہو رہے تھے (اور لوطؑ کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے سو ہم نے ان سے کہدیا کہ بہت اچھا!) تم اب اپنے اعمال کے نتائج کا مزہ چکھو اور دیکھو کہ جس بات سے تمہیں متنبہ کیا جاتا تھا' اور تم اسے جھوٹ سمجھتے تھے' وہ کس طرح واقع ہو کر رہتی ہے۔

۳۸ چنانچہ علی الصبح' انہیں ایک ایسے عذاب نے آلیا جو آ کر وہیں رہ جانے والا تھا۔

۳۹ (اور ان سے کہا گیا کہ لو) اب میرے عذاب کا مزہ چکھو اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ میری تنذیرات کس طرح صحیح ثابت ہوتی ہیں۔

۴۰ ہم نے ان واقعات کو قرآن میں بیان کر کے' بات کا سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے۔ تو کیا کوئی ہے جو اس پر غور و فکر کر کے نصیحت حاصل کرے؟

۴۱ اسی طرح قوم فرعون کے پاس بھی ہمارے مرسلین پہنچے جو انہیں ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے متنبہ کرتے تھے۔

۴۲ انہوں نے ہمارے احکام کو ایک ایک کر کے جھٹلایا۔ اس پر ہمارے قانون مکافات کے آہنی پنجہ نے ان پر ایسی گرفت کی' جیسے کسی غالب' قوت والے ہاتھ کی گرفت ہوتی ہے۔

۴۳ (اے رسول! اقوام سابقہ کی ان داستانوں کو دہرا کر) تم اپنے زمانے کے منکرین اور مخالفین سے پوچھو کہ کیا تم قوت اور شوکت میں ان اقوام سے بڑھ چڑھ کر ہو جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے (کہ وہ تو تباہ ہو گئے اور تم محفوظ رہ جاؤ گے!) یا تمہارے لئے ہمارے صحیفوں میں معافی نامہ لکھا ہوا ہے!

۴۴ انہیں یہ زعم ہے کہ ان کے تمام قبائل' تمہاری مخالفت میں' ایک دوسرے کی مدد کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے' (اور اس طرح ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا)۔

۴۵ ان سے کہو کہ تم سب مل کر میرے مقابلہ میں متحدہ محاذ بنا لو اور میدان میں آجاؤ' پھر

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ
عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ
بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ
صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾

---

دیکھو کہ نہیں کس طرح شکست فاش ملتی ہے اور تم کیسے پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہو۔

۴۶ (ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق) اس فیصلہ کن انقلاب کے محسوس طور پر سامنے آنے کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ یہ ان پر اچانک اور حیرت انگیز طریق سے آئے گا اور ان کے لئے بڑا ہی تلخ ہوگا۔

۴۷ ۴۸ یہ مجرمین اس وقت سخت ہلاکت اور مصیبت میں ہوں گے، جب انہیں اُس تباہ کن عذاب میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا اب جہنم کا مزہ چکھو۔

۴۹ اس کے یوں سامنے آنے میں اتنی دیر اس لئے لگی ہے کہ ہم نے ہر شے کے اندازے مقرر کر رکھے ہیں، اس لئے ہر عمل کو نتیجہ خیز ہونے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ ہمارے قانونِ مکافات کا یہی انداز ہے۔

۵۰ ورنہ ہمارا فیصلہ تو ایک ہی بار ہو چکا ہوتا ہے اور اس کے نافذ کرنے میں آنکھ جھپکنے کا وقت بھی نہیں لگتا۔

۵۱ ان سے پھر کہدو کہ (اس فیصلہ کے مطابق) ہم تمہارے جیسے کئی سرکشوں اور مستبدوں کو اس سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں۔ تو کیا تم میں کوئی ہے جو ان حقائق پر غور کر کے اس سے نصیحت حاصل کر لے؟

۵۲ یہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، ہم اسے اپنے قانونِ مکافات کے رجسٹر میں محفوظ کئے جا رہے ہیں۔

۵۳ اس میں ہر چھوٹی اور بڑی بات درج ہوتی رہتی ہے۔

۵۴ (اسی کے مطابق، صحیح اور غلط روش پر چلنے والوں کے فیصلے ہوں گے۔ غلط روش پر چلنے والے تباہی اور بربادی کے جہنم میں — اور) صحیح روش پر چلنے والے متقین، سدابہار فراخیوں اور خوش حالیوں کی جنت میں۔

۳ ع ۱۰

فِىۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِيۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ ۝۵۵

۵۵ یہ وہ مقام ہے جس میں زندگی کی تمام خوشگواریاں موجود ہیں اور جس کی ممکنات بے کراں ہیں، اس لئے کہ یہ اس خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے جو تمام اختیارات اور اقتدار کا مالک ہے۔

# سُورَةُ الرَّحمٰن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾

---

۱ یہ قرآن کسی انسانی ذہن کی تخلیق نہیں بلکہ اسے اس خدا نے تعلیم کیا ہے جس نے نوع
۲ انسان کی ربوبیت (نشوونما) کا سامان عطا فرمایا۔ (اور چونکہ انسانی ربوبیت جسم کی پرورش تک محدود نہیں، اس لئے اس کے لئے طبیعی ضروریات کے علاوہ ارتقائے ذات کے سامان کی بھی ضرورت تھی۔ قرآن، ان دونوں کے لئے راہ نمائی دیتا ہے)۔

۳ یہ اس خدا کی طرف سے ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے اظہارِ خیالات (قوتِ گویائی)
۴ عطا کی جو کسی اور نوع کو حاصل نہیں (اس لئے اس کی راہ نمائی کے لئے وحی کا وہ ذریعہ اختیار کیا گیا جس میں ایک فرد کو خدا کی طرف سے راہ نمائی ملتی ہے اور وہ اسے دوسرے افراد تک پہنچا تا ہے۔ رسالت[1] انسان ہی کے لئے مختص ہے۔

۵ اس قرآن میں، انسانی زندگی کی راہ نمائی کے لئے ویسے ہی اٹل قوانین ہیں جیسے قوانین خارجی کائنات میں کارفرما ہیں، اور جن کی رو سے (مثلاً) سورج اور چاند جیسے عظیم کُرّے ایک

---

[1] COMMUNICABILITY

وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ (٦) وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ (٧) اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ (٨) وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (٩) وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ (١٠) فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ (١١) وَ
الْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (١٢) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (١٣)

---

مقررہ حساب اور اندازے کے مطابق چل رہے ہیں۔

۶ اور زمین پر بڑے بڑے تناور درخت ہوں' یا چھوٹے چھوٹے پودے' سب اُس کے قوانین کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

۷ اُس قانون کے سامنے جس کی رُو سے اس نے تمام اجرام فلکی کو' فضا کی پہنائیوں میں' اس انداز سے رکھا ہے کہ ان کے باہمی ربط و ضبط کے لئے جس توازن کی ضرورت ہے اس میں ذرہ برابر فرق نہیں پیدا ہونے پاتا۔

۸ قرآن' انسانوں کو بھی اسی غرض کے لئے دیا گیا ہے کہ ان کے معاشرے میں باہمی ربط و ضبط کے لئے جس توازن کی ضرورت ہے' وہ بگڑنے نہ پائے۔

۹ یعنی تم اس توازن کو عدل و انصاف کے ساتھ قائم رکھ سکو' اور کسی کے حقوق و فرائض میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرو۔

۱۰ اس میزانِ عدل کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ انسانی پرورش کے لئے جن بنیادی
۱۱ چیزوں کی ضرورت ہے ——— یعنی زمینی پیداوار' مثلاً لذیذ پھل۔ خوشوں کے پردوں میں
۱۲ لپٹی ہوئی کھجوریں۔ بالوں کے اندر اناج۔ رنگا رنگ کے خوشبو دار پھول ——— انہیں ہم نے ہر فرد کے لئے الگ الگ نہیں رکھا۔ اسے تمام مخلوق کے فائدے کے لئے مشترکہ طور پر دیا ہے۔ اس کی تقسیم کے لئے قرآن کی میزان دیدی گئی تاکہ ہر فرد کو اس کی ضروریات کے مطابق رزق ملتا رہے۔ (اگر مشترکہ سامانِ زیست کی تقسیم اور صرف کے لئے' خدا کی طرف سے مستقل اصول و قوانین نہ دیئے جاتے' اور اسے لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ جس طرح چاہیں اسے صرف میں لائیں' تو طاقتور انسان سب کچھ سمیٹ کر بیٹھ جاتے اور کمزور انسانوں کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ملتا ——— جیسا کہ ان قوانین کو نظر انداز کر دینے سے دنیا میں ہو رہا ہے)۔

۱۳ (یہ ہے خدا کا نظام ربوبیت جس کی رو سے اس نے تمام نوع انسان کے لئے سامانِ زیست بھی دیا اور اس کی تقسیم کے لئے راہ نمائی بھی۔ سو اے گروہ جن و انس' یعنی شہری اور

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾

---

صحرائی آبادی کے لوگو! تم سوچو کہ تم خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلا کر (اپنی معاشی اور تمدنی زندگی کو غیر خدائی قوانین کے تابع رکھو گے؟)۔

۱۴ اس کی قدرتوں کا اندازہ کرنا ہو تو خود انسان کی تخلیق پر غور کرو۔ اس کی پیدائش کی ابتداء ایسی مٹی سے ہوئی جو سوکھ کر بجنے لگتی ہے۔ یعنی بے جان مادہ سے' جس میں کہیں زندگی کی نمود نہیں ہوتی۔

۱۵ اور انسانوں سے پہلے اس زمین پر ایسی مخلوق تھی جس میں حرارت برداشت کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ تھی کیونکہ زمین کی جو حالت اُس زمانے میں تھی' اس میں اسی قسم کی مخلوق زندہ رہ سکتی تھی۔ وہ مخلوق اب ناپید ہو چکی ہے' اور اس کی جگہ انسانوں نے لے لی ہے۔ (۱۵/۲۶—۲۷)۔

۱۶ سو غور کرو کہ تم خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے۔

۱۷ اس کے قانون کے مطابق سورج اور زمین کی گردش اس طرح متعین ہے کہ سورج کے مقامات طلوع وغروب کے ساتھ' موسم بدلتے رہتے ہیں۔ اور وہ طلوع وغروب کے دو انتہائی نقطوں (مشرقین ومغربین) کے درمیان پھرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس تمام نظام پر خدا کا کنٹرول ہے' اور مقصد اس سے ربوبیت عامہ۔

۱۸ کس قدر قوت والا ہے وہ قانون جس نے ایسے ایسے عظیم کرّوں کو اس طرح پابند ضوابط بنا رکھا ہے۔ سو تم خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلا سکتے ہو!

۱۹ اب تم فضا کی پہنائیوں سے نیچے اتر کر' سطح زمین کی طرف آؤ اور ذرا' اس پر بہنے والے
۲۰ دریاؤں کو دیکھو۔ بعض مقامات پر' دو مختلف پانیوں کے دریا' اکٹھے بہے چلے جاتے ہیں۔ (اور کہیں سمندر کے اندر ایک الگ رَو ندی کی طرح' رواں دواں چلی جاتی ہے)۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ان کے پانی آپس میں مل جائیں۔ ان کے درمیان ایک غیر مرئی آڑ ہوتی ہے جو انہیں الگ الگ رکھتی ہے (۲۵/۵۳ : ۳۵/۱۲) (لیکن مفاد پرست انسان' اپنی اپنی راہ چلنے کے بجائے' دوسروں کے حقوق میں دست اندازی کرتے رہتے ہیں۔ اسی کو روکنے کے لئے قرآنی

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

---

ضوابط دیئے گئے ہیں)۔

۲۱ سو غور کرو کہ تم خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

۲۲ ان دریاؤں (یا سمندر) کی تہ سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں۔ اور ان کی سطح پر پہاڑوں

۲۳ جیسے بڑے بڑے جہاز، ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر تیرتے پھرتے ہیں۔ (یہ سب قانونِ خداوندی

۲۴ کی اطاعت کا نتیجہ ہے)۔

۲۵ سوچو کہ تم خدا کے قانونِ ربوبیت کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

یہ تمام نظم و نسق کسی ایسی کائنات سے متعلق نہیں جو ایک دفعہ بنا دی گئی ہو اور پھر اس

۲۶ میں کوئی تبدیلی نہ ہوتی ہو۔ کائنات کی ہر شے میں ہر آن تغیر واقع ہوتا رہتا ہے لیکن ان تغیرات

۲۷ کا خدا کے قوانین پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ یہ قوانین اس خدا کے ہیں جو تغیرات سے ماوراء ہے اور ہر قسم کی عظمت و تکریم کا مالک۔

اسی سے یہ بھی واضح ہے کہ ذہنِ انسانی کا وضع کردہ ہر نظام اور اس کی طرف جانیوالا راستہ تغیر پذیر ہے، لیکن وحی کا متعین کردہ راستہ جو خدا کی ربوبیتِ اعلیٰ کی طرف لے جاتا ہے تغیر پذیر نہیں ہوتا۔ (۳۸/۴۴)۔

۲۸ سو تم اس خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

۲۹ اس پر بھی غور کرو کہ کائنات کی ہر شے (انسانوں سمیت) اپنی نشوونما کے لئے خدا کی ربوبیت کی محتاج ہے۔ اور ان کی ربوبیت کے تقاضے ہر دور میں بدلتے رہتے ہیں۔ ہر دور میں ہی نہیں، بلکہ مختلف حالات، اور مختلف مراحل میں، ہر شے کی نشوونما کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ خدا کا نظامِ ربوبیت یہ ہے کہ ہر شے کو اس کی حالت کے مطابق، سامانِ نشوونما ملتا رہتا ہے۔ (۳۵/۱۵ ; ۲۰/۴۴)۔

۳۰ سو تم سوچو کہ تم قانونِ خداوندی کی کس کس شق کو جھٹلاؤ گے اور اپنی زندگی غیر خداوندی

سَنَفۡرُغُ لَكُمۡ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ
اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا‌ ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ‌ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرۡسَلُ عَلَيۡكُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ‌ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾

قوانین کے تابع رکھ کر کس طرح نشوونما حاصل کر سکو گے؟

۳۱ خدا کا یہی قانون جو کائنات میں اس طرح کارفرما ہے، اب (اس قرآن کی رو سے) نوعِ انسانی کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ اس میں بدوی اور حضری۔ شہری اور صحرائی۔ مہذب اور غیر مہذب، سب شامل ہیں۔

۳۲ سوغور کرو کہ تم قانونِ خداوندی کی کس کس قوت سے انکار کرو گے؟

۳۳ تم ان تمام انسانوں سے کہدو کہ خدا کے قانونِ مکافات کی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ وہ ساری کائنات کو محیط ہے۔ اگر تم اس کی گرفت سے بچ جانے کا خیال کرو تو یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم کائنات کی حدوں سے باہر نکل جاؤ ـــــ اگر تمہیں اس کا گمان ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو تو ذرا کوشش کر کے دیکھو! لیکن تم کبھی ایسا نہیں کر سکو گے۔ کائنات کی حدوں سے باہر جانے کے لئے خدا کے پروانۂ راہداری کی ضرورت ہوگی۔ اور وہ کسی کو مل نہیں سکتا۔ اس لئے تمہیں کائنات کے اندر ہی رہنا ہوگا۔ اور چونکہ کائنات میں ہر جگہ خدا کا قانونِ مکافات حاوی ہے، اس لئے تم اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔[۱]

۳۴ اس کے بعد سوچو کہ تم خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

۳۵ اگر تم نے خدا کے نظامِ ربوبیت کی مخالفت کی تو تم پر تباہیوں کی آگ کے شعلے اور دھوئیں کا غبار اس طرح چھا جائے گا کہ تم اس مصیبت سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکو گے۔

۳۶ اس کے بعد سوچو کہ تم خدا کی کس کس قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

---

[۱] اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انسانی زندگی کی ممکنات (یعنی اس کی ذات کی ارتقائی وسعتوں) کا یہ عالم ہے کہ بشرطِ استطاعت، یہ مادی کائنات کی حدود سے آگے نکل سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک خاص قوت کی ضرورت ہے، جس سے انسانی ذات کی صلاحیتوں کی نشوونما ہو جائے۔ یہ قوت' قوانینِ خداوندی کے اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان قوانین کے اتباع سے انسانی ذات حیاتِ جاوید حاصل کر سکتی ہے ـــــ یعنی جنت اُخروی کی زندگی۔ یہی اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ سے آگے نکل جانا ہے۔ لیکن ہم نے' اگلی آیات کے مضمون کے پیشِ نظر' مذکورہ صدر مفہوم کو ترجیح دی ہے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ يُسْئَلُ
عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ
بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾
يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ ۲ ع ۱۳
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾

---

۳۷ اُس تباہی کی آتش فشانیوں کا یہ عالم ہوگا کہ فضا کی بلندیوں سے پھٹنے والی چیزیں یوں گریں گی جیسے سُرخ پگھلا ہوا تانبا - یا تیل کی تلچھٹ - جو جھٹ کر جھوٹ ہی نہ سکے اور یوں ہر شے کو جلا اور پگھلا کر تباہ کر دے - (۵۲)-

۳۸ سو بتاؤ کہ تم خدا کی کس کس قوت سے انکار کرو گے؟

۳۹ اُس دن اس کی ضرورت ہی نہیں ہوگی کہ کسی سے اس کے جرائم کے متعلق سوالات کئے
۴۰ جائیں - وہ شہری ہوں یا صحرائی - صورت یہ ہوگی کہ ہر ایک کا جرم اس کے ماتھے پر لکھا ہوا
۴۱ مل جائے گا - ہر مجرم اپنی پیشانی سے پہچانا جائے گا - اس کی نفسیاتی کیفیت اس کے چہرے
۴۲ سے عیاں ہوگی - اور ان کا' ایڑی سے چوٹی تک' بند بند گرفت میں ہوگا - ان مجرمین سے کہا
۴۳ جائے گا کہ یہ ہے وہ جہنم جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ——— ایک طرف آگ کا ایسا عذاب - دوسری
۴۴ طرف کھولتا ہوا پانی - ان دونوں کے درمیان' ان کی کشتِ عمل جھلس رہی ہوگی -
۴۵ ان حقائق پر غور کرو اور بتاؤ کہ تم خدا کے قانونِ مکافات کی کون کونسی قوت کو جھٹلاؤ گے

۴۶ یہ انجام ان کا ہوگا جو قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتیں گے - ان کے برعکس' جن لوگوں کو اس کا احساس ہے کہ ہمارے ہر عمل کے متعلق ہم سے بازپرس ہوگی ——— انسان کا کوئی عمل بلا نتیجہ نہیں رہے گا ——— (اور یوں وہ خطرناک گھاٹیوں سے بچتے ہوئے زندگی بسر کریں گے) ان کے لئے دو جنتیں ہوں گی ——— ایک جنت اس دنیا میں؛ اور دوسری جنت' آخرت میں -

۴۷ یہ آسائشیں اور نعمتیں بھی اس کی قدرت کے کرشمے ہیں - سو بتاؤ کہ تم ان میں سے کس کس کو جھٹلاؤ گے؟

ذَوَاتَآ أَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٩﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿٥٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥١﴾
فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ
إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ
إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِأَيِّ
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾

---

**۴۸ تا ۵۵** ان کا یہ جنتی معاشرہ (یہاں اور وہاں) مختلف علوم و فنون کا مرکز ہوگا۔ ان دونوں میں فیض کے چشمے جاری ہوں گے۔ رزق کی فراوانیاں اور وہ بہتے پانی کی طرح ہر ایک کی ضروریات پورا کرنے کے لئے عام۔ انواع و اقسام کے پھل۔ وہاں کے رہنے والے اعلیٰ درجہ کے فرشوں پر ایسے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے (ابرے تو ایک طرف) استر تک میں بھی دبیز ریشم لگا ہوگا۔

یاد رکھو! ان کی حال کی زندگی اور مستقبل کی زندگی (یہاں اور وہاں کی زندگی) میں کوئی بُعد اور فاصلہ نہیں ہوگا۔ دونوں کے ثمرات ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہوں گے۔ زندگی ایک جوئے رواں ہے جو یہاں سے وہاں تک مسلسل جاتی ہے۔ اس لئے اس کے حال و مستقبل میں کچھ فرق نہیں ہو سکتا۔ نشو و نما یافتہ ذات یہاں بھی سکون و اطمینان سے رہتی ہے اور اس کی یہی کیفیت وہاں ہوگی۔ اس قسم کے افراد کی اجتماعی زندگی یہاں بھی آسائشوں اور فراوانیوں کی ہوگی اور وہاں بھی۔ یہاں کی جنت کے گوشے مسلسل وہاں کی جنت سے جا ملتے ہیں)۔

ان حقائق کی روشنی میں تم غور کرو اور بتاؤ کہ تم خدا کے قانون مکافات کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کی تکذیب کرو گے!

**۵۶ تا ۵۹** یہ معاشرہ مردوں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہوگا۔ عورتیں بھی اس میں برابر کی شریک ہوں گی۔ ایسی عفت و عصمت کی مجسمہ عورتیں، جنہیں شادی سے قبل اپنوں یا بیگانوں میں سے کسی نے ناپاک ہاتھوں سے چھوا تک نہیں ہوگا اور نہ ہی انہوں نے کسی غیر مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا ہوگا۔ (۳۷/۴۸ ؛ ۳۸/۵۲ ؛ ۵۵/۵۶)۔ وہ عورتیں کیا ہوں گی؟ اپنی عفت کی آب و تاب اور پاکیزگی سیرت و کردار کے اعتبار سے، یوں سمجھو جیسے یاقوت و مرجان ہوں —— صاف، شفاف،

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ
حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى
رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾

---

محفوظ گوہر آبدار۔

غور کرو کہ تم اپنے نشوونما دینے والے کی کون کونسی نعمت اور قدرت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۰ ۶۱ اس زندگی میں افراد کے باہمی تعاون کا یہ عالم ہوگا کہ جس میں کسی وجہ سے کسی قسم کی کمی آجائے گی اور یوں اس کا توازن بگڑ جاتے گا' دوسرے اُس کی اس کمی کو پورا کرکے اس کا توازن برقرار کردیں گے اور اس طرح اس کی ذات اور معاشرہ کا حسن قائم رہے گا۔ کوئی شخص اس کے لئے کسی قسم کا معاوضہ نہیں مانگے گا ——— جو حسن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جب حسن پیدا ہوجاتا ہے تو یہی چیز اس کی کوششوں کا صلہ بن جاتی ہے (۲۸/۲۶ ; ۱۶/۳۰ ; ۹/۱۲۰)۔

سو بتاؤ کہ تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۶۲ تا ۶۹ یہ ان کے لئے ہوگا جو اس نظام کے قیام میں "السابقون الاوّلون" کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان کے مدارج یقیناً بلند ہیں (۵۶/۱۰ ; ۹/۱۰۰)۔ ان کے علاوہ' اُن کے لئے بھی جنتی معاشرہ ہوں گے جو اس نظام میں' ان کے بعد شامل ہوں گے۔ یہ معاشرے بھی بڑے سرسبز و شاداب ہوں گے۔ ان میں بھی ایسے چشمے ہوں گے جو اپنے زور دروں سے اوپر کی طرف اٹھ رہے ہوں گے (۵۶/۳۱)۔ ان میں تر و تازہ پھل۔ کھجوریں۔ انار۔ (یعنی ہر قسم کا تر و تازہ سامانِ زیست بافراط) ہوگا۔

سو تم سوچو اور بتاؤ کہ تم اپنے نشوونما دینے والے کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۷۰ تا ۷۶ ان میں بھی مرد اور عورتیں' سب ہوں گے ——— ایسی عورتیں جو حسنِ صورت اور حسنِ سیرت دونوں سے مزین ہوں۔ وہ ایسی فہم و فراست کی مالک ہوں گی جو انسان کو

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۷۷ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝۷۸

۳ ع ۱۳

کبھی فریب کاری کی طرف نہ لے جائے۔ نہ ہی ان کے مزاج میں آوارگی ہوگی۔ وہ عفت وعصمت کا پیکر ہوں گی۔ (صحیح اسلامی معاشرہ کی عورتیں انہی خصوصیات کی پیکر ہوں گی)۔

اس معاشرہ کے رہنے والے بھی سبز مسندوں اور نادر فرشوں پر متمکن ہوں گے۔ یعنی انہیں زندگی کی حسین اور جمیل آسائشیں میسر ہوں گی۔

۷۷ سو بتاؤ کہ تم اپنے نشوونما دینے والے کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

۷۸ یہ ہے اس نظامِ ربوبیت کے خوشگوار اور حیات بخش نتائج کی ایک ہلکی سی جھلک۔ جو تمہارے نشوونما دینے والے کے قوانین کے اتباع سے متشکل ہوگا —— اِس دنیا میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔ وہ نشوونما دینے والا جس کی ربوبیت بڑی بلند پایہ اور ہر قسم کی خوش حالیوں کی ضامن ہے۔

خدائے رحمٰن نے اِس قرآن کو اِسی مقصد کے لئے نازل کیا ہے۔ (۵۵/۲–۱)

# سورۃ الواقعۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾
وَّ بُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَۃً ؕ﴿۷﴾

**۱ - ۲** جب وہ واقع ہونے والا انقلاب جس کے وقوع پذیر ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں، ظہور میں آئے گا۔

**۳** تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جنہیں آج پست اور کمزور سمجھا جاتا ہے، وہ بلند اور قوی ہو جائیں گے۔ اور جو آج اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں، وہ پست ہو جائیں گے۔

**۴ تا ۶** یعنی اُس وقت، نیچے کے طبقے کے لوگ (عوام) جنہیں مستبد قوتوں نے اپنے پاؤں تلے روند رکھا ہے، حرکت میں آ کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور اوپر کے طبقہ کے بڑے بڑے لوگ، یوں منتشر اور پریشان ہو جائیں گے جیسے تیز آندھی میں گرد و غبار اڑ رہا ہو۔[1] (۲۰/۱۰۵؛ ۷۷/۱۰؛ ۷۸/۲۰؛ ۸۱/۳)۔

**۷** اُس وقت تم تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔

---

[1] ہم نے ان آیات (اور انہی جیسی دیگر آیات) میں، ارض اور جبال وغیرہ الفاظ کو مجازی معنوں میں لیا ہے اگر انہیں حقیقی معنوں میں لیا جائے تو اس سے کوئی طبیعی تبدیلی مراد لی جائے گی جو کرۂ ارض میں واقع ہو گی۔

فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ﴿١٠﴾
أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿١٤﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ
مَّوْضُونَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ﴿١٦﴾ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَ
كَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ﴿١٩﴾

---

۸ ایک گروہ نامِ یمن وسعادت کا مالک ہوگا۔ ان کی زندگی کیسی بابرکت ہوگی! (۵۶/۲۷)۔

۹ دوسرا گروہ سوختہ بخت انسانوں پر مشتمل ہوگا۔ ان کی حالت کیسی ناگفتہ بہ ہوگی! (۵۶/۴۱)۔

۱۰ تا ۱۲ تیسرا گروہ ان کا ہوگا جو مصافِ زندگی میں سب سے آگے آگے تھے۔ وہ سب سے زیادہ صفاتِ خداوندی کے رنگ میں رنگے ہوتے ہوں گے۔ (ان کی زندگی، قوانینِ خداوندی سے بہت زیادہ ہم آہنگ تھی۔ اس لئے ان کے مدارج بھی، سب سے بلند ہوں گے)۔ یہ لوگ آسائشوں اور سرفرازیوں کی جنت کے مالک ہوں گے۔ (۳/۱ ؛ ۵۷/۱۰ ؛ ۵۵/۴۶)۔

۱۳-۱۴ اس تیسرے گروہ میں، بیشتر وہ لوگ ہوں گے جو شروع ہی میں (ہجرت سے پہلے) اس نظام میں شامل ہوگئے تھے۔ اور بقایا، تھوڑے سے لوگ وہ، جو (ہجرت کے بعد) اس میں داخل ہوئے تھے۔ (تعینِ مدارج کے لئے، یہی اصول بعد میں بھی کارفرما رہے گا۔ یعنی جو لوگ، سختیوں اور مصیبتوں کے زمانے میں، نظامِ خداوندی کی تشکیل اور استحکام کے لئے سرگرمِ عمل رہیں گے، ان کا رتبہ بلند ہوگا، اس لئے کہ یہ لوگ اس نظام کے اَن دیکھے نتائج پر ایمان لاکر، اس کی خاطر ہر قسم کی صعوبات برداشت کرتے رہے۔ ۹/۲۰)۔

۱۵-۱۶ یہ زرنگار، مرصع تختوں پر متمکن ہوں گے۔ تکیہ لگائے، ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے۔ (ان میں کوئی اونچ نیچ نہیں ہوگی)۔

۱۷ ان کے بچے بھی، زیورات سے مزین، ان کے اردگرد پھرتے ہوں گے (اس دنیا میں سب۔ اور اُس دنیا میں وہ جو ایمان و عمل کی رو سے اس کے مستحق ہوں گے (۱۳/۲۲ ؛ ۵۲/۲۱ ؛ ۵۲/۲۴ ؛ ۷۶/۱۹)۔

۱۸ وہ، عندالضرورت، آبخورے اور صراحیاں اور پیالے پیش کریں گے، جو نہایت عمدہ مشروبات سے بھرے ہوں گے، اور ہر ایک کے لئے یکساں طور پر موجود رہیں گے۔

۱۹ ان مشروبات کے پینے سے، نہ تو سرگرانی ہوگی، نہ ہی کسی قسم کا نشہ۔ نہ ہی ان کی لذت و سرور میں کمی ہوگی۔ (۳۷/۴۷)۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ
الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا
سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾
وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ
مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾

---

۲۰ / ۲۱ کھانے کے لئے منتخب پھل۔ اور ان کے حسب پسند پرندوں کا گوشت۔

۲۲ یہ معاشرہ مردوں تک ہی محدود نہیں ہوگا۔ مومن عورتیں بھی اس میں برابر کی شریک ہوں گی۔ نہایت پاکیزہ سیرت اور صاحب عقل و فراست۔ لیکن ایسی عقل و فراست نہیں جو انسان کو فریب کاری کی طرف لے جائے۔

۲۳ ان کی پاک دامنی کی مثال یوں سمجھئے جیسے درِ مکنون (محفوظ موتی) ہوں۔

۲۴ یہ سب آسائشیں اور سرفرازیاں' ان لوگوں کے اپنے اعمال کے نتائج ہوں گے۔

۲۵ اس معاشرہ میں' نہ تو کسی قسم کی کوئی لغویات ہو گی اور نہ ہی ایسا کام جس سے انسانی صلاحیتیں مضمحل ہو جائیں۔

۲۶ اس کے برعکس' وہ فضا ایسی ہو گی جس میں ہر طرف سے سلامتی کی آوازیں آئیں گی۔ اس میں ہر فرد دوسرے کی سلامتی اور تکمیل ذات کا متمنی ہوگا ——— اس میں صحیح سکون و اطمینان اور امن و سلامتی نصیب ہو گی۔

۲۷ یہ کیفیت ہو گی السابقون الاولون کی۔ اب رہے اصحاب الیمین (۵۶/۸)۔ سو وہ بھی ایسے

۲۸ جنتی معاشرہ میں ہوں گے جس میں پھلوں سے لدے ہوئے بے خار درخت ہوں گے۔ (یعنی ایسی آسائشیں جن میں نہ کسی قسم کی خلش ہو نہ کانٹا)

۲۹ تا ۳۳ عمدہ قسم کے کیلے جو تہ بہ تہ لٹکے ہوں گے۔ (یعنی فراواں لذتیں)۔ اور وسیع گھنیرے درختوں کے سائے۔ نہایت صاف اور شفاف آب رواں' جسے کھود کر نکالنا نہ پڑے (یعنی ایسا سامانِ زندگی جسے حاصل کرنے کے لئے جگر پاش مشقتیں نہ اٹھانی پڑیں۔ ۲/۱۱)۔ اور بکثرت ایسے پھل کہ نہ تو ان کا موسم ختم ہو (۱۴/۲۵) اور نہ ہی انہیں کوئی روک کر رکھے (۶/۷)۔ یعنی اس معاشرہ میں ہر ایک کو سامانِ زیست بلا روک ٹوک فراوانی سے ملے گا۔

۳۴ تا ۳۶ اور عورتیں' عالی مرتبت بیگمات کی طرح ہوں گی۔ ان کی تعلیم و تربیت اس انداز سے ہوئی

عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۵ۙ مَآ ۱ ع ۱۴
اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا
قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۵ۙ اَئِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾

---

ہوگی جس سے وہ کچھ سے کچھ بن جائیں گی

۳۷ وہ (عہد جاہلیت کی عورتوں کی طرح) ایسی گونگی نہیں ہوں گی کہ اپنی بات بھی واضح طور پر بیان نہ کرسکیں۔ (۴۳/۱۸)۔ وہ صحیح تعلیم و تربیت سے نہایت فصیح البیان ہوں گی۔ نیز ان میں باہمی حسد اور رقابت کے جذبات نہیں ہوں گے۔ وہ ہم مزاج ہوں گی۔ ایک دوسرے سے مماثل اور یک گل ——— وہاں میاں بیوی کے تعلقات بھی ہم آہنگی اور یک گلی پر استوار ہوں گے۔ گویا دونوں ایک ہی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ (۳۸/۵۲)۔

۳۸ یہ ہوگا معاشرہ اصحاب الیمین کا۔ ان میں متقدمین کی بھی اچھی خاصی جماعت ہوگی اور
۳۹ متاخرین کی بھی ——— یعنی السابقون الاولون کا گروہ تو وہ ہوگا جو نظام خداوندی کی تشکیل
۴۰ کے زمانے میں مصروف سعی و عمل ہوگا۔ ان کا مقام سب سے بلند ہوگا' اس کے بعد جب یہ نظام متشکل ہوجائے گا تو پوری جماعت' اصحاب الیمین پر مشتمل ہوگی۔ اس میں متقدمین بھی ہوں گے اور متاخرین بھی۔

۴۱ اب رہے وہ سوختہ بخت لوگ جنہیں اصحاب الشمال (بائیں ہاتھ والے) کہا گیا ہے۔ تو ان کی حالت بڑی خراب ہوگی۔ (۵۶/۹)۔

۴۲ تا ۴۴ ان کے لئے جھلسا دینے والی لُو' کھولتا ہوا پانی۔ اور سیاہ دھوئیں کے سائے ہوں گے۔ نہ ان کے لئے ٹھنڈک ہوگی نہ عزت۔ (نہ ہی طبیعی زندگی کی آسائشیں اور نہ ہی عزت و توقیر)۔

۴۵ ان کی یہ حالت کیوں ہوگی؟ اس لئے کہ وہ اس سے پہلے' دوسروں کی کمائی پر عیش پرستی اور تن آسانی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

۴۶ اور اگرچہ انہیں بار بار سمجھایا جاتا تھا لیکن وہ اس مجرمانہ روش زندگی پر بڑے اصرار سے جمے رہتے تھے۔ اسے کسی طرح بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔

۴۷ ۴۸ (جب ان سے کہا جاتا کہ زندگی اسی دنیا کی زندگی نہیں' جو تم سمجھ لو کہ اگر ہم نے یہاں

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا
الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ
عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا
تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾

خوش حالی کی زندگی بسر کرلی' خواہ وہ خوش حالی کسی طریق سے ہی حاصل کیوں نہ کی گئی ہو' تو ہم کامیاب و کامران ہوگئے- زندگی' اس کے بعد بھی مسلسل آگے چلے گی' اور وہاں کی خوش حالی اس کے حصے میں آئے گی جو یہاں قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرے گا' تو اس کے جواب میں) وہ کہا کرتے تھے کہ' تم نے کیا کہا؟ جب ہم مرجائیں گے اور مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہوجائیں گے اور صرف ہماری ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہ جائے گا' تو کیا اس کے بعد ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟
——— ہم بھی اور ہمارے آباء واجداد بھی (جو مدت ہوئی مر مٹ چکے ہیں!)-

۴۹ (ہم اپنے رسولوں سے کہتے تھے کہ تم ان سے) کہدو کہ ہاں! پہلے اور پچھلے سب دوبارہ
۵۰ زندہ ہوں گے اور ایک مقررہ دن کے متعینہ وقت پر سب اکٹھے ہوں گے- (یہاں سے اپنے اپنے وقت پر جانے والے' وہاں والوں سے ملتے جائیں گے)-

۵۱ پھر اے غلط راستہ پر چلنے والو' اور صحیح روشِ زندگی سے انکار کرنے والو! شجرۃ الزقوم تمہارا
۵۲ رزق ہوگا- (۳۷/۶۲؛ ۴۴/۴۴)-

تم اپنا پیٹ اس سے بھرو گے- پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے- (اس سے تمہاری
۵۳ پیاس اور بھڑک اٹھے گی تو) تم اسے اندر انڈیلتے جاؤ گے جس طرح وہ اونٹ پانی پیئے چلا جاتا ہے
جسے جھوٹی پیاس کا مرض لاحق ہوگیا ہو- (وہ پانی پیئے جاتا ہے لیکن اس کی پیاس بجھتی ہی
۵۵ نہیں- (۲۶/۲۲۵)- ہوسِ زر پرستی سے مترفین کی یہی حالت ہوجاتی ہے- ۱۰۲/۱-۲)-

۵۶ ظہورِ نتائج کے وقت ان کی اس طرح "خاطر تواضع" ہوگی- (یعنی خود ان کے اعمال ان کی سزا بن کر ان کے سامنے آجائیں گے)-

۵۷ (ان سے' اے رسول! کہو کہ یہ بات کہ تم دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے' تم سے) وہ خدا کہہ رہا ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا- تمہیں اپنی پہلی بار کی پیدائش پر تعجب کیوں نہیں آتا' جو دوسری بار کی پیدائش کو ممکن تصور نہیں کرتے' اور اسے جھٹلا رہے ہو-

أَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ۝۵۸ ءَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلْخَٰلِقُونَ ۝۵۹ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ ٱلْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ
بِمَسْبُوقِينَ ۝۶۰ عَلَىٰٓ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَٰلَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِى مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۶۱ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ ٱلنَّشْأَةَ ٱلْأُولَىٰ
فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ۝۶۲ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۝۶۳ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ۝۶۴ لَوْ نَشَآءُ
لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝۶۵ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝۶۶ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝۶۷

---

۵۸ تم ذرا اس پر غور کرو کہ مرد اور عورت کے جنسی اختلاط سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے' وہ کس کے
۵۹ قانونِ تخلیق کے مطابق پیدا ہوتا ہے؟ وہ ہمارے ہی تخلیقی پروگرام کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔ تمہارے نہیں۔

۶۰ پھر ہم اس بچے کو مختلف مراحل میں سے گذار کر بڑا کرتے ہیں۔ اسی قانونِ تخلیق و زندگی کے مطابق ہم نے تمہاری موت کے اندازے مقرر کر رکھے ہیں۔

۶۱ لہذا ہم قطعاً اس سے عاجز نہیں کہ تمہارے ان پیکروں کو بدل کر' تمہیں ایک ایسی نئی شکل میں پیدا کر دیں جس کا تمہیں آج علم ہی نہیں۔

۶۲ ذرا سوچو کہ جب تم اپنی موجودہ زندگی کا یقینی علم رکھتے ہو ——— تمہیں اپنے زندہ اور موجود ہونے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ——— تو تم اپنی دوسری زندگی کے متعلق یقین کیوں نہیں کرتے؟ (ہم جانتے ہیں کہ تمہیں اُس زندگی کے تصور سے گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔ ہم تمہیں یہ بھی بتلاتے ہیں کہ وہ زندگی کس طرح ایسی حسین بن سکتی ہے کہ تم اس سے بھاگنے کی بجائے' اسے لپک کر گلے سے لگالو۔ اسے غور سے سنو)۔

۶۳ (اس مقصد کے لئے' تم ذرا اس نظام پر غور کرو جس کے مطابق تمہاری پرورش اور نشوونما
۶۴ ہوتی ہے اور سوچو کہ کیا یہ سب کچھ خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہے یا تمہارے وضع کردہ قوانین کے مطابق۔ مثلاً' تم جو کھیتی باڑی کرتے ہو' تو غور کرو کہ اس میں تمہارا عمل دخل کتنا ہوتا ہے اور ہمارا قانون کیا کچھ کرتا ہے۔ تم زمین میں ہل چلا کر' اس میں بیج ڈال دیتے ہو۔ اب بتاؤ کہ اس بیج سے فصل کون اُگاتا ہے؟ کیا یہ تم کرتے ہو یا ہمارے قانون کی رو سے ایسا ہوتا ہے۔ (۳۰/۲۵ ـــ ۳۰)۔

۶۵ تا ۶۷ پھر کھیتی کے اُگنے کے بعد' اس کی حفاظت کون کرتا ہے؟ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی آفت آجائے جس سے اُگی ہوئی کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے ——— اس طرح تہس نہس

أَفَرَءَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ
أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾ ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ
الْمُنشِئُونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ ع ۲ ۱۵

کہ تم سر پکڑ کر بیٹھ جاؤ اور ایک دوسرے سے کہنے لگو کہ ہم بالکل تباہ ہو گئے۔ ہم یکسر محروم اور بے نصیب رہ گئے۔ اس کھیتی سے غلہ ملنا تو ایک طرف، ہماری محنت اور بیج بھی بیگار میں گئے۔

۶۸ پھر تم ذرا اس پانی پر غور کرو جس پر تمہاری کھیتی ہی کا نہیں بلکہ خود تمہاری زندگی کا دار و مدار ہے۔

۶۹ کیا اسے بادلوں سے تم برساتے ہو یا ہمارا قانون ربوبیت ایسا کرتا ہے؟

۷۰ (یہ بادل سمندر کے پانی سے ترتیب پاتے ہیں جو اس قدر کھاری ہوتا ہے کہ نہ پینے کے کام آسکتا ہے نہ کھیتی باڑی کے)۔ ذرا سوچو کہ اگر بادلوں کا پانی (بارش) ویسے کا ویسا کھاری رہتا تو تم کیا کرتے؟ حیرت ہے کہ تم اس قدر صاف اور سیدھے معاملہ پر اس نہج سے غور کر کے صحیح نتیجے تک کیوں نہیں پہنچتے اور نشو و نما کے متعلق خدا کے نظام کی قدرشناسی کیوں نہیں کرتے!

۷۱ اسی طرح تم اس آگ پر غور کرو جسے تم روشن کر کے اس سے اتنے کام لیتے ہو؟ کہو کہ سبز
۷۲ درختوں کی شاخوں میں حرارت کو یوں سمٹا کر رکھ دینا —— رگِ خس میں شعلے کو نہاں کر دینا۔ تمہاری کاریگری سے ہے یا ہمارا قانون ایسا کرتا ہے؟

۷۳ (رزق پیدا کرنے کی اس تمام کائناتی مشینری پر غور کرو اور سوچو کہ یہ کس کے قانون کی کارفرمائی ہے۔ پھر اس پر بھی غور کرو کہ اس تمام پروگرام میں تمہارا حصہ کس قدر ہے اور نظامِ خداوندی کا کس قدر؟ تم کسی نہج سے بھی غور کرو، بہرحال اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس کارِ نمایاں میں تم صرف محنت کرتے ہو۔ باقی سب کچھ خدا کا نظام کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے ماحصل (سامانِ زیست) میں بھی تمہارا حصہ بقدر تمہاری محنت کے ہو سکتا ہے۔ تم پورے کے پورے مالک نہیں بن سکتے)۔ یہ تمام ذرائع پیداوار از خود موجود رہتے ہیں —— یہ نہ تمہارے بنائے ہوئے ہیں نہ خریدے ہوئے۔ یہ تمہیں اس حقیقت کی یاددہانی کراتے ہیں کہ انہیں خدا نے بھوکوں کے لئے سامانِ زندگی بنایا ہے۔ (۴۱/۱۰)۔

۷۴ لہٰذا صحیح روشِ زندگی یہ ہے کہ تم اس سامانِ نشو و نما کو اپنے حلقوں اور گروہوں میں محدود کر دینے کے بجائے اسے نوعِ انسانی کی عالمگیر ربوبیت کے لئے کھلا رکھو اور یوں

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾
لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾
وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

---

دنیا میں) خدا کی ربوبیتِ عظمیٰ کے قیام کے لئے سرگرمِ عمل رہو۔ (یہ وہ طریق ہے جس سے تمہاری ذات کی نشوونما ہو جائے گی اور تمہاری اگلی زندگی جس کے تصور سے تمہیں اس وقت اس قدر گھبراہٹ ہو رہی ہے اور اس لئے تم اس سے انکار کر رہے ہو، بڑی حسین بن جائے گی)۔

۷۵
قرآن ہی نظامِ ربوبیت کا ضابطہ ہے جس میں زندگی کے محکم اور غیر متبدّل اصول دیے

۷۶
گئے ہیں)۔ اس دعوے کے ثبوت میں ہم ستاروں کے طلوع و غروب کے مقامات کو بطور شہادت پیش کرتے ہیں۔ (۵۳/۱-۵ ؛ ۸۱/۱۵-۲۰) ——— اور اگر تمہیں رموز و اسرارِ کائنات کا علم ہو، تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ شہادت کس قدر عظیم ہے۔

۷۷
ستاروں کی گذرگاہوں کی یہ شہادت تم پر واضح کر دے گی کہ یہ قرآن نوعِ انسان کے لئے کس قدر منفعت بخش، اور زندگی کی خوش حالیوں اور فراوانیوں کا کیسا محکم کفیل ہے۔ یہ ضابطہ

۸۰
ایک محفوظ کتاب کے اندر رکھ دیا گیا ہے (۸۵/۲۱-۲۲)۔ لیکن اس کے حقائق سے وہی لوگ صحیح معنوں میں مطلع ہو سکتے ہیں جنہیں قلب و دماغ کی پاکیزگی نصیب ہو۔ (اس سے بہرہ یاب ہونے کے لئے تطہیرِ فکر و نظر ضروری ہے۔ یعنی اگر انسان پہلے سے کچھ خیالات ذہن میں رکھ کر یا جذبات سے مغلوب ہو کر قرآن کا مطالعہ کرے تو وہ اس سے مستفیض نہیں ہو سکے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر اور جذبات سے الگ ہٹ کر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرے)۔ یہ اُس خدا کی طرف سے بتدریج نازل ہوا ہے جو تمام نوعِ انسان کا نشوونما دینے والا ہے (اس لئے اس کا مقصود بھی نوعِ انسان کی نشوونما ہے)۔

۸۱-۸۲
کیا تم ایسے ضابطۂ قوانین میں خیانت کرتے ہو؟ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اس کی صحیح تعلیم میں کمی بیشی کرتے ہو! کیا تم اپنے خود ساختہ خیالات کو اس کتاب کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو صحیح مقام سے پھسلانا چاہتے ہو؟ اور یہ سب اس لئے کرتے ہو کہ تمہاری روٹی کا سامان بہم پہنچتا رہے۔ تم اس کی تکذیب کو اپنے لئے ذریعۂ معاش بناتے ہو؟ (کتنی بُری ہے یہ روش، اور کیسا پست ہے وہ مقصد جس کے لئے تم یہ سب کچھ کرتے ہو؟ اگر تم اس کے بجائے، اس کے پیش کردہ نظامِ ربوبیت کو قائم کرو، تو تمہیں اس دنیا میں بھی عزت کی روٹی ملے اور تمہاری اُخروی زندگی

فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن
لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٨٧﴾
فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنْ أَصْحَٰبِ

---

بھی درخشندہ ہو جائے)۔

۸۳ (تم اس نخوت اور تکبر کی وجہ سے قرآن کے سامنے نہیں جھکتے کہ ہم کسی دوسرے کے قانون
۸۴ کی اطاعت کیوں کریں خواہ وہ خدا ہی کا قانون کیوں نہ ہو۔ لیکن تم اس پر کبھی غور نہیں کرتے
کہ تم تو زندگی کے ہر سانس میں قانون خداوندی کی اطاعت پر مجبور ہو۔ تم اپنے آپ کو اس کے
احاطہ سے باہر لے جا ہی نہیں سکتے۔ مثلاً) یہ تمہارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جب تم میں سے
کوئی مرنے کے قریب ہوتا ہے اور اس کی سانس اس کے حلق میں اٹک جاتی ہے' تو تم بے بس
ہو کر اس مرنے والے کو' اور ایک دوسرے کو تک رہے ہوتے ہو۔

۸۵ اس وقت' ہمارا قانون موت و حیات' تم سب کے مقابلہ میں' اُس مرنے والے کے قریب
ہوتا ہے۔ یعنی اس پر اس قانون کی گرفت محکم ہوتی ہے اور تم سب بے بس ہوتے ہو۔ اس وقت
۸۶ تمہاری نگاہ کبھی اس طرف نہیں جاتی کہ اگر تم فی الواقعہ خدا کے قانون کے تابع زندگی نہیں بسر
کر رہے اور خود مختار ہو' تو تم مرنے والے کی زندگی کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟ اگر تم اپنے
اس دعوے میں سچے ہو کہ تم کسی کے تابع فرمان نہیں ہو' تو تمہاری یہ بیچارگی اور بے بسی کیوں ہوتی
ہے؟

۸۸ (یہ طبیعی قوانین اپنے نتائج محسوس شکل میں سامنے لے آتے ہیں اس لئے انسان ان کے
بارے میں شک و شبہ نہیں کرتا۔ لیکن خدا کا قانون مکافات چونکہ غیر مرئی اور غیر محسوس طور پر
۸۹ کام کرتا ہے' اس لئے وہ اس کے متعلق یقین نہیں کرتا۔ حالانکہ اس کا قانون مکافات' اسی طرح
برحق ہے' جس طرح طبیعی قانون۔ حقیقت یہ ہے کہ طبیعی قانون بھی تو قانونِ مکافات ہی کی
ایک شکل ہے ــــ اس میں بھی ہر عمل ایک متعین نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ یہی صورت اس قانون مکافات
کی ہے جس کی رُو سے انسان کی انسانی زندگی کے اعمال کے نتائج مرتب ہوتے ہیں)۔ چنانچہ
اگر یہ مرنے والا' اپنے اعمال کے لحاظ سے خدا کے ہاں بلند مراتب کا مستحق ہوتا ہے تو اس کیلئے
ہر طرح کی آسائش وراحت اور آسودگی وخوش حالی کی زندگی ہوتی ہے۔ (۵۶/۱۰-۱۱)۔

۹۰ ۹۱ اور اگر وہ' دوسرے درجہ پر اصحاب الیمین میں سے ہوتا ہے (۵۶/۲۷)۔ تو اس کے لئے بھی

الْيَمِيْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝۹۱ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝۹۲
فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝۹۳ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝۹۴ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝۹۵ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الْعَظِيْمِ ۝۹۶

(۳ / ع۲۳ / ۱۹)

سلامتی اور عافیت ہوتی ہے۔

۹۲ لیکن اگر وہ ان میں سے ہوتا ہے جو غلط روش پر چلتے اور صحیح راستے کو جھٹلاتے ہیں۔

۹۳ ۹۴ تو اس کی تواضع کھولتے ہوئے پانی اور جھلسا دینے والی آگ سے ہوتی ہے۔ جس سے انسانی صلاحیتوں کی نشوونما رک جاتی ہے۔

۹۵ یہ سب کچھ (جسے اس وقت تمثیلی انداز میں بیان کیا جا رہا ہے) ایک حقیقت ہے جو واقع ہو کر رہے گی۔

۹۶ (سو جب واقعہ یہ ہے کہ) تو پھر تمہارے لئے اس کے سوا اور کونسی روش زندگی ہو سکتی ہے کہ تم اپنے نشوونما دینے والے کے ربوبیت عامہ کے پروگرام کو مشہود طور پر مستحق حمد و ستائش بنانے کے لئے، سرگرم عمل رہو۔ یعنی اسے اس انداز سے متشکل کرو کہ ساری دنیا پکار اٹھے کہ فی الواقعہ قابل صد ہزار حمد و ستائش ہے وہ ذات جس کا نظام ایسے خوشگوار اور انسانیت ساز نتائج پیدا کرتا ہے۔

# سورۃ الحدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱﴾ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳﴾

---

**۱** کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب خدا کے متعین فرمودہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ وہ بڑے ہی غلبہ کا مالک ہے۔ لیکن اس کا غلبہ اندھی قوت نہیں۔ وہ سراسر حکمت پر مبنی ہے۔

**۲** ساری کائنات میں صرف اسی کا قانون نافذ العمل ہے۔ یہاں اور کسی کی حکومت نہیں۔ حتیٰ کہ زندگی اور موت بھی اسی کے قانون کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس نے ہر شے کے اندازے مقرر کر رکھے ہیں۔ (انہی اندازوں کو اس کا قانون کہا جاتا ہے) اور ان پر اسے پورا پورا کنٹرول ہے۔

**۳** اس کی ذات' زمان و مکان کی نسبتوں سے ماوراء ہے۔ سب سے اوّل بھی وہی ہے اور سب سے آخر بھی وہی۔ اس کے لئے نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ وہ ہر شے پر غالب ہے لیکن اس کا غلبہ غیر مرئی اور غیر محسوس طور پر کام کرتا ہے (قانون ہوتا ہی غیر مرئی اور غیر محسوس ہے' لیکن اس کے نتائج محسوس اور مرئی ہوتے ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ جملہ کائنات' اس کی صفتِ خالقیت و ربوبیت کی مظہر اور اس کی ہستی کی زندہ شہادت ہے' لیکن اس کی ذات' انسانی نگاہوں سے

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي
الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٥﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي
النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٦﴾ آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم
مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾

---

پنہاں اور مستور ہے۔ اس اعتبار سے وہ باہمہ بھی ہے اور بے ہمہ بھی[1]۔ اس کا علم ہر شے کو محیط ہے۔

۴ اس نے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو، چھ مختلف ادوار میں، متنوع منازل سے گذار کر پیدا کیا، اور اس کا مرکزی کنٹرول اپنے دست قدرت میں رکھا۔ جو کچھ زمین سے نکلتا اور جو کچھ اس کے اندر داخل ہوتا ہے۔ جو کچھ فضا کی بلندیوں سے نیچے اترتا اور جو کچھ اوپر چڑھتا ہے۔ وہ ان سب کا علم رکھتا ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، سب اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔

۵ کائنات میں سارا اقتدار و اختیار اسی کا ہے۔ ہر معاملہ اسی کے قانون کے گرد گردش کرتا ہے۔ ہر بات کا فیصلہ، اسی کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ کوئی اس کے احاطہ سے باہر نہیں جا سکتا۔

۶ یہ اسی کا قانون ہے جس کی رُو سے رات، آگے بڑھتی بڑھتی، دن کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور دن، سرکتا سرکتا، رات کے آغوش میں جا چھپتا ہے۔ وہ صرف خارجی کائنات کے رموز و اسرار سے ہی واقف نہیں، وہ انسانوں کے دل میں گذرنے والے خیالات تک سے باخبر ہے۔

۷ لہٰذا، تم اس خدا پر ایمان لاؤ اور اُس کے اُس رسول پر، جس کی وساطت سے اس نے اپنا قانون انسانوں کی طرف بھیجا ہے۔ (اس ایمان کا عملی مظاہرہ یہ ہے کہ) تم رزق کے سرچشموں کو، جو دوسروں کی جانشینی سے اب تمہاری تحویل میں آئے ہیں، نوع انسان کی پرورش کے لئے کھلا رکھو۔

---

[1] الٰہیات کی اصطلاح میں یوں کہا جائے گا کہ وہ (TRANSCENDENT) بھی ہے اور (IMMANENT) بھی۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ۝٨ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ
بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝٩ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ
۱ ع ۱۷ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝١٠

یاد رکھو! تم میں سے جو لوگ قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھیں گے اور اپنے مال اور رزق کے سرچشموں کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا رکھیں گے' تو ان کے لئے اس کے نتائج بڑے بلند اور ذی شان ہوں گے۔

۸ اِن تصریحات کے بعد تم بتاؤ کہ وہ کونسی چیز ہے جو تمہیں خدا کے اس نظام پر ایمان لانے سے روکتی ہے درانحالیکہ یہ نظام محض نظری حیثیت نہیں رکھتا بلکہ خدا کا رسول تمہیں اس کی طرف عملی دعوت دے رہا ہے۔ اور وہ تم سے اس کا پختہ عہد بھی لے چکا ہے۔ سو جب تم اس پر ایمان بھی لا چکے ہو' اور اس کا عہد بھی کر چکے ہو' تو اب اس کی عملی تشکیل میں کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے؟

۹ تمہیں معلوم ہے کہ رسول کی اس دعوت کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ تمہیں موت کی تاریکیوں سے نکال کر زندگی کی تابناک روشنی میں لے آئے۔ اس مقصد کے لئے خدا نے اس کی طرف یہ ضابطہ قوانین نازل کیا ہے۔ وہ چاہتا یہ ہے کہ تمہاری پوری پوری نشوونما ہو جائے۔ (اس نے تمہاری طبیعی نشوونما کے لئے' زمین کے دسترخوان پر رزق بکھیر دیا۔ اور تمہاری ذات کی نشوونما کے لئے یہ ضابطہ ہدایت نازل کر دیا)۔

۱۰ تم سوچو کہ جب حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب خدا کی ملکیت ہے' تو تمہارے لئے یہ کس طرح روا ہو سکتا ہے کہ تم رزق کے سرچشموں کو اپنی ملکیت سمجھ لو اور انہیں ربوبیت عامہ کے لئے کھلا نہ رکھو؟

یہ بھی یاد رکھو کہ (جو لوگ نظامِ خداوندی کے ان دیکھے نتائج پر یقین کر کے اس کے قیام کے لئے عملی کوشش کرتے ہیں اور (اس مقصد کے لئے) اپنا مال بھی کھلا رکھتے ہیں' اور عند الضرورت سربکف میدانِ جنگ میں بھی آجاتے ہیں' وہ السابقون الاولون ہوتے

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ
مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ
وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

---

ہیں۔ ان کے مدارج 'یقیناً' اُن لوگوں سے بلند ہوتے ہیں جو اس نظام کے قیام کے بعد اسکے نتائج کو سامنے دیکھ کر اس میں شامل ہوتے ہیں۔ بنابریں 'تم میں سے جن لوگوں نے اپنے مال و دولت کو اس نظام کے غلبہ (سلسلۂ فتوحات) سے پہلے اس مقصد کے لئے وام کر رکھا تھا' اور جو اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لئے' مخالفین کے مقابلہ کے لئے میدانِ جنگ میں نکل آتے تھے' ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہو سکتے جنہوں نے اس کے بعد' ایسا کیا۔ اوّل الذکر کے درجات بہت بلند ہیں۔ اگرچہ' ان سب کے لئے خدا نے خوشگواریوں اور کامرانیوں کے وعدے کر رکھے ہیں (اور نظام خداوندی کے ثمرات میں ان سب کا حصہ ہے)۔ یہ اس لئے کہ خدا' ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے' (اور اس کے ہاں مدارج کا تعین' اعمال کی نسبت سے ہوتا ہے۔ ۵۵/۶۲؛ ۵۶/۸—۱۲)۔

۱۱ نظام خداوندی کے قیام اور استحکام کے لئے جو شخص بھی اپنی دولت' حسن کارانہ انداز سے اس نظام کے حوالے کرے گا' تو اس کا دیا ہوا مال' دوگنا چوگنا ہو کر اس کی طرف واپس آجائیگا۔ یعنی اس سے ایسا معاشرہ قائم ہو جائے گا جس میں ہر طرح کی فراوانیاں اور خوشگواریاں ہونگی۔ اور اس کی اپنی ذات کی بھی ایسی نشوونما ہو جائے گی جس سے وہ بڑی عزت و تکریم کی حامل ہو جائیگی۔ (اس طرح' اس کا حال اور مستقبل —— دنیا اور آخرت —— دونوں روشن ہو جائیں گے)۔

۱۲ ایسے روشن کر تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کی پیشانیوں کا نور' ان کے آگے آگے (دائیں بائیں) چل رہا ہو گا تاکہ ان کی زندگی کی تمام راہیں جگمگا اٹھیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ آج تمہارے لئے اس جنتی معاشرہ کی بشارتیں ہیں جس کی بہاروں پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ جس کی شادابیاں ہمیشہ تر و تازہ رہیں گی —— اور یہ زندگی کی بہت بڑی کامرانی ہے' جس کے حصے میں آجائے۔

۱۳ اور یہ لوگ جو آج تمہارے ساتھ منافقت برت رہے ہیں —— یعنی بظاہر تمہارے ساتھ

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى
جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

چل رہے ہیں لیکن درحقیقت تم سے الگ ہیں —— اُس وقت مومنین سے کہیں گے کہ ذرا ٹھہرو! ہم بھی تمہاری اس روشنی سے اکتسابِ ضیا کرلیں (کچھ فائدہ اٹھالیں)۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ (یہ روشنی دوسروں سے مانگے نہیں ملا کرتی۔ یہ شمع' اپنے اپنے اعمال کے تیل سے روشن ہوا کرتی ہے' اس لئے' تم اگر جا سکتے ہو تو) پچھلی زندگی کی طرف لوٹ جاؤ اور وہیں سے اس روشنی کو تلاش کرو۔ (اس لئے کہ یہ روشنی ان اعمال کا نتیجہ ہے جو دنیاوی زندگی میں سرزد ہوئے تھے۔ اور چونکہ دنیاوی زندگی کی طرف کوئی لوٹ نہیں سکتا' اس لئے انہیں کہیں سے روشنی نہیں مل سکے گی —— جس کا دِیا اس زندگی میں بجھ گیا وہ اُس زندگی میں بھی تاریکیوں ہی میں رہے گا۔ ۱۷/۲۲)۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی (۱۳/۱۷)۔ جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس کے اندر کی طرف (جہاں خلوص قلب والے مومن ہوں گے) رحمت ہی رحمت ہوگی۔ اور باہر کی طرف (جہاں منافقین ہوں گے) عذاب ہی عذاب ہوگا۔ (ایمان اور منافقت میں' ظاہری بُعد تو ایک اوٹ ہی کا ہوتا ہے' لیکن نتائج کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں)۔

۱۴ وہ منافقین' ان مومنین کو آواز دے کر کہیں گے' کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں ہوا کرتے تھے؟ (اس لئے اب تم' ہم سے الگ کیوں ہو رہے ہو!)۔ وہ کہیں گے کہ یہ ٹھیک ہے کہ تم (ظاہر) ہمارے ساتھ ہی ہوا کرتے تھے' لیکن تم نے اپنے آپ کو دھوکے میں رکھا تھا۔ تم ہمیشہ' کنارے پر کھڑے' اس انتظار میں رہتے تھے کہ دیکھیں! پلڑا کس طرف جھکتا ہے تا کہ اسی طرف تم بھی ہو لو۔ تم نظامِ خداوندی کی صداقت کے بارے میں ہمیشہ شک اور اضطراب میں رہتے تھے۔ تمہاری انفرادی مفاد پرستیاں تمہیں طرح طرح کا فریب دیا کرتی تھیں۔ تم اسی کشمکش اور دھوکے میں رہے تا آنکہ قانونِ خداوندی کی رُو سے فیصلہ کن انقلاب آگیا۔ (لہذا' تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ تم ہمارے ساتھ ہوا کرتے تھے!)۔

۱۵ (پھر تم نے' اپنے آپ کو اس فریب میں بھی رکھا کہ اگر خدا کے ہاں گرفت ہوئی تو ہم کچھ دے دلا کر چھوٹ جائیں گے)۔ اب تم دیکھو گے کہ اس عذاب سے فدیہ دے کر' نہ تم ہی چھوٹ سکو گے

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾ اعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ
وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾

---

اور نہ ہی وہ لوگ جو کھلے بندوں' قانونِ خداوندی سے انکار اور سرکشی اختیار کرتے تھے۔ (تم دونوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہو)۔ لہٰذا تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہی تمہارا کارساز و رفیق ہے۔ —— اب تم دیکھ لوگے کہ تمہارا انجام کس قدر بُرا ہے۔

۱۶ یہ لوگ جو جماعتِ مومنین میں داخل ہو چکے ہیں لیکن ان میں ہنوز ایمان کی کمزوری ہے' (۴۹/۱۴) کیا ان کے لئے (حقائق کے اس طرح بے نقاب ہو جانے کے بعد بھی) پختگیِ ایمان کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل' قوانینِ خداوندی کے سامنے جھک جائیں —— یعنی اس قانون کے سامنے جو ایک حقیقتِ ثابتہ کی طرح نازل ہوا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے' آسمانی کتابیں دی گئی تھیں لیکن' جب اس پر ایک لمبا عرصہ گذر گیا' تو ان کے دل سخت ہو گئے' اور ان میں سے اکثر' صحیح راستہ چھوڑ کر' دوسرے راستوں پر چل نکلے۔

۱۷ (ان لوگوں کے لئے جن کے ایمان میں ابھی تک پختگی پیدا نہیں ہوئی' مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ انہیں زندگی کا صحیح راستہ مل سکتا ہے؟) کیا یہ دیکھتے نہیں کہ خدا کا قانون زمین مردہ کو کیسے زندگی عطا کر دیتا ہے؟ اسی طرح' اس ضابطۂ خداوندی کی رو سے' انہیں بھی حیاتِ نو مل سکتی ہے۔

ہم نے تم سے' اپنی باتیں واضح طور پر بیان کر دی ہیں' تاکہ تم عقل و فکر سے کام لے کر صحیح نتیجہ تک پہنچ سکو۔

۱۸ یاد رکھو! جو لوگ —— مرد ہوں یا عورتیں —— اپنے دعوےٰ ایمان کو' اپنے اعمال سے سچا کر کے دکھاتے ہیں۔ یعنی حسن کارانہ انداز سے' اپنی دولت کو نظامِ خداوندی کے لئے "قرض" دیتے ہیں تو ان کا دیا ہوا' انہیں' بڑھ چڑھ کر واپس مل جاتا ہے' اور اس کے ساتھ انہیں نہایت عزت و تکریم کی زندگی عطا ہو جاتی ہے (اس دنیا میں بھی' اور آخرت میں بھی)۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ
وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ ۲ ع ۱۸
الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ
أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ
وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾

**۱۹** جو لوگ اس طرح خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جو اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہوتے ہیں اور اپنی عملی جدوجہد سے نظام ربوبیت کے شاہد (نگران) بن جاتے ہیں۔ (۹/۴۹)۔ ان کے لئے بلند مدارج ہیں اور وہ روشنی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے (۵۷/۱۲)۔ ان کے برعکس، جو لوگ اس ضابطۂ حیات سے انکار کرتے ہیں اور ہمارے قوانین کو جھٹلاتے ہیں، تو یہ وہ لوگ ہیں (جن کی زندگی کی راہیں تاریک رہتی ہیں اور وہ) آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ اہل جہنم ہیں۔

**۲۰** (ان کی نگاہیں صرف طبیعی زندگی کے پیش پا افتادہ مفاد پر ہوتی ہیں حالانکہ قرآن کے دیئے ہوئے بلند تصور کے مقابلہ میں، طبیعی مفاد کی حیثیت محض) کھیل تماشے کی سی ہوتی ہے جس سے کچھ وقت کے لئے دل بہلا لیا جائے۔ یا زیبائش و آرائش کر لی جائے۔ یا اس پر فخر کیا جائے کہ میرے پاس دوسروں کے مقابلہ میں بہت زیادہ سازوسامان ہے۔ یا مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی دوڑ لگائی جائے۔ (یہ چیزیں بھی ضروری ہیں بشرطیکہ انہیں زندگی کے بلند مقاصد کے حصول کا ذریعہ سمجھا جائے۔ لیکن اگر انہیں مقصود بالذات سمجھ لیا جائے تو یہ تصور باطل ہے۔ اس طرح ان سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کی) مثال ایسی کھیتی کی سی ہے جو بارش کے ایک چھینٹے سے اگ کھڑی ہو اور اسے دیکھ کر کسان بہت خوش ہو جائے۔ لیکن ایسی کھیتی دوسرے ہی دن خشک ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ذرا سی دھوپ سے زرد پڑ جاتی ہے اور پھر چور چور ہو کر مرجھا جاتی ہے۔ اور مآل کار اُس کسان کے لئے انتہائی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے۔ ان تباہیوں سے بچنے کی صورت ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان اپنی تمام جدوجہد کو قوانین خداوندی سے ہم آہنگ رکھے۔

پھر سمجھ لو کہ محض طبیعی زندگی کو مقصود حیات سمجھ لینے سے سامان زیست تو ضرور

سَابِقُوٓا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۲۱﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنۡ
مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۚ ﴿۲۲﴾

مل جاتا ہے لیکن وہ متاع بڑی ناپائیدار اور کم قیمت کی ہوتی ہے اور اس سے انسان دھوکا کھا جاتا ہے (۱۶/۹۶ ؛ ۴۳/۲۶ ؛ ۱۰۲/۱)۔

۲۱ (تفاخر و تکاثر[1] یعنی ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا جذبہ بیشک انسانوں میں ہوتا ہے۔ لیکن تم نے اس جذبہ کی تسکین کے لئے میدان غلط منتخب کیا ہے۔ اس کے لئے صحیح میدان یہ ہے کہ) تم قوانین خداوندی کے اتباع سے تخریبی قوتوں سے حفاظت طلب کرو۔ اور اُس جنت کو حاصل کرو جس کی آسائشیں اور مسرتیں ساری کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ —— وہ کسی خاص مقام میں محدود نہیں۔ اس کی وسعت' زمین و آسمان کو محیط ہے (۳/۱۳۳)۔ —— وہ تیار رکھی ہے ان کے لئے جو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں۔ یہ آسائشیں اور خوش حالیاں' ہر اس شخص کو مل سکتی ہیں جو انہیں' قوانین خداوندی کے مطابق حاصل کرنا چاہے۔ خدا بڑی آسائشوں اور خوش حالیوں کا عطا کرنے والا ہے۔

ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتے ہو تو اس میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

۲۲ (ہم نے قانون یہ بتایا ہے کہ معاشی خوش حالیاں اسے حاصل ہوتی ہیں جو انہیں خود حاصل کرنا چاہے۔ اس سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ رزق کمانے کی استعداد' مختلف افراد میں' پیدائشی طور پر مختلف ہوتی ہے۔ نیز' بعض خارجی حوادث کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک شخص میں کمائی کی استعداد کم ہو جاتی ہے' یا بالکل ہی جاتی رہتی ہے۔ تو' مندرجہ بالا قانون کے مطابق ایسے لوگ بڑے نقصان میں رہیں گے۔ یہ تمام امور ہماری نگاہ میں ہیں' اس لئے) ہم نے ان

---

[1] تحفظِ خویش (PRESERVATION OF SELF) زندگی کا تقاضا ہے جو ہر جاندار کے اندر جبلی طور پر (BY-INSTINCT) موجود ہے۔ دوسروں سے آگے بڑھ جانے کا جذبہ اسی تقاضے کا پیدا کردہ ہے۔ اگر انسان اس جذبہ کی تسکین اس طرح کرے کہ اس کی ذات کی نشو و نما دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہو جائے' تو یہ چیز حیوانی سطح سے بلند ہو کر انسانی سطح کا تقاضا بن جائے گی۔

لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾
الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ
أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا

داخلی یا خارجی حوادث کے رونما ہونے سے پہلے ہی اپنے ضابطہ قوانین میں اس کی تلافی کا سامان رکھ دیا ہے۔ ہمارے نظام ربوبیت میں اس قسم کی شق کا رکھا جانا، کچھ بھی مشکل نہ تھا۔

۲۳ اس نظام میں تمام افراد کی محنت کا ماحصل تمام انسانوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کھلا رہتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کو اکتساب رزق کی استعداد کم ملی ہے یا وہ کسی وجہ سے کم یا سلب ہو گئی ہے، تو اس سے اس کی ضروریات پوری ہونے میں کچھ کمی نہیں واقع ہوتی۔ لہذا اس کی اکتسابی قوت میں کمی اس کے لئے ذرا بھی باعث تاسف یا وجہ غم نہیں بنتی۔ دوسری طرف، اس سے یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو زیادہ استعداد حاصل ہوتی ہے، وہ اسے اپنی ذاتی ہنرمندی سمجھ کر اس پر اتراتے نہیں کیونکہ وہ اس کی رو سے حاصل شدہ فراواں رزق کو اپنی انفرادی ملکیت نہیں سمجھتے۔ وہ جانتے ہیں کہ ایسے لوگ جو خود پسند ہوں اور ایسی باتوں کی وجہ سے بڑا بننے کی کوشش کریں جو ان کی اپنی پیدا کردہ نہیں، قوانین خداوندی کی نگاہوں میں پسندیدہ نہیں قرار پاتے۔

۲۴ یعنی ایسے لوگ جو سب کچھ سمیٹ کر اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں —— حالانکہ اس میں بیشتر حصہ ان اسباب و ذرائع کا ہوتا ہے جو ان کے اپنے پیدا کردہ نہیں ہوتے —— اور اس خیال سے کہ ان کی یہ روش قابل اعتراض قرار نہ پائے، ایسا معاشرہ قائم کرتے ہیں اور اس میں ایسے قوانین نافذ کرتے ہیں جن کی رو سے اس قسم کی روش معیوب ہی نہ سمجھی جائے۔ یہ لوگ قوانین خداوندی سے علانیہ سرکشی اختیار نہیں کرتے (کہ علانیہ ایسا کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی، بلکہ) اس سے گریز کی راہیں نکالتے رہتے ہیں۔

ان سے کہدو کہ اللہ کا نظام ان سے مستغنی ہے۔ وہ اپنے بروئے کار آنے کے لئے ان کی مدد کا محتاج نہیں۔ وہ اپنے آپ کو قابل حمد و ستائش بنانے کے لئے اپنے اندر کافی قوت رکھتا ہے۔

۲۵ اس مقصد کے لئے خدا نے ایسا انتظام کیا ہے کہ وہ، مختلف اقوام کی طرف، اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجتا ہے۔ اور ہر رسول اپنے ساتھ ضابطہ قوانین بھی لاتا ہے۔ وہ اس

الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ
اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ ۳ ع ۱۹
فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى
ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً
وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ
رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿۲۷﴾

---

ضابطۂ قوانین کی رُو سے ایسا معاشرہ قائم کرتے ہیں جس میں ہر شخص کا عمل ٹھیک ٹھیک نتیجہ مرتب کرے اور یوں لوگ عدل و انصاف پر قائم رہیں۔ اس معاشرہ کے استحکام کے لئے اس نے ضابطۂ قوانین کے ساتھ، شمشیرِ خارہ شگاف (فولاد) بھی نازل کی ہے جس میں بڑی سختی ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ سختی عدل و انصاف کے نظام کے قیام، اور مظلوموں کی حفاظت کے کام آتی ہے اس لئے یہ نوعِ انسان کے لئے مضرت رساں ہونے کے بجائے بڑی منفعت بخش ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کون سے وفاشعار بندے ہیں جو اس نظامِ خداوندی کی مدد کرتے ہیں جو اس کے رسولوں کے ہاتھوں متشکل ہوتا ہے، حالانکہ اس کے درخشندہ نتائج ہنوز مرئی شکل میں ان کے سامنے نہیں آئے ہوتے، اور وہ اپنے یقینِ محکم کی بنا پر اس کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہیں۔ یوں خدا کا وہ نظام، جو اپنے اندر غلبہ اور قوت رکھتا ہے، ان لوگوں کے ہاتھوں متشکل ہوتا ہے۔

**۲۶** یہ تھا وہ مقصدِ عظیم جس کے لئے ہم نے مختلف انبیاء کو بھیجا تھا ——— مثلاً نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا، اور ان کی نسل میں کتاب اور نبوّت کو جاری رکھا ——— ان کی نسل میں سے کچھ لوگ تو راہِ راست پر آگئے اور بہت سے غلط راستوں پر چلتے رہے۔

**۲۷** پھر ہم نے، ان کے بعد انہی کے نہج پر اور رسول بھی بھیجے۔ اور (سلسلۂ بنی اسرائیل میں) سب سے پیچھے عیسیٰؑ ابن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل دی۔ جو لوگ اس کی پیروی کرتے تھے، ان کے دل میں خلقِ خدا کے لئے شفقت، اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیئے (یعنی عیسیٰؑ کی تعلیم کا یہ نتیجہ تھا)۔ باقی رہا مسلکِ رہبانیت (خانقاہیت) جسے تم اس وقت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ
نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٨﴾ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ
أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾

ان کے ہاں مروّج دیکھتے ہو تو اسے انہوں نے از خود وضع کر لیا تھا۔ ہم نے ان کے لئے اسے مقرر نہیں کیا تھا (دین، رہبانیت سکھانے کے لئے آتا ہی نہیں)۔ انہوں نے اسے بزعم خویش اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کیا تھا۔ لیکن اسے بھی جیسا نباہنا چاہئے تھا نباہ نہ سکے۔ (یعنی ایک تو وہ مسلک ہی ان کا خود وضع کردہ تھا۔ خدا کا مقرر کردہ نہیں تھا۔ پھر اپنے وضع کردہ مسلک کو بھی نباہ نہ سکے ——— وہ مسلک ایسا تھا ہی نہیں جسے نباہا جا سکے)۔

سو ان میں سے جو لوگ اب (قرآن پر) ایمان لا چکے ہیں، ہم انہیں ان کا اجر عطا کر دیں گے لیکن ان میں سے اکثر غلط راہوں پر چل رہے ہیں۔

۲۸ (یہ ہے ہمارا وہ نظام جو شروع سے چلا آ رہا ہے۔ لہٰذا) اے جماعت مومنین! تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو، اور جو کچھ تم سے تمہارا رسول وحی کی رو سے کہتا ہے، اس پر یقین رکھو اور اس کی اطاعت کرو۔ اس طرح وہ تمہیں سامان رحمت و ربوبیت کے دوھرے دوھرے حصے دے گا (ایک حصہ اس دنیا میں اور دوسرا آخرت میں)۔ اور تمہیں (قرآنی بصیرت کی) ایسی شمع نورانی عطا کر دے گا کہ تم زندگی کی جن راہوں پر بھی چلو گے وہ روشن ہوتی جائیں گی۔ اور اس طرح تم ہر قسم کی تباہی اور بربادی سے محفوظ رہو گے۔ یاد رکھو! اللہ کے نظام میں تباہیوں سے حفاظت اور زندگی کی نشوونما کا سامان دونوں موجود ہیں۔

۲۹ تم نے یہ روش اختیار کی تو اس کا نتیجہ ہوگا کہ یہ اہل کتاب (یہود جو اس وقت اس دعوت کی اس طرح مخالفت کر رہے ہیں اور اپنی دولتمندی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ رزق کے خزانوں کی کنجیاں انہی کے ہاتھ میں ہیں) اچھی طرح جان لیں گے کہ خدا کی طرف سے ملنے والے سامان زیست پر انہی کی اجارہ داری نہیں۔ اسے قرآن پر ایمان رکھنے والے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ رزق کی بست و کشاد قانون خداوندی سے وابستہ ہے۔ جو چاہے اسے اس کے قانون کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ وہ صاحب فضل عظیم ہے۔ وہ کسی ایک نسل (بنی اسرائیل) کا خدا نہیں، عالمگیر انسانیت کا نشوونما دینے والا ہے۔ (۴/۱)۔

# سورۃ المجادلۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ
اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ
اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗئِيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

---

**۱** اللہ نے اس عورت کی بات سُن لی ہے- جو تجھ سے (اے رسولؐ!) اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی' اور اپنی مظلومیت کے متعلق خدا سے فریاد کر رہی تھی (اس نے عدالت خداوندی میں استغاثہ دائر کیا تھا)- اللہ تم دونوں کے سوال و جواب کو سُن رہا تھا- وہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے- (اب اِس بارے میں خدا کا فیصلہ سُن لو)-

**۲** بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو (جہالت کی وجہ سے غصّہ میں آکر) ماں کہہ دیں' وہ اس سے ان کی سچ مچ کی مائیں نہیں بن جاتیں- (اس لئے محض ایسا کہہ دینے سے انہیں ان پر حرام نہیں ہو جانا چاہیئے)- ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے (۳۳/۴)- جو لوگ غصّہ میں آکر اس قسم کی بات کہہ دیتے ہیں' تو یہ بیہودگی اور لغویت ہوتی ہے' اور حقیقت کے بالکل خلاف- سو خدا کا قانون یہ ہے کہ اس قسم کی لغو بات سے درگذر کیا جائے (اسے حقیقت پر محمول کر کے

لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ② وَالَّذِينَ يُظٰهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن
قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ③ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذٰلِكَ
لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ④ إِنَّ الَّذِينَ
يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَآ آيٰتٍ بَيِّنٰتٍ

---

بیوی کو اس پر حرام نہ قرار دیدیا جائے)۔ اور اس طرح' اس لغویت کے تباہ کن نتائج سے انہیں محفوظ رکھا جائے۔

۳ (لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ معاشرہ میں اس قسم کی لغویتوں کو عام ہونے دیا جائے۔ سنجیدہ لوگوں کا معاشرہ ایسا نہیں ہوا کرتا۔ لہذا) جو لوگ اپنی بیوی کو ماں (یا ایسے ہی کوئی اور الفاظ) کہہ بیٹھیں' اور اس کے بعد پشیمان ہو کر اپنی اس بیہودہ بات کو واپس لینا چاہیں' (تو انہیں کچھ جرمانہ ادا کرنا ہوگا تاکہ وہ اپنے آپ پر قابو رکھنا سیکھیں اور یونہی جو جی میں آئے منہ سے نکال دیا کریں۔ وہ جرمانہ یہ ہے کہ) قبل اس کے کہ وہ بحیثیت میاں بیوی ایک دوسرے کے پاس جائیں' ایک غلام آزاد کریں۔ یہ اس لئے ہے کہ تم آئندہ کے لئے نصیحت پکڑو۔ اور اللہ تمہارے تمام معاملات سے باخبر ہے۔

۴ جس کے پاس غلام نہ ہو' یا غلام آزاد کرانے کی استطاعت نہ ہو (یا اُس زمانے کے غلاموں کے ختم ہو جانے کے بعد جب غلام باقی ہی نہ رہیں تو) اس صورت میں' وہ تعلقات زناشوئی سے پہلے' دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو' تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لئے کہ تم اس نظام خداوندی کی صداقت پر یقین محکم رکھو جو اس کے رسولؐ کے ہاتھوں متشکل ہوا ہے۔

یہ خدا کی مقرر کردہ حدود ہیں جن کے اندر رہنا ضروری ہے۔ (اگر اس باب میں سہواً غلطی ہو جائے' تو اس کے ازالہ کی شکل وہ کفارہ ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ سرے سے ان حدود ہی کا انکار کریں' تو وہ کافر ہیں) اور کافروں کے لئے الم انگیز تباہی ہے۔

۵ جو لوگ اس طرح' نظام خداوندی سے انکار' اور اس کی مخالفت کرتے ہیں' وہ آخر الامر' ذلیل و خوار ہوں گے' جس طرح وہ لوگ ذلیل و خوار ہوتے جو ان سے پہلے اسی طرح حق کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ ہم نے اپنے قوانین واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں۔ ان کی مخالفت کرنے والوں کیلئے

وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ۝۵ یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰہُ اللّٰہُ
وَنَسُوْہُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ
مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ
اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ
عَلِیْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ

ذلت آمیز تباہی ہے۔

۶ جس دن خدا ان سب کو اٹھا کھڑا کرے گا' تو انہیں ان کے اعمال (کے نتائج) سے آگاہ کرے گا۔ لوگ تو بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا تھا' لیکن خدا کا قانونِ مکافات ہر بات کو محفوظ رکھتا ہے۔ سب کچھ اس کے سامنے رہتا ہے۔

۷ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' خدا کو اس کا علم ہے۔ اگر کہیں کوئی تین آدمی خفیہ مشورہ کرتے ہیں تو ان میں چوتھا خدا ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں پانچ آدمیوں میں کوئی سرگوشی ہوتی ہے تو ان میں چھٹا خدا ہوتا ہے۔ (یہ اعداد تو محض مثالاً بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ورنہ) ان سے کم ہوں یا زیادہ۔ جہاں کہیں' اور جتنے بھی وہ ہوں' خدا ہر جگہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر وہ' ان اعمال کے نتائج کے ظہور کے وقت' انہیں ان سے باخبر کر دیتا ہے۔ یقیناً خدا کو ہر بات کا علم ہوتا ہے۔

۸ کیا تو نے ان لوگوں کے متعلق غور نہیں کیا جنہیں خفیہ مشوروں سے روکا گیا تھا' لیکن وہ پھر وہی کچھ کرتے ہیں۔ یعنی وہ مختلف قسم کے جرائم کے ارتکاب کے لئے خفیہ مشورے کرتے رہتے ہیں۔ ان میں ایسے جرائم بھی ہوتے ہیں جن کا تعلق ان کی ذات تک محدود ہوتا ہے' اور وہ بھی جن کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا ہے' حتیٰ کہ وہ نظامِ خداوندی کے خلاف بھی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ (یہ سب کچھ منافقت سے کرتے ہیں۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب تیرے پاس آتے ہیں تو (ہلکی آواز میں' مبہم طور پر) ایسے الفاظ میں تجھے دعا سلام کرتے ہیں' جو الفاظ' سلام اور دعا کے لئے خدا نے تجویز نہیں کئے۔ پھر اپنے دل میں کہتے ہیں کہ (اگر اللہ سب کچھ جانتا ہے تو) جو کچھ ہم کہتے ہیں' اس پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ (انہیں کیا معلوم کہ خدا نے ان کے لئے) جو جہنم تیار کر رکھا ہے وہ ان کے عذاب کے لئے کافی ہے۔ وہ اس میں داخل کئے جائیں گے (اور دیکھ لیں گے

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ
وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑨ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کہ) وہ کیسا بُرا ٹھکانہ ہے۔

۹ اے جماعتِ مومنین! جب تم نے باہمی مشورے کرنے ہوں' تو جرائم کے ارتکاب اور نظامِ خداوندی کے خلاف سرکشی کے مشورے مت کرو۔ ہمیشہ بھلائی اور تقوے (قوانینِ خداوندی کی نگہداشت) سے متعلق امور میں مشورے کرو۔ مختصراً یہ کہ تم ہر معاملہ میں قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو' اس لئے کہ وہی تمہاری تمام سعی و عمل کا مرکز اور تگ و تاز کا منتہیٰ ہے۔ تمہاری گردش اسی محور کے گرد ہونی چاہیئے۔

۱۰ یاد رکھو! منافقین کے مشوروں کے محرک' ان کے مفاد پرستانہ جذبات ہوتے ہیں جو انہیں سرکشی پر اُبھارتے رہتے ہیں۔ مقصد ان کا یہ ہوتا ہے کہ اس سے جماعتِ مومنین افسردہ خاطر اور دل شکستہ ہو جائے۔ لیکن انہیں اس کا علم نہیں کہ وہ انہیں (جماعتِ مومنین کو) کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے کہ نفع یا نقصان قانونِ خداوندی کے مطابق ہوتا ہے اور جماعتِ مومنین ان قوانین کا پورا پورا خیال رکھتی ہے' اس لئے اس قسم کی حرکات ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ انہیں قوانینِ خداوندی کی محکمیت پر کامل اعتماد ہے۔

۱۱ (اے جماعتِ مومنین! یہ منافقین جب تمہاری مجلس میں آتے ہیں تو باہمی سرگوشیوں کے لئے' ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا) جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادہ ہو کر بیٹھو تو فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو کر بیٹھ جایا کرو۔ (اس طرح انہیں بھی ایک دوسرے سے ہٹ کر بیٹھنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں' خود تمہاری جماعت میں بھی کسی کو یہ شبہ پیدا نہیں ہو گا کہ اس کے خلاف کوئی سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ مجلس میں بیٹھنے کا عام انداز ایسا ہی ہونا چاہیئے) اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کی راہیں کھول دے گا۔ اور جب کہا جائے کہ مجلس برخاست ہوتی ہے اس لئے تم اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ (یہ باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی سی ہیں' لیکن ان کے اثرات بڑے دُور رس ہوتے ہیں' اس لئے ان کی پابندی سے) اللہ اُن کے درجات بلند کرے گا

اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ ۚ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ
اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقَۃً ؕ ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْہَرُ ؕ
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقٰتٍ ؕ
فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ؕ وَاللّٰہُ
خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۲

جو دل سے ان باتوں کو صحیح اور سچا مانتے ہیں اور ان کی حکمت و غایت کا علم رکھتے ہیں۔ یاد رکھو! خدا کا قانونِ مکافات تمہارے تمام اعمال سے باخبر رہتا ہے۔

۱۲ اے جماعتِ مومنین! اگر تم نے رسولؐ سے علیحدگی میں کوئی بات کرنی ہو، تو پہلے، اپنی استطاعت کے مطابق، منفعتِ عامہ کے لئے کچھ عطیہ دے دیا کرو۔ یہ چیز تمہارے لئے بڑی مفید رہے گی اور اس سے کئی غلط فہمیاں دُور ہو جائیں گی۔ (اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ یہ منافقین جو گھڑی گھڑی رسولؐ اللہ سے علیحدگی میں بات کرنے کا تقاضا کرتے ہیں، اس سے رُک جائیں گے) لیکن اگر تمہارے پاس کسی وقت کچھ دینے کے لئے نہ ہو، تو خیر۔ (تم رسولؐ سے یہ بات کہہ دیا کرو)۔ اللہ کے قانون میں ایسے مواقع کے لئے رعایت رکھ دی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے مقصد، تمہاری حفاظت اور تربیت ہے (تم پر سختی کرنا مقصود نہیں)۔

۱۳ تمہیں، اس حکم سے کہ رسولؐ کے ساتھ علیحدگی میں بات کرنے سے پہلے کچھ عطیہ دے دیا کرو، گھبرانا نہیں چاہیئے۔ (اس سے تمہارے رسولؐ کا بہت سا قیمتی وقت، جسے لوگ فضول باتوں میں یا ضائع کر دیتے ہیں، بچ جائے گا۔ باقی رہے وہ لوگ جن میں کچھ ادا کرنے کی استطاعت نہیں، تو) ان کے لئے اس حکم میں پہلے ہی رعایت رکھ دی گئی ہے۔ ویسے بھی اس قسم کی تدابیر کی ضرورت، تنظیم کے ابتدائی مراحل میں پڑتی ہے۔ تم نظامِ صلوٰۃ قائم کرنے کے لئے پوری پوری جدوجہد کرو ــــــ اس نظام میں باہمی مشوروں کا انداز ہی اور ہوتا ہے (۴۲/۳۸)۔ اور انسانیت کی نشوونما بہم پہنچانے کا اہتمام کرو۔ اس مقصد کے لئے تم نظامِ خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرو، پھر اس قسم کی احتیاطی تدابیر کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یاد رکھو! خدا تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا
اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ
لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

---

۱۴ (اس وقت ان تدابیر کی ضرورت اس لئے ہے کہ تمہارے اندر منافقین آگھسے ہیں جو تمہارے نظام کے لئے بڑے خطرے کا موجب ہیں) ان کی حالت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ دوستی کے رشتے جوڑتے ہیں، جو نظامِ خداوندی کی مخالفت اور سرکشی کی وجہ سے مجرم اور سزا کے مستحق قرار پا چکے ہیں۔ یہ، نہ تو نیک نیتی سے تمہارے ساتھ شامل ہوتے ہیں، اور نہ ہی کھل کر تمہارے مخالفین کے ساتھ۔ وہ جھوٹی قسمیں کھا کھا کر، تمہیں اپنے اخلاص اور صداقت کا یقین دلاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ دیدہ و دانستہ کرتے ہیں۔

۱۵ ان کے لئے قانونِ خداوندی کی رُو سے سخت سزا مقرر ہے۔ اس لئے کہ ان کی یہ روش نہایت مذموم ہے۔

۱۶ یہ اپنی جھوٹی قسموں کو سپر بناتے ہیں، اور ان کے پیچھے پناہ لے کر، لوگوں کو نظامِ خداوندی کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ ان کے لئے ذلت آمیز سزا ہوگی۔

۱۷ یہ جس مال و دولت کے گھمنڈ، اور جن افرادِ خاندان کے برتے پر یہ کچھ کرتے ہیں، خدا کے قانونِ مکافات کے مقابلہ میں، یہ ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔ یہ تباہی اور بربادی کے جہنم میں داخل ہوں گے اور اسی میں رہیں گے۔

۱۸ جس دن اللہ، ان سب کو سامنے لا کر (بے نقاب) کھڑا کر دے گا، تو اس وقت بھی یہ، اس کے سامنے اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح آج تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ان کی یہ قسمیں ان کا اعتماد قائم رکھتی ہیں اور وہ اپنی فریب دہی میں بڑے کامیاب ہیں۔ (لیکن خدا کے سامنے یہ بات کیسے چل سکے گی۔ اس کا قانونِ مکافات دلوں کے راز تک سے واقف ہوتا ہے)۔ یاد رکھو! یہ لوگ اوّل درجے کے جھوٹے ہیں۔

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡہِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰہُمۡ ذِکۡرَ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ ہُمُ
الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الۡاَذَلِّیۡنَ ﴿۲۰﴾ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا
وَ رُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ
وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ
وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ وَ یُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ

۱۹ بات یہ ہے کہ مفاد پرستیوں کے سرکش جذبات ان پر بری طرح مسلط ہو چکے ہیں۔ وہ انہیں ہانکتے چلے جاتے ہیں؛ اور یہ اُن کے ڈنڈے کے زور پر اس روش پر چلے جا رہے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے ضابطہ خداوندی کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ یہ لوگ شیطانی پارٹی کے افراد ہیں — اور اسے اچھی طرح سمجھ رکھو کہ شیطانی پارٹی ہمیشہ خاسر و نامراد رہتی ہے۔

۲۰ سوچو تو سہی کہ جو لوگ اس قسم کے نظام خداوندی کی مخالفت کریں جو نوع انسان کی بہبود کے لئے قائم ہو رہا ہو، وہ کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں؟ وہ آخر الامر سخت ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔

۲۱ خدا کا فیصلہ (قانون) یہ ہے کہ حق و باطل کی کشمکش میں، حق غالب آئے گا اور اس کے علمبردار یعنی خدا کے رسولؐ آخر الامر، مظفر و منصور ہوں گے۔ یہ اُس خدا کا فیصلہ ہے جو ہر قسم کی قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے۔ اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے قانون کو شکست دے سکے۔

۲۲ (لہذا، جب حقیقت یہ ہے کہ حق اور باطل ایک دوسرے کی ضد اور باہم دگر متخالف ہیں، تو) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ خدا کے قانون اور مستقبل کی زندگی پر ایمان رکھیں وہ ان لوگوں سے دوستداری کے تعلقات استوار کریں جو نظام خداوندی کے مخالف ہوں، خواہ وہ ان کے (ماں) باپ، یا بیٹے (بیٹیاں) یا بھائی (بہن) یا اُن کے خاندان کے دیگر افراد ہی کیوں نہ ہوں۔ (۳/۱۱۸ ؛ ۹/۲۳)۔ یہ (افراد مومنین) وہ لوگ ہیں کہ ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں راسخ ہو چکا ہے اور خدا کی وحی (قرآن) ان کی تائید و نصرت کا موجب بن رہی ہے۔ یہ (اس زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی) اُس جنتی معاشرہ میں داخل ہوں گے جس کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آئے گا۔ جب انہوں نے اپنی زندگی کو قوانین خداوندی سے ہم آہنگ کر لیا تو قوانین خداوندی کے ثمرات و برکات یقیناً ان کے شامل حال

رَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ۳ ع ۹ ۳

رہیں گے۔

یہ ہے (شیطان کی پارٹی کے مقابلہ میں) خدا کی پارٹی — یاد رکھو! آخر الامر کامیابی اور کامرانی، خدا کی پارٹی کے حصے میں ہی آتی ہے۔ حق غالب آکر رہتا ہے۔

# سورۃ الحشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ
حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ

---

۱ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب خدا کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے —— اس خدا کے پروگرام کی تکمیل کے لئے جو بڑی قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے۔ لیکن اس کی قوت "اندھی فطرت" کی قوت نہیں۔ وہ یکسر حکمت پر مبنی ہے۔

۲ اس کے قانونِ مکافات کی قوت اور غلبہ کے آثار میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو ان اہلِ کتاب (یہود) کے ساتھ پیش آیا ہے۔ ان لوگوں نے نظامِ خداوندی کے خلاف سرکشی اختیار کی اور جنگ تک کی نوبت آگئی۔ (انہیں اپنی قوت پر بڑا ناز تھا، لیکن ہوا یہ کہ) ابھی پہلا ہی لشکر ان کے مقابلہ کے لئے گیا تھا کہ انہوں نے میدان چھوڑ دیا۔ (اس پر انہیں ایک اور موقعہ دیا گیا کہ وہ فتنہ و فساد سے باز آ کر اپنی اصلاح کر لیں۔ چنانچہ ان کے خلاف اور کوئی کارروائی نہ کی گئی بجز اس کے کہ بطور حفظ ماتقدم) انہیں اُن کی اُس بستی سے نکال کر دوسری جگہ آباد کر دیا گیا۔

تمہیں اس کا خیال تک بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اس آسانی سے اپنے گھروں کو چھوڑ

بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٢﴾ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ
لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَمَنْ يُشَاقِّ
اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤﴾ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ
وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ﴿٥﴾ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ
يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٦﴾

---

دیں گے۔ خود انہیں بھی اپنے قلعوں کی مضبوطی پر بڑا ناز تھا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ قلعے تمہارے حملے سے اُن کی حفاظت کریں گے لیکن خدا کا قانونِ مکافات اُن پر ان راہوں سے آگیا جن کا انہیں سان گمان بھی نہ تھا۔ چنانچہ اُن کے دل میں تمہارا ایسا رُعب طاری ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر ویران کرنے لگ گئے' اور (جنہوں نے کچھ مزاحمت کی) اُن کی خانہ ویرانی تمہارے ہاتھوں سے عمل میں آگئی۔

اے صاحبانِ عقل و بصیرت! تمہارے لئے اس واقعہ میں ہزار سامانِ عبرت ہے۔ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حق کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا کرتا ہے۔

۳ اگر ان کے لئے اس جلاوطنی کا فیصلہ نہ کیا جاتا' تو انہیں بڑی ہی سخت سزا دی جاتی۔ یہ سزا انہیں اسی دنیا میں مل جاتی۔ باقی رہی اُخروی زندگی' سو اس میں ان کے لئے بڑا تباہ کن عذاب ہوگا۔

۴ یہ اس لئے کہ انہوں نے اُس نظامِ خداوندی کے خلاف سرکشی اختیار کی جسے (نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے) اس کا رسول قائم کر رہا تھا۔ (ہر ایک کو سن رکھنا چاہیئے کہ) جو شخص بھی اس نظامِ حق و انصاف کے خلاف سرکشی اختیار کرے گا' خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے اس کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ یہ قانون مجرمین کا پیچھا نہیں چھوڑا کرتا۔

۵ تم نے (محاصرہ کے وقت جنگی ضروریات کے تحت) ان کے جن کھجور کے درختوں کو کاٹ ڈالا یا جنہیں ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا' تو تم نے یہ سب کچھ قانونِ خداوندی کے مطابق کیا جس کی رُو سے اُس نے تمہیں ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دی ہے (۲۲/۳۹)۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ غلط راہوں پر چلیں وہ دیکھ لیں کہ اِس طرح انہیں کس قدر ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔

۶ اور اس لشکر کشائی میں' مخالفین کا جو ساز و سامان تمہارے ہاتھ آیا ہے' تو یہ بغیر

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا
نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۗ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

جنگ کئے تمہارے قبضے میں آگیا ہے۔ اس کے لئے نہ تمہیں گھوڑے دوڑانے پڑے نہ اونٹ ــ اللہ اپنے قانونِ مشیت کے مطابق' اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے' اس طرح بھی مخالفین پر غلبہ و تسلط عطا کر دیا کرتا ہے۔ اللہ نے ہر شے کے اندازے مقرر کر رکھے ہیں' اور ان پر اسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔

۷ دشمن کا جو مال و اسباب' اس طرح' بغیر جنگ کئے' ہاتھ آجائے' اس کی نوعیت عام مالِ غنیمت سے مختلف ہوتی ہے (۸:۴۱)۔ یہ مال' سب کا سب' نظامِ خداوندی کی تحویل میں رہنا چاہیئے تاکہ اسے ضرورتمندوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے صرف کیا جائے ــــــ مثلاً (جنگ میں شریک ہونے' اور کام آجانے والوں کے) اقرباء کے لئے' یتیموں اور معاشرہ میں بے یار و مددگار' تنہا رہ جانے والوں کے لئے' ان کے لئے جن کا چلتا ہوا کاروبار رُک گیا ہو یا جو کسی وجہ سے کام کاج کے قابل نہ رہے ہوں' نیز ان مسافروں کے لئے جو مدد کے محتاج ہوں۔ اسے اس طرح نہیں بانٹنا چاہیئے کہ یہ دولتمندوں کے طبقہ میں ہی گردش کرتا رہے (اور محتاج اور غریب' اپنی ضروریاتِ زندگی تک سے بھی محروم رہ جائیں)۔ لہٰذا' اس کی تقسیم میں' جو کچھ تمہیں رسولؐ (مرکزِ نظامِ خداوندی) دے' اسے بطیبِ خاطر قبول کرو' اور جس مال سے تمہیں روکے' اس سے برضا و رغبت رک جاؤ (۵۹:۴)۔ تم ہر حال میں' قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو' اور اس حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو کہ ان قوانین کی خلاف ورزی پر سخت مواخذہ ہوتا ہے۔

۸ اس مال میں ان نادار مہاجرین کا بھی حصہ ہے جنہیں' ان کے گھروں سے نکال باہر کیا گیا اور جن کا مال و متاع اور ساز و سامان سب چھین لیا گیا۔ انہیں معاشی سہولتوں کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے دل میں' قوانینِ خداوندی سے ہم آہنگ رہنے اور نظامِ خداوندی کی ہر ممکن مدد کرنے کی آرزو بھی موجزن ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ
حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا
بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ (ع ۱ ۲)

---

دعوئے ایمان کو' اپنی قربانیوں سے سچ کر دکھایا۔ (اور اسی "جرم" کی پاداش میں' مخالفین نے ان پر اس قدر سختیاں کیں) (۲۲/۴۰)۔

۹ دوسری طرف' وہ لوگ بھی اپنے دعوئے ایمان میں اسی طرح سچے ہیں جنہوں نے ان لوگوں کی ہجرت سے پہلے ہی' اپنے ایمان کو مستحکم کر لیا تھا اور اپنے گھروں میں ان کے لئے جگہ بنا رکھی تھی۔ ان (انصارِ مدینہ) کی کیفیت یہ ہے کہ جو مومن بھی ہجرت کر کے ان کے پاس آتا ہے' یہ اُس سے بڑی محبت سے پیش آتے ہیں' اور انہیں (مہاجرین کو) جو کچھ بھی دیا جائے' اس کے متعلق ان کے دل میں کبھی خیال تک بھی نہیں گذرتا کہ یہ انہیں ملنا چاہیئے تھا۔ یہ ہمیشہ' ان آنے والوں کی ضروریات کو' اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں' خواہ انہیں خود تنگی ہی سے گذارہ کیوں نہ کرنا پڑے۔ (یہی سچے مومنین کا شعار ہے)۔

یاد رکھو! جو لوگ اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کر لیں کہ اپنی پیاس بجھانے کے لئے دوسروں کو دھکا دے کر خود آگے نہ بڑھیں' بلکہ اگر دیکھیں کہ اُن کی پیاس کی شدت زیادہ ہے تو خود پیچھے ہٹ جائیں اور انہیں آگے بڑھ کر پیاس بجھا لینے دیں' تو یہی لوگ ہیں جن کی کھیتیاں سرسبز ہوں گی۔

۱۰ (اس میں شبہ نہیں کہ جو لوگ ایسے نامساعد حالات میں ہجرت کر کے آئے تھے' ان کے درجات بہت بلند ہیں۔ لیکن) جو لوگ ان کے بعد آتے ہیں' (ان کا ایمان بھی بڑا محکم ہے) انکی آرزو یہ ہوتی ہے کہ اسے ہمارے نشوونما دینے والے! تو ہمارے لئے بھی سامان حفاظت عطا فرما دے اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے بھی' جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور ہمارے دل میں کسی مومن کے لئے' ذرہ بھر کدورت نہ پیدا ہونے دے۔ تو سب کے لئے حالات میں نرمی پیدا کرنے والا' اور سامان نشوونما عطا کرنے والا ہے۔

۱۱ (یہ تو سچے مومنین کی حالت ہے۔ ان کے برعکس) تو نے منافقین کی حالت پر بھی غور کیا ہے؟ وہ اہل کتاب میں سے اُن لوگوں کو' جنہوں نے نظام خداوندی سے انکار اور سرکشی

نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا
نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝١١ لَئِنْ اُخْرِجُوْا
لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝١٢
لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝١٣ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا
اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ

---

اختیار کر رکھی ہے، اور جن کے ساتھ انہوں نے رشتۂ اخوت استوار کر رکھا ہے، کہتے ہیں کہ اگر تمہیں اپنے گھروں سے نکالا گیا، تو ہم بھی تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے، اور تمہارے معاملہ میں ہم کسی کے حکم اور فیصلہ کی پروا نہیں کریں گے۔ اور تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔

اور اللہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ اپنی ان باتوں میں بھی جھوٹے ہیں۔ (اگر یہ اپنے دعوائے ایمان میں مخلص نہیں، تو تمہارے مخالفین کے ساتھ دوستداری کے جن تعلقات کا اظہار کرتے ہیں، ان میں بھی سچے نہیں)۔

۱۲ اگر ان اہل کتاب کو گھروں سے نکالا گیا تو یہ کبھی اپنے گھروں کو چھوڑ کر ان کے ساتھ نہیں جائیں گے۔ اور اگر ان کے ساتھ تمہاری جنگ ہوئی تو یہ کبھی ان کی مدد نہیں کریں گے۔ اور اگر طوعاً و کرہاً ان کی مدد کے لئے جائیں گے بھی، تو عین لڑائی کے وقت میدان سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا یہ اُن کی مدد نہیں ہوگی (اُلٹی مخالفت ہوگی)۔

۱۳ ان (مخالفین، یہود) کو اتنے عرصہ تک خدا کے قانونِ مکافات سے ڈرایا گیا لیکن ان کے دل میں اُس سے اتنا ڈر نہیں پیدا ہوا تھا جتنا ڈر اب (تمہاری جمعیت اور لشکر کو دیکھ کر) پیدا ہوا ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ (صرف محسوس اور مرئی قوت سے مرعوب ہوتے ہیں) قانون کی قوت کو نہیں سمجھتے۔

۱۴ (ان کے دل میں تمہارا رعب اس قدر ہے کہ) اگر یہ سب کے سب متحدہ محاذ بنا کر بھی تمہارے مقابلے کے لئے نکل کھڑے ہوں، تو بھی کھلے میدان میں تمہارے سامنے آکر مقابلہ کرنے کی جراٴت نہیں کر پائیں گے۔ یہ یا تو اپنی بستیوں کے قلعوں میں بیٹھ کر، یا شہر کی فصیل کی اوٹ میں لڑائی کریں گے۔ یہ اس لئے بھی کہ ان کی باہمی مخالفت بڑی سخت ہے۔ یہ اگرچہ سب اکٹھے دکھائی دیتے ہیں (اور معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بڑا اتحاد اور یگانگت ہے) لیکن ان کے دل

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ
اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ (۲ ع ۵)
اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ اگر یہ ذرا بھی عقل سے کام لیں (تو اس حقیقت کو بآسانی سمجھ لیں کہ اس قسم کا نمائشی اتحاد کبھی کامیابی کی راہ نہیں دکھایا کرتا۔ حقیقی اتحاد دلوں کا اتحاد ہے اور وہ صرف ایمان ــــ نصب العین کی وحدت ــــ سے پیدا ہو سکتا ہے اور اسی میں حقیقی قوت کا راز مضمر ہوتا ہے)۔

۱۵ ان کی کیفیت بھی انہی (یہود) کی سی ہے جنہیں ابھی ابھی ان کے کئے کی سزا ملی ہے (۵۹/۲)۔ سو جس طرح انہیں الم انگیز عذاب میں مبتلا ہونا پڑا تھا، اسی طرح ان کا بھی حشر ہوگا۔

۱۶ (باقی رہے ان کے یہ حمایتی، یعنی منافقین جو ان سے مدد کرنے کے دعوے کر رہے ہیں، تو) ان کی حالت اس شیطان کی سی ہے جو پہلے تو انسان سے کہہ دیتا ہے کہ حق کی مخالفت کرو، اور جب وہ اس کی مخالفت کرتا ہے اور (اس کے نتائج سامنے آتے ہیں تو) وہ الگ جا کھڑا ہوتا ہے اور صاف کہہ دیتا ہے کہ جو کچھ تم نے کیا ہے، میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ میں تو اپنے اللہ، رب العٰلمین، سے ڈرتا ہوں۔ (منافقین کے وعدوں پر بھروسہ کرنے والوں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے)۔

۱۷ سو ان دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ جھلس دینے والے عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی ظلم اور زیادتی کرتے ہیں، ان کا یہی حشر ہوتا ہے۔

۱۸ اے جماعتِ مومنین! (دیکھنا کہیں تمہاری حالت بھی ایسی ہی نہ ہو جائے) تم ہر حالت میں قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو، اور (انفرادی مفادِ عاجلہ سے صرفِ نظر کر کے) ہمیشہ اس بات کا خیال رکھو کہ تم نے مستقبل کی خوشگواریوں کے لئے کیا کیا ہے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکے گا کہ تم ہر حال میں قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو۔ یاد رکھو! خدا کا قانونِ مکافات تمہارے ہر کام سے باخبر ہے۔ (وہ کبھی کسی کے عمل کو رائیگاں نہیں جانے دیتا)۔

۱۹ (تم اس حقیقت کو یاد رکھو کہ مقصودِ حیات صرف انسان کی طبیعی زندگی کی پرورش نہیں، اس

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ
اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾

کی ذات کا ارتقاء اور بالیدگی بھی مقصود ہے۔ بلکہ بنیادی مقصد یہی ہے۔ طبیعی زندگی تو اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ مقصد قوانینِ خداوندی کے اتباع ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا، تم کہیں ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے قوانینِ خداوندی کو پسِ پشت ڈال دیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود ان کی اپنی ذات ہی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ اور ان کی زندگی حیوانی سطح کی زندگی بن کر رہ گئی۔ وہ "میں" کو بھلا بیٹھے اور ان کا منتہائے مقصود "میرا" رہ گیا۔ یہی لوگ ہیں جو صحیح راستے سے ہٹ کر غلط راہوں پر جا پڑتے ہیں۔ خدا کو بھلا دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خود اپنی حقیقت سے ناآشنا ہو جاتا ہے۔ خدا فراموشی اور خود فراموشی لازم و ملزوم ہیں۔

۲۰ یاد رکھو! تربیت و استحکامِ ذات کا نام جنت کی زندگی ہے، اور اسے فراموش کر دینا، جہنم ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنت میں رہنے والے، اور جہنمی کبھی ایک دوسرے کے برابر نہیں ہو سکتے۔ کامیابیاں اور کامرانیاں صرف اہلِ جنت کے حصے میں آتی ہیں۔

۲۱ (اور یہ جنت اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ قرآن تمہارے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ اس قرآن کی اثر انگیزیوں کا یہ عالم ہے کہ اگر (مثال کے طور پر) ہم اسے قلبِ کوہ کے اندر رکھ دیتے (اور اُسے احساس عطا کر دیتے) تو تو دیکھتا کہ اس کی خلاف ورزی کے احساس سے اس پر لرزہ طاری ہو جاتا، اور ذمہ داریوں کے خیال سے اس کا جگر شق ہو جاتا۔ اس قسم کی مثالیں ہم اس لئے بیان کرتے ہیں کہ لوگ عقل و فکر سے کام لیں اور سوچیں کہ یہ قرآن کن عظمتوں کا مالک ہے، اور اس کی خلاف ورزی کے نتائج کیا ہوتے ہیں؟

۲۲ اور یہ ان عظمتوں کا مالک ہو کیوں نہ؟ یہ اُس خدا کی کتاب ہے جس کے سوا کائنات میں کسی اور کا اختیار اور اقتدار نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ حاضر و غائب، سب کا علم بھی رکھتا ہے۔ (وہ ہر شے کے متعلق جانتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت کیا ہے اور اس کے مضمر ممکنات کیا کیا؟ وہ کیا کچھ بننے کی صلاحیتیں اپنے اندر رکھتی ہے۔ یاد رکھو! یہ "غیب و شہادت" کا امتیاز، انسانی نقطۂ نگاہ سے ہے۔ ورنہ خدا کے نزدیک سب مشہود ہی مشہود ہے) ان صلاحیتوں کی برومندی

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ
الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ
الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۲۴﴾ ۳ ع ۶

کے لئے جس قدر سامانِ نشوونما کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب خدا کی طرف سے بلا مزد و معاوضہ ملتا ہے۔

۲۳ ہاں! اس خدا کی طرف سے جس کے سوا کائنات میں کسی اور کا اقتدار و اختیار نہیں ساری کائنات اسی کی مملکت ہے۔ اس میں اسکے سوا کسی کا قانون کارفرما نہیں۔ اسکے اقتدار اور علم کی وسعتیں لاانتہا ہیں۔ اسکی ذات مکمل ترین اور ہر نقص سے پاک ہے اور وہ ہر ایک کو تکمیلِ ذات کے سامان عطا کرتا ہے۔ وہ کائنات کو تخریبی قوتوں کے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے اور کوئی شے اس کی نگہبانی کے دائرے سے باہر نہیں۔ اسے ہر قسم کا غلبہ و تسلّط حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کی قوت رکھتا ہے۔ اس نے ہر شے کو اس طرح اپنے قانون کی جبائر (کھپچیوں)[1] میں باندھ رکھا ہے کہ وہ اپنے مقام سے ذرا اِدھر اُدھر نہیں ہٹ سکتیں، اور اس طرح نظامِ کائنات میں ذرا خلل واقع نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ عظمت و کبریائی سب اُسی کے لئے ہے۔ وہ اس سے بہت دُور ہے کہ اسکے ساتھ کسی اور کی قوت و اقتدار کو بھی شریک سمجھا جائے۔

۲۴ وہ خدا ہر شے کا خالق ہے۔ اس کے عملِ تخلیق کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کی پیدائش اسکے نقطۂ آغاز سے کرتا ہے۔ پھر اسے مختلف ارتقائی مراحل سے اس طرح گزارتا ہے کہ غیر ضروری عناصر اس سے چھٹ کر الگ ہوتے جاتے ہیں تاآنکہ وہ ایک خاص صورت (FORM) اختیار کر لیتی ہے جو اسے دیگر اشیاء سے متمیز کر دیتی ہے۔ (اس مرحلہ پر تم کہتے ہو کہ وہ شے وجود میں آگئی)۔

یہ چند ایک صفات ہیں ذاتِ خداوندی کی جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ تمام بلند صفات اپنی حسین ترین اور مکمل ترین شکل میں اس کی ذات میں مجتمع ہیں۔ پھر اس کا نظام ایسا ہے کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اس کے پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے — وہ ہر قسم کے غلبہ کا مالک ہے، لیکن اس کا غلبہ سراسر حکمت پر مبنی ہے۔

(یہ ہے وہ خدا، جس کی کتاب قرآن کریم ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خدا ان صفات کا مالک ہو اس کی کتاب کن عظمتوں کی حامل ہوگی۔ اور جو قوم اس کتاب پر عمل کرے گی اس میں یہ صفاتِ خداوندی علیٰ حدِ بشریت کس حسن و زیبائی سے جلوہ فرما ہوں گی۔ اور وہ نوع انسانی کے لئے کس درجہ امن و سلامتی کی ضامن ہوگی!)

[1] (SPLINTS) جن سے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو باندھا جاتا ہے تاکہ وہ جُڑ جائیں۔

# سورۃ الممتحنة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا

بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ

جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ

۱

اے جماعت مومنین! تم نظام خداوندی کے دشمنوں کو، جو خود تمہارے بھی دشمن ہیں، کبھی دوست نہ بناؤ۔ (۳/۱۱۷)۔ یعنی ایسا کبھی نہ کرو کہ تم ان سے محبت اور یگانگت کے تعلقات قائم کرو، درآنحالیکہ وہ اُس ضابطۂ دین کی مخالفت کر رہے ہیں جو تمہارے پاس خدا کی طرف سے آیا ہے۔ (تمہارے لئے معیار تعلقات دین ہونا چاہیئے نہ کہ ذاتی رجحانات یا رشتہ داریاں (۶۰/۴ ؛ ۹ ؛ ۱۳)۔ ان کی دشمنی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے تمہیں اور تمہارے رسول کو اپنا گھربار چھوڑنے پر مجبور کر دیا، محض اس جرم کی بنا پر کہ تم اپنے نشو ونما دینے والے ——— اللہ ——— پر ایمان کیوں لائے ہو! تم سوچو کہ کیا یہ دو باتیں کبھی یکجا ہو سکتی ہیں کہ تم ایک طرف تو میرے قانون کا اتباع کرتے ہوئے، اس نظام کے قیام کے لئے جہاد کرنے کو نکلو، اور دوسری طرف، ان دشمنوں سے درپردہ، دوستی کے تعلقات بھی استوار کرو؟ یاد رکھو! تم جو کچھ چھپاؤ یا ظاہر کرو، وہ سب ہماری

اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡهُ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ① اِنۡ یَّثۡقَفُوۡكُمۡ یَكُوۡنُوۡا لَكُمۡ اَعۡدَآءً وَّ یَبۡسُطُوۡۤا
اِلَیۡكُمۡ اَیۡدِیَهُمۡ وَ اَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَ وَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ ② لَنۡ تَنۡفَعَكُمۡ اَرۡحَامُكُمۡ وَ لَاۤ
اَوۡلَادُكُمۡ ۚۛ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ۚۛ یَفۡصِلُ بَیۡنَكُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ③ قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ
فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗ ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرۡنَا

---

نگاہ میں ہے۔ سو تم میں سے جو کوئی ایسا کرے گا وہ زندگی کی سیدھی راہ سے ہٹ جائے گا۔

۲ اگر یہ لوگ تم پر کبھی قابو پالیں تو پھر دیکھو کہ ان کی دشمنی کا کیا عالم ہے اور یہ تمہیں اپنی زبانوں سے اور ہاتھوں سے کس کس قسم کی اذیت پہنچاتے ہیں۔ ان کی دلی تمنا یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تمہیں اس دین سے منحرف کرکے پھر سے اپنے جیسا بنالیں۔

۳ یہ ٹھیک ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ تمہارے خون کے رشتے ہیں لیکن یاد رکھو! اعمال کے ظہورِ نتائج کے وقت تمہارے رشتے دار حتیٰ کہ تمہاری اولاد تک بھی تمہارے کسی کام نہیں آسکے گی۔ اُس وقت تم میں اور ان میں نمایاں بُعد ہوگا۔ تمہارے کام صرف تمہارے اعمال آئیں گے جنہیں خدا اچھی طرح دیکھتا ہے۔

۴ یہ بات سمجھنے کے لئے (کہ دینِ خداوندی کے مقابلہ میں رشتہ داری کے تعلقات کی حیثیت کیا رہ جایا کرتی ہے) تمہارے لئے ابراہیمؑ اور اس کے رفقاء کا طرزِ عمل نہایت عمدہ نمونہ ہے جو تمہارے دلوں کی کشمکش دُور کرکے ان میں سکون اور اطمینان پیدا کردے گا۔ (۴۳/۲۱)۔ انہوں نے اپنی قوم سے (جن سے ان کے خون کے رشتے تھے) علانیہ کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کی تم نے خدا کو چھوڑ کر معبودیت اختیار کر رکھی ہے ان سے سخت بیزار ہیں (۳۷/۸۵-۸۶) ہم تمہارے غلط مسلک کا یکسر انکار کرتے ہیں۔ ہم اسے باطل سمجھتے ہیں۔ اس بنا پر تم میں اور ہم میں ہمیشہ کے لئے دشمنی اور عداوت رہے گی، تاآنکہ تم خدائے واحد پر ایمان نہ لے آؤ۔ اس صورت میں تم ہمارے دینی بھائی ہو جاؤ گے (۱۱/۱۴ ؛ ۲۲/۵۶)۔ ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے یہ ضرور کہا تھا کہ میں خدا سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں ایمان عطا کرکے تمہاری حفاظت کا سامان فراہم کردے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی وضاحت بھی کردی تھی کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو میں خدا کے قانونِ مکافات کے مقابلہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکوں گا کیونکہ مجھے یا کسی اور کو اس کی مقدرت ہی نہیں۔ (چنانچہ جب وہ ایمان نہ لایا تو ابراہیمؑ نے اسے بھی چھوڑ دیا (۹/۱۱۴ ؛ ۱۴/۴۱ ؛ ۱۹/۴۷)۔

بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ
لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ
الْمَصِيرُ ﴿٤﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ
هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾ عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ ع ۱ ۲ ۷
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن

---

ان لوگوں نے، اپنی قوم کی قوت و سطوت کی پروا نہ کرتے ہوئے، ان سے اپنے تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور اپنے نشوونما دینے والے (اللہ) سے کہہ دیا کہ تیرے قانون کی صداقت اور محکمیت پر ہمارا پورا پورا بھروسہ ہے۔ ہم ان سب سے منہ موڑ کر خالصتاً تیرے قوانین کا اتباع کرتے ہیں اور سفرِ زندگی میں ہمارا ہر قدم تیری ہی طرف اٹھے گا۔ یہی ہمارا منتہیٰ ہے۔

۵ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے سے یہ درخواست بھی کی کہ ایسا نہ ہو جائے کہ ہم ان لوگوں کا تختۂ مشق بن جائیں جو تیرے دین کا انکار کر رہے ہیں۔ اس لئے تو ہمیں سامانِ حفاظت عطا فرما۔ تو ہر ایک پر غالب اور بڑی حکمتوں کا مالک ہے۔

۶ یہ تھا ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں کا وہ طرزِ عمل جس میں ہر اس شخص کے لئے پیروی کا عمدہ نمونہ ہے جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو۔ جو شخص اس طرزِ عمل سے روگردانی اختیار کرے گا تو اس سے اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ وہ اس سے بے نیاز ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔ وہ اپنی ذات میں جملہ ستودہ صفات کا مالک ہے۔

۷ تم جلدی نہ کرو۔ وہ ایسے حالات پیدا کر رہا ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ اس وقت تمہاری دشمنی ہے، ان میں اور تم میں محبت اور یگانگت کے تعلقات پیدا ہو جائیں۔ (یعنی وہ ایمان لے آئیں اور اس طرح تمہارے دینی بھائی بن جائیں)۔ یہ سب کچھ خدا کے مقرر کئے ہوئے اندازوں (قوانین) کے مطابق ہوتا ہے۔ انہی اندازوں کے مطابق تمہیں سامانِ حفاظت اور متاعِ نشوونما ملتی ہے۔

۸ (اتنا اور واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ) خدا تمہیں اس بات سے ہرگز نہیں روکتا کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ، دین کے معاملہ میں، جنگ نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے تمہیں تمہارے

تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑨
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَاۗءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ
عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ
اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

---

گھروں سے نکالا ہے، تم ان سے (محض اس بنا پر کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے) کشادہ ظرفی کا سلوک کرو اور عدل و انصاف سے پیش آؤ۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے (۵/۸) عدل و انصاف تو ان دشمنوں تک سے بھی کیا جائے گا، جو تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لئے نکل آئیں۔ اس لئے کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (باقی رہے وہ جنہوں نے تمہارے خلاف جنگ نہیں کی تو ان سے عدل و انصاف سے آگے بڑھ کر، حسن سلوک سے بھی پیش آؤ)۔

۹ قانونِ خداوندی تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جن لوگوں نے تمہارے خلاف دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے، یا جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے، یا ایسا کرنے والوں کی مدد کی ہے، تم ان لوگوں سے محبت اور یگانگت کے تعلقات مت قائم کرو۔ جو لوگ ان سے دوستانہ تعلقات قائم کریں گے، وہ مجرم قرار پائیں گے۔

۱۰ اب ایک اور شق کی طرف آؤ۔ اس وقت بہت سی مسلمان عورتیں، مکہ سے ہجرت کر کے تمہاری طرف آ رہی ہیں۔ جب یہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے حالات کی تحقیق کر لیا کرو۔ اللہ تو جانتا ہے کہ ان میں سے کون کون سچے ایمان کے ساتھ تمہاری طرف آ رہی ہیں لیکن تم تو تحقیقات کے بغیر صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے اسے محض اللہ پر نہ چھوڑ دو، خود بھی تحقیق کر لو۔ اس تحقیق کے بعد اگر تم دیکھو کہ وہ واقعی ایمان کی پختگی کے ساتھ آئی ہیں تو پھر انہیں کفار کی طرف مت لوٹاؤ۔ اس لئے کہ یہ اسلام لے آئی ہیں اور ان کے شوہر کافر ہیں۔ اور ایک مومن عورت کافر مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتی، جس طرح ایک مومن مرد کا نکاح کافر عورت سے نہیں ہو سکتا۔ لہذا نہ یہ عورتیں، ان کفار شوہروں کے لئے حلال ہیں، اور نہ ہی وہ کفار شوہر ان مومن عورتوں کے لئے حلال۔ اس لئے انہیں واپس کر دینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ، انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اُن لوگوں نے جو کچھ اِن عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے سلسلہ میں خرچ کیا ہو، وہ انہیں لوٹا دیا جائے۔ اس کے بعد اس میں کوئی حرج نہیں

وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩
وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ
بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ
اَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫

---

کہ تم ان عورتوں سے ان کا مہر ادا کرنے کے بعد نکاح کر لو۔ (۴/۲۴)۔

اسی طرح تمہاری عورتوں میں سے جو اسلام نہیں لائیں، انہیں اپنے عقدِ نکاح میں مت روکے رکھو۔ ان کے ساتھ تمہارا ازدواجی رشتہ ختم ہو گیا۔ اس معاملہ کو یوں طے کر دو کہ جو کچھ تم نے ان عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کے سلسلہ میں خرچ کیا تھا، اس کا مطالبہ کفار سے کر لو۔ اور اُنکی جو عورتیں تمہاری طرف آ گئی ہیں، ان کے سلسلہ میں جو کچھ واجب الادا ہو، وہ انہیں دے دو۔

یہ تمہارے لئے خدا کا فیصلہ ہے —— اختلافی معاملات کا فیصلہ اُسی کے احکام کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس کے فیصلے علم اور حکمت پر مبنی ہوتے ہیں (اور جو فیصلے تم خود کرتے ہو ان میں تمہارے جذبات کی آمیزش کا بھی امکان ہوتا ہے)۔

١١ اگر ایسا ہو کہ تم میں سے جن لوگوں کی بیویاں کفار کے ہاں رہ گئی ہیں، وہ کفار ان کے سلسلہ میں واجب الادا رقم ادا نہ کریں، یا اس میں سے کچھ رکھ لیں۔ (تو اس کا حساب رکھو)۔ پھر جب تمہاری باری آئے، تو جو رقم تمہارے ذمے واجب الادا ہو، اس میں سے وہ بقایا رقم وضع کر کے ان عورتوں کے سابقہ (مسلمان) خاوندوں کو دے دو۔ اور اس طرح حساب صاف کر لو۔ (یاد رکھو! یہ کچھ انفرادی طور پر نہیں ہو گا بلکہ ایک اجتماعی نظام کے تابع ہو گا)۔

بہر حال، کفار کچھ ہی کیوں نہ کریں، تم ہمیشہ اُس خدا کے قوانین کی نگہداشت کرو جس پہ تم ایمان رکھتے ہو۔ (یہی تو ایک کافر اور مومن میں فرق ہے۔ مومن، کسی حالت میں بھی قوانینِ خداوندی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتا)۔

١٢ اے نبی! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں، تو تم (بحیثیت مرکزِ نظامِ خداوندی) ان سے اطاعت کا عہد لیا کرو۔ اور وہ یہ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی (اطاعت صرف احکامِ خداوندی کی کریں گی)، چوری نہیں کریں گی۔ زنا کی مرتکب نہیں

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَوَلَّوْا۟ قَوْمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا۟ مِنَ ٱلْـَٔاخِرَةِ كَمَا يَئِسَ
ٱلْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْقُبُورِ ﴿١٣﴾

ہوں گی' اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ (۶:۱۵۲) اور کسی پر کوئی ایسا بہتان نہیں باندھیں گی جسے انہوں نے جان بوجھ کر اپنے جی سے گھڑ لیا ہو۔ اور قانونی معاملات میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی (یعنی تیری ذاتی رائے کی پابندی ان پر لازم نہیں ہوگی' بلکہ جو احکام تیری طرف سے بہ حیثیت مرکز نظام خداوندی نافذ ہوں گے' ان کی اطاعت لازمی ہوگی)۔

تم ان امور کا ان سے عہد لے لیا کرو' اور پھر نظام خداوندی کی طرف سے ان کی حفاظت کا انتظام کرو۔ تمام افراد معاشرہ کی حفاظت اور نشوونما اُس کے ذمے ہے۔

۱۳ اے جماعت مومنین! کفار کے ساتھ تعلقات کے بارے میں ہم نے اپنے احکام کی وضاحت کر دی ہے۔ لہذا' جو لوگ نظام خداوندی سے مخالفت کی بنا پر مجرم قرار پا چکے ہیں' ان سے دوستداری کے تعلقات مت قائم کرو — کیا یہ عجیب بات نہیں ہوگی کہ تمہارے نظام کی نگاہ میں وہ مغضوب اور معتوب ہوں' اور تم ان سے دوستانہ تعلقات رکھو! یاد رکھو! کفر اور ایمان کا بنیادی خطِ امتیاز' خدا کا قانونِ مکافات اور حیاتِ آخرت کا تصور ہے۔ یہ لوگ ان بنیادی تصورات سے اسی طرح منکر ہو چکے ہیں جس طرح وہ کفار منکر ہو چکے تھے جو اسی حالت میں مر کھپ کر قبروں میں پہنچ چکے ہیں۔ (دین کے بنیادی تقاضوں سے اِن کا یہی انکار ہے جس کی وجہ سے اِن سے دوستداری کے تعلقات منقطع کرنے کی تاکید کی گئی ہے)۔

# سورۃ الصف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

---

۱ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب خدا کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل ہے۔ اس کا قانون بڑے غلبہ و تسلط کا مالک ہے۔ لیکن اس کا غلبہ بلند ترین حکمت پر مبنی ہے۔ قانون کا غلبہ ہوتا ہی پُرحکمت ہے۔

۲ اے جماعتِ مومنین! (جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اس پر غور کرو اور دیکھو کہ کائنات کا یہ کارگہ عظیم تمہیں کس نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کیا اس نتیجہ پر نہیں کہ اس میں ہر شے اپنے اپنے عمل سے بتاتی ہے کہ اس کے فرائض کیا ہیں لہذا تم بھی اپنے دعوئے ایمان کا ثبوت اپنے عمل سے پیش کرو۔ ایسا کبھی نہ کرو کہ) زبان سے بڑے بڑے دعوے کرتے رہو اور انہیں عملاً پورا کر کے نہ دکھاؤ۔ جو کچھ زبان سے کہو اسے عمل سے پورا کر کے دکھاؤ۔ قول و فعل میں ہم آہنگی دعوائے ایمان کی صداقت کا ثبوت ہے۔

۳ قانون خداوندی کی رُو سے یہ بات بڑی مذموم اور قابلِ گرفت ہے کہ ایسی باتیں کی جائیں جنہیں کر کے نہ دکھایا جائے۔

۴ خدا ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو خالی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ وہ انہیں پسند کرتا ہے جو (عند الضرورت) نظام خداوندی کے قیام و استحکام کے لئے سر بکف میدانِ جنگ میں نکل آتے

بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ ﴿۴﴾ وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ یٰقَوۡمِ لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِیۡ وَ قَدۡ تَّعۡلَمُوۡنَ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ ؕ
فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۵﴾ وَ اِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ
اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی
اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۶﴾

ہیں اور پھر اس طرح صفوں میں جم کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک ایسی دیوار ہیں جسے سیسہ پلا کر مستحکم کر دیا گیا ہو۔

۵ (یہ حالت تو قوم موسیٰؑ کی تھی جو باتیں بہت بناتی تھی اور عمل کے وقت بہانہ سازیاں شروع کر دیتی تھی۔ اور اس طرح اپنے رسول کے لئے مصیبت بن جاتی تھی۔ چنانچہ یہی وہ حالات تھے جن میں) موسیٰؑ ان سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے لئے مصیبت اور اذیت کا باعث کیوں بنے رہتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں (اس لئے میں تمہیں جس راستے پر چلاتا ہوں وہ خدا کا تجویز کردہ ہے اور تمہارے ہی فائدے کا ہے)۔ لیکن وہ اس کے باوجود اپنی غلط روش سے باز نہ آئے۔ چنانچہ جب وہ ٹیڑھے چلتے رہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق، ان کی سمجھ بوجھ ہی ٹیڑھی ہو گئی (۹/۱۵)۔ خدا کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ جان بوجھ کر غلط راہوں کی طرف نکل جائیں، وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ (تم نے دیکھا کہ جب یہ کہا جائے کہ "خدا نے ان کے دل پھیر دیئے" تو اس سے مطلب کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ یہ نتیجہ ہوتا ہے ان کے اعمال اور روش کا۔ جیسی روش، ویسا قانونِ خداوندی کے مطابق نتیجہ۔ اسی کو خدا کی مشیت کہتے ہیں)۔

۶ یہی وہ قوم بنی اسرائیل تھی جس سے ان کے آخری نبی، عیسیٰؑ ابنِ مریم نے کہا تھا کہ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہوں، اور جو کچھ تمہارے پاس تورات (کتبِ سابقہ) میں آیا تھا، اُسے سچ کر دکھانے کے لئے آیا ہوں۔ اور میں تمہیں اللہ کے ایک اور رسولؐ کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔ (لیکن جو بنی اسرائیل خود موسیٰؑ کے لئے باعث مصیبت بنے رہے، اور جنہوں نے عیسیٰؑ کے ساتھ وہ کچھ کیا جس کا ہر ایک کو علم ہے، وہ اُس آنے والے رسولؐ پر کس طرح آسانی سے ایمان لے آتے) چنانچہ اب جبکہ وہ آنے والا رسولؐ ان کے پاس آ چکا ہے، اور اپنے ساتھ واضح قوانین لایا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ (یہ خدا کی وحی نہیں) کھلا ہوا

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ⑦

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ⑧ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ⑨ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ

عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ⑩

---

جھوٹ ہے (جسے اس نے خود ہی تراش لیا ہے)۔

۷ (اس رسولؐ کا ذکر خود ان کی کتابوں میں موجود ہے لیکن یہ اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے' ان کتابوں میں تحریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے یوں نہیں کہا تھا' یوں کہا تھا اس لئے یہ وہ رسولؐ نہیں ہو سکتا جس کی بشارت عیسیٰؑ نے دی تھی)۔ ان سے کہو کہ تمہاری یہ حرکت کہ تم خود اپنے جی سے کچھ باتیں وضع کرتے ہو اور انہیں خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہو' عدالت خداوندی میں سنگین ترین جرم ہے (ذرا سوچو کہ تم جو اس رسولؐ کی اس طرح تکذیب کرتے ہو تو کس لئے؟ یہ تمہیں کون سی غلط بات کہتا ہے۔ یہ) تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہے — یعنی اُس دین کی طرف جسے انبیاء بنی اسرائیلؑ پیش کرتے رہے لیکن جو اب تمہارے پاس اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں رہا۔

یاد رکھو! جن لوگوں کی روش یہ ہو کہ وہ کسی چیز کو اس کے صحیح مقام پر رہنے ہی نہ دیں' انکے سامنے زندگی کی صحیح راہ کبھی کشادہ نہیں ہوا کرتی۔

۸ تم سمجھتے ہو کہ تم اپنی ان حرکتوں سے اس قندیلِ آسمانی (قرآن) کی روشنی کو بجھا دو گے؟ تم اپنے اس ارادے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ (ذرا سوچو کہ کسی کے پھونکیں مارنے سے سورج کا چراغ بھی گل ہو سکتا ہے)۔ خدا اپنے اس نور کو مکمل کر کے' ہر طرف پھیلا کر چھوڑے گا خواہ یہ بات (شپرہ چشم) کفار پر کتنی ہی گراں کیوں نہ گزرے۔ (۹/۳۳)۔

۹ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ضابطۂ ہدایت دے کر بھیجا ہے۔ یعنی اُس نظامِ زندگی کو دے کر جو یکسر حقیقت پر مبنی ہے تاکہ یہ نظام' دنیا کے تمام باطل نظاموں پر غالب آئے' خواہ یہ بات ان لوگوں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے جو ایک خدا کے قوانین کی اطاعت کے بجائے مختلف خداؤں کے احکام کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں۔ (۹/۳۳)

۱۰ اے جماعتِ مومنین! آؤ تمہیں زندگی کا ایک بلند اصول بتائیں۔

(دنیا میں ہر شخص ایسا کاروبار کرنا چاہتا ہے جس میں اسے فائدہ ہو۔ کوئی شخص اپنے

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ⑪ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ
جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ⑬

---

مفاد کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو شخص اپنے نفع نقصان کا خیال نہ رکھے اُسے پاگل کہتے ہیں۔ ہوشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنے نفع کا خیال رکھے۔ یہ اچھی بات ہے۔ یہ انسان کے تحفظِ خویش کے جذبہ کا تقاضا ہے۔ لیکن تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ انسان کئی سودے ایسے کر بیٹھتا ہے جن میں اُسے فائدے کے بجائے نقصان ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اُس کاروبار کے متعلق وہ صحیح اندازہ نہیں کر سکا تھا۔ اب سوچو کہ اگر تمہیں کسی ایسے کاروبار کا پتہ چل جائے جس میں کبھی نقصان نہ ہو تو یہ کتنی عمدہ بات ہو گی)۔ آؤ ہم تمہیں (ایک) ایسا کاروبار بتائیں جس میں کبھی نقصان کا احتمال نہ ہو اور اس طرح وہ تمہیں اس اَلَم انگیز عذاب سے بچالے جو کاروبار کے نقصان کا نتیجہ ہوتا ہے۔

11 وہ کاروبار یہ ہے کہ تم اُس نظامِ خداوندی کی صداقت اور محکمیت پر پورا پورا یقین رکھو جو اس کے رسولؐ کے ہاتھوں متشکل ہو رہا ہے۔ اس نظام کے قیام اور استحکام کے لئے پوری پوری جدّ و جہد کرو۔ اس کے لئے اپنا مال و دولت بھی صرف کرو اور ضرورت پڑنے پر اپنی جانیں تک بھی لڑا دو۔ اگر تم علم و بصیرت سے کام لے کر غور کرو گے تو تمہیں نظر آجائے گا کہ اس کاروبار میں کس قدر منافع ہے ($\frac{9}{11}$)۔

12 یہ نظام تمہارے لئے ایسا سامان مہیا کر دے گا جس سے تم ان تباہیوں سے بچ جاؤ گے جو تمہارے پیچھے لگی رہتی ہیں۔ اور تمہیں (اس دُنیا اور حیاتِ اُخروی میں) ایسی جنتی زندگی عطا کر دے گا جس کی تر و تازگی میں کبھی کمی واقع نہیں ہو گی — (تمثیلاً) سدا بہار باغات کے اندر نہایت خوشگوار رہنے کے گھر۔ یہ بہت بڑی کامیابی اور کامرانی ہے، جسے نصیب ہو جائے۔

13 ان کے علاوہ، ایک اور چیز بھی جسے تم بہت پسند کرتے ہو (یعنی دیارِ عرب ہی میں نہیں بلکہ اس سے باہر دیگر مقامات میں بھی تمہاری حکومت قائم ہو جائے گی۔ ($\frac{33}{24}$) اس کے لئے، تمہیں قانونِ خداوندی کی پوری پوری تائید و نصرت حاصل ہو گی جس سے کامیابی کی راہیں یکے بعد دیگرے تمہارے سامنے کھلتی جائیں گی۔

اے رسولؐ! تم اپنے رفقاء (جماعتِ مومنین) کو یہ مژدۂ جاں فزا سنا دو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ
قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا
٢ ع ٥ ١٠ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

١٤ لیکن 'یہ کچھ' خدا خود بخود نہیں کر دے گا۔ انسانوں کی دنیا میں اُس کا پروگرام خود انسانوں کی رفاقت سے 'انہی کے ہاتھوں' پورا ہوتا ہے۔ اس لئے 'اے جماعتِ مومنین! تم اس نظام کے قیام کے لئے خدا کے دست و بازو بن جاؤ —— اور یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں جو تم سے کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی جہاں جہاں ایسی کوششیں ہوئی ہیں' انسانوں کے ہاتھوں ہی سے ہوئی ہیں۔ مثلاً' عیسیٰؑ ابن مریم نے بھی اپنے مخلص رفقاء سے یہی کہا تھا کہ تم بتاؤ کہ تم میں کون ہے جو نظامِ خداوندی کے قیام میں میرا معاون و مددگار بنتا ہے؟ اس کے جواب میں 'انہوں نے بیک زبان کہا تھا کہ ہم اس مقصد کے لئے خدا کے رفیق اور مددگار بنتے ہیں۔ ان کی ان کوششوں کا نتیجہ تھا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اس نظام کی صداقت پر ایمان لے آیا۔ لیکن دوسرا گروہ اس کا مخالف ہو گیا۔ (ان دونوں میں کشمکش ہوئی تو) ہم نے 'ان لوگوں کو جو اس دین پر ایمان لائے تھے' ان کے دشمنوں کے خلاف مدد دی۔ اور وہ ان پر غالب آ گئے۔

(یہی اُس وقت ہوا تھا۔ یہی اب ہو گا۔ خود اس قوم مخالفین کے اندر سے ایک ایسی جماعت نکل آئے گی جو اس دین کے مخالفین کا مقابلہ کر کے خدا کے پروگرام کو کامیاب بنائے گی۔ قانونِ خداوندی کی تائید و نصرت اِس جماعت کے ساتھ ہو گی)۔

# سورۃ الجمعۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ②

---

(۱) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب خدا کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے —— اُس خدا کے پروگرام کی تکمیل کے لئے جس کے اقتدار و اختیار کی وسعتیں لا انتہا ہیں۔ جسے ہر شے پر پورا پورا غلبہ حاصل ہے۔ اور یہ غلبہ یکسر حکمت پر مبنی ہے۔

(۲) (جس قسم کا نظام کائنات میں چل رہا ہے —— یعنی ہر شے کا قانونِ خداوندی کے مطابق سرگرم عمل رہنا —— اسی قسم کا نظام انسانی دنیا میں قائم کرنے کے لئے' اس نے آسمانی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا)۔ اسی سلسلہ کی آخری کڑی یہ رسولؐ ہے جو اُن لوگوں کی طرف آیا ہے جنہیں اس سے پہلے آسمانی کتاب نہیں ملی تھی۔ یہ رسولؐ ان کے سامنے قوانینِ خداوندی کو پیش کرتا ہے۔ پھر انہیں سمجھاتا ہے کہ ان قوانین کی غرض و غایت کیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی وہ ایسا عملی پروگرام دیتا ہے جس سے ان کی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی جائے چنانچہ اس رسولؐ کی تبلیغ و تعلیم و تربیت سے' وہ قوم جو اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھی (زندگی

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤

---

کے صحیح راستے پر گامزن ہو گئی)۔

۳ (اس رسولؐ کی رسالت اس کی اوّلین مخاطب قوم تک محدود نہیں)۔ یہ اُن کی طرف بھی اُسی طرح رسول ہے جو ان لوگوں کے بعد آنے والے ہیں —— یعنی عالمگیر انسانیت کی طرف رسول، اور موجودہ اور آئندہ تمام نسلوں کے لئے رسول۔ (یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اس قرآن کو ہمیشہ کیلئے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اس رسولؐ کا سلسلۂ رسالت، اس کی امت کی وساطت سے قرآن کے ذریعے ابد تک باقی رہے گا)۔ یہ سب کچھ خدا کے غلبہ اور حکمت کی بناء پر کیا گیا ہے۔

۴ خدا کی طرف سے وحی کا ملنا، اس کی موہبت ہے۔ اس منصب جلیلہ کے لئے "خدا" اپنی مشیت کے مطابق جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ، یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وحی کے ذریعے لوگوں کو رشد و ہدایت کا مل جانا بھی خدا کی عنایات میں سے ہے۔ اس کا دروازہ ہر اُس شخص کے لئے کھلا ہے جو اسے لینا چاہے (یعنی خدا کی طرف سے وحی تو صرف انبیاءؑ کو ملتی تھی لیکن اُس وحی کی رُو سے راہ نمائی ہر شخص حاصل کر سکتا تھا اور کر سکتا ہے)۔ یہ خدا کی کتنی بڑی کرم گستری ہے کہ اس نے (انسان کی طبیعی زندگی کی ضروریات کے لئے سامانِ رزق اس طرح فراہم کر دیا اور اس کی انسانی زندگی کی نشو و نما کے لئے وحی کا سلسلہ یوں قائم کر دیا)۔ وہ واقعی صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

۵ (لیکن خدا کی اس کتاب سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اسے سمجھ سوچ کر پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ کتاب کو مقدس غلافوں میں لپیٹ کر، اٹھائے اٹھائے پھرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بنی اسرائیل نے خدا کی کتابوں کے ساتھ یہی کچھ کیا تھا، سو ان کی حالت تمہارے سامنے ہے)۔ انہیں تورات دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس پر عمل کریں لیکن انہوں نے (کتاب کو تو اپنے سر آنکھوں پر اُٹھا لیا لیکن)، اس کی عاید کردہ ذمہ داریوں کو نہ اٹھایا۔ ان کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی گدھے پر بڑی بڑی کتابیں لاد دی جائیں اور وہ انہیں اُٹھائے اُٹھائے پھرے۔ (ظاہر ہے کہ اس سے اُس گدھے کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا)۔ یہی مثال اس قوم کی ہے جو قوانین خداوندی کی صداقت کا زبان سے اقرار کرے لیکن عملاً اس کی تکذیب کرے۔ اس قوم کی حالت جس قدر زبوں ہو سکتی ہے، ظاہر ہے۔ ایسے لوگوں کو، جو خدا کی کتاب کے ساتھ اس قسم

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ
تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ ع ۱ ۱۱
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾

---

کا سلوک کریں، کبھی راہنمائی نہیں مل سکتی۔ (کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک گدھا محض اس لئے صحیح راستے پر چلا جائے کہ جو کتاب اس کی پیٹھ پر لدی ہے اس میں صحیح اور غلط راستے کو متمیز کر کے دکھایا گیا ہے؟)۔

۶ (حالت تو ان بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ خدا کی کتاب سے راہ نمائی حاصل کرنے کے بجائے، اسے محض اٹھائے اٹھائے پھرتے تھے۔ لیکن زعمِ باطل یہ کہ ساری خدائی میں صرف ہم ہی خدا کے پیارے ہیں)۔ ان سے کہو کہ اگر تم واقعی خدا کے عزیز ترین دوست ہو، تو اس کی راہ میں مرنے کی تمنا کرو۔ یہی تمہارے دعوے کی صداقت کی دلیل ہوگی۔ (۲/۹۴)۔

۷ لیکن تم دیکھو گے کہ یہ کبھی مرنے کی تمنا نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے اعمال کیسے ہیں جن کا نتیجہ انہیں مرنے کے بعد بھگتنا پڑے گا۔ اللہ اس قسم کے مجرمین کے دل کی حالت سے اچھی طرح واقف ہے۔

۸ ان سے کہو کہ وہ موت جس سے تم اس طرح بھاگ رہے ہو، ایک نہ ایک دن آکر رہے گی۔ اور تمہیں، خدا کے قانونِ مکافات کی طرف لوٹنا ہوگا —— اس خدا کے قانونِ مکافات کی طرف جو مخفی اور ظاہر سب کا پورا پورا علم رکھتا ہے —— وہ بتائے گا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اس کا نتیجہ کیا ہے؟

۹ (یہودیوں کی ایسی حالت کیوں ہو گئی؟ اس لئے کہ انہوں نے دینِ خداوندی کو مذہب میں تبدیل کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اجتماعیت ختم ہو گئی اور دین نام رہ گیا خدا اور بندے کے درمیان پرائیویٹ تعلق کا۔ اے جماعتِ مومنین! تم کہیں ایسا نہ کرنا۔ اپنی جماعتی زندگی کو زندہ و پائندہ رکھنا، یہی دین کا تقاضا ہے۔ اس کے لئے، مثلاً، جب تمہیں ملی اجتماعِ صلوٰۃ کے لئے آواز دی جائے، تو سب کام کاج چھوڑ کر، اس کی طرف لپک کر آجایا کرو تاکہ تم اپنے

وَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾

(۲ ع ۲ ۱۲)

کانوں سے سن لو کہ وہ قوانین وہدایات خداوندی کیا ہیں جن کے لئے تمہیں بلایا گیا ہے' اور جن کے مطابق تمہیں کام کرنا ہے۔ اگر تم ذرا بھی علم وبصیرت سے کام لوگے تو یہ حقیقت تمہارے سامنے آجائے گی کہ یہ اجتماعات تمہارے لئے کس قدر منفعت بخش ہیں۔

۱۰ جب یہ اجتماعِ صلوٰۃ ختم ہو جائے تو پھر جہاں جی چاہے جاؤ اور تلاشِ معاش میں لگ جاؤ۔ لیکن یہ نہ سمجھ لینا کہ قوانین خداوندی کا دائرہ صرف اُس اجتماع تک محدود تھا۔ یہ قوانین تمہیں سُنائے اور بتائے ہی اس لئے گئے تھے کہ تم اپنی عملی زندگی کے ہر گوشے میں ان پر کاربند رہو۔ لہٰذا، اب جو تم کاروبار کے لئے نکلے ہو' تو ان قوانین کو ہر وقت اپنے پیشِ نظر رکھو۔ اسی میں تمہاری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ (دوسرے لوگ اپنی کامیابی کے لئے جو طریق چاہیں اختیار کریں' لیکن تم اپنی کامیابی کے لئے' ہمیشہ قوانین خداوندی کا اتباع کرو۔ یہی کامیابی حقیقی کامیابی کہلا سکتی ہے)۔

۱۱ چونکہ یہ لوگ (جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں' ہنوز تربیت میں ناپختہ ہیں' اس لئے ان کی حالت یہ ہے کہ) جب دیکھتے ہیں کہ کسی اچھے کاروبار کا موقعہ ہے' یا کوئی کھیل تماشہ ہے' تو (اے رسولؐ!) تجھے کھڑے کا کھڑا چھوڑ کر' اُس طرف اٹھ دوڑتے ہیں۔ انہیں سمجھاؤ کہ تمہیں جو کچھ قوانین خداوندی کی رُو سے ملے گا وہ اس تمام کاروبار سے زیادہ نفع بخش اور کھیل تماشے سے زیادہ جاذب ہے۔ یاد رکھو! جو سامانِ زیست' قوانین خداوندی کے مطابق ملتا ہے وہ بڑا ہی خوشگوار اور منفعت بخش ہوتا ہے۔

# سورۃ المنافقون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾

---

۱ اے رسولؐ! جب یہ منافق تیرے پاس آتے ہیں تو قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ تو بے شک خدا کا رسول ہے۔ اللہ اس حقیقت سے باخبر ہے کہ تو اس کا رسول ہے۔ لیکن وہ یہ بتا دینا چاہتا ہے کہ یہ لوگ محض زبان سے یہ بات کہتے ہیں' دل سے تجھے رسول نہیں مانتے۔ لہٰذا یہ جھوٹے ہیں۔ (جب کسی کا دل اور زبان ہم آہنگ نہ ہوں' تو وہ شخص اپنے قول میں جھوٹا ہوتا ہے' خواہ' جو بات وہ کہہ رہا ہے وہ واقعہ کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کی رُو سے کذب اسے کہتے ہیں جس میں دل اور زبان میں ہم آہنگی نہ ہو۔ اسی کا دوسرا نام منافقت ہے)۔

۲ انہوں نے اپنی قسموں کو اپنے لئے دھوکے کی ٹٹی بنا رکھا ہے' اس لئے یہ لوگوں کو نظامِ خداوندی کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ (ان کے حق میں) بہت بُرا ہے۔

۳ ان کی اس حالت کو ہم اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ یہ لوگ ظاہر تو اپنے آپ کو مومن کرتے ہیں لیکن جب بھی موقعہ پاتے ہیں کفر کا شیوہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ درحقیقت دل سے ایمان لاتے ہی نہیں۔ اس منافقانہ طرزِ عمل کا نفسیاتی نتیجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں پر اس طرح مُہریں لگ گئی

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ
صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (۴) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ
لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ (۵) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ
أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۶) هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ
لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ

---

ہیں کہ اب ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔

۴ جب تو انہیں دیکھتا ہے تو ان کی ظاہری وضع قطع بڑی خوش آئند نظر آتی ہے اور وہ انسان کو حیرت میں ڈال دیتی ہے اور جب یہ باتیں کرتے ہیں تو ایسے معصومانہ انداز سے کہ ہر شخص انہیں کان لگا کر سنے اور سچ باور کرے لیکن ان کی اندرونی حالت ایسی ہے جیسے گھن کھائی ہوئی لکڑیاں جنہیں دیوار کے سہارے کھڑا کر دیا ہو۔ نہ خود اعتمادی، نہ زندگی کی توانائی —— بظاہر بڑے محکم اور پائیدار، بباطن بالکل کھوکھلے اور بے جان —— بزدل ایسے کہ کہیں ذرا سا کھٹکا ہو تو ان کی جان نکل جائے کہ ہم پر کوئی آفت آ گئی۔ دل میں ہر وقت دغدغا کہ کہیں ہمارے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہو رہی؟

یہ تمہارے دشمن ہیں سو تم ان سے بہت محتاط رہو۔ ان پر خدا کی مار۔ انہوں نے کس قسم کی الٹی روش اختیار کر رکھی ہے؟

۵ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم آؤ (اور اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کا اقرار کرو) تاکہ خدا کا رسولؐ تمہارے لئے 'نظامِ خداوندی سے سامانِ حفاظت طلب کرے' تو وہ اس سے اعراض برتتے ہیں۔ ذرا مڑتے ہیں اور پھر متکبرانہ انداز سے چل دیتے ہیں۔

۶ اے رسولؐ! (ہم جانتے ہیں کہ تیرا دلِ دردمند چاہتا ہے کہ یہ کسی طرح تباہی اور بربادی سے بچ جائیں —— لیکن) تیری آرزوئیں انہیں اس تباہی سے بچا نہیں سکتیں۔ ان کے لئے یکساں ہے کہ تو ان کے لئے ایسی آرزو کرے یا نہ کرے۔ یہ اپنی غلط روش میں اس حد تک آگے نکل چکے ہیں کہ خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق یہ تباہ ہو کر رہیں گے۔ اللہ کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ صحیح راستے کو چھوڑ کر غلط راستے اختیار کر لیں (اور اپنی روش بدلنا نہ چاہیں) اُن پر سلامتی کی راہیں کبھی نہیں کھلتیں۔

۷ ان کی حالت یہ ہے کہ (خود نظامِ خداوندی کی مدد کرنا تو ایک طرف) یہ دوسرے لوگوں

لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٧ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

(١ ع ٨ ١٣) وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ

اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ

(٢ ع ٣ ١٤) الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١

---

یہ بھی کہتے رہتے ہیں کہ جو لوگ اس رسولؐ کے ساتھ ہیں' تم انہیں کوئی مالی مدد نہ دو۔ اس طرح (جب یہ بھوکے مریں گے تو) خود ہی اس کا ساتھ چھوڑ کر تتر بتر ہو جائیں گے' اور اس طرح اس کا مشن ناکام رہ جائے گا۔

ان سے کہو کہ خدا کے ہاں' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں' رزق کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ اسے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ منافق اس بات کو کیا جانیں!

**۸** یہ کہتے ہیں کہ ہمیں مدینہ واپس پہنچ لینے دو' پھر دیکھنا کہ وہاں کے زور آور لوگ' ان کمزور اور ذلیل انسانوں کو کس طرح وہاں سے نکال باہر نہیں کرتے؟

انہیں کیا معلوم کہ عزت اور غلبہ سب کا سب' نظام خداوندی کے ساتھ وابستگی میں ہے' اس لئے وہ مومنین کے لئے مختص ہے لیکن یہ منافق اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

**۹** (بہر حال یہ ہے ان منافقین کی حالت اور یہ ہیں ان کے عزائم۔ سو) اے جماعت مومنین! دیکھنا۔ تم ان کی باتوں میں نہ آجانا' جس سے تمہاری کیفیت یہ ہو جائے کہ (ان کی طرح) مال و دولت اور اولاد کی محبت تمہیں قوانین خداوندی کے اتباع سے غافل کر دے۔ جو لوگ ایسا کریں گے وہ یاد رکھیں کہ اس سے انہیں سخت نقصان پہنچے گا۔

**۱۰** جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہے' اُسے اس کے نظام کے قیام کیلئے کھلا رکھو' قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو اور وہ حسرت و یاس سے کہے کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! اگر تو مجھے تھوڑی سی مہلت بھی دے دیتا تو میں اپنے دعوائے ایمان کو اپنے عمل سے سچ کر دکھاتا اور اس طرح ان لوگوں میں شامل ہو جاتا جو تیرے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام کی تکمیل میں سرگرم عمل رہتے ہیں' اور یوں انسانیت کو اور خود اپنی ذات کو سنوارتے ہیں۔

**۱۱** لیکن خدا کا اٹل قانون یہ ہے کہ جب کسی کی موت آجائے تو پھر اُسے مہلت نہیں ملا کرتی (اس لئے جو کچھ تمہیں کرنا ہے اس میں تاخیر مت کرو)۔ اللہ تمہارے ہر کام سے باخبر ہے۔

# سورۃ التغابن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١﴾ هُوَ الَّذِي
خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢﴾

---

**۱** کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب خدا کے متعین فرمودہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ جلال اور جمال، قوت اور حمد دونوں کا سرچشمہ اُسی کی ذات ہے۔ اسی کے مطابق اُس نے ہر شے کے پیمانے (قوانین) مقرر کر رکھے ہیں جن پر اُسے پورا پورا کنٹرول ہے۔
(۷/۳۱-۳۶ ؛ ۱۴/۱-۲ ؛ ۱۶/۵-۶ ؛ ۱۸/۷ ؛ ۶۷/۱-۵)

**۲** اس نے تمہیں انسانی پیکر عطا کیا (جس کی خصوصیت کبریٰ یہ ہے کہ تمہیں اختیار و ارادہ کی استعداد حاصل ہے۔ انسان کی اس استعداد کا نتیجہ یہ ہے کہ) تم میں سے بعض کافر (قوانین خداوندی کو تسلیم نہ کرنے والے) اور بعض مومن (ان قوانین کو ماننے والے) ہو جاتے ہیں۔ (کائنات میں کسی اور مخلوق کو اس کا اختیار نہیں کہ وہ چاہے تو قوانین خداوندی کی اطاعت کرے اور چاہے ان سے انکار کر دے۔ یہ خصوصیت انسان ہی کے لئے ہے اور اسی سے یہ اپنے اعمال کا ذمہ دار قرار پاتا ہے (۱۸/۲۹)۔ (پھر اس کا اختیار تو انسان کو دیا گیا ہے کہ یہ چاہے تو صحیح راستہ اختیار کر لے اور چاہے غلط راستے پر چل پڑے لیکن اسے اس کا اختیار نہیں کہ چلے تو غلط راستے پر اور نتائج برآمد ہوں صحیح راستے کے)۔ اس کے اعمال کے نتائج خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق مرتب ہوتے ہیں جو سب کچھ دیکھتا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴ اَلَمْ يَاْتِكُمْ
نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶

۳ اس نے کائنات کے اس عظیم کارگہ کو حقیقت کے طور پر پیدا کیا ہے۔ (یہ حلقہ دامِ خیال یا سراب یا مایا' یا خواب نہیں)۔ اس کائنات میں اس نے تمہیں ایک ایسا پیکر عطا کیا ہے جس میں حسنِ ذات کے امکانات سمٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ ان امکانات کو مشہود کرنے اور یہ دیکھنے کے لئے کہ ایسا ہو رہا ہے' ایک خارجی معیار کی ضرورت ہے۔ یہ معیار' ذاتِ خداوندی ہے جو حسین ترین اور مکمل ترین صفات کی حامل ہے۔ تم اس معیار کو اپنے سامنے رکھو اور صفاتِ خداوندی کو (بحدِ بشریت) اپنی ذات میں منعکس کرتے جاؤ۔ یہی اس دنیا میں زندگی کا منتہا ہے۔

۴ جو کچھ خارجی کائنات میں ہے' خدا اس سے بھی واقف ہے' اور جو کچھ تمہاری داخلی دنیا میں ہوتا ہے اور جو کچھ تم سے ظہور میں آتا ہے' وہ اس سے بھی باخبر ہے۔ وہ تمہارے دل کے اندر گزرنے والے خیالات تک کا علم رکھتا ہے (اسلئے یہ ہو نہیں سکتا کہ تمہارا کوئی عمل صحیح نتیجہ مرتب کئے بغیر رہ جائے۔ لیکن دنیا میں یہ کچھ اجتماعی نظام کے تابع ہوگا)۔

۵ اس کی شہادت تمہیں اقوامِ سابقہ کی سرگذشت میں بھی مل سکتی ہے۔ ان میں سے جن قوموں نے قوانینِ خداوندی کی صداقت سے انکار کیا اور غلط بنیادوں پر اپنا نظام قائم کیا' اس کا نتیجہ ان کے سامنے آگیا۔ یعنی وہ قومیں تباہی اور بربادی کے الم انگیز عذاب میں مبتلا ہو گئیں۔

۶ ان کی طرف' خدا کے رسول' واضح دلائل اور قوانین لے کر آئے لیکن انہوں نے نہایت حقارت سے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا ہم (اپنے جیسے) انسانوں کی لیڈرشپ قبول کر لیں؟ (حالانکہ سوال یہ نہیں ہونا چاہیئے تھا کہ اس بات کو پیش کرنے والا انہی جیسا انسان ہے' دیکھنے کی بات یہ تھی کہ جو کچھ وہ پیش کر رہا ہے وہ کیسا ہے؟ لیکن انہوں نے اس پر غور کئے بغیر' محض نخوت اور تکبر کی بنا پر) اس سے انکار کر دیا اور منہ پھیر کر دوسری طرف چل دیئے۔ (تو اس سے انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا' اللہ کا کچھ نہ بگاڑا)۔ اللہ اس کا محتاج نہیں کہ لوگ

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ
يَسِيرٌ ﴿٧﴾ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ
الْجَمْعِ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾

---

اُس کی اطاعت کریں تو اس کے کام سنوریں۔ اُس کے سب کام دوسروں کی مدد کے بغیر سنورے ہوئے ہیں۔

۷ یہ لوگ جو اس ضابطۂ ہدایت سے انکار اور سرکشی اختیار کر رہے ہیں (اپنے پیشروؤں کی طرح) اِس زعمِ باطل میں مبتلا ہیں کہ یہ بڑی قوتوں کے مالک ہیں' اس لئے انہیں راستے سے ہٹایا ہی نہیں جا سکتا۔ ان سے کہہ دو کہ تم اس بھول میں مت رہو۔ تم خدا کے نظامِ ربوبیت کے راستے میں یوں سنگِ گراں بن کر بیٹھے نہیں رہ سکتے۔ تمہیں راستے سے ہٹایا جائے گا تاکہ انسانیت آگے بڑھ سکے۔ اُس وقت تمہیں نظر آجائے گا کہ تمہارے اعمال نے کیا نتائج برآمد کئے ——— اور اللہ کے لئے ایسا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اُس کے قانونِ مکافات کی رُو سے یہ کچھ آسانی سے ہو جائے گا۔

۸ (ان سے کہہ دو کہ تم اس تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ابھی وقت ہے)۔ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ یعنی اُس ضابطۂ قوانین (قرآن) پر جسے اللہ نے تمہاری عقل کی راہ نمائی کے لئے اسی طرح روشنی بنا کر بھیجا ہے (جس طرح تمہاری آنکھ کے لئے سورج کی روشنی پیدا کی ہے)۔ تمہارے تمام کام' خدا کے قانونِ مکافات کی نگاہ میں رہتے ہیں۔

۹ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اس کشمکش کا آخری فیصلہ میدانِ جنگ میں ہو گا جس میں تم جمع ہو جاؤ گے۔ وہ ہار جیت کا دن ہو گا۔ اس تصادم سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی کہ کس میں کس قدر کمی رہ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ ہار گیا۔ وہ جماعت جو قوانینِ خداوندی کی صداقت پر ایمان رکھتی ہے اور اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہے' انہیں جو تھوڑی بہت کمزوریاں رہ گئی ہوں گی' ان کے حسنِ عمل کی قوتوں سے ان کی مدافعت ہو جائے گی۔ اور اس طرح (وہ اپنے مخالفین پر کامیابی حاصل کر کے) ایسا جنتی معاشرہ قائم کر لیں گے جس کی شادابیوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہو گی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (یعنی جب تک

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ مَآ اَصَابَ مِنْ
مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

وہ معاشرہ قائم رہے گا انہیں جنّت کی سی زندگی میسّر رہے گی) اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ (یہی کیفیت اُخروی زندگی میں بھی ہوگی)۔

۱۰ ان کے برعکس، جو لوگ اس نظام کی صداقت سے انکار کرتے اور ہمارے قوانین کو جھٹلاتے ہیں، ان کے حصے میں تباہیاں اور بربادیاں ہوں گی —— زندگی کا یہ مآل کتنا بُرا ہے!

۱۱ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ کائنات میں جو واقعہ بھی رُونما ہوتا ہے، خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ (یہاں کوئی بات یونہی اَلل ٹپ نہیں ہو جاتی۔ قاعدے اور قانون کے مطابق ہوتی ہے)۔ اور یہ اس لئے کہ خدا کو ہر شے کا علم ہے۔

جو شخص ان قوانین کی صداقت پر یقین رکھتا ہے، اس کی عقل و فہم کو اس قسم کی روشنی مل جاتی ہے جس سے وہ ان اسباب و علل کو سمجھ لیتا ہے جن کے مطابق حوادث کائنات رُونما ہوتے ہیں۔ (اب ظاہر ہے کہ جس قوم کو معلوم ہو جائے کہ کائنات میں مختلف حوادث کن قوانین کے مطابق واقع ہوتے ہیں، اور ان کی نفع بخشیوں سے بہرہ یاب ہونے اور ان کی مضرت رسانیوں سے محفوظ رہنے کے کیا طریقے ہیں، وہ قوم کس قدر کامیاب ہوگی)۔

۱۲ (اگر تم بھی اپنے اندر یہ کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ) تم اس نظام خداوندی کی اطاعت کرو جو اس کے رسولؐ کے ہاتھوں متشکل ہو رہا ہے۔ اگر تم اس سے رُوگردانی کرو گے تو (اس سے نہ خدا کا کچھ بگڑے گا نہ اس کے رسولؐ کا۔ اس سے تمہارا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ اور اس نقصان کی ذمہ داری بھی تمہارے ہی اوپر ہوگی۔ اس لئے کہ) ہمارے رسولؐ کی ذمہ داری تو بس یہیں تک ہے کہ وہ ان قوانین کو واضح طور پر تم تک پہنچا دے۔ ان کے مطابق عمل کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے۔

۱۳ (یاد رکھو! تم اس نظام سے رُوگردانی کر کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ) کائنات میں صرف اللہ کا قانون کارفرما ہے۔ اس کے سوا کسی اور کا کوئی اقتدار اور اختیار نہیں۔ اور یہ نظام، خدا کے قوانین پر مبنی ہے —— جو لوگ اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں انہیں ان قوانین کی محکمیت پر پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾

۱۴ (اے جماعتِ مومنین! تم جو اس نظامِ ربوبیت کے قیام کے لئے کوشاں ہو تو اس سلسلہ میں ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ اس نظام کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ تم پوری پوری محنت کرو لیکن اس محنت کی کمائی سے جو کچھ حاصل ہو' اس میں سے اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کے بقدر لے کر باقی سب نوعِ انسانی کی ربوبیتِ عامہ کے لئے وقف کر دو۔ اگر تمہارے بیوی بچوں میں یہ اندازِ نگاہ پیدا نہیں ہوا' تو ان کی تنگ نظری اس تصور کو قبول نہیں کرے گی اور اس طرح وہ تمہارے راستے میں حائل ہو جائیں گے) یوں بعض بیوی بچے' انسان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ تم اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ اگر تم ان کی تنگ نگہی سے آگے بڑھ گئے اور ربوبیت عالمینی کے تصور کو' اپنے گھر کی چار دیواری سے آگے بڑھا کر پوری انسانیت پر پھیلا دیا' تو اس سے وہ نظام قائم ہو جائے گا جس میں' خود ان کی (یعنی تمہارے بیوی بچوں کی) اور دوسروں کی حفاظت اور نشوونما کا سامان بڑی فراوانی سے بہم پہنچتا رہے گا۔

۱۵ بنا بریں' تمہارے بیوی بچے' اور مال و دولت' وہ کٹھالی ہیں جس سے تم کندن بن کر بھی نکل سکتے ہو اور راکھ کا ڈھیر بھی ہو سکتے ہو۔ کندن اس طرح بن سکتے ہو کہ اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرو کہ تمہاری محنت کا وہی معاوضہ حقیقی اور نتیجہ خیز ہے جو تمہیں قوانین خداوندی کے مطابق ملے۔

(باقی رہا یہ کہ گھر کی زندگی میں اس قسم کی کشمکش کو دور کس طرح کیا جا سکتا ہے' تو اس کے لئے تمہیں ہدایات دی جا چکی ہیں۔ اور وہ یہ کہ اپنے رفیقِ حیات کے انتخاب کے وقت اس کا خیال رکھو کہ تم دونوں میں نظریات اور خیالات کی ہم آہنگی ہو اور پھر اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اس نہج سے کرو کہ وہ بھی انہی تصورات کی حامل بن کر پروان چڑھے۔ اس قسم کے گھر میں یہ کشمکش پیدا نہیں ہوگی۔ (۲/۲۲۱)۔

۱۶ لہٰذا' تم امکان بھر قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ نظامِ خداوندی کے احکام کو اچھی طرح سے سنو اور ان کی اطاعت کرو' اور اپنی کمائی کو ربوبیتِ عامہ کے لئے کھلا رکھو۔ اسی میں

إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

۲ ع ۱۶

تمہاری بھلائی ہے۔ اس سے تمہاری نگاہ میں ایسی کشادہ پیدا ہو جائے گی جس سے تم اس کوشش میں نہیں لگے رہو گے کہ دوسروں کو پیچھے دھکیل کر خود آگے بڑھ جاؤ' اور اس طرح سب کچھ اپنے لئے سمیٹ لو ——— مفاد خویش کی تنگ نظری انسان کو یہی سکھاتی ہے کہ کھیتی اسی کی سرسبز ہوتی ہے جو' دوسروں کی پرواہ کئے بغیر' اپنے کھیت کو سیراب کرے۔ اور ہمارا قانونِ ربوبیت یہ ہے کہ کھیتیاں اُنہی کی پروان چڑھتی ہیں جو دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیں (۵۹/۹)۔

۱۷ وہی قانون تمہیں یہ بھی بتاتا ہے کہ جو کچھ تم دوسروں کی نشوونما کے لئے دیتے ہو' وہ درحقیقت قرض ہے جو تم خدا کو دیتے ہو۔ اگر تم اس قسم کا قرضِ حسن کارانہ انداز سے نظامِ خداوندی کو دو گے تو وہ تمہیں اس سے کئی گنا زیادہ واپس دے گا' اور تمہارے لئے نقصانات سے بچنے کا سامان بھی پیدا کر دے گا۔

خدا' ہر ایک کو اس کی محنت کا بھرپور معاوضہ دیتا ہے اور اس کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں سے درگزر کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بڑا بردبار اور وسیع الظرف واقع ہوا ہے۔ یونہی ذرا ذرا سی بات پر بھڑک نہیں اٹھتا۔

۱۸ وہ غائب اور حاضر' پوشیدہ اور ظاہر' ہر بات کا علم رکھتا ہے۔ اور اپنے قوانین پر اسے پورا پورا غلبہ حاصل ہے۔ وہ غلبہ جو حکمت پر مبنی ہے' دھاندلی پر نہیں۔

# سورۃ الطلاق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَ اَحۡصُوا الۡعِدَّۃَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ ۚ
لَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ وَ لَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ
اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ ؕ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ

---

**۱** اے رسولؐ! جب تم طلاق کے مقدمات کا فیصلہ کرو تو لوگوں سے کہہ دو کہ اس کے بعد عدّت کا سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسے ضرور پورا کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اس کا حساب رکھو؛ اور اس طرح اپنے نشوونما دینے والے کے احکام کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ (۲/۲۲۷—۲۲۸)؛ (۳۳/۴۹) اور اس دوران میں، ان مطلقہ بیویوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو (۶۵/۶)۔ (عدّت کے دوران یہ گھر ہنوز ان کے اپنے گھر ہیں۔ اس لئے نہ تم انہیں ان گھروں سے نکالو) نہ وہ خود ہی (بلا عذر) وہاں سے نکلیں۔ ہاں، اگر وہ کسی کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں (تو پھر انہیں گھر سے نکالا جا سکتا ہے) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود (قوانین) ہیں جو شخص اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے تو (اس سے جو نقصان دوسروں کو پہنچتا ہے، وہ تو ایک طرف رہا) وہ خود اپنے آپ پر بھی زیادتی کرتا ہے۔

انہیں (عدّت کے دوران) انہی گھروں میں رکھنا، اور ان کا وہیں رہنا اس لئے قرینِ مصلحت ہے کہ اگرچہ وہ زمانۂ عدّت میں میاں بیوی نہیں رہتے لیکن ہو سکتا ہے کہ اس

أَمْرًا ﴿۱﴾ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ
عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ
لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾

---

مفارقت کے عملی تجربہ سے ایسے حالات پیدا ہوجائیں کہ ان میں باہمی موافقت کی شکل نکل آئے (بشرطیکہ طلاق ایسی ہو جس میں پھر موافقت کی گنجائش ہوتی ہے)۔

۲ جب عدت کا زمانہ ختم ہونے کو آئے تو اُس وقت اس معاملہ پر پھر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اگر نباہ کی صورت ممکن دکھائی دے تو خواہ مخواہ علیحدگی کیوں اختیار کرو۔ قاعدے اور قانون کے مطابق میاں بیوی کی زندگی بسر کرو۔ لیکن اگر نباہ کی کوئی صورت نہ رہے تو پھر قاعدے اور قانون کے مطابق علیحدہ ہو جاؤ۔ اور اس آخری فیصلہ پر اپنے میں سے دو گواہ مقرر کرلو جو کسی کی رُو رعایت نہ کریں' اور اسے فریضۂ خداوندی سمجھ کر گواہی پر حق و انصاف سے قائم رہیں۔ یہ تاکید اس شخص سے کی جارہی ہے جو قوانینِ خداوندی اور مستقبل کی زندگی پر ایمان رکھتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ ان احکام کی پابندی میں تمہیں کوئی مشکل پیش آئے۔ لیکن اسے ہمیشہ پیشِ نظر رکھو کہ قانون کی پابندی کی وجہ سے اگر کوئی مشکل پیش آتی ہو' تو نظامِ خداوندی اس مشکل کا کوئی نہ کوئی حل تجویز کردے گا۔

۳ اس میں معاشی مشکلات بھی پیش آسکتی ہیں' لیکن نظامِ خداوندی اس کا انتظام بھی ایسے طریق سے کردے گا جس کی تمہیں توقع تک نہ ہو۔ یاد رکھو! جو شخص بھی نظامِ خداوندی پر بھروسہ کرتا ہے' تو وہ نظام اس کے اس بھروسے کو پوری طرح نباہتا ہے۔ اسے یونہی لٹکتا نہیں چھوڑ دیتا' بلکہ آخر تک اس کا ساتھ دیتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے ہر بات کے لئے پیمانے اور اندازے (قوانین و ضوابط) مقرر کر رکھے ہیں (اور جو کام قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق ہوں' ان میں نہ عدم یقین ہوسکتا ہے' نہ دشواری)۔

(طلاق کا فیصلہ دینے والی عدالت کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام متعلقہ امور کو پیشِ نظر رکھے اور اس فیصلہ سے پیدا ہونے والی دشواریوں اور پیچیدگیوں کا مناسب حل تجویز کردے)۔

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي
لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ④
ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ⑤ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ
حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ
حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْ
تُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ⑥

---

**۴** (جیساکہ (۲/۲۲۸) میں بتایا جاچکا ہے، عدت کی مدت عام حالات میں، تین حیض کا زمانہ ہے۔ لیکن) جن عورتوں کو حیض آنا بند ہوچکا ہو، اور اس وجہ سے یہ دشواری لاحق ہو کہ ان کی عدت کا شمار کس طرح کیا جائے، تو ان کے لئے تین حیض کے بجائے، تین مہینے عدت کے شمار کرو۔ یہی عدت اُن عورتوں کے ضمن میں شمار کرو جنہیں کسی عارضہ کی وجہ سے، حیض نہ آسکا ہو۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے —— (بعض طبائع کو شاید عدت کی یہ مدت لمبی معلوم ہو کیونکہ اس مدت میں انہیں مطلقہ بیوی کے اخراجات کا متحمل ہونا پڑے گا۔ لیکن اس میں خائف ہونے کی کوئی بات نہیں) جو شخص بھی قانون خداوندی کی نگہداشت کرے گا، نظامِ خداوندی اس کے لئے آسانیاں پیدا کردے گا۔ (متعلقہ عدالت کو ایسی شکلیں بھی سامنے رکھنی چاہئیں اور ان کا حل تجویز کرنا چاہیئے)۔

**۵** یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اور جو شخص قانون خداوندی کی نگہداشت کرتا ہے تو نظامِ خداوندی اس کی وہ دشواریاں دُور کردیتا ہے جو اس قسم کی عائلی ناہمواریوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس کے اِس عمل کا (کہ اس نے قانونِ خداوندی کی اطاعت میں کچھ دقتیں اٹھائیں) بہت بڑا اجر دیتا ہے۔

**۶** تم اِن مطلقہ عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو، اور اسی طرح رکھو جس طرح تم خود رہتے ہو۔ اور انہیں تنگ کرنے کی غرض سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور اگر وہ حمل سے ہیں تو وضعِ حمل تک تمہیں ان کا خرچ بہرحال برداشت کرنا ہے، اگر وضعِ حمل کے بعد وہ تمہاری خاطر بچے کو دودھ پلائیں (یعنی تم کوئی اور انتظام نہ کرو اور باہمی رضامندی سے یہ

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا ع
حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ

---

طے پا جائے کہ وہی بچے کو دودھ پلائیں۔ تو) انہیں ان کی دودھ پلائی کی اُجرت دو۔ ان امور کی تفاصیل کو باہمی مشورے سے' قاعدے قانون کے مطابق' طے کرلیا کرو۔ اور اگر تم میں سے کسی پر یہ انتظام گراں گزرے' تو تم کسی دوسری عورت کا انتظام کرلو جو بچے کو دودھ پلائے۔

۷ مطلقہ کا خرچ' یا دودھ پلانے کی اُجرت کا معاملہ طے کرنے کے سلسلہ میں اس بات کو مدِنظر رکھو کہ صاحبِ وسعت اپنی وسعت کے مطابق خرچ دے' اور جس کا ہاتھ تنگ ہو' تو جو کچھ اللہ نے اسے دے رکھا ہے وہ اس کے مطابق دے۔ یاد رکھو! خدا کا قانون کسی پر اس کی حیثیت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اگر اس فالتو خرچ سے اس پر کچھ تنگی آجائے تو قانونِ خداوندی کی رُو سے اس کی اس تنگی کو آسانی سے بدلا جا سکتا ہے۔ (عدالتِ مجاز اس بات کا بھی خیال رکھے)۔

۸ (یہ قوانین تمہاری عائلی زندگی سے متعلق ہیں۔ نظر بظاہر ایسا دکھائی دے گا کہ یہ شخصی قوانین ہیں جن کا تعلق افرادِ معاشرہ کی پرائیویٹ زندگی سے ہے۔ قوم کی اجتماعی زندگی پر ان کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ یہی وہ سطحی نگاہ ہے جس کی رُو سے سیکولر حکومتیں' شخصی قوانین (پرسنل لاز) کو تمدنی قوانین (پبلک لاز) سے الگ رکھتی ہیں۔ لیکن یہ بڑی بھول ہے (زندگی ایک ناقابلِ تقسیم وحدت ہے جسے شخصی اور تمدنی دوائر میں اس طرح تقسیم نہیں کیا جا سکتا کہ ایک دائرے کا اثر دوسرے دائرے پر نہ پڑے) ان معاملات کا قوموں کی تمدنی زندگی پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ہیں کہ کتنی ہی قومیں ایسی تھیں کہ انہوں نے خدا کے (اس قسم کے) قوانین سے سرکشی برتی' اور اس کے رسولوں کی مخالفت کی' تو ہمارے قانونِ مکافات نے ان کا سخت محاسبہ کیا' اور ان پر انہی کی وجہ سے تباہیاں اور بربادیاں آگئیں۔

۹ چنانچہ انہوں نے اپنے خود ساختہ قوانین وضوابط کے تباہ کن نتائج کا مزہ چکھا — اور یہ ظاہر ہے کہ جب انسان' قوانینِ خداوندی کو چھوڑ کر' ان کی جگہ اپنے قوانین وضع کرنے لگ جائے' تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۱۰ چنانچہ خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق' ایسی قوموں پر سخت تباہی آجاتی ہے۔ لہٰذا' اے عقل وخرد سے کام لینے والو! یعنی وہ لوگو جو ایمان لائے ہو' تم ہمیشہ خدا کے

لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا يَتْلُو
عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ
وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي
خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ
(۲ ع ۱۸) أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

---

قوانین کی نگہداشت کرو۔ اس مقصد کے لئے خدا نے تمہاری طرف یہ ضابطہ قوانین نازل کیا ہے '

**۱۱** اس رسولؐ کی وساطت سے جو تمہارے سامنے ان قوانینِ خداوندی کو پیش کرتا ہے جو اپنے مطالب میں بالکل واضح ہیں۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ وہ ' ان لوگوں کو جو ان قوانین کی صداقت پر ایمان لائیں اور خدا کے مقرر کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں ' زندگی کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔

یاد رکھو! جو شخص بھی قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھ کر اس کے متعین کردہ ' صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتا ہے ' خدا کا قانونِ مکافات اسے ایسے جنتی معاشرہ میں داخل کرتا ہے جس کی شادابیوں میں کبھی کمی نہیں آسکتی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس کے لئے خدا حسن کارانہ انداز سے سامانِ زیست مہیا کر دے گا۔ (اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)۔

**۱۲** یہ انتظامِ ربوبیت اس خدا کی طرف سے ہوتا ہے جس نے کائنات کی فضاؤں میں متعدد بلندیوں کو پیدا کیا اور ہر بلندی کے مقابلہ میں ' اس جیسی پستی کو۱؎ وہ ان تمام اجرام فلکی میں ' اپنے پروگرام کو نافذ کرتا رہتا ہے (اور یہ اسی کے مطابق سرگرم عمل رہتے ہیں)۔

(اس نے ان تمام امور کو اس لئے بیان کیا ہے) تا کہ تم سمجھ لو کہ کائنات میں ہر شے اس کے مقرر کردہ اندازے اور پیمانے (قانون) کے مطابق چل رہی ہے ' اور یہ کہ کائنات کی کوئی شے ' علم خداوندی کے احاطہ سے باہر نہیں۔

---

۱؎ بلندی اور پستی اضافی (RELATIVE) جہتیں ہیں۔ اگر تین چیزیں اوپر نیچے رکھی ہوں تو سب سے اوپر والی کے مقابلہ میں ' درمیان والی چیز نیچے ہوگی اور سب سے نیچے والی کے مقابلہ میں وہی درمیان والی ' اوپر ہوگی۔ اس طرح ' ہر پستی کی ایک بلندی ہوتی ہے اور ہر بلندی کی ایک پستی۔ یہی صورت ' فضا میں بکھرے ہوئے اجرام فلکی (کرّوں) کی ہے۔ ہر کرہ اپنے سے نیچے والے کے مقابلہ میں بلند اور اپنے سے اوپر والے کے مقابلہ میں پست ہے۔ یہ مطلب ہے ہر "سماء" کے مقابلہ میں اس جیسی ایک "ارض" کا۔ سماء بلندی اور ارض پستی — سماء ' اوپر والا کرہ۔ اور ارض اس سے نچلا کرہ۔

# سورۃ التحریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِکَ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ① قَدۡ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمۡ
تَحِلَّۃَ اَیۡمَانِکُمۡ ۚ وَ اللّٰہُ مَوۡلٰىکُمۡ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ② وَ اِذۡ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعۡضِ اَزۡوَاجِہٖ حَدِیۡثًا ۚ فَلَمَّا

---

۱ اے نبیؐ! جس چیز کو خدا نے تیرے لئے حلال قرار دیا ہے، تو اُسے اپنی بیویوں کی رضامندی کی خاطر اپنے اوپر حرام کیوں قرار دیتا ہے؟ (یہ تنبیہ اس لئے کی گئی ہے کہ) تم پر خدا کی طرف سے سامانِ حفاظت و ربوبیت کی کمی نہ ہو (جو حلال چیزوں کو حرام قرار دے لینے کا لازمی نتیجہ ہے۔ اسکی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ تیرے کسی عمل کا اثر تیری اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا۔ تم کسی چیز کو محض طبیعت کی ناپسندیدگی کی وجہ سے چھوڑ دو، اور تیرے متبعین یہ سمجھ لیں کہ یہ چیز فی ذاتہ بُری ہے اسلئے وہ بھی اسے اپنے اوپر حرام قرار دے لیں۔ تمہیں اسلئے بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے)۔

۲ (اگر تم نے اس بارے میں کوئی قسم کھا لی ہے، تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں) قانونِ خداوندی نے اس قسم کی قسموں کو توڑ دینے کے لئے کفارہ مقرر کر رکھا ہے۔ (۲/۲۲۵ ؛ ۵/۸۹)۔ اللہ تمہارا کارساز ہے (اس لئے اس نے اپنے قانون میں اس کی گنجائش رکھی ہے کہ جو باتیں سہو و خطا کی وجہ سے سرزد ہو جائیں ان کا تدارک آسانی سے ہو سکے۔ وہ انسان کی طبیعت کی کمزوریوں سے واقف ہے، اس لئے اس نے اپنے قانون کو حکمت پر مبنی رکھا ہے۔

۳ (یہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ) ہمارے نبیؐ نے کوئی بات، اپنی کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر کہی تھی، (میاں بیوی میں ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں)۔ اُس کی بیوی نے اُس بات کا کسی

نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ
قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ
وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا
خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤

اور عورت سے ذکر کر دیا (حالانکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا)۔ خدا نے اس بات کو (اس عورت کے ذریعے[1]) نبیؐ پر ظاہر کر دیا، تو اُس نے اُس میں سے کچھ حصہ اپنی اُس بیوی کو جتا دیا اور کچھ حصہ سے اعراض برتا۔ (یعنی بات بتا دی اور یہ نہیں بتایا کہ اُسے کس سے معلوم ہوئی ہے) چنانچہ اس پر اُس بیوی نے نبیؐ سے پوچھا کہ آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ بات اس عورت نے بتائی ہے جس پر تو نے اس راز کو افشا کیا تھا۔ اور وہ اس طرح اس سے باخبر ہو گئی تھی[2]۔

④ اس پر خدا نے حکم دیا کہ اگر تم دونوں عورتیں (جو اس راز میں شریک ہو) خدا سے معافی مانگ لو تو اچھی بات ہے اس لئے کہ اس سے تمہارے دل جادۂ اعتدال سے ذراہٹ سے گئے تھے۔ لیکن اگر تم ایک دوسرے کی حلیف بن کر نبیؐ کی مخالفت کرو گی تو یاد رکھو! (تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گی۔ وہ چونکہ حق پر ہے اس لئے) خدا، اس کا قانون جو جبریل کی وساطت سے نازل ہوتا ہے، مؤمنین صالحین کی جماعت، اور ملائکہ، اس کے ساتھ ہیں یہ سب اس کے مددگار ہوں گے۔

⑤ (میاں بیوی کی زندگی کامل ہم آہنگی، مودت اور سکون کی زندگی ہونی چاہیئے۔ اگر اس رشتہ میں یہ کیفیت باقی نہ رہے تو پھر انہیں علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔ لہذا) اگر تم نے اس کی مخالفت جاری رکھی تو اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں ہوگا کہ وہ تمہیں علیحدہ کر دے۔ اس صورت میں تم اس بات کو پیش نظر رکھو کہ، اُسے، خدا، تم سے بہتر بیویاں دے دیگا —— بہتر اس لحاظ سے کہ وہ ایسی عورتیں ہوں گی جو قوانین خداوندی کے سامنے جھک جائیں۔ ان کی صداقت پر پورا

---

[1] جو باتیں انسان کو عام طور پر معلوم ہو جاتی ہیں، یا جن کا علم وہ عام طریق کے مطابق حاصل کر سکتا ہے انہیں بھی بعض اوقات خدا اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ مثلاً (۵/۴) میں دیکھئے۔ شکاری کتوں کو سدھانے کے طریق کو خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ عام علم انسانی کی چیز ہے جسے ہر شخص اُس سے سیکھ سکتا ہے جو اس فن کا ماہر ہو (نیز ۲/۲۸۲؛ ۹۶/۴-۵؛ ۵۵/۴)۔

[2] اگر العلیم الخبیر سے مراد اللہ تعالیٰ لیا جائے تو اس کا مطلب وہ ہوگا جسے حاشیہ ۱ میں بیان کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا
يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ
(۱) (ع ۷) (۱۹) تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ

پورا یقین رکھیں۔ اپنی جملہ صلاحیتوں کو اس مقصد کے لئے وقف کر دیں۔ اگر کبھی بھول چوک سے کوئی قدم غلط اُٹھ جائے تو اس کی فوراً اصلاح کر لیں۔ جو ہر حال میں قوانین خداوندی کی اطاعت کریں، اور نبیؐ کے ساتھ سفر اور جہاد میں جائیں۔ (۹/۱۱۲)

ان خصوصیات کی حامل عورتیں اس کے عقد میں آنے کے لئے تیار ہوں گی۔ خواہ وہ مطلقہ یا بیوہ ہوں، اور خواہ ناکتخدا۔

۶ (اے جماعتِ مومنین! عائلی زندگی سے متعلق یہ امور اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں کہ) تم خود بھی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے بچ جاؤ اور اپنے متعلقین کو بھی اس سے بچا سکو — اُس جہنم کے عذاب سے جس کا ایندھن خود وہ انسان ہوتے ہیں جو اس میں داخل ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی کے اعمال سے شعلہ خیز ہوتا ہے۔ یہ انسان نہیں، پتھر ہوتے ہیں کیونکہ یہ اپنی نشوونما کی صلاحیتیں ضائع کر دیتے ہیں[1] — یہ تباہی کبھی جنگ کی شکل میں سامنے آتی ہے اور کبھی غلط نظام کے تباہ کن نتائج کی صورت میں (۴/۳)۔ اس جہنم کی نگہداشت کے لئے بڑی بڑی شدید کاشتاتی قوتیں مقرر ہیں۔ انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ اس سے ذرا بھی سرتابی نہیں برتتیں۔ وہ فوراً اس پر عمل کرتی ہیں۔

۷ (ظہورِ نتائج کے وقت) ان لوگوں سے، جو اس وقت صحیح روش زندگی پر چلنے سے انکار کرتے ہیں، کہا جائے گا کہ اب نقاب پوشیوں اور عذر تراشیوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اب تمہارے اعمال، خود ہی اپنا بدلہ بن کر تمہارے سامنے آ جائیں گے۔

۸ اے جماعتِ مومنین! تم بھی اس کی احتیاط رکھو کہ اگر سفرِ زندگی میں تمہارا کوئی قدم سہواً غلط سمت کی طرف اُٹھ جائے تو اس روش سے ہٹ کر، فوراً صحیح راستے کی طرف آ جاؤ۔ اور پھر اس طرح اس راستے کے ساتھ متمسک ہو جاؤ کہ تمہارا قدم دوبارہ غلط سمت کی طرف نہ اٹھے۔ اِس طرح خدا کا قانونِ مکافات تمہاری غلط روش کے مضر اثرات کو دُور کر دے گا، اور تمہیں ایسی جنتی زندگی عطا کر دے گا جس کی شادابیوں میں کبھی فرق نہ آئے۔ اُس وقت نبیؐ اور اسکے

[1] اس کے معنی "لیڈر" اور عوام بھی ہو سکتے ہیں۔

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ ۚ نُوۡرُہُمۡ یَسۡعٰی بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ
بِاَیۡمَانِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَ اغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۸﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الۡکُفَّارَ
وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ اغۡلُظۡ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ
وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰہُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا وَّ قِیۡلَ
ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ ۘ اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِیۡ

رفقاء کی جماعت کو کہیں بھی نیچا نہیں دیکھنا پڑے گا —— انہیں ہر قسم کی سرفرازیاں اور سربلندیاں نصیب ہوں گی۔ ان کا نورِ بصیرت ان کے آگے آگے اور دائیں (بائیں) چلتا ہوگا۔ اس طرح ان کی زندگی کی تمام راہیں روشن ہوتی جائیں گی اور وہ آگے ہی آگے بڑھتے جائیں گے۔ ان کی آرزو یہ ہوگی کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! ہمارے نورِ بصیرت کو مکمل کر دے اور زندگی کے ہر قسم کے خطرات سے ہمیں محفوظ رکھ۔ بیشک یہاں ہر بات تیرے مقرر کردہ پیمانوں (قوانین) کے مطابق واقع ہوتی ہے۔

۹ لیکن اے نبیؐ! انہیں بتا دے کہ تمہاری ان آرزوؤں کے بر آنے کا طریق یہ ہے کہ تم منافقین کی ریشہ دوانیوں اور کفار کی مزاحمتوں کے خلاف مصروفِ جد و جہد رہو اور ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو چٹان کی طرح مضبوط رکھو۔ ان پر پوری شدت سے غلبہ حاصل کرو۔ اس طرح یہ مخالفین تباہیوں کے جہنم میں پہنچ جائیں گے اور ان کا انجام بہت ہی برا ہوگا۔

۱۰ (قانونِ مکافات کے اٹل ہونے کے سلسلہ میں) اللہ ان لوگوں کے لئے جو ان قوانین سے انکار کرتے ہیں، نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کی مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے نہایت صالح بندوں کے نکاح میں تھیں لیکن انہوں نے ان سے خیانت کی (یعنی ایمان میں ان کا ساتھ نہ دیا) تو ان کے شوہر خدا کے قانونِ مکافات کے مقابلہ میں ان کے کسی کام نہ آسکے، اور وہ عورتیں تباہ ہونے والوں کے ساتھ تباہ ہو گئیں۔ (یعنی خاوند کا حسنِ عمل بیوی کے بھی کام نہ آسکا، حالانکہ ان دونوں کا رشتہ بڑا ہی قریب کا ہوتا ہے)۔

۱۱ ان کے برعکس، اللہ، مومنین کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتی تھی کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! تو اپنی طرف سے میرے لئے جنت میں گھر بنا دے اور مجھے فرعون، اور اس کے غلط اعمال سے نجات دے۔ بلکہ اس پوری

عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ⑪ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيٓ
۲ ع ۲۰ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِينَ ⑫

کی پوری قوم سے جس نے اس طرح ظلم و ستم پر کمر باندھ رکھی ہے۔ (اس مثال میں خاوند کے بُرے اعمال بیوی کے ایمان پر اثر انداز نہیں ہوتے)۔

۱۲ اور تیسری مثال عمران کی بیٹی مریمؑ کی ہے۔ اس نے خانقاہیت کے اُس گھناؤنے ماحول میں، جہاں ہر گرگ کو برّہ معصوم کی تلاش رہتی ہے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا اور اپنے چاک گریبان تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچنے دیا۔ (اُس نے خانقاہیت کی خود تراشیدہ شریعت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خدا کے مقرر کردہ قاعدے کے مطابق عائلی زندگی اختیار کی۔ اسے حمل قرار پایا)۔ پیدا ہونے والے بچے میں ہم نے اپنی توانائیوں کا شمہ ڈالا (جیسا کہ ہر انسانی بچے کی صورت میں ہوتا ہے)۔ اس طرح اس نے اپنے خدا کے احکام و ارشادات کی، یعنی اُس کی طرف سے بھیجے ہوئے قوانین کے برحق ہونے کی تصدیق کی۔ وہ خدا کے نہایت فرماں بردار بندوں میں سے تھی۔

(ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ رشتہ داری کی بندھنیں یا ماحول کے اثرات، انسان کے ایمان کے راستے میں روک بن کر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ انسان کو آتنی زبردست قوتِ ارادی دی گئی ہے کہ یہ ان تمام موانعات اور مؤثرات پر قابو پا سکتا ہے۔ اسی لئے خدا نے ابلیس سے کہا تھا کہ میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکے گا۔ (۱۷/۶۵ ؛ ۱۵/۴۲)۔

اٹھائیسواں پارہ
ختم ہوا

# ضروری وضاحت

قرآن کریم کے سابقہ پاروں میں بالعموم اور آخری پاروں میں بالخصوص ایک عظیم انقلاب کا ذکر آتا ہے۔ قرآن نے خود متعین طور پر نہیں بتایا کہ اس سے کونسا انقلاب مقصود ہے لیکن متعلقہ آیات پر غور و تدبر سے ذہن تین قسم کے انقلابات کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ ایک خارجی کائنات میں انقلاب جس میں ایسے طبیعی حوادث ظہور میں آئیں گے جن سے یہ سارا سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ دوسرا انقلاب وہ ہے جو قوموں کی زندگی میں رونما ہوتا ہے۔ یہ انقلاب خود عہد رسالت مآبؐ میں رونما ہوا اور اس کے بعد ہر اس دور میں رونما ہو سکتا ہے جس میں باطل کے نظام کی جگہ قرآنی نظام قائم کیا جائے۔ اس سے قوموں کی تمدنی، سیاسی، معاشی، معاشرتی زندگی کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ اور تیسرا انقلاب وہ ہے جس کا تعلق موت کے بعد کی زندگی سے ہے۔ اس زندگی میں انسانی شعور کی سطح بدل جائے گی اور زمان و مکان کا تصور اور سے اور ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم میں جو الفاظ آئے ہیں اگر ان کے لغوی معانی لئے جائیں تو ان کا اطلاق خارجی کائنات سے متعلق انقلاب پر ہوتا ہے، لیکن اگر ان کے مجازی معانی لئے جائیں تو ان سے قوموں کے داخلی انقلاب یا حیاتِ اُخروی کے کوائف کا تصور سامنے آتا ہے۔ مفہوم القرآن میں ان الفاظ کے مجازی معانی لئے گئے ہیں اور انہی کی روشنی میں متعلقہ آیات کے مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان الفاظ کے لغوی معانی لینا چاہیں تو وہ قرآن مجید کا کوئی سا مروجہ ترجمہ سامنے رکھ لیں یا میری "لغات القرآن" دیکھ لیں جس میں الفاظِ قرآن کے لغوی اور مجازی دونوں معانی دیئے

گئے ہیں' اور اس طرح ان آیات کا مفہوم خود متعین کریں۔

۲ —— قرآن کریم کی ترتیب کا انداز نصابی کتب کا سا ہے۔ ابتدائی پاروں میں' حقائق کو بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ پھر جوں جوں طالب علم آگے بڑھتا ہے' حقائق زیادہ اور تفصیل کم ہوتی جاتی ہے تاآنکہ آخری پاروں (بالخصوص تیسویں پارہ) میں حقائق یوں اختصار میں سمٹ گئے ہیں جیسے آنکھ کے تِل میں آسمان۔ دو دو تین تین لفظوں کی آیات لیکن گنجینۂ معانی۔ یہ ارتکاز' ان الفاظ کے مجازی معانی ہی سے کھل کر سامنے آسکتا ہے۔ مفہوم القرآن میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔

پرویز

# سورۃ الملک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ۙ﴿۱﴾

الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ

---

۱ وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں تمام کائنات کا اقتدار ہے کس قدر فراوانیوں اور خوشگواریوں کی مالک اور ثبات و استحکام اور نشو و ارتقا عطا کرنے کی ضامن ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے ہر شے کے اندازے اور پیمانے (قوانین) مقرر کر رکھے ہیں جن پر اسے پورا پورا کنٹرول ہے۔ (دنیا میں جو نظام اس کے قوانین کو نافذ کرنے کے لئے قائم ہوگا اس کی خصوصیت بھی یہ ہوگی کہ اسکا اقتدار نوعِ انسانی کے لئے موجب خیر و برکت ہوگا۔ اور اس اقتدار کا نفاذ قوانین کی رو سے ہوگا)۔

۲ اس نے کائنات کے ارتقاء کے لئے متضاد عناصر میں کشمکش کا اصول مقرر کر رکھا ہے۔ اور یہی قانون، خود انسانی دنیا میں بھی کارفرما ہے۔ جو فرد یا قوم کشمکشِ حیات میں تعمیری پہلوؤں کو غالب رکھتی ہے، وہ زندہ رہتی اور آگے بڑھتی ہے، جو اس کے خلاف چلتی ہے اس کی زندہ رہنے اور آگے بڑھنے کی صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں اور آخر الامر اس پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ خود انسان کی طبیعی موت بھی اس کی ذات کی صلاحیتوں کے پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ (اگر اسکی ذات کی نشو و نما ہو چکی ہے تو وہ زندگی کی اگلی ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہے۔ اسے جنت کی زندگی کہتے ہیں۔ اگر اس کی نشو و نما نہیں ہوئی تو وہ آگے بڑھنے کے قابل نہیں ہوا۔ یہ جہنم کی زندگی ہے۔ لہٰذا مومن کے لئے موت مزید ترقی کے راستے کا دروازہ ہے نہ کہ کوئی ڈرنے کی چیز)۔ یہ ہے وہ خدا جو اپنے تمام پروگرام پر غالب ہے اور اُسے ہر قسم کی تخریب سے محفوظ رکھتا ہے۔ (۱۱/۲ ؛ ۱۵۴/۲)

۳ (اگر تم دیکھنا چاہو کہ اُس کا پروگرام کس حسن و خوبی سے چل رہا ہے اور اس کی صفات

طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ
كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا
رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۵ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ
الْمَصِيرُ ۶ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ

---

رحمت و قدرت کس حسن و خوبی سے بیک زمان کارفرما ہیں تو کائنات کی اس عظیم القدر مشینری پر غور کرو)۔ اس نے فضا کی پہنائیوں میں مختلف کُرّوں کو اس طرح بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (ان میں باہمی تصادم نہیں ہوتا)۔

تم یہاں سے وہاں تک دیکھ جاؤ۔ تمہیں خدائے رحمٰن کی تخلیق کردہ کائنات میں کہیں بے ترتیبی یا عدم تناسب نظر نہیں آئے گا۔ تم ایک بار نہیں بار بار نگاہ کو لوٹا کر دیکھو' خوب جانچ پڑتال کر کے غور کرو' تمہیں کہیں کوئی دراڑ یا درز دکھائی نہیں دے گی۔ کوئی شے بے جوڑ یا انمل نہیں ہوگی۔

۴ تم طائر نگاہ کو فضا کی پہنائیوں میں بار بار اذن بال کشائی دو اور اس سے کہو کہ وہ خوب اچھی طرح سے دیکھے کہ کائنات میں کہیں کوئی اختلال ہے۔ وہ ہر بار واماندہ و درماندہ 'کاشانہ چشم' میں لوٹ آئے گا' اور اسے کہیں اختلال و فطور دکھائی نہیں دے گا۔ (یہ ہے اس کائنات کا نقشہ جس میں ہر شے ہمارے قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ اب تم خود سوچ لو کہ اگر تم بھی اپنی دنیا میں ہمارا نظام قائم کرو تو تمہارے معاشرہ میں کس طرح فساد کی جگہ اصلاح' اور اختلاف کی جگہ باہمی موافقت پیدا ہو جائے گی)۔

۵ اور ہم نے اس فضا کو' جو تمہیں قریب ترین نظر آ رہی ہے درخشندہ ستاروں سے مزین کر رکھا ہے۔ (یہ بھی تمہاری زمین کی طرح مختلف اجرام ہیں۔ لیکن) جو لوگ ہمارے قوانین کا علم نہیں رکھتے اور توہمات کی تاریکیوں میں زندگی بسر کرتے ہیں' وہ ان ستاروں سے قیاس آرائیاں کر کے غیب کے حالات معلوم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اب جو نزولِ قرآن کے بعد علم و تحقیق کا دور آ گیا ہے' تو یہ کاہن اور نجومی رفتہ رفتہ ختم ہو جائیں گے۔ ان کی اٹکلیں بے کار ہو کر رہ جائیں گی۔ اور ان کا انجام بڑا ہلاکت آمیز ہوگا۔ (۱۵/۱۷ ؛ ۳۷/۶—۹ ؛ ۷۲/۸)۔

۶ اور ایک انہی پر موقوف نہیں۔ جو لوگ بھی زندگی کے کسی گوشے میں' قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہیں' ان کا انجام تباہی اور بربادی ہوتا ہے' اور یہ بہت بُرا انجام ہے۔

۷ جب یہ لوگ تباہیوں کے جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اس سے چیخ و پکار کی کرب انگیز

فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۸ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ
اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۹ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ
السَّعِيرِ ۱۰ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۱۱ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم
مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۱۲ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۱۳

---

آوازیں سنائی دیں گی۔ اور وہ (جہنم) بڑا پرجوش اور طوفان انگیز ہوگا۔

۸ ایسا طوفان انگیز کہ یوں دکھائی دے گا گویا وہ جوشِ غضب سے پھٹ جائے گا۔ جب کوئی قوم اس میں ڈالی جاتی ہے تو اس سے، جہنم کے چوکیدار پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نہیں آیا تھا جو تمہیں تمہاری غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتا؟

۹ وہ کہتے ہیں کہ ہاں! ہمارے پاس ایسا آگاہ کرنے والا آیا تھا لیکن (ہماری بدبختی کہ ہم نے اس کی بات کو سچ نہ مانا)۔ اس سے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تیری طرف خدا نے کوئی وحی وغیرہ نہیں بھیجی۔ (اور جو لوگ اس کا اتباع کرتے تھے انہیں الٹا طعون کیا کہ) تم بڑی گمراہی میں پڑے ہو (ہم بالکل ٹھیک راستے پر چل رہے ہیں)۔

۱۰ اصل یہ ہے کہ ہم نے عقل و فکر سے کام ہی نہ لیا۔ یونہی تعصب، ہٹ دھرمی اور اندھی تقلید کی بنا پر اُن کی مخالفت کرتے رہے۔ اگر ہم بگوش ہوش ان کی بات سنتے اور عقل و فکر سے کام لیتے تو آج اس جہنم میں کیوں ہوتے؟ (جہنم میں جاتا ہی وہ ہے جو عقل و فکر سے کام نہیں لیتا۔ (۱۷۹/۷)

۱۱ وہ اس طرح عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر، اپنے جرائم کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن اس سے کیا حاصل؟ جو شخص (مہلت کا وقفہ ختم ہو جانے کے بعد) اپنے اعمال کے نتائج کے اعتبار سے دوزخ میں چلا گیا وہ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گیا۔

۱۲ ان کے برعکس، جو لوگ خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے، اپنے اعمال کے اَن دیکھے نتائج کو اپنی نگاہوں میں رکھتے ہیں، اور غلط اعمال کے عواقب سے خائف رہتے ہیں، ان کے لئے ہر قسم کی تباہیوں سے بچنے کا سامان ہے، اور ان کی محنتوں کے نہایت شاندار نتائج ہیں۔

۱۳ لیکن یہ چیز اس طرح حاصل نہیں ہوسکتی کہ تم زبان سے ان قوانین کا اقرار کرتے رہو

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَا
کِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ
تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ

---

اور دل میں ان کے خلاف پروگرام بناتے رہو۔ اس طرح تم خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ تم اپنے ارادوں کو ظاہر کرو' یا مخفی رکھو' خدا کے نزدیک یکساں ہے۔ وہ تو دل کی گہرائیوں میں گزرنے والے خیالات تک سے واقف ہے۔

۱۴ ذرا سوچو کہ جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے اگر وہ بھی تمہارے دل کی باتوں سے واقف نہیں تو اور کون واقف ہوگا؟ اس کی نگاہ بڑی باریک بیں ہے اور وہ ہر بات سے باخبر ہے۔

۱۵ (اس خدا نے تمہاری نشوونما کے لئے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ رزق کے سرچشموں (زمین) کو تمہارے تابع تسخیر بنا دیا ہے۔ سو تم اس کے حصول کے مختلف راستے تلاش کرو' اور اس طرح اس کے عطا کردہ رزق کو اپنے استعمال میں لاؤ۔

لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لو کہ تم ان رزق کے سرچشموں کے واحد مالک ہو اس لئے انہیں جس طرح جی چاہے اپنے تصرف میں رکھ سکتے ہو۔ یہ امانتاً تمہاری تحویل میں دیئے گئے ہیں اس لئے تمہیں ہر وقت اس کا خیال رہنا چاہیئے کہ تمہیں خدا کو ان کا حساب دینا ہے (یہی وہ انداز نگاہ ہے جس سے انسانیت کا شجرِ خزاں دیدہ از سرِ نو بہار سے ہمکنار ہو سکتا ہے)۔

۱۶ (تم جو رزق کے سرچشموں کے واحد مالک بن جاتے ہو اور جس مقصد کے لئے خدا نے انہیں پیدا کیا ہے' اسے نظر انداز کر دیتے ہو تو) کیا تم خدا کے قانونِ مکافات سے بالکل بے خوف ہو جاتے ہو؟ ذرا سوچو کہ اگر وہ ان معاشی سہولتوں کو ختم کر دے۔ زمین گرد و غبار (بنجر) بن کر رہ جائے۔ (۶۷/۱۲ ؛ ۶۷/۳۰ ؛ ۸/۱۸)۔ یا خود تمہیں زلزلہ کے جھٹکے سے زمین میں دھنسا دے' تو تم کیا کر لو؟

۱۷ یا سوچو کہ اگر اوپر کے کسی کرے میں ایسا اختلال واقع ہو جائے کہ وہاں سے پتھر برسنے شروع ہو جائیں' تو تم اس تباہی سے کس طرح بچ سکو؟

اس وقت تم ان باتوں کو یونہی مذاق سمجھ رہے ہو لیکن تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ہماری ان تنبیہات کا مطلب کیا تھا؟ (قوموں کی تباہیاں طبیعی حوادث ہی سے نہیں ہوا کرتیں۔ یہ غلط نظامِ تمدن کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں)۔

۱۸ تم سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح ہماری تنبیہات کو جھوٹا سمجھا تھا۔ سو تم تاریخ کے

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ
إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ
إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾
أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ

---

صفحات سے پوچھو کہ ان کی اس تکذیب کا نتیجہ کس طرح تباہی اور بربادی کی شکل میں سامنے آیا۔

۱۹ (تمہیں خدا کے کائناتی قانون کا اندازہ ہی نہیں کہ وہ کس قدر عظیم قوتوں کا مالک ہے۔ اس کے لئے بڑے وسیع علم اور تجربے کی ضرورت ہے لیکن اس کا سرسری سا اندازہ لگانا ہو تو) ذرا فضا کی پہنائیوں میں اڑنے والے پرندوں کو دیکھو۔ (اتنے وزن کی چیز ہوا میں معلق نہیں ٹھہر سکتی لیکن وہ ہیں کہ) اس میں اس تیزی سے اڑے چلے جاتے ہیں۔ سوچو کہ قانونِ خداوندی کے علاوہ کوئی اور شے بھی ایسی ہو سکتی ہے جو انہیں اس طرح فضا میں تھامے رکھے اور گرنے نہ دے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس کا قانون نشوونما ہر شے کی ضروریات اور تقاضوں پر نگاہ رکھتا ہے۔

۲۰ تم بتاؤ کہ اگر خدا کے قانون کی تکذیب اور مخالفت سے تم پر تباہی آجائے، تو وہ کون سا لشکر ہے جو اس کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جو قانونِ خداوندی سے اس طرح انکار کرتے اور سرکشی برتتے ہیں، دھوکے اور خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ اس کے قانون کو کوئی قوت شکست نہیں دے سکتی۔

۲۱ ان سے پوچھو کہ اگر خدا، زمین کی اس صلاحیت کو سلب کر لے جس کی رو سے اس میں سے خوراک پیدا ہوتی ہے، تو وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے سکے؟

لیکن ان کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آسکتیں، اس لئے کہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت کے جذبات کی طغیانیوں میں، موج در موج، بہے چلے جا رہے ہیں۔ (اور سمجھنے سوچنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان جذبات میں غرق نہ ہو)۔

۲۲ ان سے پوچھو کہ جو شخص اوندھی ڈال کر، عقل و فکر سے کام لئے بغیر، جذبات کی رو میں بہے چلا جا رہا ہو، وہ کبھی اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو زندگی کے توازن بدوش راستے پر سیدھا چل رہا ہو؟

۲۳ ان سے کہو کہ خدا نے تمہیں پیدا کیا تھا تو (جانوروں کی طرح نہیں بنا دیا تھا۔ اس نے

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ
وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَ
إِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ
تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَن مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَن يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ
أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٩﴾

---

تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی استعداد دی تھی تاکہ تم اس سے کام لے کر انسانوں کی طرح زندگی بسر کرو۔ لیکن تم سوچو کہ ان قوتوں کو تم کس حد تک ٹھیک ٹھیک استعمال کرتے ہو؟

۲۴ اس خدا نے تمہیں زمین میں ہر طرف پھیلا دیا ہے (اور سامانِ معیشت فراوانی سے
عطا کر دیا ہے۔ لیکن اس پھیلاؤ سے یہ مطلب نہیں کہ تم اس کے قانون کے دائرے سے باہر نکل گئے
ہو۔ بالکل نہیں) تم ہر طرف سے ہنکا کر اس کے قانونِ مکافات کی طرف لائے جا رہے ہو۔ (تمہارا
ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ ۸۴/۶)۔

۲۵ (ان کے سامنے جب بھی قانونِ مکافات کا ذکر آتا ہے تو) یہ کہتے ہیں کہ اگر تم واقعی سچ
کہتے ہو تو یہ بتاؤ کہ وہ تباہی جس سے تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو کب آئے گی؟

۲۶ ان سے کہو کہ اس بات کا علم تو خدا ہی کو ہے کہ وہ تباہی کب آئے گی۔ لیکن میں تمہیں
اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمہاری غلط روش کا نتیجہ بڑا ہی تباہ کن ہوگا اور یہ تباہی آ کر رہے گی۔

۲۷ (اس وقت تو یہ اس تباہی کے لئے اس قدر جلدی مچا رہے ہیں۔ لیکن) جب یہ اُسے
اپنے قریب آتا دیکھیں گے، تو غم کے مارے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اُس وقت ان
سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ تباہی جسے تم آوازیں دے دے کر بلایا کرتے تھے۔

۲۸ تم ان سے کہو کہ اس سوال کو چھوڑو کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا انجام کیا ہوگا؟ ہم
تباہ ہو جائیں گے یا خدا کی رحمت اور ربوبیت ہمارے شاملِ حال رہے گی۔ تم یہ بتاؤ کہ جب تمہارے
انکار اور سرکشی کی وجہ سے تم پر تباہی آئے گی تو تمہیں اس سے کون پناہ دے گا؟ (تم
ہماری فکر چھوڑو، اپنا خیال کرو)۔

۲۹ ان سے کہو کہ ہم جس خدا پر ایمان لائے ہیں وہ خدائے رحمٰن ہے۔ یعنی وہ جس نے
کائنات کی نشوونما کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس کے قانونِ نشوونما پر ہمارا پورا پورا بھروسہ ہے

۲ ع ۲ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ ۝٣٠

(اس لئے ہم پر کبھی تباہی نہیں آسکتی)۔ تمہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ کون کھلی ہوئی گمراہی میں ہے (اور کون صحیح راستے پر چل رہا ہے)۔

۳۰ (بات چلی تھی اس سے کہ ہم نے جو رزق کے سرچشمے تمام انسانوں کی نشوونما کے لئے عطا کئے ہیں' انہیں اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر نہ بیٹھ جاؤ۔ اس سلسلہ میں آخر میں' انہیں پھر ایک بات سمجھاؤ)۔ ان سے پوچھو کہ اس وقت خدا کے قانونِ کائنات کے مطابق' پانی زمین سے ابل کر چشموں کے ذریعے' اوپر کو آتا ہے۔ اگر اس کا قانون یہ ہوجائے کہ پانی' اوپر کی طرف آنے کے بجائے' زمین میں نیچے ہی نیچے چلا جائے تو بتاؤ کہ یہ آبِ رواں (جس پر تمہاری زندگی کا دارومدار ہے) تمہیں کون دے سکے گا؟ (۵۶/۶۳-۶۸)۔

(سوچنے والے کے لئے اتنی سی بات ہی کافی ہے کہ رزق' خدا کی موہبت ہے' اس لئے اسے خدا ہی کے قانون کے مطابق' تقسیم ہونا چاہیئے)۔

# سورۃ القلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ① مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ② وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ③ وَاِنَّكَ لَعَلٰى

خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④

۱ اے رسولؐ! یہ مخالفین کہتے ہیں کہ تو دیوانہ ہے۔
ان سے کہو کہ ذرا دوات اور قلم[۱] اور جو کچھ اس سے لکھا جاتا ہے (یعنی علم کی بارگاہ) سے پوچھو کہ کیا دیوانے اسی قسم کے ہوتے ہیں اور ایسی ہی تعلیم پیش کیا کرتے ہیں جیسی تو اس کتابِ عظیم میں پیش کر رہا ہے؟

۲ ۳ تو خدا کے فضل و کرم سے بیش بہا نعمت (نبوت اور مملکت) سے نوازا گیا ہے۔ اس لئے تیری سعی و کاوش کا صلہ ایسا ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

۴ اگر یہ لوگ ذرا عقل و ہوش سے کام لیتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ جس شخص کا مزاج اس قدر اعتدال پر ہو جس کی سیرت اس قدر بلند ہو جو حسنِ اخلاق کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہا ہو وہ کبھی دیوانہ نہیں ہو سکتا۔ (اور جب علم اور تلوار کے ساتھ حسنِ اخلاق بھی شامل

---

[۱] نٓ کے معنی تلوار بھی ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے "نٓ والقلم" سے مراد "شمشیر اور قرآن" بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی قانونِ خداوندی اور قوتِ نافذہ۔ یہی دو چیزیں ہیں جن سے اسلامی نظامِ مملکت قائم ہوتا ہے۔ قانونِ خداوندی مملکت کی قوت کی نگرانی کرنے والا کہ وہ بے جا صرف نہ کی جائے۔ اور قوت، قانونِ خداوندی کی نگرانی کرنے والی کہ وہ محض "وعظ" بن کر نہ رہ جائے۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝۵ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ ۝۶ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِينَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝۸ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝۱۰
هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝۱۱

ہوجائے تو معاشرہ کا نقشہ کیا ہوجائے گا؟)

۵ ۶ یہ تو ہی نظری شہادت۔ اس کی عملی شہادت کے لئے تھوڑا سا انتظار کرو۔ تمہارے قائم کردہ نظام کے درخشندہ نتائج خود بخود بتا دیں گے کہ تم دونوں میں کون دیوانہ اور فریب خوردہ ہے!

۷ اس لئے کہ تیرے خدا پر اچھی طرح روشن ہے کہ کون صحیح راستے پر چل رہا ہے اور کون اس راستے سے بھٹک چکا ہے۔ (دونوں کو دن بھر چلنے دو' شام کے وقت جب سفر ختم ہوجائے گا تو واضح ہوجائے گا کہ کون منزل پر پہنچ گیا اور کون راستے میں کھو گیا)۔

۸ ۹ یہ لوگ ان حربوں پر اس لئے اتر آئے ہیں کہ یہ چاہتے ہیں کہ تو اس قسم کے طعن و تشنیع سے تنگ آکر مفاہمت پر آمادہ ہوجائے۔ یعنی' کچھ تو' اپنے مقام سے ہٹے' کچھ یہ نرم پڑیں' اور اس طرح تم دونوں میں مفاہمتٹ کی شکل پیدا ہوجائے۔ لیکن تم ان کی بات بالکل نہ ماننا۔ (اس لئے کہ جو شخص حق پر ہو اس کے لئے اپنے مقام سے ذرا سا ہٹ جانا بھی اس کی شکست ہے۔ حق اپنے مقام سے ہٹا تو باطل ہو گیا۔ اس کے برعکس باطل' کوئی بھی مقام اختیار کرلے اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ وہ پہلے بھی باطل تھا پھر بھی باطل رہے گا۔ صحیح جواب ایک' اور صرف ایک ہوتا ہے۔ غلط' سینکڑوں ہوسکتے ہیں۔ $\frac{۱}{۱۵}$ ; $\frac{۱۱}{۱۱۲}$ ; $\frac{۱۴}{۴۷}$)۔

۱۰ (اے رسولؐ!) جماعتِ مخالفین کے اس نمائندہ کی (جو مفاہمت کی پیشکش لے کر آیا ہے) یہ حالت ہے کہ یہ بڑا دنی الطبع' پست ذہنیت کا مالک' اور سخت جھوٹا ہے۔ اسی لئے اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے قسموں پر قسمیں کھائے چلا جاتا ہے۔

۱۱ یہ چاہتا ہے کہ اپنی دسیسہ کاریوں اور وسوسہ انگیزیوں سے تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کر دے۔ اس کی نگاہ کا زاویہ اس قدر بگڑ چکا ہے کہ اسے کہیں بھی حسن اور خیر نظر نہیں آتا۔ ہر جگہ شر' نقص' اور خرابی دکھائی دیتی ہے۔ ہر وقت لگائی بجھائی میں مصروف رہتا ہے۔ ادھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر کرتا پھرتا ہے' اور اپنی باتوں میں جھوٹ سچ ملا کر' ہر جگہ فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

ٹ COMPROMISE.

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿١٣﴾ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ﴿١٤﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا
قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٥﴾ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ﴿١٦﴾ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا
لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ

**۱۲** خود بھی کوئی بھلے کا کام نہیں کرتا اور لوگوں کو بھی بھلائی کے کاموں سے روکتا رہتا ہے۔ انسانیت کے صحیح قانونِ حیات سے سرکشی برتنے میں سب سے آگے اور منفعت بخش تعمیری کاموں میں سب سے پیچھے رہتا ہے۔

**۱۳** شقی القلب، بے درد، سخت گیر، جھگڑالو، ہر وقت نیت یہ کہ لوگوں کا سب کچھ سمیٹ کر ہڑپ کر جائے۔ یہ زندگی کی سرسبزی اور شادابی سے یکسر محروم ہے، اس لئے بڑا ہی ذلیل اور کمینہ ہے۔

**۱۴** یہ اس قسم کی سیرت و کردار کے باوجود، لوگوں کا لیڈر اس لئے بنا ہوا ہے کہ یہ سرمایہ دار ہے، اور اس کے قبیلے (افرادِ خاندان) کا جتھہ بہت بڑا ہے۔

**۱۵** دولت اور قوت کا یہی نشہ ہے جس سے اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب اس کے سامنے ہمارے قوانین پیش کئے جاتے ہیں تو یہ نہایت نفرت و حقارت اور غرور و تکبر سے کہتا ہے کہ یہ سب پہلے لوگوں کی فرسودہ کہانیاں ہیں۔ یہ محض افسانے ہیں۔

**۱۶** تم عنقریب دیکھو گے کہ اس کا یہ زعمِ باطل کس طرح ٹوٹتا ہے، اور یہ جو اتنی بڑی "ناک" لئے پھرتا ہے، وہ کس طرح بیچ چوراہے کے کٹتی ہے۔

**۱۷** ہم اسے ایسا پلٹا دیں گے جیسا (مشہور مثال ہیں) باغ والوں کو پلٹا دیا تھا[1]۔ ان کا بہت بڑا باغ تھا جس کے درخت پھلوں سے لدے ہوتے تھے۔ انہوں نے بڑے وثوق سے کہا کہ ہم صبح ہوتے ہی ان کا پھل توڑ لیں گے۔

**۱۸** انہوں نے اس میں سے محتاجوں اور مسکینوں کے لئے ذرا سا حصہ بھی الگ کرنے کا ارادہ نہ کیا تھا۔

**۱۹** تو ہوا یہ کہ وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ ایک ایسی بلائے ناگہانی (مثلاً ٹڈی دل) آئی کہ وہ ساری فصل چٹ کر گئی۔

**۲۰** اور وہاں سرسبز و شاداب باغ (اور کھیتیوں) کی جگہ چٹیل میدان رہ گیا۔

---

[1] اسی قسم کی مثال (۱۸/۳۲-۴۴) میں بھی آئی ہے۔

كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ
يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا
لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا
إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ﴿٣١﴾ عَسَىٰ

۲۱ ۲۲ صبح اٹھ کر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اٹھو، چلو، سویرے سویرے پھل توڑ کر فارغ ہو جائیں۔

۲۳ ۲۴ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے اپنے گھروں سے روانہ ہو گئے۔ وہ چلتے جاتے تھے اور آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے جاتے تھے، کہ دیکھنا! آج کوئی محتاج اور مسکین تمہارے پاس پھٹکنے نہ پائے۔

۲۵ چنانچہ وہ اس طرح باغ کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے ایسا انتظام کر لیا کہ کوئی محتاج وہاں تک نہ آنے پائے۔

۲۶ جب وہ وہاں پہنچے تو (باغ اور کھیتوں کو دیکھ کر) کہنے لگے کہ ہم آج کہیں راستہ تو نہیں بھول گئے؟ یہ تو ہمارے باغات اور کھیت معلوم نہیں ہوتے۔

۲۷ (پھر جب ذرا آنکھیں مل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے ہی باغات اور کھیتوں کے کنارے کھڑے ہیں۔ اس پر) وہ سر پیٹ کر بیٹھ گئے اور چلا اٹھے کہ ہائے ہم مارے گئے۔ ہمارا سب کچھ لٹ گیا۔ ہم تباہ و برباد ہو گئے، ہماری قسمت پھوٹ گئی۔

۲۸ ان میں سے ایک شخص نے جس نے اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا، کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم اپنی تمام جدوجہد کو خدا کے قانون کے تابع رکھو۔ تم نے میری بات نہ مانی۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔

۲۹ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم نے مسکینوں اور غریبوں کے حقوق کا قطعاً خیال نہیں رکھا تھا۔ یہ ظلم تھا۔ اور ظلم کا نتیجہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ (ورنہ خدا کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کی محنت کو یونہی ضائع کر دے)۔

۳۰ ۳۱ پھر وہ ایک دوسرے کو لگے لعنت ملامت کرنے، کہ تم نے ہی ایسی پٹی پڑھائی تھی جس سے ہم قانونِ خداوندی سے سرکش ہو گئے۔

۳۲ اب ہم قانونِ خداوندی کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ خدا ہمیں اس سے

رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝۳۲ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
يَعْلَمُوْنَ ۝۳۳ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۳۴ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝۳۵ مَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ۝۳۶ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝۳۷ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝۳۸ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝۳۹ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝۴۰ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاۗءُ ڔ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ

---

بہتر سامانِ رزق عطا کرے گا

۳۳ اے رسولؐ! تم ان مخالفت کرنے والوں کو بتا دو کہ قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتنے والوں پر، اس طرح اس دنیا میں تباہی آیا کرتی ہے اور آخرت کی تباہی اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہو گی۔ اے کاش! یہ اس بات کو سمجھ لیتے۔

۳۴ اس کے برعکس، جو لوگ ہمارے قانونِ ربوبیت کی نگہداشت کرتے ہیں (اور اپنی کمائی میں محتاجوں اور مسکینوں کا حق سب سے پہلے سمجھتے ہیں)، انہیں ایسی جنتی زندگی نصیب ہو گی جس میں ہر قسم کی آسائشیں ہوں گی۔

۳۵ یہ اس لئے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ جو لوگ ہمارے قوانین کی اطاعت کریں، وہ ان لوگوں جیسے ہو جائیں جو ان سے سرکشی اختیار کرتے ہیں۔ (جب ان کے راستے مختلف سمتوں کو جاتے ہیں تو ان کی منزل ایک کیسے ہو سکتی ہے؟)

۳۶ (یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو جی میں آئے کرتے رہیں، ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں) ان سے کہو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اس قسم کے فیصلے کرتے ہو؟

۳۷-۳۸ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا نوشتۂ خداوندی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ تم جو روش چاہو اختیار کرلو، نتائج تمہارے حسبِ پسند نکلتے آئیں گے؟

۳۹ یا تم نے خدا سے اس قسم کا کوئی عہد لے رکھا ہے کہ تم زندگی کے معاملات کے متعلق جس قسم کے فیصلے تمہارا جی چاہے کرتے جاؤ، تمہیں ہر حال میں فائدہ ہی فائدہ ہو گا — چت بھی تمہاری ہو گی اور پٹ بھی تمہاری — اور پھر خدا نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ قیامت تک اپنے اس عہد کو پورا کرتا رہے گا!

۴۰ ان سے پوچھو کہ تم میں وہ کون ہے جو چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ میں نے خدا سے اس قسم کا عہد لے رکھا ہے اور اس کے پورا کرانے کا میں ذمہ دار ہوں۔

۴۱ یا اس معاملہ میں ان کے کوئی اور شریک ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان سے کہو کہ وہ ان

إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِي وَمَنْ
يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾
أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾

---

شرکاء کو سامنے لائیں اور اس طرح اپنے دعویٰ کی صداقت کا ثبوت دیں۔

٤٢ (یہ سب ان کی من گھڑت باتیں ہیں۔ خدا کا قانونِ مکافات اٹل ہے۔ اس قانون کی رو سے ــــــ گندم از گندم بروید جو ز جو ــــــ لہٰذا) اب وہ وقت بہت قریب آرہا ہے جب ان کی اس غلط روش کے تباہ کن نتائج ان کے سامنے آجائیں گے۔ بڑے گھمسان کا رن پڑے گا۔ چاروں طرف سے شدت کی سختیاں امنڈ کر آجائیں گی۔ اس وقت ان میں سے بعض انہیں مشورہ دیں گے کہ وہ قانونِ خداوندی کے سامنے جھک جائیں' لیکن اس کا وقت گزر چکا ہوگا۔ اُس وقت یہ بات اُن کے بس کی نہیں رہے گی کہ کسی طرح اس تباہی سے بچ جائیں۔ (ظہورِ نتائج کے وقت مہلت کا عرصہ ختم ہو جاتا ہے)۔

٤٣ اس وقت ذلت سے ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی' اور رسوائی کی سیاہی ان کے چہروں پر ملی ہوگی۔ اس سے پہلے' مہلت کے عرصہ کے دوران' انہیں کہا جاتا تھا کہ وہ قانونِ خداوندی کے سامنے جھک جائیں۔ اُس وقت یہ بات ان کے بس میں تھی کہ اپنے آپ کو اس تباہی سے بچا لیتے۔ لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اب یہ تباہی سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

٤٤ (سو اے رسولؐ! تم اپنے پروگرام کی تکمیل میں مصروفِ عمل رہو) اور ان لوگوں کو جو ہمارے قانونِ مکافات کی صداقت کو جھٹلاتے ہیں' ہمارے حوالے کر دو۔ ہم انہیں' بتدریج' آہستہ آہستہ' تباہی کی طرف لا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ انہیں اس مقام تک پہنچا دیں گے جہاں انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا کہ وہ تباہی آ کہاں سے گئی!

٤٥ ہم انہیں اِس وقت مہلت دے رہے ہیں۔ ہماری تدبیر بڑی محکم اور مضبوط ہوتی ہے اس لئے یہ اس کی گرفت سے باہر نہیں جا سکتے۔

٤٦ ذرا سوچو کہ یہ جو تجھ سے اس طرح گھبرا کر بھاگ جانا چاہتے ہیں' تو کیا تو ان سے کچھ معاوضہ مانگ رہا ہے جسے یہ اپنے لئے ناقابلِ برداشت جرمانہ سمجھ رہے ہیں؟ (۵۲/۴۰)۔

٤٧ یا انہیں غیب سے پتہ چل گیا ہے (کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ کبھی واقع نہیں ہوگا) اور انہوں

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۴۸﴾ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ
مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۵۰﴾ وَإِن يَكَادُ
الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ
(۲) (۲۹) (۴) لِّلْعَالَمِينَ ﴿۵۲﴾

نے اس غیب کی خبر کو لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ (اور اس لئے ان کی جرأتیں بیباک ہو رہی ہیں)۔

۴۸ تو ان کی کسی بات کی پرواہ نہ کر' اور اپنے نشوونما دینے والے کے تجویز کردہ پروگرام کی تکمیل میں ثابت قدم رہ۔ اور مچھلی والے پیغمبر (یونسؑ) کی طرح جلدبازی نہ کر (وہ اپنی قوم کی مخالفت سے گھبرا کر وقت سے پہلے ان سے ہجرت کر کے چلا گیا تھا۔ ۲۱/۸۷ ؛ ۳۷/۱۳۹)۔ اس سے وہ خود مشکل میں پھنس گیا' اور غم و الم کی اس حالت میں اس نے ہمیں مضطربانہ پکارا۔

۴۹ اگر اُسے' اس کے نشوونما دینے والے کی طرف سے سامانِ آسائش میسر نہ آجاتا' تو وہ لبِ ساحل' چٹیل میدان میں پڑا رہ جاتا اور اس کی حالت بڑی خراب ہو جاتی۔ وہ وہاں سے نکل ہی نہ سکتا ۳۷/۱۴۶)۔

۵۰ (لیکن یہ ایک عارضی مصیبت تھی جو اس پر اس کی اجتہادی غلطی کی وجہ سے آگئی۔ ورنہ) وہ خدا کے برگزیدہ اور صالح بندوں میں سے تھا' اور خدا کی نظروں میں ویسا ہی رہا۔ (لہٰذا' تم' اے رسولؐ! جلدبازی نہ کرنا' استقامت سے اپنے پروگرام پر جمے رہنا اور اسی کے مطابق ہر قدم اٹھانا۔ اس سے تم ہر خطرہ سے محفوظ رہو گے)۔

۵۱ ان کفار کی کوشش یہ رہتی ہے کہ جب وہ تم سے قرآن سنیں تو تمہیں (کبھی) دیوانہ کہہ دیں' (اور کبھی ساحر اور شاعر) اور تمہاری طرف گھور گھور کر دیکھیں' تاکہ تم ان سے زچ پڑ جاؤ' اور اس طرح اپنے مقام سے پھسل جاؤ۔

۵۲ (لیکن تم اس سے مت گھبراؤ۔ اگر تمہاری یہ قوم' اس ضابطۂ زندگی کو اختیار نہیں کرتی تو نہ کرے' یہ صرف اسی قوم کیلئے نہیں آیا) - یہ تو تمام اقوام عالم کے لئے ضابطۂ حیات ہے (یہ قوم اسے تسلیم نہیں کرے گی تو کوئی اور تسلیم کر لے گی اور اس سے صاحبِ شرف و مجد ہو جائے گی۔ یہ تکریمِ انسانیت اسی ضابطۂ حیات سے وابستہ ہونے سے حاصل ہو گی۔ جو قوم بھی چاہے' اسے حاصل کر لے)۔

# سورۃ الحاقۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَاۗقَّةُ ۝۱ مَا الْحَاۗقَّةُ ۝۲ وَمَاۗ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۗقَّةُ ۝۳ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝۴ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا
بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ
حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷

---

۱ ایک حقیقت ثابتہ بن کر سامنے آجانے والی تباہی۔

۲، ۳ یہ تباہی کیا ہے؟ اس کے متعلق تجھے خدا سے بہتر سمجھانے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ (اس لئے ہم بتاتے ہیں کہ یہ واقع ہو کر رہنے والی تباہی کیا ہے اور وہ کیوں آئے گی)۔

۴ یہ اسی قسم کی تباہی ہے جو ہمارے قانونِ مکافاتِ عمل کی رو سے اقوامِ سابقہ پر بھی آتی رہی (مثلاً) عاد اور ثمود کو تنبیہ کی گئی تھی کہ اگر وہ اپنی غلط روش سے باز نہیں آئیں گے تو ان پر کھڑکھڑا دینے والی تباہی آجائے گی۔ انہوں نے اس تنذیر کو جھٹلایا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

۵ شدید کڑک کے ساتھ ایک ہیبت ناک زلزلہ آیا جس نے انہیں تباہ کر کے رکھ دیا۔

۶ اور عاد کو بے پناہ آندھی کے جھکڑ نے ختم کر دیا۔

۷ وہ آندھی' ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ اس نے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ تو اگر وہاں ہوتا تو دیکھتا کہ وہ کس طرح اوندھے منہ گرے پڑے ہیں۔ یوں جیسے کھجور کے تناور درخت جڑوں سے اکھیڑ کر رکھ دیئے گئے ہوں۔ (۵۴/۲۰)۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ
رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ
اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾
فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ

---

۸ کیا تو ان میں سے کسی کو بھی باقی دیکھتا ہے؟ وہ صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گئے۔

۹ اسی طرح فرعون کا بھی حشر ہوا' اور اُن دیگر اقوام کا بھی جو اس سے پہلے ہو گزری تھیں۔
اور (قوم لوطؑ کے) خطاکاروں کا' جن کی بستیاں اُلٹ گئی تھیں۔

۱۰ انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے خدا کے رسولوں کی نافرمانی کی تو اس کے قانونِ مکافات نے انہیں سختی سے اپنی گرفت میں لے لیا۔

۱۱ (رسولوں کی معصیت کرنے والے تو اس طرح تباہ و برباد ہو گئے لیکن جن لوگوں نے اُن (رسولوں) کا ساتھ دیا' انہیں ہم نے تباہیوں سے محفوظ رکھا۔ مثلاً جب طوفانِ نوحؑ کے وقت) پانی کی طغیانیاں حد سے بڑھ گئیں تو ہم نے (اے جماعت مومنین! ان لوگوں کو جو تمہارے جیسا مسلک رکھتے تھے) کشتی میں سوار کرا لیا۔

۱۲ (ہم نے اقوامِ سابقہ کے یہ واقعات اس لئے بیان کئے ہیں) کہ یہ تمہارے لئے قانونِ مکافات کی تاریخی شہادتوں کا کام دیں۔ اور گوشِ نصیحت نیوش (معقول بات سننے والے) انہیں اچھی طرح سے یاد رکھیں۔ (۱۲/۱۱۱)
اسی طرح کی تباہی ان مخالفین پر بھی آنے والی ہے۔

۱۳ ۱۴ جب اعلانِ جنگ کا بگل پہلی بار بجایا جائے گا' اور بڑے بڑے لیڈر اور ان کا لاؤ لشکر سب تباہ کر دیئے جائیں گے۔ اور ایک ہی حملہ میں' (سردارانِ قوم) کی سرکشی اور تکبر کا کُھرکس نکال کر رکھ دیا جائے گا۔

۱۵ اُس دن یہ آنے والی تباہی آئے گی۔

۱۶ اُس وقت ہر سربلند' متکبر کی قوت پاش پاش ہو جائے گی' اور ہر مستبد کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی۔

۱۷ اور کائناتی قوتیں اسے ہر طرف سے گھیرے ہوں گی۔ اور خدا کے نظامِ ربوبیت کا مرکزی کنٹرول آٹھ شعبوں میں بٹا ہو گا۔[1]

---

[1] فٹ نوٹ اگلے صفحے پر دیکھئے۔

عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ
كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ
رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا
كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾

---

۱۸ اُس دن تم سب نکھر کر سامنے آجاؤ گے۔ تمام راز فاش ہوجائیں گے۔ اور تمہاری کوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔

۱۹ سو جس کے اعمال کا رجسٹر یمن و سعادت کے ہاتھوں میں ہوگا' وہ ہر ایک سے خوشی خوشی کہے گا کہ لو! میرا نامہ اعمال پڑھو۔

۲۰ (وہ یہ بھی کہے گا کہ) میں نے اس کا خیال رکھا تھا کہ جو کچھ میں کرتا ہوں' اس کا حساب ضرور ہوگا ——— (اس احتیاط کا نتیجہ تھا کہ میں غلط روش سے بچتا رہا)۔

۲۱ سو اس کی زندگی حسبِ منشا خوشگواریوں کی ہوگی۔

۲۲-۲۳ ایک بلند جنتی معاشرہ میں جس کے پھل ہر وقت اُن کی دسترس میں ہوں گے۔

۲۴ اُن سے کہا جائے گا کہ تم نہایت اطمینان سے کھاؤ پیو۔ یہ سب ان اعمال کا نتیجہ ہے جو تم نے سابقہ ایام میں کئے تھے۔

۲۵ لیکن جس کا اعمالنامہ' ناسازگارات (کے بائیں ہاتھ) میں دیا جائے گا' وہ (بصد حسرت و یاس) کہے گا کہ اے کاش! مجھے یہ رجسٹر نہ دیا جاتا۔

۲۶ اور نہ ہی مجھے معلوم ہوتا کہ میرے اعمال کا حساب کیا ہے۔

۲۷ اے کاش! کسی طرح موت میرا قصہ تمام کردیتی۔

۲۸ افسوس کہ وہ مال (جس پر میں اس قدر اتراتا تھا) میرے کسی کام نہ آیا۔

---

(گذشتہ صفحہ کا فٹ نوٹ لہ) ان تمام آیات میں' الفاظ کے مجازی معانی لے کر انہیں اس تباہی پر منطبق کیا گیا ہے جو مخالفین قریش پر جماعتِ مومنین کے ہاتھوں آئی تھی۔ یہ اس لئے کہ اس سے پہلے جن اقوامِ سابقہ کا ذکر کیا گیا ہے ان سب پر تباہی اسی دنیا میں آگئی تھی۔ (لہذا' ان آیات میں' قریش کی بھی اسی تباہی کا ذکر ہونا چاہیئے جو ان پر اس دنیا میں آئی تھی) لیکن اگر ان الفاظ کے حقیقی معانی لئے جائیں تو ان آیات میں کسی ایسے کائناتی انقلاب کا ذکر ہے جسے ہم اس وقت نہیں سمجھ سکتے کہ اس کی شکل کیا ہوگی۔ اس سلسلہ میں' پارہ کے شروع میں درج کردہ "وضاحت" کو پیشِ نظر رکھئے۔

هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ
ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ (۱) ع (۵)
اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا
مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

---

۲۹ اور میرا وہ غلبہ اور اقتدار (جس کے بل بوتے پر میں نے اس قدر سرکشی اختیار کر رکھی تھی) غت ربود ہو گیا۔

۳۰ کہا جائے گا کہ اسے پکڑو اور اس کی گردن میں طوق ڈالو۔

۳۱ پھر اسے دوزخ میں دھکیل دو۔

۳۲ اور وہاں اسے ایک لمبی زنجیر سے جکڑ دو۔

۳۳ یہ وہ ہے جو خدائے عظیم کے قانونِ مکافات پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

۳۴ اور اسی لئے، اس کی کیفیت یہ تھی کہ یہ لوگوں کو اس کی ترغیب نہیں دیتا تھا کہ ایسا نظام قائم ہو جائے جس میں ہر اس شخص کو سامانِ رزق ملتا رہے جس میں کمانے کی سکت نہ رہی ہو۔

۳۵ (اس کی یہ کیفیت اس لئے تھی کہ وہ سمجھتا تھا کہ میرے پاس اس قدر مال و دولت ہے کہ مجھے کسی کی محتاجی نہیں ہو گی۔ اس لئے مجھے کسی ایسے نظام کی کیا ضرورت ہے جس میں ہر شخص دوسرے کا رفیق و دمساز ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت وہ خود دیکھ لے گا کہ انسان کو رفیق و غمخوار دوست کی کتنی ضرورت ہوتی ہے لیکن) اس وقت اس کا کوئی دوست اور غمخوار نہیں ہو گا۔

۳۶ اور کھولتے ہوئے پانی کے سوا (جس سے پیاس اور بھڑک اٹھے) کچھ پینے کو نہیں ملے گا — یہ اس کے اپنے ہی آنسوؤں کے گھونٹ ہوں گے۔

۳۷ یہ غذا صرف خطاکاروں کی ہوتی ہے۔

۳۸ ۳۹ (اے رسولؐ! تم ان سے کہدو کہ جو کچھ تم سے کہا جا رہا ہے قیاسات نہیں۔ یہ اٹل حقائق ہیں جن کے) وہ واقعات جو محسوس شکل میں تمہارے سامنے آچکے ہیں اور وہ جو ابھی تک پردۂ خفا میں ہیں شاہد ہیں۔

۴۰ ان باتوں کا کہنے والا (یعنی جس کی زبان سے یہ تم تک پہنچ رہی ہیں) ہمارا معزز پیغامبر ہے۔

۴۱ ۴۲ یہ ہمارے ہی ارشادات ہیں جنہیں یہ تم تک پہنچا رہا ہے۔
یہ کسی شاعر کے تخیلات نہیں، نہ ہی کسی کاہن کے قیاسات ہیں۔ (یہ خدا کی وحی ہے)۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ
لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا
لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ
بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

لیکن بہت تھوڑے ہیں جو عقل و بصیرت سے کام لے کر ان حقائق پر غور کرتے اور اس طرح ان کی صداقت پر ایمان لا کر انہیں بطور ضابطۂ حیات اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

۴۳ یہ اُس خدا کی طرف سے بھیجا ہوا قرآن ہے جو تمام اقوامِ عالم کا نشوونما دینے والا ہے (اور اس سے مقصد یہ ہے کہ لوگ ان قوانین کا اتباع کریں تا کہ ان کی ذات کی نشوونما ہو جائے)۔

۴۴-۴۶ اس وحیٔ خداوندی میں انسانی خیالات کی ذرہ بھر آمیزش نہیں۔ اگر یہ رسولؐ اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر اسے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ کی محکم گرفت سے پکڑتے۔ اس کے پروگرام کو کبھی آگے نہ بڑھنے دیتے اور اس کے ثبات و استحکام کی قوتوں کو بے کار کر کے رکھ دیتے۔ اس کی اسکیموں کو بے جان کر دیتے۔

۴۷ اور تم میں کوئی ایسا نہ ہوتا جو ہمیں ایسا کرنے سے روک سکتا۔ (باطل پر مبنی پروگرام آخر الامر ناکام ہو کر رہتا ہے)۔

۴۸ (اس قدر واضح حقائق کے بعد بھی تم لوگ ان قوانین کی صداقت پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ اس لئے کہ) ان باتوں سے وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہتے ہیں۔

۴۹ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں (جہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو غور و فکر کے بعد اس قرآن پر ایمان لے آئیں، وہاں) ایسے بھی ہیں جو اسے جھٹلائیں گے۔

۵۰ (لیکن تمہارے جھٹلانے سے کیا ہوتا ہے؟ یہ آنے والا انقلاب آ کر رہے گا) اور جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں، وہ ان کے دل میں سوزِ حسرت بن کر انہیں جلاتا رہے گا۔

۵۱ یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے، جو سامنے آ کر رہے گی۔ یہ بالکل یقینی چیز ہے ظن و قیاس نہیں — یہ الحاقۃ ہے — یعنی ٹھوس حقیقت۔

۵۲ اسلئے (اے رسولؐ! تم ان لوگوں کی اس قسم کی باتوں کی پرواہ نہ کرو۔ اور) اپنے خدا کی ربوبیتِ عظمیٰ کے پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کیلئے سرگرمِ عمل رہو۔ (اسکے نتائج بتا دیں گے کہ تمہارا دعویٰ کس طرح حقیقت پر مبنی ہے)۔

# سورۃ المعارج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ لَیۡسَ لَہٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الۡمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ
الرُّوۡحُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ ۚ﴿۴﴾

---

۱ (اے رسولؐ!) تمہارے مخالفین، جو حق و صداقت کا انکار کرتے ہیں، بار بار تقاضا کرتے ہیں کہ جس عذاب کی انہیں دھمکی دی جاتی ہے، وہ آتا کیوں نہیں؟ ان سے کہو کہ تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ تم جس چیز کے لئے یوں تقاضا پر تقاضا کر رہے ہو، وہ کوئی خوش آئند بات نہیں۔ وہ ایک آفت ہے جو تم پر آنے والی ہے۔

۲ اور جب وہ آئے گی تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ہٹا نہیں سکے گی۔

۳ اس کے آنے میں وقت اس لئے لگ رہا ہے کہ اسے اُس خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق واقع ہونا ہے جو اپنی ہر اسکیم کو ارتقائی مدارج (کی سیڑھیاں) چڑھا کر تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ وہ اُسے اُس کے نقطۂ آغاز سے تکمیل تک یک لخت نہیں لے جاتا۔ بتدریج ایسا کرتا ہے۔

۴ اُس کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی اسکیم کا آغاز اُس کے پست ترین نقطے سے کرتا ہے۔ پھر کائناتی قوتیں، (جو عالمِ خلق میں کارفرما ہیں) اور اُلوہیاتی توانائی (جو عالمِ امر میں رُوبعمل ہے) اُس اسکیم کو تکمیل تک لے جانے کے لئے اوپر اٹھتی ہیں۔ اور اس طرح اسے ارتقائی مدارج طے کراتی ہوئی، آگے بڑھاتی ہیں۔ یہ مراحل بڑے طویل المیعاد وقفوں

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۝٥ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝٦ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝٧ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝٨ وَتَكُونُ
الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝٩ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝١٠ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ
يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝١١ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝١٢ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝١٣ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ
يُنجِيهِ ۝١٤ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝١٥

---

میں طے ہوتے ہیں جن کی مدت ہزار ہزار بلکہ پچاس پچاس ہزار سال کی ہوتی ہے۔ (۲۲/۴۷ ؛ ۳۲/۵ ؛ ۳۵/۱۰ ؛ ۵۰/۳۸ ؛ ۹۷/۴)۔

۵ (لہذا، تمہیں ان کے ان تقاضوں سے مضطرب نہیں ہونا چاہیئے) تم اپنے پروگرام پر حسن کارانہ انداز سے ثابت قدم رہو۔ یہ اپنے وقت پر تکمیل تک پہنچے گا۔

۶ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ تباہی کہیں بہت دُور ہے۔

۷ لیکن ہم اسے بہت قریب دیکھ رہے ہیں۔

۸ اُس وقت ان بڑے بڑے 'فلک نشین سرداروں کی قوتیں پگھل کر پانی ہو جائینگی۔ تمام سرفرازیاں اور سربلندیاں پست ہو جائیں گی۔ ان کی محکم گرفتیں ڈھیلی پڑ جائیں گی۔ (۵۵/۳۷)۔

۹ اور یہ جو اس وقت پہاڑ کی طرح جمے ہوئے نظر آتے ہیں، (دُھنی ہوئی) اُون کی طرح فضا میں اڑتے دکھائی دیں گے۔ (۱۰۱/۵) اور شاخِ شکستہ کی طرح خمیدہ ہو جائیں گے۔

۱۰ اور نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ عزیز سے عزیز دوست بھی ایک دوسرے کو نہیں پوچھیں گے (کہ ان پر کیا بیت رہی ہے)۔

۱۱ حالانکہ وہ دیکھ رہے ہوں گے کہ وہ کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور مجرمین اپنے ان دوستوں کو دیکھ رہے ہوں گے کہ وہ ان کی کوئی مدد نہیں کرتے۔

۱۲ ۱۳ ان میں سے ہر مجرم چاہے گا کہ وہ کسی اور کو اپنی جگہ فدیہ کے طور پر دے کر خود اس عذاب سے چھوٹ جائے ——— اپنے بیٹے، بیوی، بھائی یا دیگر خویش قبیلے کے لوگوں کو جن کی خاطر اس نے دیانت و امانت کے سب اصول بالائے طاق رکھ دیتے تھے اور وہ اس کی پشت پناہ بننے کے مدعی تھے۔

۱۴ حتّٰی کہ وہ ساری دنیا کا مال و دولت دے کر اس عذاب سے چھوٹ جانے کی خواہش کرے گا۔

۱۵ لیکن وہ اس کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے بچ نہیں سکے گا۔

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا
مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾
وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

---

**۱۶** وہ انسان کی تمام قوتوں کو کھینچ کر نکال باہر کرے گی اور اس طرح اُسے عضوِ معطل بنا کر رکھ دے گی۔

**۱۷** وہ کچھ دُور نہیں۔ وہ تو آوازیں دے دیکر بلا رہی ہے ہر اس شخص کو جو اس نظام کی طرف سے منہ موڑ کر بھاگتا اور گریز کی راہیں نکالتا ہے۔

**۱۸** یعنی جو مال و دولت کو ربوبیتِ عامہ کے لئے کھلا نہیں رکھتا بلکہ اسے تھیلی میں جمع کرتا ہے اور پھر اس کا منہ اوپر سے کس کر باندھ دیتا ہے (۱۰۴/۲)۔ تجوریاں بھرتا چلا جاتا ہے۔

**۱۹** (ذرا غور کرو کہ انسان جب وحی کی راہ نمائی کو چھوڑ کر حیوانی سطح پر زندگی بسر کرتا ہے تو) وہ کس قدر تنگ دل۔ بھوکا اور بے صبرا ہو جاتا ہے۔

**۲۰** بے صبری کا یہ عالم کہ ذرا سی تکلیف پہنچے تو واویلا مچانا شروع کر دیتا ہے۔ تنگ دل ایسا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی "ہے نہیں۔ ہے نہیں" کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔

**۲۱** اور نیت کا بھوکا ایسا کہ جب مال و دولت ہاتھ آجائے، تو وہ اس کی ضرورت سے کتنا ہی وافر کیوں نہ ہو، اس میں سے ایک پائی بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دیتا۔

**۲۲** البتہ وہ لوگ ایسا نہیں کرتے جو مصلی ہیں۔

**۲۳** یعنی وہ لوگ جو اپنے انفرادی مفاد کے پیچھے چلنے کے بجائے، خدا کے نظامِ ربوبیت کے پیچھے چلتے ہیں، اور اس روش پر نہایت ہمت اور استقلال اور التزام اور مداومت سے قائم رہتے ہیں۔

**۲۴** اور اس طرح اپنی تنگ دلی کو کشادہ ظرفی سے بدل کر اس حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں کہ اُن کا مال صرف اُن کے انفرادی مفاد کے لئے نہیں۔

**۲۵** بلکہ اس میں ان لوگوں کا، جن کی ضروریات ان کی کمائی سے پوری نہ ہوتی ہوں، یا جو کمانے کے قابل نہ رہیں اور اس طرح اپنی ضروریاتِ زندگی سے محروم رہ جائیں، حق ہے۔ اور حق بھی ایسا جس کا سب کو علم ہے۔ اس لئے وہ ان کا حق انہیں لوٹا دیتے ہیں، اور اپنی ضروریات سے زائد اپنے پاس کچھ رکھتے ہی نہیں۔ (۲/۲۱۹)

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ
مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾

---

**۲۶** یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے قانونِ مکافات پر محکم یقین رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس ایمان کو اپنے عمل سے سچ کر دکھاتے ہیں۔

**۲۷** اور اس کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں۔

**۲۸** یہ نتائج فی الواقع ایسے ہوتے ہیں جن سے کسی انسان کو کبھی نڈر نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ ان سے کسی کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ اس قسم کا معاشرہ جس کا نظام مندرجہ بالا خطوط پر متشکل نہ ہو تباہ ہو کر رہتا ہے۔

**۲۹** اس کے علاوہ ان لوگوں کی اور خصوصیات بھی ہیں۔ (مثلاً) یہ اپنی عصمت کی حفاظت کرتے ہیں، مرد، عورت، دونوں یکساں طور پر۔

**۳۰** لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ تجرّد کی راہبانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ جنسی تعلقات کو حدودِ خداوندی کے اندر رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اپنی منکوحہ بیویوں کے پاس جاتے ہیں، یا ان لونڈیوں کے پاس جو اس سے پہلے (عرب کی عام معاشرت کے مطابق) ان کے ہاتھ لگ گئی تھیں۔ اور جنہیں اب بیویوں کا درجہ دے کر ان سے جنسی تعلقات کو قانوناً جائز قرار دیدیا گیا ہے (۲۳/۴)۔ البتہ اس کے بعد، اس طرح لونڈیاں حاصل کرنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ (۴۷/۴)۔

**۳۱** جو شخص، اس کے علاوہ، جنسی تعلق کی کوئی اور صورت تلاش کرے تو وہ حدود شکنی ہے۔ (اسے اس جرم کی سزا ملے گی)۔

(اگرچہ مومن عورتیں بھی اپنے قلب و نگاہ کی عفت کو محفوظ رکھیں گی لیکن جب مرد مندرجہ بالا پابندیوں کو ملحوظ رکھیں گے تو عورتوں کی عصمت خود بخود محفوظ ہو جائے گی۔ اسی لئے حفاظتِ عصمت کے لئے مردوں کو بالخصوص مخاطب کیا گیا ہے، برعکس غلط معاشرہ کے جس میں تحفظِ عصمت کی تاکید ہمیشہ عورتوں کو کی جاتی ہے اور انہی کی عصمت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے)۔

**۳۲** (پھر ان لوگوں کی خصوصیت یہ ہے کہ) یہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے وعدوں کا پورا پورا پاس رکھتے ہیں۔ (امانت میں ہر وہ چیز داخل ہے جسے انسان دوسرے کو سونپ کر اپنے آپ کو امن میں محسوس کرے۔ اور وعدوں میں انفرادی وعدوں سے لے کر

وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾ ع
فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿۳۷﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ
يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿۴۰﴾
عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿۴۱﴾

---

بین الاقوامی معاہدات تک سب شامل ہیں۔ اور تمام ذمہ داریاں بھی)۔

۳۳ اور جب کبھی کسی معاملہ میں شہادت دیتے ہیں تو ہمیشہ حق و انصاف پر قائم رہتے ہیں۔ (ان شہادات کا دائرہ عدالت تک محدود نہیں۔ زندگی کے ہر گوشے میں انسانی شہادت سامنے آسکتی ہے)۔

۳۴ مختصراً یہ کہ یہ لوگ خدا کے متعین کردہ نظامِ صلوٰۃ کے محافظ ہوتے ہیں (خود اس پر التزاماً قائم رہتے ہیں اور اسے قائم اور مستحکم رکھنے کے لئے کوشاں و سرگرداں)۔

۳۵ یہ لوگ ہیں جو باعزت جنتی معاشرہ کے مستحق ہیں۔ ($\frac{۲۳}{۱۱ - ۱}$)
(اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی)۔

۳۶ ۳۷ (یہ بات ہو رہی تھی مومنین کے متعلق۔ لیکن جب ان کفار نے اسے سنا تو یوں سمجھ بیٹھے گویا جنت مفت بٹ رہی ہے چلو ہم بھی اس لوٹ کے مال میں سے کچھ حصہ لے لیں۔ چنانچہ وہ اس خیال کے ماتحت) گروہ در گروہ، دائیں بائیں سے لپک کر تیری طرف چلے آرہے ہیں۔

۳۸ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ جن آسائشوں اور خوشگواریوں کا اہلِ جنت کے لئے ذکر کیا جاتا ہے، وہ اسے مل جائیں۔ یعنی وہ اپنی روش میں تو کوئی تبدیلی پیدا نہ کریں اور ویسے ہی چاہیں کہ انہیں وہ ثمار حاصل ہو جائیں۔

۳۹ لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ جنتی زندگی اس طرح نہیں مل سکتی۔
انہیں اس کا اچھی طرح سے علم ہے کہ ان کی خلقت سے مقصود یہ تھا کہ یہ قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کریں ($\frac{۵۱}{۵۶}$)۔ سو جب یہ اس کے برعکس ان قوانین سے سرکشی اختیار کریں تو پھر زندگی کی خوشگواریوں کے امیدوار کیسے ہو سکتے ہیں؟ (یعنی یہ لوگ جنتی معاشرہ متشکل کرنے والے نظام کے قیام کی راہ میں تو سنگِ گراں بن کر حائل ہوں اور توقع یہ رکھیں کہ اس کے آسائش بخش برگ و باراُن کی جھولیوں میں آپڑیں ـــ یہ بھلا کیسے ممکن ہے)۔

۴۰ ۴۱ خدا کی ربوبیتِ عامہ جو اس کائنات کے شارق و مغارب میں اس نظم و ضبط کے

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ
سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ
الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

۲ ع ۸

سانحہ پھیلی ہوئی ہے' اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جو لوگ انسانی معاشرہ میں اس نظامِ ربوبیت کے راستے میں روک بن کر کھڑے ہو جائیں' ہم اس پر قادر ہیں کہ ہم ان کی جگہ ایسے لوگوں کو لے آئیں جو ان سے بہتر ہوں —— یہ مخالفین' نہ تو ہمارے حیطۂ اقتدار سے باہر جا سکتے ہیں' اور نہ ہی ہماری اسکیموں کو ناکام بنا سکتے ہیں۔

۴۲ سو تو ان کی پرواہ مت کر۔ انہیں ان کی بے معنی منصوبہ بندیوں اور بے مقصد کوششوں بے منزل سفر اور نظری مباحثوں' بیکار گفتگوؤں اور کھیل تماشوں میں مشغول رہنے دے' یہاں تک کہ وہ انقلاب ان کے سامنے آکھڑا ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے زندگی کو مذاق اور کاروانِ انسانیت کو بے منزل سمجھ رکھا ہے۔ اس روش اور ذہنیت کا نتیجہ تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۴۳ اُس وقت یہ اپنے اپنے ٹھکانوں سے اس تیزی سے نکل کھڑے ہوں گے جس طرح تیر اپنے نشانے کی طرف سیدھا جاتا ہے۔ اور یوں یہ کشاں کشاں اپنے تباہی کے مقام پر جمع ہو جائیں گے۔ (جو قوم کوئی نصب العین متعین طور پر اپنے سامنے نہیں رکھتی اس کی کوششیں مختلف سمتوں میں بکھر کر رائگاں چلی جاتی ہیں۔ لیکن اُس کارواں کے بکھرے ہوئے افراد بالآخر اپنی تباہی کے گھاٹ پر اکٹھے ہو جاتے ہیں)۔

۴۴ لیکن تاسّف و ندامت سے اُس وقت اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ نگاہیں زمین میں گڑی ہوئیں' اور ذلت و خواری کی کالک چہروں پر جمی ہوئی۔ یہ اُس انقلاب کا دن ہو گا جس کے متعلق ان سے بار بار کہا جاتا ہے کہ وہ آنے والا ہے۔ (اور جس کی بابت یہ تقاضے پر تقاضا کر رہے ہیں کہ وہ جلدی کیوں نہیں آتا۔ (۱-۲)۔

# سورۃ نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى

---

۱ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ انہیں ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے، قبل اس کے کہ دردناک تباہی کا عذاب ان کے سر پر آ کھڑا ہو۔

۲ چنانچہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہیں کھلے کھلے الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمہاری موجودہ روش تمہیں تباہی کی طرف لئے جا رہی ہے۔

۳ اگر تم اس تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ تم قوانینِ خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اس کے احکام کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ اس کا عملی طریق یہ ہے کہ تم اس نظام کی اطاعت کرو جسے میں، اُن قوانین کے نفاذ کے لئے متشکل کر رہا ہوں۔ (اور جس کا اوّلین سربراہ میں ہوں)۔

۴ اگر تم نے ایسا کر لیا تو خدا تمہاری سابقہ روش کے مضر نتائج سے تمہاری حفاظت کا سامان مہیا کر دے گا۔ اور یوں ایک مدت تک تم سامانِ زیست سے متمتع ہوتے رہو گے یعنی جب تک تم صحیح راستے پر چلتے رہو گے، تباہی سے محفوظ رہو گے۔ لیکن اگر تم نے ایسا

إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ
دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَ
أَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾

---

نہ کیا اور وہ عذاب تمہارے سر پہ آگیا تو پھر اسے کوئی نہیں ٹال سکے گا۔ اے کاش! تم خدا کے اس قانونِ مکافات کو سمجھ سکتے۔

۵ (نوحؑ نے اپنی قوم کی اصلاح کی پوری پوری کوشش کی لیکن انہوں نے اس کی ایک نہ مانی۔ بالآخر) اس نے اپنے نشوونما دینے والے سے کہا کہ میں اس قوم کو دن رات تیرے راستے کی طرف دعوت دیتا رہا۔

۶ لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ میں جوں جوں انہیں اس طرف بلاتا ہوں' یہ اس سے اور دُور بھاگتے ہیں۔

۷ میں انہیں امن و سلامتی کی طرف دعوت دیتا ہوں تاکہ یہ تباہی سے بچ جائیں' لیکن ان کی کیفیت یہ ہے کہ اول تو یہ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں' تاکہ یہ میری بات سنیں ہی نہیں۔ اور اگر کبھی میری بات سنتے بھی ہیں تو بالکل منافقانہ انداز سے۔ بظاہر بات پر کان دھرے ہوئے لیکن دل کو یوں لپیٹے ہوئے کہ اس تک ایک لفظ بھی نہ پہنچنے پائے (۱۱/۵)۔ (انہیں ہزار سمجھاؤ) لیکن یہ اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں اور شدید سرکشی اختیار کرتے ہیں۔

۸ ۹ (نوحؑ نے کہا) میں نے ان کے عام مجمعوں سے بھی خطاب کیا (اور الگ الگ مجلسوں سے بھی)۔ انہیں اعلانیہ سمجھانے کی بھی کوشش کی' اور علیحدگی میں بھی۔ (غرضیکہ میں نے نصیحت کرنے کا کوئی طریق نہیں چھوڑا۔ لیکن یہ ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے)۔

۱۰ میں نے ان سے بار بار کہا کہ تمہاری غلط روش بڑے تباہ کن نتائج پیدا کریگی۔ تم قوانینِ خداوندی کی اطاعت کے ذریعے اس تباہی سے بچنے کا سامان پیدا کرو۔ خدا کا قانون تمہیں اس سے بچالے گا۔

۱۱ (اور علاوہ اُخروی زندگی کی سرفرازیوں کے' وہ تمہیں اس دنیا کی زندگی میں بھی خوش حالیاں اور خوش گواریاں عطا کرے گا)۔ وہ ایسی بابرکت بارش برسائے گا جس

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾

سے تمہاری بنجر زمینیں سیراب ہوجائیں۔

۱۲ اس طرح وہ تمہارے مال و دولت میں اضافہ کرے گا۔ تمہارے افراد خاندان میں کثرت ہوگی۔ تمہارے ہاں سرسبز باغات اگیں گے اور ان کی سیرابی کے لئے پانی کی ندیاں رواں ہوں گی۔ (جب معاشرہ صحیح خطوط پر متشکل ہوجاتے تو اس کا حسن نظم و نسق ہر قسم کی فراوانیاں پیدا کر دیتا ہے)۔

۱۳ (میں حیران ہوں کہ) تمہیں کیا ہوگیا ہے جو اس قسم کی باوقار زندگی کی آرزو نہیں کرتے جو قوانین خداوندی کے اتباع سے مل سکتی ہے۔ یعنی ایسی زندگی جس میں ٹھہراؤ ہو، استحکام ہو، بخود خریدن ہو، اپنے پاؤں پر جم کر کھڑے ہوجانا ہو، محکمیت ہو، ثبات ہو، توازن ہو، یونہی ایک جھٹکے سے بکھر یا پھسل جانا نہ ہو۔

(اور اس سے تمہاری ذات میں بھی ایسا استحکام پیدا ہوجائے کہ وہ موت کے بعد کی زندگی میں بھی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہوجائے)

۱۴ یہ زندگی کیسے حاصل ہوگی، اس کے لئے تم خدا کے قانون تخلیق کی کارفرمائی پر غور کرو جس کے مطابق تم مختلف تخلیقی مراحل طے کرتے ہوئے انسانی پیکر تک پہنچے ہو۔ (ان تخلیقی مراحل میں تمہارا ہر قدم آگے کی طرف بڑھتا گیا، اور تم اوپر کی طرف اٹھتے گئے۔ یہ سب تمہارے اختیار و ارادہ کے بغیر ہوتا رہا۔ لیکن جونہی بات تمہارے اختیار تک پہنچی، تم نے غلط راستے اختیار کر لئے، جس سے تم پستی کی طرف گرتے چلے گئے)۔

۱۵ (تم ذرا غور کرو کہ قوانین خداوندی کے مطابق چلنے سے زندگی کا انداز کیسا متوازن اور حسین ہوجاتا ہے) تم دیکھو کہ اللہ نے فضا کی پہنائیوں میں ان مختلف کروں کو پیدا کیا ہے تو وہ کس طرح باہدگر کامل موافقت اور ہم آہنگی سے چلتے رہتے ہیں۔ وہ اس قدر تیز گردش کے باوجود اپنے اپنے مقام پر محکم اور قائم رہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ انفرادی زندگی بسر نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک کی کشش دوسرے کے ثبات کا موجب بنتی ہے اور اس طرح یہ سارا نظام فلکی بغیر کسی تصادم کے مصروف عمل رہتا ہے۔ ان کے برعکس تم اپنی زندگی کو دیکھو کہ اس میں قدم قدم پر ایک دوسرے سے تصادم ہوتا ہے)۔

۱۶ پھر دیکھو کہ اس نے (انہی کروں میں سے) چاند کو کس طرح نورانی قندیل

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ

---

اور سورج کو جگمگاتا چراغ بنا دیا ہے (لیکن تم اپنی زندگی کو دیکھو کہ وہ کیسی بھیانک تاریکیوں
میں گزر رہی ہے۔ اگر تم بھی قوانین خداوندی کا اتباع کرو تو نہ صرف یہ کہ تمہاری اپنی
زندگی کی راہیں روشن ہو جائیں، تم دوسروں کے لئے بھی قندیلِ راہ بن جاؤ)۔

۱۷ (تمہارا باہمی ٹکراؤ اس لئے ہوتا ہے کہ تم سب اپنے آپ کو ایک دوسرے سے الگ
سمجھتے ہو۔ انفرادی مفاد پرستی کی بچڑوں نے تمہیں جدا جدا کر رکھا ہے۔ (۲/۴)۔ حالانکہ) خدا نے
تمہاری تخلیق نباتات کی طرح کی ہے (کہ زمین سے ایک تنا اوپر کو ابھرتا ہے لیکن آگے جاکر
اس کی بے شمار شاخیں اِدھر اُدھر پھیل جاتی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا باہمی تعلق اس قدر گہرا
ہوتا ہے کہ جڑ زمین سے جو خوراک حاصل کرتی ہے، وہ اسے اپنے لئے سمیٹ کر نہیں رکھ لیتی۔
وہ اسے پتی پتی تک بقدرِ ضرورت پہنچاتی ہے۔ اور اگر پتیاں ہوا سے نمی اور حرارت جذب کرتی
ہیں تو وہ انہیں درخت کی رگ رگ تک پہنچا دیتی ہیں۔ یوں پورے کا پورا درخت سرسبز
و شاداب رہتا ہے۔ پوری نوعِ انسانی کی تخلیق بھی ایک شجرِ طیب کی طرح ہوئی ہے۔
اس کی سرسبزی و برومندی کا راز باہمی ربط و ضبط اور اشتراک و تعاون میں ہے۔ یہی ہے
وہ نظام جس کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں)۔

۱۸ یوں بھی انسان کی تخلیق کی ابتداء (نباتات کی طرح) بے جان مادہ سے ہوئی
ہے۔ اس کے بعد زندگی مختلف مراحل میں سے گزرتی، گردشیں کرتی، انسانی پیکر تک
آئی ہے۔ زندگی کا یہی ارتقائی پروگرام موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

۱۹ (اس نے تمہیں دنیا میں پیدا کیا تو اس کے ساتھ ہی تمہاری زیست کے عجیب و
۲۰ غریب سامان بھی پیدا کر دیئے۔ سب سے پہلے تو اس کرۂ ارض پر غور کرو کہ اس نے اسے، گول
ہونے کے باوجود) ایسا بسیط قطعہ بنا دیا کہ تم اس کے کشادہ راستوں میں جہاں جی چاہے
چل پھر سکتے ہو۔

۲۱ (غرضیکہ نوحؑ نے انہیں مختلف انداز سے مثالیں دے دیکر سمجھایا لیکن انہوں
نے اس کی ایک نہ مانی۔ آخر اس نے اپنے رب سے فریاد کی اور کہا کہ) اے میرے نشوونما
دینے والے! تو دیکھتا ہے کہ میری تمام کوششوں کے باوجود یہ لوگ برابر میری مخالفت
کئے جا رہے ہیں اور اس شخص کے پیچھے چل رہے ہیں جس میں اس کے سوا کوئی خصوصیت

إِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا
يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا
نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾
إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾

---

نہیں کہ اس کے پاس بہت سی دولت ہے اور افراد خاندان کی کثرت —— حالانکہ انہی چیزوں نے اُسے صحیح راستے کی طرف آنے سے روک رکھا ہے اور اس طرح یہ اس کے (اور اس کے متبعین) کے حق میں تباہی کا موجب بن رہی ہیں۔

۲۲ یہ (میری اس دعوت کے خلاف) بڑی بڑی سازشیں کر رہے ہیں۔

۲۳ اور لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے معبودوں کو بالکل نہ چھوڑنا —— نہ وَدّ کو' نہ سواع کو' نہ یغوث و یعوق کو اور نہ ہی نسر کو —— (یہ مٹی اور پتھر کے تراشے ہوئے بت' درحقیقت ان غیر محسوس بتوں کے محسوس پیکر ہیں جو ان کے قلب و دماغ کے بُت کدوں میں نصب ہیں)۔

۲۴ انہوں نے اس طرح ساری قوم کو غلط راستے پر ڈال رکھا ہے۔ اب تُو ان سرکشوں اور ظالموں کی ہلاکت اور بربادی کی رفتار کو تیز تر کردے۔

۲۵ چنانچہ وہ اپنی غلط کاریوں اور خطاکوشیوں کی وجہ سے غرق ہو گئے' اور پھر جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ سو انہوں نے دیکھ لیا کہ خدا کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں تھا۔ (وہ جن بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے' نہ تو وہ ہی ان کی مدد کو پہنچے' اور نہ ہی وہ لیڈر جن کا وہ اتباع کرتے تھے)۔

۲۶ (وہ پوری کی پوری قوم اس حد تک سرکشی میں آگے بڑھ چکی تھی' اور ان کے جرائم ایسے متعدی ہو رہے تھے' کہ دوسرے انسانوں کو ان کے اثرات سے بچانا نہایت ضروری تھا۔ اس مقصد کے پیش نظر) نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان سرکشوں میں سے کسی ایک گھرانے کو بھی ملک میں بسنے کے لئے باقی نہ چھوڑ۔

۲۷ اس نے کہا کہ اگر تو نے انہیں باقی چھوڑ دیا تو وہ تیرے بندوں کو بُری طرح گمراہ کریں گے' اور پھر ان کی اولاد بھی ان کے زیرِ تربیت پرورش پا کر انہی جیسی سرکش اور نافرماں بردار ہوگی۔ لہذا' ان کا سلسلہ ہی ختم کردے تو اچھا ہے (تاکہ ان کی جگہ ان سے کوئی بہتر

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ
۲ ۹ ۱۰ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

قوم لے لے۔ جس مریض کا مرض لاعلاج اور متعدی ہو اور اس کے جراثیم اس کی اولاد تک میں منتقل ہونے شروع ہو جائیں تو اس کا ختم ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے)۔

۲۸ نوحؑ نے کہا۔ اے میرے نشوونما دینے والے! تو ان سرکشوں کی دراز دستی سے میری حفاظت فرما —— میری بھی اور میرے ماں باپ کی بھی (جو مومن ہیں) اور میرے اہل خانہ میں سے جو ایمان لائے اس کی بھی۔ اور دیگر مومن مردوں اور عورتوں کی بھی۔ باقی رہے یہ ظالم اور سرکش، تو ان کی تباہیوں اور بربادیوں میں اور اضافہ کئے جا۔ (یہی ایک طریق ہے جس سے انسانیت ان کے متعدی جرائم سے محفوظ رہ سکے گی)۔

# سورۃ الجن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ① يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ
نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا ② وَّأَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ③ وَّأَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ
شَطَطًا ④ وَّأَنَّا ظَنَنَّآ أَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ⑤

**1** (اے رسولؐ!) ان سے کہہ دو کہ مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ ایک غیر مانوس بادیہ نشین قبیلہ کی ایک جماعت نے دوسروں سے چھپ کر قرآن سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک عجیب و غریب چیز سنی ہے (۴۶/۲۹)۔

**2** جو کچھ ہم نے سنا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ بالکل سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔

**3** ہمارے نشوونما دینے والے کی شان بہت بلند ہے۔ اس کی نہ کوئی بیوی ہے نہ اولاد۔ (ہمارے یہ عقاید توہم پرستی پر مبنی تھے جن سے ہم تائب ہوتے ہیں)۔

**4** یہ جہالت آمیز عقاید ہم میں سے کچھ بیوقوف لوگوں نے اپنے ذہن سے وضع کیے اور پھر انہیں خدا کی طرف منسوب کر دیا۔

**5** حالانکہ ہم (سادہ لوح) یہ خیال کیا کرتے تھے کہ انسان خواہ شہری ہوں یا

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن
لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿٧﴾ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ﴿٨﴾ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا
مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ
أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾ وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا ﴿١١﴾

---

صحرائی‘ کم از کم خدا کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

۶ لیکن ہوتا یہ رہا کہ شہری آبادی کے لوگ ہمارے پاس آ کر رہتے اور لوگوں کو اس قسم کی جہالت آمیز باتیں سکھاتے (یوں ان توہم پرستیوں کا ہم میں بھی رواج ہو گیا۔ اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا‘ ان میں اضافہ ہوتا چلا گیا)۔

۷ (وہ ہم سے کہا کرتے تھے کہ) یہ جو تمہارا عقیدہ ہے کہ اس علاقہ (عرب) میں کوئی رسول وغیرہ نہیں آئے گا‘ درست ہے۔ ہمارا خود یہی عقیدہ ہے۔ (اس لئے ہمارے کاہن ہی ہمارے مذہبی پیشوا ہو سکتے ہیں۔ جو کچھ یہ کہیں اسے سچ ماننا چاہیئے)۔

۸ (اس قسم کے عقاید کی رُو سے ہم سمجھا کرتے تھے کہ ہم یعنی ہمارے کاہن پروہت اور منتری اپنی کہانت اور نجوم کے ذریعے) آسمانوں کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ لیکن (اس قرآن کے سامنے آجانے کے بعد ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ آسمان کی خبریں لانا انسان کے بس کی بات نہیں)۔ وہاں بڑے بڑے پہرے دار ہاتھوں میں آتشیں کوڑے لئے بیٹھے ہیں (۱۵/۱۶-۱۸)۔

۹ اس سے پہلے ہم یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہم گھات میں بیٹھ کر آسمانی باتیں سن لیتے ہیں۔ لیکن اب جو کوئی سننے کی کوشش کرتا ہے‘ اپنے سامنے (علم و برہان کے) شعلے دیکھتا ہے۔ (لہٰذا‘ اب کہانت کا دور ختم ہو گیا۔ قرآن نے یوں ہمارے عقاید بدل دیئے ہیں۔ (۳۷/۶-۹ ; ۶۷/۵)۔

۱۰ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس انقلاب کا جس کا پیامبر قرآن ہے‘ ردِّعمل کیا ہو گا۔ کیا لوگ اس کی مخالفت کر کے‘ تباہ و برباد ہوں گے‘ یا یہ صحیح راستے پر آ کر‘ خیر و برکت سے ہم کنار ہوں گے۔

۱۱ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ سب لوگ ایک ہی خیال اور طریق کے نہیں —— بعض ہم سے نیک ہیں اور بعض دوسرے انداز کے ہیں۔ مختلف لوگ مختلف طریقوں پر چلتے ہیں‘ اس لئے ان کا ردِّعمل بھی مختلف ہو گا۔ (اس سے باہمی تصادم کا بھی امکان ہے جس کا

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا (۱۲) وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ

بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا (۱۳) وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا

رَشَدًا (۱۴) وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (۱۵) وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا (۱۶)

لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (۱۷) وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ

---

نتیجہ خوں ریزی ہوگا)۔

**۱۲** (ہم نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ خدا کا اقتدار اس قدر زبردست ہے کہ) ہم، نہ تو اسے اپنے ملک میں شکست دے سکتے ہیں' اور نہ ہی اس سے بھاگ کر کسی ایسی جگہ جا سکتے ہیں جو اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر ہو۔ اس کا قانونِ مکافات ہر جگہ موجود ہے۔

**۱۳** یہ وجہ تھی کہ ہم نے جب اس ہدایت (قرآنی) کو سنا تو ہم اس کی صداقت پر ایمان لے آئے ___ اور ہمیں یقین ہے کہ جو کوئی بھی خدا پر ایمان لے آتا ہے' اسے نہ اپنے حقوق میں کمی یا سلب و نہب کا احتمال ہو سکتا ہے' اور نہ ہی کسی قسم کی ذلت و رسوائی کا خوف۔ اسے اس کے اعمال کا پورا پورا نتیجہ ملے گا' اور وہ عزت و سربلندی کی زندگی بسر کرے گا۔

**۱۴** چنانچہ اب ہم میں سے بعض تو اس قانون کے سامنے سرِ تسلیم خم کر چکے ہیں' اور بعض ایسے ہیں جو ابھی تک بے انصافی کی راہ پر چلے جا رہے ہیں۔ جو لوگ اس کے سامنے جھکتے ہیں' تو یہی ہیں جو رشد و ہدایت کے حصول کے لئے عزیمت مندانہ قصد کرتے ہیں۔

**۱۵** لیکن جو اس سے رُوگردانی کر کے' ظلم و سرکشی کی راہ اختیار کرتے ہیں' وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

**۱۶** (یہ تھا جو ان بادیہ نشینوں نے جا کر اپنی قوم سے کہا تھا)۔ اس کے بعد' اے رسولؐ! تو اپنے مخاطبین سے کہہ دے کہ) اگر تم لوگ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر استقامت سے چلتے رہے تو خدا تمہیں وسعت اور فراوانیوں کی سرسبز و شاداب زندگی عطا کرے گا۔

**۱۷** یہ ہے وہ کھلا ہوا معیار جس کے مطابق یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خدا کے راستے پر چلنے والے کون ہیں۔ اس کے برعکس' جو شخص اپنے خدا کے قانونِ ربوبیت سے روگردانی کرتا ہے' وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (۲۰/۱۲۴)۔

**۱۸** (ان سے واضح طور پر کہہ دو کہ دین کی اصل و بنیاد یہ ہے کہ) اطاعت و فرماں پذیری صرف قوانینِ خداوندی کی ہو سکتی ہے۔ جھکنا صرف انہی قوانین کے سامنے چاہیئے۔

(۱)
(۲۹)
(۱۴)

أَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ
أَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن
دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
أَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾

اس کے ساتھ کسی اور کے قانون کو شامل نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی اور کی اطاعت اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔ (۹/۱۰)۔

**۱۹** (ہونا تو یہ چاہیئے۔ لیکن ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ خود خدا کے قوانین کے سامنے جھکنا تو ایک طرف) جب خدا کا ایک بندہ (رسول اللہ) اس دعوت کو لے کر اٹھا تو یہ لوگ مخالفتوں کے ہجوم کے ساتھ اس پر یوں امنڈ پڑے گویا اسے کچل ہی ڈالیں گے۔ (۲۲/۴)

**۲۰** ان سے کہہ دو کہ میرا "جرم" اس کے سوا کیا ہے کہ میں خود بھی خالص قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتا ہوں اور تمہیں بھی اسی کی دعوت دیتا ہوں، اور اس میں کسی دوسرے کے قانون اور فیصلے کو شریک نہیں کرتا۔

**۲۱** (انسان اطاعت اسی کی اختیار کرتا ہے جس کے متعلق خیال ہو کہ وہ اسے نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور یہاں یہ عالم ہے کہ اور تو اور میں خود بھی کوئی اختیار اور اقتدار نہیں رکھتا کہ تمہیں کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچا سکوں۔ (یہ سب خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہے)۔

**۲۲** (کسی کو نفع یا نقصان پہنچانا تو ایک طرف، اگر میں خود بھی خدا کے قانون کی خلاف ورزی کر دوں تو) نہ تو دنیا میں کوئی قوت ایسی ہے جو مجھے اس کے خلاف پناہ دے سکے اور نہ ہی میں اپنی کوشش سے کوئی پناہ گاہ تلاش کر سکوں گا۔ اگر مجھے پناہ مل سکتی ہے تو صرف خدا کے قانون کے سائے میں مل سکتی ہے۔

**۲۳** (لہٰذا میرا یہ دعوٰے نہیں کہ میں کسی قسم کی قوت اور اختیار رکھتا ہوں۔ میرا کام یہ ہے کہ) میں قوانینِ خداوندی کو ——— یعنی ان قوانین و احکام کو جو اس نے مجھے دیئے ہیں ——— تم تک پہنچا دوں۔ (اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ تم انہیں مانو یا ان کی مخالفت کرو۔ لیکن اتنا سن رکھو کہ) جو شخص بھی خدا کے اس نظام کی مخالفت کرے گا (جسے اس کا رسول اس کے قوانین کے مطابق متشکل کرتا ہے تو) اس کے لئے جہنم

قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى
غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ
اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ۲ ع ۱۴

کا عذاب ہوگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

۲۴ (اس وقت یہ مخالفین اس زعم میں ہیں کہ ان کا جتھہ بہت بڑا ہے اور اُن کے مقابلہ میں جماعتِ مومنین کی تعداد بھی کم ہے اور ان کے حمایتی بھی کمزور سے ہیں) لیکن جب وہ تباہی، جس کے متعلق اوپر کہا گیا ہے، ان کے سامنے آجائے گی تو ان پر یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ کس کے حمایتی کمزور ہیں اور کس کی جماعت کی تعداد کم ہے؟

۲۵ (یہ تم سے پوچھتے ہیں کہ یہ عذاب ان پر آئے گا کب؟) ان سے کہہ دو کہ میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب جلدی آئے گا یا میرا نشوونما دینے والا اس کی مدت کو لمبا کر دے گا (اور وہ دیر میں واقع ہوگا)۔

۲۶ مستقبل کا علم صرف خدا کو ہوتا ہے۔ وہ اس کے متعلق کسی کو خبر نہیں دیتا۔

۲۷ البتہ وہ جس شخص کو رسالت کے لئے منتخب کرتا ہے، اسے مستقبل کے متعلق جس قدر بتانا مقصود ہوتا ہے، وحی کے ذریعے بتا دیتا ہے۔ اور اس کی وحی کی حفاظت کے لئے اس کے آگے اور پیچھے محافظ مقرر کر دیتا ہے۔ (یہ وحی قرآن کے اندر ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔ ۱۵/۹)۔

۲۸ یہ محافظ اس لئے مقرر کئے جاتے ہیں تاکہ واضح ہوجائے کہ ان رسولوںؑ نے خدا کے پیغامات بحفاظت لوگوں تک پہنچا دیئے ہیں۔ (رسولوںؑ کی ذمہ داری اتنی ہی ہے۔ اس کے بعد اسے لوگوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ قوانینِ خداوندی کی اطاعت کرتے ہیں یا اس سے سرکشی اختیار کرتے ہیں۔ وہ جو نسا راستہ اختیار کریں گے اس کے مطابق نتیجہ مرتب ہوجائے گا)۔
اس کا قانونِ مکافات لوگوں کے تمام اعمال کو محیط ہے، اور اس نے ہر شے کو اچھی طرح سے محفوظ رکھ چھوڑا ہے۔ (اس لئے کسی کا کوئی عمل اس کے قانونِ مکافات کے دائرے سے باہر نہیں رہ سکتا)۔

[یوں عرب کے صحرانشینوں تک نے قرآن کو سمجھا اور اس پر عمل کیا تھا]۔

# سورۃ المزمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

تَرْتِيْلًا ۭ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾

---

۱ اے رسول! فریضۂ رسالت کی عظیم ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے بعد تیرے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ تو ایسے رفقائے سفر تیار کرے جن میں کامل ہم آہنگی اور یک رنگی ہو (تاکہ یہ کارواں شاداں و فرحاں منزلِ مقصود کی طرف قدم بڑھاتا چلا جائے۔ اس قسم کا عملِ تزمیل سالارِ کارواں کا اولیں فریضہ ہوتا ہے)۔

۲ اس کے لئے ان کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔ (دن میں تجھے فرصت کم ہوگی' اس لئے) اس مقصد کے لئے رات کو بھی جاگنا ہوگا۔ (۱۷/۷۹ و ۷۶/۲۶)

۳ لیکن ساری رات نہیں۔ آدھی رات تک' یا اس سے کچھ کم یا ذرا زیادہ۔

۴ راتوں کی ان مجالس میں تو انہیں قرآن کو اس طرح سمجھا کہ اس کا حسنِ ترتیب اور نظم و ربط' ابھر کر ان کے سامنے آجائے. پھر اسی ترتیب اور نظم و ضبط کے ساتھ اسے عمل میں لاتے چلے جاؤ۔ (ہم نے قرآن کو جس حسنِ ترتیب و تناسب کے ساتھ مربوط کیا ہے (۲۵/۳۲) اسی حسنِ نظم و ترتیب کے ساتھ تم اس پر عمل کرتے جاؤ)۔

۵ یہ اس لئے ضروری ہے کہ اب ہم تجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد کرنے والے

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝۶ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ
اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ

ہیں۔ (اب قرآن کے ذریعے معاشرہ میں انقلاب برپا کر کے نظامِ خداوندی کی عملی تشکیل کا مرحلہ سامنے آتا ہے۔ یہ بڑا ہمت طلب اور صبر آزما مرحلہ ہے)۔

۶ (ہم نے جو کہا ہے کہ اپنے رفقاء کی تعلیم و تربیت کا کام رات کے وقت کیا کرو تو اس کی کئی وجوہات ہیں)۔ ایک تو یہ کہ رات کے قیام سے انسان سہل انگاری کے جذبات پر قابو پالیتا ہے اور اس طرح اس کی قوتِ عمل میں پختگی آجاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ رات کے سکوت میں، انسانی معاملات پر غور و فکر بھی اچھی طرح ہو سکتا ہے اور بات ابھر اور نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

۷ پھر یہ بھی کہ دن میں تجھے مخالفتوں کے ہجوم کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلہ میں تیرے سامنے اتنے کام ہوتے ہیں کہ تجھے سارا سارا دن سرگرداں رہنا پڑتا ہے۔ (لہٰذا جن امور کے لئے قدرے سکون کی ضرورت ہو ان کے لئے دن میں وقت ہی نہیں مل سکتا)۔

۸ اس طرح دن رات، اپنے نشو و نما دینے والے کی صفات کو اپنے سامنے رکھ (کہ انہی صفات کو معاشرہ میں عملاً نافذ کرنا مقصود ہے)۔ اور اپنی تمام توجہات کو دوسری اطراف سے ہٹا کر، اسی ایک نقطہ پر مرکوز کر دے، اور نہایت حسن کارانہ انداز سے اس مقصد کے حصول کے لئے مصروفِ عمل رہ۔

۹ تیرے سامنے ایک عالمگیر انقلاب کا پروگرام ہے —— اور وہ انقلاب یہ ہے کہ ہر غیر خداوندی اقتدار و اختیار کو ختم کر کے، اس کی جگہ ایک خدا کی حکومت قائم کر دی جائے۔ انسان قوانینِ خداوندی کے علاوہ کسی کا محکوم اور اطاعت گزار نہ ہو۔ اس کے لئے تو قانونِ خداوندی پر پورا پورا بھروسہ کر کے آگے بڑھتا چلا جا۔ (یہ نظام خطۂ عرب سے آگے بڑھ کر اس کے مشرق و مغرب —— ایران و روم —— تک پھیل جائے گا۔ اور آخر الامر عالمگیر ہو جائے گا)۔

۱۰ اور اپنے مخالفین کی کسی بات سے اثر پذیر مت ہو، بلکہ ان کی طرف سے صرفِ نظر کر کے، اپنے پروگرام پر ثبات اور استقامت سے جمے رہو۔ اور اپنے دامن کو ان خار دار جھاڑیوں سے حسن کارانہ انداز سے بچاتے جاؤ۔ اور اس طرح ان لوگوں سے الگ ہٹتے چلے جاؤ جو

ھَجْرًا جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَۃِ وَمَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا ﴿۱۲﴾ وَّ
طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳﴾ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَکَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْبًا مَّھِیْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ
اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۵ شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ

بات تک سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں۔ (۱۳ ؛ ۵)۔

۱۱ یہ لوگ جو اپنی دولت کے نشے میں بدمست اندھا دھند ہمارے قوانین کی تکذیب کرتے چلے جاتے ہیں، انہیں ہمارے قانونِ مکافات کے حوالے کر دو۔ اور تھوڑی سی مہلت دے دو۔ ہمارا قانون ان سرمایہ داروں سے خود نپٹ لے گا۔

۱۲ ان کے لئے ہم نے بیڑیاں اور ہتھکڑیاں تیار کر رکھی ہیں، جو ان کی بد لگامیوں کے لئے روک بن جائیں گی۔

۱۳ اور ایسا کھانا جو حلق میں جا کر اٹک جائے —— یعنی نہایت دردناک سزا —— نظامِ سرمایہ داری کا انجام یہی ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی خود اپنی دولت انکے لئے عذاب بن جاتی ہے اور اس طرح ان کا نوالہ، جو دوسروں کی کمائی کو غصب کر کے حاصل کیا گیا تھا، حلق میں اٹک کر ان کا گلا گھونٹ دیتا ہے۔ اس نظام کی بنیاد میں تباہی کی صورت مضمر ہوتی ہے)۔

۱۴ اُس وقت، یہ تمام بڑے بڑے سردار اور ان کے تبع عوام (تمہاری قوت کے سامنے) کانپ اٹھیں گے۔ ان کے سرغنوں کی —— جو اس وقت پہاڑ کی طرح محکم نظر آ رہے ہیں —— بالخصوص یہ حالت ہوگی گویا ریت کے تودے ہیں جو خود بخود پھسلتے چلے جا رہے ہیں۔

۱۵ اے رسولؐ! تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ نہ یہ مقصد جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے کوئی نیا مقصد ہے، اور نہ ہی مخالفین کا ایسا انجام، جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے، کوئی نرالا انجام۔ اسی قسم کی انقلاب آفرینی کے لئے سابقہ انبیاء کرامؑ آتے رہے اور اسی قسم کا انجام ان کے مخالفین کا ہوا۔ ان میں، موسیٰؑ کے ہاتھوں لایا ہوا انقلاب، اور فرعون کا انجام، بڑی نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ ہم نے، اسی مقصد کے لئے تمہیں ان لوگوں کی طرف بھیجا ہے تاکہ تو ان کے اعمال کی نگرانی کرے، اور دیکھے کہ یہ کونسی روش اختیار کرتے ہیں۔

۱۶ فرعون نے موسیٰؑ کے پیش کردہ قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتی تو ہمارے قانونِ مکافات نے اسے ایسی سختی سے پکڑا کہ وہ اس کی گرفت سے نکل نہ سکا۔

فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ
بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿۱۸﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۱۹﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ (۱ ع۱۹ ۱۱)
تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن
لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ
فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَ

---

**۱۷** ان سے کہو کہ (جب فرعون جیسا صاحبِ قوت و جبروت مستبد حکمران) ہماری گرفت سے نہ بچ سکا' تو تم ہمارے قوانین سے انکار اور سرکشی برت کر' کیسے بچ جاؤ گے؟ تم پر وہ تباہی آئے گی جس کی شدت اور سختی' بچوں کو بوڑھا کر دیا کرتی ہے۔ (عام قانون کی رُو سے بچپن مائل بہ عروج ہو کر شباب تک پہنچتا ہے اور پھر زوال شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس انقلاب کی رُو سے' غلط نظام فوراً مائل بہ زوال ہو جائے گا۔ یہ جوان ہونے ہی نہیں پائے گا کہ اس پر بڑھاپا چھا جائے گا)۔

**۱۸** ایسی سختی' جس سے آسمان پھٹ پڑے۔ یہ تباہی اٹل ہے' واقع ہو کر رہے گی۔

**۱۹** ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں ایک تاریخی حقیقت اور واضح بیان ہے جو عبرت و موعظت کے ہزار سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس کا جی چاہے اس سے عبرت حاصل کر کے' خدا کے نظامِ ربوبیت کے طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے۔

**۲۰** (جہاں سے بات چلی تھی' ہم تیری توجہ پھر اسی نکتہ کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ) تیرا نشو و نما دینے والا جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات گئے تک اس پروگرام میں مشغول رہتا ہے' کبھی آدھی رات تک۔ اور کبھی ایک تہائی شب تک۔ اور تیرے رفقاء کی ایک جماعت بھی تیرے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن اللہ نے رات اور دن کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔ رات کے وقت آرام کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ (۱۱ ۔ ۹) ۔ وہ جانتا ہے کہ (تمہاری بیتابیٔ تمنا اور دفورِ شوق کا تقاضا ہے کہ یہ پروگرام جلد سے جلد تکمیل تک پہنچ جائے' اس لئے تم اپنی نیند اور آرام کا قطعاً خیال نہیں کرتے۔ لیکن) تم لوگ اس روش کو زیادہ دیر تک نباہ نہیں سکو گے' اس لئے وہ اس قدر ناقابلِ برداشت محنت اور مشقت کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ہنگامی حالات کی بات اور ہے۔ ان میں زیادہ وقت

اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ
خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۰

۲ ع ۱۴

بھی دیا جا سکتا ہے لیکن عام حالات میں حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ خدا تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے' لہذا تم قرآنی تعلیم کے جتنے حصے کی اپنی جماعت کے قلب کی زمین میں بآسانی تخم ریزی کر کے' اسے قابلِ نشو و نما بنا سکو' اتنے ہی پر اکتفا کرو۔ وہ جانتا ہے کہ تم میں سے بعض کی صحت کمزور ہے اس لئے وہ اس طرح جلدی بیمار پڑ جائیں گے۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہیں تلاش معاش کی خاطر' دوسرے مقامات کی طرف سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور انہی میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں اس نظام کی حفاظت کے لئے میدانِ جنگ میں بھی جانا ہوگا جس کے لئے عمدہ صحت اور تنومندی نہایت ضروری ہے۔ اس لئے تم قرآن کے اتنے ہی حصہ کو اس طرح دل نشین کراؤ جتنا آسانی سے ہو سکے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ نظامِ صلوٰۃ کو قائم کرتے جاؤ اور نوعِ انسانی کی نشو و نما کا انتظام کرو۔ اور ان مقاصد کے حصول کے لئے اپنی دولت اس نظام کو بطور قرض دے دو' جو تمہیں کئی گنا ہو کر واپس مل جائے گا۔ مختصراً یوں سمجھو کہ (اس پروگرام کے ابتدائی دور میں) جو اچھا کام بھی تم کرو گے' اسے ہم تمہارے کھاتے میں جمع کرتے جائیں گے۔ آخر الامر وہ سب کا سب تمہیں واپس مل جائے گا' اور اس کا اجر عظیم الگ ہوگا۔ (یہ نظام تمہاری پائی پائی واپس دے دیگا۔ اور تمہاری ذات کی نشو و نما اس پر مستزاد ہوگی)۔ یہ ہے وہ طریق جس سے تم' اپنے خدا سے' ان مخالفین کی طرف سے پیدا کردہ خطرات سے حفاظت کا سامان طلب کرتے رہو۔ وہ تمہیں ان خطرات سے محفوظ بھی رکھے گا' اور تمہاری نشو و نما کے فراواں اسباب بھی عطا فرمائے گا۔

# سورۃ المدثر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الۡمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۪ۙ﴿۲﴾ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرۡ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ ثِیَابَکَ فَطَہِّرۡ ۪ۙ﴿۴﴾ وَ الرُّجۡزَ فَاہۡجُرۡ ۪ۙ﴿۵﴾ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾

۱ اے وہ کہ جس کے ذمے عالمِ انسانیت کو سنوار کر ایک جہانِ نو کو وجود میں لانے اور اس طرح حق کے نظام کو ہر نظامِ باطل پر غالب کرنے کا انقلابی پروگرام ہے۔

۲ اُٹھ! اور خود فراموش انسانوں کو ان کی غلط روشِ زندگی کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر۔

۳ اور خدا کے نظامِ ربوبیت کو اس طرح متمکن کر دے کہ کبریائی صرف اسی کے لئے ہو۔ (اس سے خود تمہیں بھی دنیا میں بڑائی حاصل ہو جائے گی۔ ۱۵/۲۲)۔

۴ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی سیرت و کردار (شخصیت) کو نہایت پاکیزہ بنایا جائے اور اس دعوت و تحریک کو ہر قسم کے ناپسندیدہ عناصر سے پاک و صاف رکھا جائے۔ (اس لئے کہ یہ کوئی ایسا میکانکی نظام نہیں کہ جس نے چاہا اسے چلا لیا۔ اس کے لئے خود اس دعوت کا صاف اور شفاف رہنا اور اس میں شامل ہونے والوں کے قلب و نگاہ کا پاکیزہ ہونا بنیادی شرط ہے)۔

۵ اس قسم کے رفقاء کو اپنے ساتھ لے (۴۳/۱) اور ان کی ایسی تربیت کر کہ ان کی سیرت میں پختگی پیدا ہو جائے، جس سے وہ اس بارِ عظیم کو آسانی سے اُٹھا سکیں اور ان کے پائے استقلال میں کہیں لغزش نہ آنے پائے۔ وہ اس بوجھ کو لے کر اٹھیں تو ان کی ٹانگیں لڑکھڑا نہ جائیں۔

۶ اپنے رفقاء کو یہ بھی سمجھا دے کہ اس نظام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تم اپنی محنت کے

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿٨﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِي وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ

---

ماحصل کو دوسروں کی نشوونما کے لئے کھلا رکھو اور ضرورت مندوں کی امداد کرو تو اس نیت سے نہیں کہ یہ ان پر احسان ہے جس کے بدلے میں وہ تمہیں اس سے زیادہ لوٹا کر دیں گے۔ (۶/۷۴ ؛ ۹/۷۶)۔

۷ یہ ہے وہ نظامِ ربوبیت جس کے قیام اور استحکام کے لئے تمہیں نہایت ثبات و استقامت سے سرگرمِ عمل رہنا اور اس سکون و طمانیت سے آمادہ بمنزل ہونا ہے کہ تمہاری کشتی کہیں ڈگمگائے نہیں۔

۸ (انہیں یہ بھی بتا دو کہ یہ دعوت، پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں بھری راہ ہے۔ ہر طرف سے اس کی مخالفت ہوگی —— اور سخت مخالفت) حتیٰ کہ اس میں ایسا وقت بھی آئے گا جب دشمن ہر طرف سے تمہیں ٹھونگیں ماریں گے۔ لڑائی کا بگل بجے گا اور تمہیں میدان جنگ میں آنا پڑے گا۔

۹-۱۰ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتا دو کہ اگرچہ اس تصادم میں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا لیکن تمہارے لئے آخر الامر تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی اور سختی تمہارے مخالفین ہی کے لئے ہوگی۔ تم کامیاب ہو گے اور انہیں شکست ہوگی۔

۱۱ (اس دوران میں تمہارے مخالفین کی پوری پوری کوشش یہ ہوگی کہ وہ تمہیں اِدھر اُدھر کی باتوں میں الجھائے رکھیں اور اس طرح تمہیں اپنے تعمیری پروگرام میں آگے نہ بڑھنے دیں۔ لیکن تم ان سے الجھے بغیر اپنی راہ چلتے جانا) ان سے ہمارا قانونِ مکافات خود نپٹ لے گا۔ ان مفاد پرست، مخالفین کا سرغنہ وہ ہے جسے ہم نے بے سروسامان تنہا پیدا کیا تھا یعنی یہ پیدائش ہی سے اپنے ساتھ وہ دولت اور قوت نہیں لایا تھا جس کے بل بوتے پر اس قدر سرکشی برت رہا ہے۔

۱۲ پھر ہم نے اسے بڑی کثرت سے مال و دولت عطا کیا۔ (۴۳/۱۱)۔

۱۳ اور وہ بیٹے دیئے جو اب ہماری مخالفت میں اپنا سارا زور لگا رہے ہیں۔ (ان امیرزادوں کی حالت یہ ہے کہ یہ کام کاج کے لئے کہیں باہر نہیں جاتے۔ ہر وقت گھر میں بیکار بیٹھے اس قسم کی سازشیں کرتے رہتے ہیں)۔

۱۴ غرضیکہ ہم نے اس کے لئے زندگی کے راستے ہموار کر دیئے۔ اسے ہر طرح کا سامانِ آسائش عطا کیا۔

۱۵ لیکن اس پر بھی اس کی ہوس پوری نہ ہوئی۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اسے اور زیادہ قوت

أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ
قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا
إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾

---

اور دولت دیتے جائیں (اور وہ ان کے بل بوتے پر حق کی مخالفت میں آگے ہی آگے بڑھتا جائے)۔

۱۶ لیکن اب ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ یہ ہمارے قوانین سے سرکشی برت رہا ہے۔

۱۷ (اب اس انقلاب کا زمانہ آ رہا ہے جس میں) اسے سخت مشکلات کا سامنا کرنا اور مصائب کی گھاٹی چڑھنا ہو گا۔

۱۸ (جب یہ تمہارے پاس آیا تو تم نے اسے اس کا نفع نقصان اچھی طرح سمجھا دیا۔ اسے بتا دیا کہ اس کی غلط روش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہو گا۔ اور قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے کس قدر خوشگواریاں حاصل ہوں گی۔ چنانچہ) اس نے اس پر غور کیا۔ دونوں رستوں کا باہمی مقابلہ کیا اور پھر اس بات کا اندازہ لگایا کہ کون سی راہ اس کے لئے فائدہ مند ہے۔

۱۹ ۲۰ لیکن یہ غارت ہو! اس نے اپنے لئے کس قدر غلط اندازہ لگایا؟ ایسا غلط اندازہ جس سے تباہیوں اور بربادیوں کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔

۲۱ اس نے بار دگر اس دعوت پر تنقیدی نگاہ ڈالی۔

۲۲ (اس کے سینے کی کشمکش کے آثار اس کے چہرے پر نمودار ہو گئے)۔ اس نے تیوری چڑھائی، منہ بسورا۔

۲۳ اور نہایت سرکشی اور تکبر کے ساتھ منہ موڑ کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ

۲۴ یہ غلط ہے (کہ یہ آسمانی وحی اور خدائی فیصلے ہیں)۔ یہ پرانے زمانے کی دقیانوسی باتیں ہیں۔ یہ وہی جھوٹ ہے جو صدیوں سے اسی طرح متواتر چلا آ رہا ہے۔

۲۵ یہ سب باتیں اس شخص کی اپنی وضع کردہ ہیں (جنہیں یہ خدا کی وحی کہہ کر پیش کرتا ہے)۔

۲۶ (مفاد پرست گروہ کا یہ سرغنہ، یہ کچھ کہہ کر چلا گیا۔ اور اس کے پیچھے خدا کے قانونِ مکافات نے پکار کر کہا کہ تم دیکھو گے کہ) عنقریب اس کی دولت و حشمت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ اسے جھلسا دینے والی آگ میں جھونک دیا جائے گا جو اس کی ساری سختی کو پگھلا کر رکھ دے گی۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا
مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ ع ۱ ۱۵

**۲۷** تم جانتے ہو کہ وہ جُھلسا اور پگھلا دینے والی آگ کیا ہوتی ہے اور کیا کر دیا کرتی ہے؟

**۲۸** وہ راکھ کا ڈھیر بنا دیا کرتی ہے۔ وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی۔ اور جس تک پہنچ جائے اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا کرتی۔ وہ نام و نشان تک مٹا دیا کرتی ہے۔

**۲۹** وہ اس طرح حلیہ بگاڑ دیتی ہے کہ اس کے بعد ان پہچانا تک نہیں جاتا۔ (وہ ساری بساط الٹ کر نقشہ بدل دیا کرتی ہے)۔

**۳۰** اور یہ ایک ہی تباہی نہیں جسے بیان کیا گیا ہے۔ اس قسم کی بیسیوں تباہیاں ہیں (ایک یہ' اور انیس اس پر مستزاد)۔

**۳۱** یہ تباہیاں ہماری متعین کردہ قوتیں ہی لاتی ہیں۔ اب رہا ان کی تعداد کا معاملہ تو ایسا محض تمثیلاً کہا گیا ہے۔ جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے' وہ اس تمثیلی بیان کو حقیقت پر محمول کر کے اس پر اعتراضات کریں گے اور طرح طرح کی ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لیکن جن لوگوں کو قرآن کا پختہ اور گہرا علم حاصل ہے' وہ سمجھ لیں گے کہ اس قسم کے تمثیلی بیانات سے خدا کا مقصود کیا ہوتا ہے۔ لہذا' انہیں اس سے یقین حاصل ہو گا (۳/۷) حتیٰ کہ جماعت مومنین کے وہ افراد جن کی علمی سطح ایسی بلند نہیں' اس سے ان کا بھی ایمان بڑھ جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمثیلی بیانات سے قرآن کا پختہ علم رکھنے والوں' یا عام مومنین کے دل میں کبھی شک اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جو لوگ نفسیاتی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں' یا قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کھلے بندوں انکار کرتے ہیں' وہ جھٹ سے اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس قسم کی مثالوں سے بالآخر خدا کا مقصود کیا ہے؟ (۲/۲۶)

اس طرح' جو شخص اپنے اندر کج نگہی پیدا کر لیتا ہے' اور یوں خدا کے قانون

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ إِذَآ أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَن شَآءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾

مکافات کے مطابق' اپنے اعمال کی وجہ سے' غلط راستے پر چل نکلتا ہے۔ اس کے سامنے صحیح راستہ آنہیں سکتا۔ اور جو چاہتا ہے کہ وہ صحیح راستے پر چلے' اس کی راہ نمائی صحیح راستے کی طرف ہو جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ' کائنات میں کس کس قسم کی قوتیں کارفرما ہیں' اور خدا کے لشکر کس کس انداز سے اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں' اس کا پورا پورا علم خدا ہی کو ہے۔ اِن امور کا تمثیلی بیان اس لئے کر دیا جاتا ہے کہ انسان' غور و تدبر سے کام لے اور قوانینِ خداوندی کو نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دے۔

(یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ خدا کا قانونِ مکافات کوئی شے نہیں۔ اور جس انقلاب ۳۲
سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے وہ محض دھمکی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ وہ انقلاب ایک حقیقت ہے ۳۳
جو واقع ہو کر رہے گا۔ ان سے کہو کہ یہ ذرا کارگہ کائنات کے نظم و نسق پر' اور جس قانونِ خداوندی ۳۴
کے ماتحت مظاہرِ فطرت مصروفِ نقل و حرکت ہیں' اس پر غور کریں اور پھر سوچیں کہ جس خدا ۳۵
کی لامحدود قوت یہ کچھ کر رہی ہے اس کے لئے اس قسم کا انقلاب لانا کیا مشکل ہے؟) چاند
کا اپنے وقت پر نمودار ہونا اور پھر مختلف منازل سے گزرنا' رات کی تاریکی کا صبح کی سپیدی میں
تبدیل ہونا اور پھر روزِ روشن کا سامنے آجانا — یہ تمام تغیرات' خدا کے قانونِ قدرت کی زندہ
شہادات ہیں۔ اُس کے اسی قانونِ قدرت کے مطابق' یہ انقلاب آئے گا' جو تاریخِ انسانی
کے عظیم واقعات میں سے ہے۔ (یہ چاند کی طرح بتدریج بڑھے گا۔ اس کی ضوفشانیوں
سے باطل کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور حق کی سحرِ درخشندہ نمودار ہو جائے گی)۔
ہم انہیں مطلع کئے دیتے ہیں کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ ہر شخص کو اس سے آگاہ ۳۶
رہنا چاہیئے۔
یہاں ہر فیصلہ خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق ہوتا ہے۔ قوموں کی موت و ۳۷
حیات' افراد کا آگے بڑھنا اور پیچھے رہ جانا' سب اُن کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ سو جس کا ۳۸
جی چاہے آگے بڑھ جائے اور جس کا جی چاہے پیچھے رہ جائے۔ (اس تمام رشد و ہدایت
اور کشمکش حق و باطل سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص چاہے اپنی کوشش سے زندگی کے ارتقائی
منازل میں آگے بڑھ جائے' جو پیچھے رہنا چاہے پیچھے رہ جائے)۔ یاد رکھو! ہر شخص اپنے ہی

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ
مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾
حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ
مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾

---

اعمال کے شکنجے میں جکڑا ہوتا ہے اور انہی کی وجہ سے اس پر مصیبتیں آتی ہیں۔ اسی طرح، یہ غلط کار لوگ بھی مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے۔

۳۹ لیکن اصحٰبِ یمین وسعادت مصیبتوں میں گرفتار نہیں ہوں گے۔ وہ اپنے اعمالِ صالح کے بدلے جنت کی خوشگواریوں میں رہیں گے۔

۴۰-۴۲ وہ ان مجرمین سے، جو تباہیوں کے عذاب میں مبتلا ہوں گے، پوچھیں گے کہ کونسی چیز تمہیں اس جہنم میں کھینچ لائی ہے۔ وہ تمہارے کون سے جرائم تھے جن کی یہ سزا ہے۔

۴۳ وہ کہیں گے کہ ہمارا جرم یہ تھا کہ ہم ان لوگوں میں شامل نہ ہوئے جنہوں نے نظامِ صلوٰۃ قائم کیا۔

۴۴ اور ہم ان لوگوں کے رزق کا سامان نہیں کرتے تھے جو کمائی کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔

۴۵ (اس کے برعکس) ہم ان لوگوں میں شامل تھے جو باتیں بڑی بڑی بناتے تھے (لیکن عملاً کچھ نہیں کرتے تھے)۔

۴۶ اور یوں ہم خدا کے قانونِ مکافات کی تکذیب کرتے تھے، اور اس بات کو جھٹلاتے تھے کہ ایک دن ہمارے اعمال کے نتائج تباہی بن کر ہمارے سامنے آئیں گے۔

۴۷ ہم اسی روش پر قائم رہے تاآنکہ یہ تباہی حقیقت بن کر ہمارے سامنے آگئی۔

۴۸ اس وقت (نہ خود اُن کی کوئی پیش جائے گی۔ اور) نہ ہی ان کے حمایتیوں کی حمایت ان کے کسی کام آسکے گی۔

۴۹ معلوم نہیں کہ جب یہ تمام حقائق اس طرح واضح طور پر ان کے سامنے پیش کر دیئے جاتے ہیں تو پھر انہیں کیا ہو جاتا ہے کہ یہ اس سے یوں روگردانی کرتے ہیں؟

۵۰-۵۱ روگردانی ہی نہیں کرتے بلکہ اس طرح خوف زدہ ہو کر بھاگتے ہیں جس طرح بدکے

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ
تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ
(۲) (۲۰) (۱۲) الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

ہوئے گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگ اٹھتے ہیں۔ (کہ وہ کہیں انہیں کھا نہ جائے)۔

۵۲ (بات یہ نہیں کہ یہ حقائق ان کی سمجھ میں نہیں آتے۔ سمجھ میں تو آجاتے ہیں لیکن ان کی انفرادی مفاد پرستیاں انہیں اس طرف آنے سے روکتی ہیں۔ نظامِ خداوندی اجتماعی زندگی چاہتا ہے جس میں تمام افراد کے مفاد مشترک ہوں۔ لیکن) ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی مفاد پرستی کا کاروباری پروگرام الگ الگ پھیلا ہوا ہو۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ معاشرہ کسی اجتماعی نظم و نسق کے ماتحت نہ چلے، بلکہ جس کا جی چاہے اپنی من مانی کرتا جائے، اور اجتماعی مفادات انسانیت کے بجائے ہر شخص اپنے اپنے انفرادی مفاد کے پیچھے لگا رہے۔[له]

۵۳ یہ اس لئے کہ ان کی نگاہ صرف مفادِ عاجلہ پر ہے۔ یہ نہ مستقبل کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کی تباہیوں سے خوف کھاتے ہیں۔

۵۴ (لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا) یہ قرآن ایک کھلی ہوئی نصیحت اور تاریخی حقیقت ہے۔

۵۵ سو جس کا جی چاہے اسے اپنے سامنے رکھ کر اس کے مطابق زندگی بسر کرے۔

۵۶ لیکن اسے اپنے سامنے وہی لوگ رکھ سکتے ہیں جو اپنے مقاصد اور ارادوں کو قانونِ خداوندی سے ہم آہنگ کر لیں۔ یعنی جو اسی چیز کو اپنا مطلوب و مقصود قرار دیں جو خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہو۔ یہی لوگ ہیں جو قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں، اور یہی ہیں جو تباہیوں اور بربادیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ (۷۶/۳۰ ؛ ۸۱/۲۹)۔

---

له نظام سرمایہ داری کی بنیاد ہی (INDIVIDUAL ENTERPRISE) اور (LAISSEZ-FAIRE) پر ہوتی ہے۔ یعنی اس میں افراد کو کھلی چھٹی ہوتی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں اور جس قدر چاہیں دولت سمیٹتے جائیں، اجتماعی نظامِ حکومت ان کے کاروبار میں دخل انداز نہیں ہوگا۔ آیاتِ بالا میں اسی نظام کی طرف اشارہ ہے۔

# سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾

۱ اے وہ کہ جس کے ذمے عالمِ انسانیت کو سنوار کر ایک جہانِ نو کو وجود میں لانے اور اس طرح حق کے نظام کو ہر نظامِ باطل پر غالب کرنے کا انقلابی پروگرام ہے۔

۲ اُٹھ! اور خود فراموش انسانوں کو ان کی غلط روشِ زندگی کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر

۳ اور خدا کے نظامِ ربوبیت کو اس طرح متمکن کر دے کہ کبریائی صرف اسی کے لئے ہو۔ (اس سے خود تمہیں بھی دنیا میں بڑائی حاصل ہو جائے گی۔ ۲/۱۵۲)۔

۴ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی سیرت و کردار (شخصیت) کو نہایت پاکیزہ بنایا جائے اور اس دعوت و تحریک کو ہر قسم کے ناپسندیدہ عناصر سے پاک و صاف رکھا جائے۔ (اس لئے کہ یہ کوئی ایسا میکانکی نظام نہیں کہ جس نے چاہا اسے چلا لیا۔ اس کے لئے خود اس دعوت کا صاف اور شفاف رہنا، اور اس میں شامل ہونے والوں کے قلب و نگاہ کا پاکیزہ ہونا، بنیادی شرط ہے)۔

۵ اس قسم کے رفقاء کو اپنے ساتھ لے (۴۳/۱) اور ان کی ایسی تربیت کر کہ ان کی سیرت میں پختگی پیدا ہو جائے، جس سے وہ اس بارِ عظیم کو آسانی سے اُٹھا سکیں، اور ان کے پائے استقلال میں کہیں لغزش نہ آنے پائے۔ وہ اس بوجھ کو لے کر اٹھیں تو ان کی ٹانگیں لڑکھڑا نہ جائیں۔

۶ اپنے رفقاء کو یہ بھی سمجھا دے کہ اس نظام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تم اپنی محنت کے

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿٨﴾ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِي وَمَنْ
خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ

---

ماحصل کو دوسروں کی نشوونما کے لئے کھلا رکھو اور ضرورت مندوں کی امداد کرو تو اس نیت سے نہیں کہ یہ ان پر احسان ہے جس کے بدلے میں وہ تمہیں اس سے زیادہ لوٹا کر دیں گے۔ (۷۶/۹)۔

۷ یہ ہے وہ نظامِ ربوبیت، جس کے قیام اور استحکام کے لئے تمہیں نہایت ثبات و استقامت سے سرگرمِ عمل رہنا اور اس سکون و طمانیت سے آمادہ بمنزل ہونا ہے کہ تمہاری کشتی کہیں ڈگمگائے نہیں۔

۸ (انہیں یہ بھی بتا دو کہ یہ دعوت، پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں بھری راہ ہے۔ ہر طرف سے اس کی مخالفت ہوگی —— اور سخت مخالفت) حتیٰ کہ اس میں ایسا وقت بھی آئے گا جب دشمن ہر طرف سے تمہیں ٹھونگیں ماریں گے۔ لڑائی کا بگل بجے گا اور تمہیں میدانِ جنگ میں آنا پڑے گا۔

۹-۱۰ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتا دو کہ اگرچہ اس تصادم میں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا لیکن تمہارے لئے آخر الامر تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی اور سختی تمہارے مخالفین ہی کے لئے ہوگی۔ تم کامیاب ہو گے اور انہیں شکست ہوگی۔

۱۱ (اس دوران میں تمہارے مخالفین کی پوری پوری کوشش یہ ہوگی کہ وہ تمہیں ادھر اُدھر کی باتوں میں الجھائے رکھیں اور اس طرح تمہیں اپنے تعمیری پروگرام میں آگے نہ بڑھنے دیں۔ لیکن تم ان سے اُلجھے بغیر، اپنی راہ چلتے جانا) ان سے ہمارا قانونِ مکافات خود نپٹ لے گا۔ ان مفاد پرست، مخالفین کا سرغنہ وہ ہے جسے ہم نے بے سروسامان تنہا پیدا کیا تھا یعنی یہ پیدائش ہی سے اپنے ساتھ وہ دولت اور قوت نہیں لایا تھا جس کے بل بوتے پر اس قدر سرکشی برت رہا ہے۔

۱۲ پھر ہم نے اسے بڑی کثرت سے مال و دولت عطا کیا۔ (۴۳/۱۱)۔

۱۳ اور وہ بیٹے دیئے جو اب ہماری مخالفت میں اپنا سارا زور لگا رہے ہیں۔ (ان امیرزادوں کی حالت یہ ہے کہ یہ کام کاج کے لئے کہیں باہر نہیں جاتے۔ ہر وقت گھر میں بیکار بیٹھے اس قسم کی سازشیں کرتے رہتے ہیں)۔

۱۴ غرضیکہ ہم نے اس کے لئے زندگی کے راستے ہموار کر دیئے۔ اسے ہر طرح کا سامانِ آسائش عطا کیا۔

۱۵ لیکن اس پر بھی اس کی ہوس پوری نہ ہوئی۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اسے اور زیادہ قوت

أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ
قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا
إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾

---

اور دولت دیتے جائیں (اور وہ ان کے بل بوتے پر حق کی مخالفت میں آگے ہی آگے بڑھتا جائے)۔

۱۶ لیکن اب ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ یہ ہمارے قوانین سے سرکشی برت رہا ہے۔

۱۷ (اب اس انقلاب کا زمانہ آ رہا ہے جس میں) اسے سخت مشکلات کا سامنا کرنا اور مصائب کی گھاٹی چڑھنا ہوگا۔

۱۸ (جب یہ تمہارے پاس آیا تو تم نے اسے اس کا نفع نقصان اچھی طرح سمجھا دیا۔ اسے بتا دیا کہ اس کی غلط روش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوگا۔ اور قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے کس قدر خوشگواریاں حاصل ہوں گی۔ چنانچہ) اس نے اس پر غور کیا۔ دونوں رستوں کا باہمی مقابلہ کیا اور پھر اس بات کا اندازہ لگایا کہ کون سی راہ اس کے لئے فائدہ مند ہے۔

۱۹ ۲۰ لیکن یہ غارت ہو! اس نے اپنے لئے کس قدر غلط اندازہ لگایا؟ ایسا غلط اندازہ جس سے تباہیوں اور بربادیوں کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔

۲۱ اس نے بار دگر اس دعوت پر تنقیدی نگاہ ڈالی۔

۲۲ (اس کے سینے کی کشمکش کے آثار اس کے چہرے پر نمودار ہو گئے)۔ اس نے تیوری چڑھائی منہ بسورا۔

۲۳ اور نہایت سرکشی اور تکبر کے ساتھ منہ موڑ کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ

۲۴ یہ غلط ہے (کہ یہ آسمانی وحی اور خدائی فیصلے ہیں)۔ یہ پرانے زمانے کی دقیانوسی باتیں ہیں۔ یہ وہی جھوٹ ہے جو صدیوں سے اسی طرح متواتر چلا آ رہا ہے۔

۲۵ یہ سب باتیں اس شخص کی اپنی وضع کردہ ہیں (جنہیں یہ خدا کی وحی کہہ کر پیش کرتا ہے)۔

۲۶ (مفاد پرست گروہ کا یہ سرغنہ یہ کچھ کہہ کر چلا گیا۔ اور اس کے پیچھے خدا کے قانونِ مکافات نے پکار کر کہا کہ تم دیکھو گے کہ) عنقریب اس کی دولت و حشمت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ اسے جھلسا دینے والی آگ میں جھونک دیا جائے گا جو اس کی ساری سختی کو پگھلا کر رکھ دے گی۔

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبۡقِیۡ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَیۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلۡنَاۤ اَصۡحٰبَ النَّارِ اِلَّا
مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلۡنَا عِدَّتَهُمۡ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا ۙ لِیَسۡتَیۡقِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَیَزۡدَادَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِیۡمَانًا وَّلَا یَرۡتَابَ
الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ وَلِیَقُوۡلَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡكٰفِرُوۡنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ
كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَمَا یَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِكۡرٰی لِلۡبَشَرِ ﴿۳۱﴾ ۱ ۳۱ ۱۵

**۲۷** تم جانتے ہو کہ وہ جُھلسا اور پگھلا دینے والی آگ کیا ہوتی ہے اور کیا کر دیا کرتی ہے؟

**۲۸** وہ راکھ کا ڈھیر بنا دیا کرتی ہے۔ وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی۔ اور جس تک پہنچ جائے اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا کرتی۔ وہ نام ونشان تک مٹا دیا کرتی ہے۔

**۲۹** وہ اس طرح حلیہ بگاڑ دیتی ہے کہ اس کے بعد انسان پہچانا تک نہیں جاتا۔ (وہ ساری بساط الٹ کر نقشہ بدل دیا کرتی ہے)۔

**۳۰** اور یہ ایک ہی تباہی نہیں جسے بیان کیا گیا ہے۔ اس قسم کی بیسیوں تباہیاں ہیں (ایک یہ، اور انیس اس پر مستزاد)۔

**۳۱** یہ تباہیاں ہماری متعین کردہ قوتیں ہی لاتی ہیں۔ اب رہا ان کی تعداد کا معاملہ تو ایسا محض تمثیلاً کہا گیا ہے۔ جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، وہ اس تمثیلی بیان کو حقیقت پر محمول کر کے اس پر اعتراضات کریں گے اور طرح طرح کی ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لیکن جن لوگوں کو قرآن کا پختہ اور گہرا علم حاصل ہے، وہ سمجھ لیں گے کہ اس قسم کے تمثیلی بیانات سے خدا کا مقصود کیا ہوتا ہے۔ لہذا، انہیں اس سے یقین حاصل ہو گا (۳/۷)۔ حتیٰ کہ جماعت مومنین کے وہ افراد جن کی علمی سطح ایسی بلند نہیں، اس سے ان کا بھی ایمان بڑھ جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمثیلی بیانات سے قرآن کا پختہ علم رکھنے والوں، یا عام مومنین کے دل میں کبھی شک اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جو لوگ نفسیاتی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں، یا قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کھلے بندوں انکار کرتے ہیں، وہ جھٹ سے اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس قسم کی مثالوں سے بالآخر خدا کا مقصود کیا ہے؟ (۲/۲۶)

اس طرح، جو شخص اپنے اندر کج نگہی پیدا کر لیتا ہے، اور یوں خدا کے قانون

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَن شَاءَ
مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾

---

مکافات کے مطابق اپنے اعمال کی وجہ سے غلط راستے پر چل نکلتا ہے۔ اس کے سامنے صحیح راستہ آ نہیں سکتا۔ اور جو چاہتا ہے کہ وہ صحیح راستے پر چلے اس کی راہ نمائی صحیح راستے کی طرف ہو جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں کس کس قسم کی قوتیں کارفرما ہیں اور خدا کے لشکر کس کس انداز سے اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں، اس کا پورا پورا علم خدا ہی کو ہے۔ ان امور کا تمثیلی بیان اس لئے کر دیا جاتا ہے کہ انسان غور و تدبر سے کام لے اور قوانینِ خداوندی کو نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دے۔

۳۲ (یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ خدا کا قانونِ مکافات کوئی شے نہیں۔ اور جس انقلاب
۳۳ سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے وہ محض دھمکی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ وہ انقلاب ایک حقیقت ہے
۳۴ جو واقع ہو کر رہے گا۔ ان سے کہو کہ یہ ذرا کارگہ کائنات کے نظم و نسق پر، اور جس قانونِ خداوندی
۳۵ کے ماتحت مظاہرِ فطرت مصروفِ نقل و حرکت ہیں، اس پر غور کریں اور پھر سوچیں کہ جس خدا
کی لامحدود قوت یہ کچھ کر رہی ہے اس کے لئے اس قسم کا انقلاب لانا کیا مشکل ہے؟) چاند
کا اپنے وقت پر نمودار ہونا اور پھر مختلف منازل سے گزرنا، رات کی تاریکی کا صبح کی سپیدی میں
تبدیل ہونا اور پھر روزِ روشن کا سامنے آ جانا ___ یہ تمام تغیرات، خدا کے قانونِ قدرت کی زندہ
شہادات ہیں۔ اُس کے اسی قانونِ قدرت کے مطابق، یہ انقلاب آئے گا، جو تاریخِ انسانی
کے عظیم واقعات میں سے ہے۔ (یہ چاند کی طرح بتدریج بڑھے گا۔ اس کی ضوفشانیوں
سے باطل کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور حق کی سحر درخشندہ نمودار ہو جائے گی)۔

۳۶ ہم انہیں مطلع کئے دیتے ہیں کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ ہر شخص کو اس سے آگاہ
رہنا چاہیئے۔

۳۷ یہاں ہر فیصلہ خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق ہوتا ہے۔ قوموں کی موت و
۳۸ حیات، افراد کا آگے بڑھنا اور پیچھے رہ جانا سب اُن کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ سو جس کا
جی چاہے آگے بڑھ جائے اور جس کا جی چاہے پیچھے رہ جائے۔ (اس تمام رشد و ہدایت
اور کشمکش حق و باطل سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص چاہے اپنی کوشش سے زندگی کے ارتقائی
منازل میں آگے بڑھ جائے، جو پیچھے رہنا چاہے پیچھے رہ جائے)۔ یاد رکھو! ہر شخص اپنے ہی

اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۹﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ ؕ۟ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ
مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ کُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَ کُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴۶﴾
حَتّٰۤی اَتٰىنَا الۡیَقِیۡنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنۡفَعُہُمۡ شَفَاعَۃُ الشّٰفِعِیۡنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَہُمۡ عَنِ التَّذۡکِرَۃِ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴۹﴾ کَاَنَّہُمۡ حُمُرٌ
مُّسۡتَنۡفِرَۃٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَۃٍ ﴿۵۱﴾

---

اعمال کے شکنجے میں جکڑا ہوتا ہے اور انہی کی وجہ سے اس پر مصیبتیں آتی ہیں۔ اسی طرح، یہ غلط کار لوگ بھی مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے۔

۳۹ لیکن اصحٰبِ یمین وسعادت مصیبتوں میں گرفتار نہیں ہوں گے۔ وہ اپنے اعمالِ صالح کے بدلے جنت کی خوشگواریوں میں رہیں گے۔

۴۰-۴۲ وہ ان مجرمین سے، جو تباہیوں کے عذاب میں مبتلا ہوں گے، پوچھیں گے کہ کونسی چیز تمہیں اس جہنم میں کھینچ لائی ہے۔ وہ تمہارے کون سے جرائم تھے جن کی یہ سزا ہے۔

۴۳ وہ کہیں گے کہ ہمارا جرم یہ تھا کہ ہم ان لوگوں میں شامل نہ ہوئے جنہوں نے نظامِ صلوٰۃ قائم کیا۔

۴۴ اور ہم ان لوگوں کے رزق کا سامان نہیں کرتے تھے جو کمائی کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔

۴۵ (اس کے برعکس) ہم ان لوگوں میں شامل تھے جو باتیں بڑی بڑی بناتے تھے لیکن عملاً کچھ نہیں کرتے تھے)۔

۴۶ اور یوں ہم خدا کے قانونِ مکافات کی تکذیب کرتے تھے، اور اس بات کو جھٹلاتے تھے کہ ایک دن ہمارے اعمال کے نتائج تباہی بن کر ہمارے سامنے آئیں گے۔

۴۷ ہم اسی روش پر قائم رہے تاآنکہ یہ تباہی حقیقت بن کر ہمارے سامنے آگئی۔

۴۸ اس وقت (نہ خود ان کی کوئی پیش جائے گی۔ اور) نہ ہی ان کے حمایتیوں کی حمایت ان کے کسی کام آسکے گی۔

۴۹ معلوم نہیں کہ جب یہ تمام حقائق اس طرح واضح طور پر ان کے سامنے پیش کر دیئے جاتے ہیں تو پھر انہیں کیا ہو جاتا ہے کہ یہ اس سے یوں روگردانی کرتے ہیں؟

۵۰-۵۱ روگردانی ہی نہیں کرتے بلکہ اس طرح خوف زدہ ہو کر بھاگتے ہیں جس طرح بدکے

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّا إِنَّهُ
تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ
الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ (۲) (۵۶) (۱۶)

---

ہوئے گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگ اٹھتے ہیں۔ (کہ وہ کہیں انہیں کھا نہ جائے)۔

۵۲ (بات یہ نہیں کہ یہ حقائق ان کی سمجھ میں نہیں آتے۔ سمجھ میں تو آجاتے ہیں لیکن ان کی انفرادی مفاد پرستیاں انہیں اس طرف آنے سے روکتی ہیں۔ نظامِ خداوندی اجتماعی زندگی چاہتا ہے جس میں تمام افراد کے مفاد مشترک ہوں۔ لیکن) ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی مفاد پرستی کا کاروباری پروگرام الگ الگ پھیلا ہوا ہو۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ معاشرہ کسی اجتماعی نظم و نسق کے ماتحت نہ چلے' بلکہ جس کا جی چاہے اپنی من مانی کرتا جائے' اور اجتماعی مفادات انسانیت کے بجائے ہر شخص اپنے اپنے انفرادی مفاد کے پیچھے لگا رہے[1]۔

۵۳ یہ اس لئے کہ ان کی نگاہ صرف مفادِ عاجلہ پر ہے۔ یہ نہ مستقبل کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کی تباہیوں سے خوف کھاتے ہیں۔

۵۴ (لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا) یہ قرآن ایک کھلی ہوئی نصیحت اور تاریخی حقیقت ہے۔

۵۵ سو جس کا جی چاہے اسے اپنے سامنے رکھ کر اس کے مطابق زندگی بسر کرے۔

۵۶ لیکن اسے اپنے سامنے وہی لوگ رکھ سکتے ہیں جو اپنے مقاصد اور ارادوں کو قانونِ خداوندی سے ہم آہنگ کر لیں۔ یعنی جو اسی چیز کو اپنا مطلوب و مقصود قرار دیں جو خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہو۔ یہی لوگ ہیں جو قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں' اور یہی ہیں جو تباہیوں اور بربادیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ (۷۶/۳۰ : ۸۱/۲۹)۔

---

[1] نظامِ سرمایہ داری کی بنیاد ہی (INDIVIDUAL ENTERPRISE) اور (LAISSEZ - FAIRE) پر ہوتی ہے۔ یعنی اس میں افراد کو کھلی چھٹی ہوتی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں اور جس قدر چاہیں دولت سمیٹتے جائیں' اجتماعی نظامِ حکومت ان کے کاروبار میں دخل انداز نہیں ہوگا۔ آیاتِ بالا میں اسی نظام کی طرف اشارہ ہے۔

# سورۃ القیٰمۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ؕ﴿۲﴾ اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾

۱ ان سے کہو کہ نہیں' بات یوں نہیں جیسے تم خیال کئے بیٹھے ہو (کہ ہم جس طرح جی میں آئے کریں' ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں)۔ میں دورِ قیامت کو شہادت میں پیش کرتا ہوں (جب اعمال کے ظہورِ نتائج کا وقت آئے گا)۔

۲ اور اس شخص کو اس پر شاہد ٹھہراتا ہوں جو اپنی غلطی کے احساس سے نادم ہو[۱]۔ (۱۲/۵۴) — کہ خدا کا قانونِ مکافات ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔ انسان کا ہر عمل ایک نتیجہ برآمد کرتا ہے' خواہ وہ اس دنیا میں اس کے سامنے آجائے' خواہ مرنے کے بعد۔

۳ کیا انسان اپنے دل میں یہ خیال کئے بیٹھا ہے کہ جب وہ مر کر ختم ہو جائے گا تو دوبارہ زندہ نہیں ہوگا؟ (۳۴/۱۹ ؛ ۳۶/۷۸)۔ (اور اس طرح وہ اپنے غلط اعمال کی پاداش سے بچ جائیگا)۔

---

[۱] یہ جو کہا جاتا ہے کہ انسان کے اندر ایک قوت ہے جو حق اور باطل کی تمیز کر دیتی ہے (اسے ضمیر کی آواز کہتے ہیں)' یہ غلط ہے۔ انسان کے اندر کوئی ایسی قوت نہیں جو مطلق حق اور باطل میں از خود تمیز کر دے۔ مطلق حق اور باطل کی تمیز وحیِ خداوندی کی رو سے ہوتی ہے۔ جب کسی شخص سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب ہو جائے جو اس بات کے خلاف ہو جسے وہ حق سمجھتا ہے تو اس سے اسے احساسِ ندامت ہوتا ہے۔ اسے آپ ضمیر کی آواز کہہ سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جسے وہ حق سمجھتا ہے وہ فی الواقعہ حق ہو اور جسے باطل سمجھتا ہے' فی الواقعہ باطل۔ (نیز دیکھئے ۱۲/۵۴)

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ④ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ⑤ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ⑥ فَاِذَا
بَرِقَ الْبَصَرُ ⑦

کیا وہ سمجھتا ہے کہ جس بنیاد پر زندگی کی عمارت استوار ہوتی ہے' وہ موت سے منتشر ہو جاتی ہے اور پھر مجتمع نہیں ہو سکتی۔ یہ اس کا خیال خام ہے۔

۴ ہمارے لئے ایسا کرنا کیا دشوار ہے؟ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کے ان تمام قویٰ کو درست اور مکمل کر دیں جن سے اس کی زندگی قیام پذیر ہوتی ہے' اور اسے دوسری چیزوں کے تصرف پر گرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

۵ اصل یہ ہے کہ انسان حیاتِ اُخروی سے اس لئے انکار نہیں کرتا کہ وہ اسے ناممکن سمجھتا ہے۔ حیات اُخروی پر یقین کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنا ایک ایک قدم احتیاط سے اٹھائے۔ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے کوئی غلط کام نہ کرے لیکن انسان ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے سے جی چراتا ہے۔ وہ چاہتا یہ ہے کہ جس طرح اس کی سابقہ زندگی (یعنی جتنی زندگی وہ گزار چکا ہے) غیر ذمہ دارانہ گزری ہے' اسی طرح باقی زندگی بھی بے راہ روی میں گزر جائے۔ اپنے غلط اعمال کے نتائج سے فرار کی خواہش لاشعوری طور پر حیات اُخروی کے تصور اور امکان کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔

۶ اسی لئے جب اس سے قیامت کے متعلق کہا جاتا ہے تو اس کے دل میں جھٹ اعتراضات اُبھرنے لگتے ہیں' اور وہ پوچھتا ہے کہ یہ بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی؟
(یہ کس قدر خود فریبی ہے؟ کیا انسان اپنے اعمال کے نتائج سے اس لئے بچ جائیگا کہ وہ خدا کے قانونِ مکافات پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ ایمان رکھے یا نہ رکھے' وہ قانون اپنا کام کرتا جائے گا۔ مرنے کے بعد زندگی ہوگی اور اس کے اعمال کے نتائج اسکے سامنے آکر رہیں گے' خواہ یہ اس حقیقت سے کتنا ہی انکار کیوں نہ کرے)۔

۷ (باقی رہا یہ کہ قیامت کب آئے گی' تو اس کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے۔ لیکن) جب وہ آئے گی تو حالت یہ ہوگی کہ مارے حیرت کے آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔
(یاد رہے کہ ایک قیامت اس دنیا میں بھی سامنے آجاتی ہے جب اعمال کے نتائج کا ظہور یہاں ہوتا ہے۔ اور ایک قیامت مرنے کے بعد واقع ہوتی ہے جس میں وہاں ظہور نتائج ہوتا ہے۔ یہاں کی قیامت بالعموم قوموں (یا مختلف نظامہائے حیات) کے باہمی تصادم کی شکل میں سامنے آتی ہے جب یہ تصادم یہاں ہوگا تو ان مخالفین کی نگاہیں خیرہ ہو جائینگی۔ اور)

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ
يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿۱۳﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَلَوْ أَلْقَىٰ
مَعَاذِيرَهُ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿۱۶﴾

۸ چاند تاریک ہوجائے گا۔ (جاہلیت عرب کا اقتدار ختم ہوجائے گا)۔

۹ چاند اور سورج اکٹھے ہوجائیں گے۔ (عرب اور ایران کی قومیں مل کر ایک ہوجائیں گی)[1]۔

۱۰ (ظہور نتائج کے وقت خواہ وہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں) انسان انتہائی پریشانی کے عالم میں کہے گا کہ اب میں کدھر بھاگوں اور کہاں پناہ لوں؟

۱۱ اُس وقت کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی جہاں بھاگ کر پناہ لی جاسکے۔

۱۲ اُس وقت انسان کا ٹھکانہ صرف عدالتِ خداوندی ہوگا۔ اس کے کٹہرے سے بھاگ کر انسان کہیں نہیں جاسکے گا۔

۱۳ اُس دن انسان کے اگلے پچھلے تمام اعمال کے نتائج اس کے سامنے آجائیں گے۔

۱۴ اس کے لئے نہ کسی خارجی گواہ کی حاجت ہوگی، نہ بیرونی ثبوت کی ضرورت۔ انسان اپنے خلاف خود آپ دلیل ہوگا۔ (اس کی ذات، جس پر اس کے ہر عمل کا اثر منقوش ہوتا چلا جاتا ہے، اس کا اعمال نامہ ہوگی)۔

۱۵ اِس وقت تو اس کی عقلِ بہانہ ساز، اس کے غلط اعمال کے جواز میں ہزار دلائل پیش کردیتی، اور اس طرح حقیقت پر پردے ڈالنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ لیکن اُس وقت اُس کے تمام اعمال بے نقاب ہوکر سامنے آجائیں گے اور کسی قسم کا کوئی بہانہ کام نہ دے گا۔

۱۶ اس قسم کی بہانہ سازی کرنے والے سے کہہ دیا جائے گا کہ قینچی کی طرح زبان چلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اِس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تو چاہتا ہے کہ اس تیز کلامی سے معاملہ رفع دفع ہوجائے۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ اس طرح ختم نہیں ہوجائیگا[2]۔

---

[1] جاہلیت عرب کے جھنڈے کا نشان قمر تھا اور ایرانی سلطنت کے جھنڈے کا نشان شمس۔ ان آیات میں اگر اس دنیا کی قیامتِ صغریٰ کی طرف اشارہ ہے تو اس سے مراد وہ انقلاب ہے جو ظہورِ اسلام سے عرب جاہلیت اور ایران کی سیاسی زندگی میں آنے والا تھا۔

[2] آیات ۱۶-۱۹ کو اگر سابقہ آیات کے ساتھ مسلسل لیا جائے تو مفہوم وہی ہوگا جو اوپر درج کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ سمجھا جائے کہ آیت ۱۶ سے ایک نیا مضمون شروع ہوتا ہے تو ان آیات کا مفہوم حسبِ ذیل ہوگا۔ (بقیہ فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٧﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿١٨﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُونَ
الْآخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا
فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾

---

۱۷ یہ کام خود ہم نے اپنے ذمے لے رکھا ہے کہ انسان کے اگلے پچھلے تمام اعمال کو اکٹھا کیا جائے اور پھر انہیں نہایت حفاظت سے رکھا جائے۔

۱۸ سو (اے انسان) جب ہم نے تیرے اعمال کو اس طرح جمع ثبت کر رکھا ہو تو تجھے اس طرح جمع شدہ کے پیچھے پیچھے چلنا ہوگا۔ یعنی جس طرف تمہارے اعمال کے نتائج لے جائیں تمہیں اُسی طرف جانا ہوگا۔

۱۹ اس طرح ہم تمہارے اعمال کے نتائج کو ظاہر کر کے تمہارے سامنے لے آئیں گے۔

۲۰ تم جو حیاتِ اُخروی سے اس طرح بدکتے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم صرف مفادِ عاجلہ پر نگاہ رکھتے ہو۔ تم اسی دنیا کی طبیعی یا حیوانی زندگی کے مفاد حاصل کرنے کو مقصودِ حیات قرار دیئے ہوتے ہو۔

۲۱ اور مستقبل کی زندگی کا تمہیں کوئی خیال نہیں۔

۲۲ حالانکہ مستقبل کی خوشگواریاں' مفادِ عاجلہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ شگفتہ و شاداب ہیں۔ جن لوگوں کو وہ حاصل ہوں گی ان کے چہرے ہشاش بشاش اور ترو تازہ ہوں گے۔

۲۳ اور وہ اپنے نشو و نما دینے والے کی فیض گستری اور کرم فرمائی کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔

۲۴ ان کے برعکس جن لوگوں کو یہ کچھ میسر نہ ہوگا ان کے چہرے افسردہ اور پژمردہ ہوں گے۔

۲۵ اس لئے کہ انہیں یہ دھڑکا لگا ہوگا کہ اب وہ مصیبت آنے والی ہے جو ان کی کمر توڑ کر رکھ دیگی۔

---

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ فٹ نوٹ)

"اے رسولؐ! تم کسی معاملہ کے متعلق عملی قدم اٹھانے میں عجلت سے کام نہ لو۔ اس وقت تک انتظار کرو جب تک اس معاملہ کے متعلق پورا پورا پروگرام بذریعہ وحی نہ دے دیا جائے (۲۰/۱۱۴)۔ اگرچہ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہو رہا ہے لیکن تمہیں اس کے متعلق فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا جمع کرنا اور بحفاظت رکھنا ہمارے ذمے ہے۔ تمہارے ذمے اس کے احکام و قوانین کا اتباع کرنا ہے۔ اتباع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مطالب نہایت وضاحت سے سامنے آ جائیں۔ اس کا ذمہ بھی ہم نے خود ہی لے رکھا ہے۔ ہم ایک مضمون کو مختلف آیات میں بار بار لاتے ہیں اور اس طرح پوری پوری وضاحت کر دیتے ہیں۔ یہ ہے قرآن کے سمجھنے کا طریقہ"

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ
يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ
فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾

۲۶ (لہٰذا انہیں مستقبل کی زندگی کے متعلق ہرگز شک و شبہ نہیں کرنا چاہیئے)۔ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت انسان سکراتِ موت کی ہچکیاں لیتا ہے اور سانس گلے میں اٹک جاتی ہے۔

۲۷ اور ہر کہنے والا یہی کہتا ہے کہ اس وقت جو کچھ بھی بن پڑے کر لینا چاہیئے۔ (اگر دوا دارو سے فائدہ نہیں ہوتا تو) کسی جھاڑ پھونک والے کو بلا لو' شاید وہی اس کی جان بچا لے۔

۲۸ اس سے مرنے والا سمجھ لیتا ہے کہ اب اُس کا آخری وقت آپہنچا ہے۔

۲۹ اُس وقت' اس کی' اور اس کے پسماندگان کی سختیاں اور مصیبتیں تو برتو جمع ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ (ایک پر دوسری مصیبت چلی آتی ہے)۔

۳۰ اُس وقت انسان کو ہر طرف سے ہٹا سمٹا کر' عدالتِ خداوندی کی طرف ہانک کر لایا جاتا ہے۔

۳۱ (ان حقائق کی روشنی میں' تم اس شخص سے کہو) جو ہمارے قانونِ مکافات کی تصدیق نہیں کرتا' اور سیدھے راستے پر نہیں چلتا۔

۳۲ بلکہ اُس کی تکذیب کرتا ہے اور اس سے گریز کی راہیں نکالتا ہے۔

۳۳ اور اپنی اس روش پر اتراتا ہوا اپنے رفقاء کی طرف جاتا ہے۔

۳۴ کہ اے بدنصیب! تیرے لئے کس قدر بہتر تھا کہ تو قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتا۔

۳۵ اے کاش! یہ بات تیری سمجھ میں آجاتی کہ وہ روش تیرے حق میں کس قدر مفید تھی۔

۳۶ انسان کی سب سے بڑی بھول یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ نہ انسانی زندگی کا کوئی مقصد ہے' نہ اس کے سفر کی کوئی متعین منزل' نہ مقررہ راستہ ہے نہ اس راستے پر چلنے کے قواعد و ضوابط۔ اسے شترِ بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح جی میں آئے کرے اور جس طرف جی چاہے منہ اٹھا کر چل دے۔ اس تصورِ حیات کا نتیجہ ہے کہ وہ طبیعی زندگی کی مفاد پرستیوں کا تانا تنتا رہتا ہے اور اس میں انسانی ذات کی نشوونما کا بانا نہیں ڈالتا۔ اس طرح اس کی ساری زندگی بلامقصد دوڑ دھوپ میں ضائع ہو جاتی ہے۔ (حالانکہ زندگی' مفادِ عاجلہ کے تانے اور مستقبل کے بانے سے کپڑا بننے کا نام ہے۔ یا یوں کہیئے کہ زندگی عبارت ہے دنیا کے تانے میں دین کا بانا ڈالنے

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٣٩﴾

أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿٤٠﴾

۲ ع ۱۸

ہے۔ اگر دین اور دنیا، روح اور مادہ، مستقل اقدار اور امورِ تمدن و سیاست کا اس طرح امتزاج نہ ہو تو انسانی زندگی کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآنی تعلیم انہی کا امتزاج سکھاتی ہے اور یوں انسانی کوششوں کو نتیجہ خیز بنا دیتی ہے)۔

۳۷ اسے سوچنا چاہیئے کہ حیاتِ انسانی کتنے ارتقائی مراحل طے کرنے کے بعد انسانی پیکر تک پہنچی ہے۔ وہ ایک قطرہ آب تھا جو رحم میں گرایا گیا۔

۳۸ پھر اس نے 'رحمِ مادر میں' ایک معلق شے کی سی شکل اختیار کی۔ پھر اس میں قسم قسم کے ترکیبی امتزاجات ہوئے۔ اور ازاں بعد اس میں ٹھیک ٹھیک تناسب پیدا ہوا۔

۳۹ اور اس میں جنسی تفریق سے مرد اور عورت کے جوڑے بنے۔

۴۰ کیا وہ خدا جو یہ کچھ کرتا ہے اس پر قادر نہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کر سکے؟ (جب مرنے کے بعد کی زندگی کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر قانونِ مکافات اور وحی کے پروگرام پر ایمان لانا مشکل نہیں ہوتا۔ یہ اس تمام پروگرام کی بنیادی اینٹ ہے)۔

# سورۃ الدھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ① إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ
فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ② إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ③

---

۱ یہ حقیقت ہے کہ انسان (جو اس وقت پیکرِ بشریت میں موجود ہے) اس پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب یہ کوئی ایسی شے نہ تھا جو از خود موجود ہوتی۔ (پھر ہم اسے، مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے، آہستہ آہستہ اس مقام تک لے آئے)۔

۲ ان مراحل میں ایک مرحلہ وہ تھا جب اسے نطفہ سے پیدا کیا جو (دیکھنے میں تو ذرا سا قطرۂ آب تھا، لیکن درحقیقت) گوناگوں مخلوط ممکنات کا مجموعہ تھا۔ ہم نے ایسا انتظام کیا کہ ان مضمر صلاحیتوں کی رفتہ رفتہ نمود ہوتی جائے۔ اس کے لئے، رحمِ مادر میں، اس کے مختلف پہلو بدلے گئے، تا آنکہ یہ صاحبِ بصیرت و سماعت انسان بن گیا۔

۳ (اس کے اسی صاحبِ بصیرت و سماعت (سوچنے سمجھنے کے قابل) ہونے کا نتیجہ ہے کہ اسے دیگر کائنات کی طرح ایک خاص راستے پر چلنے کے لئے مجبور نہیں پیدا کیا گیا، بلکہ اسے زندگی کے مختلف راستوں میں سے کسی ایک کے منتخب کر لینے کا اختیار دیا گیا ہے]۔ اس کی سماعت و بصارت اس کا فیصلہ تو کر سکتی ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرے لیکن صحیح راستے کا تعین ان کے بس کی بات نہیں۔ یہ صرف وحیِ خداوندی کر سکتی ہے۔ چنانچہ خدا نے

إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ سَلَٰسِلَا۟ وَأَغْلَٰلًا وَسَعِيرًا ④ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ⑤ عَيْنًا يَشْرَبُ
بِهَا عِبَادُ ٱللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ⑥ يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا ⑦ وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ
مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ⑧ -

---

اسے وحی کے ذریعے، صحیح راستہ بتا دیا، اور پھر اسے آزاد چھوڑ دیا کہ یہ چاہے تو اس صحیح راستے کو اختیار کر لے، اور چاہے اس سے انکار کر کے اپنے لئے دوسرا راستہ منتخب کر لے۔ اسی سے یہ اپنے اعمال کا ذمہ دار قرار پاتا ہے اور مستوجب جزا و سزا۔

۴ غلط راستے میں اس کے لئے قدم قدم پر طوق و سلاسل اور تباہیاں اور بربادیاں ہیں۔ (اندھی تقلید کی زنجیریں اور غیر اللہ کی محکومیت کے طوق، جنہیں دور کرنے کے لئے یہ رسولؐ آیا ہے۔ ۷/۱۵۷)۔

۵ اس کے برعکس، صحیح راستے پر چلنے کا نتیجہ وسعت اور کشادہ ہوگا۔ یہ خصوصیت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ انسان اپنے جلد مشتعل ہو جانے والے جذبات کو وحی کے تابع رکھ کر ان میں برودت (ٹھنڈک) اور سکون پیدا کرے۔ (مومن کی زندگی حدت اور برودت کے معتدلانہ امتزاج کا نام ہے)۔

۶ یہ شروب اس چشمے سے ملتا ہے جسے خدا کے بندے، خود اپنے دل کی گہرائیوں سے نکال کر لاتے ہیں، اور یہ ان کے اختیار میں ہوتا ہے کہ اس چشمے کی نالیوں کا رخ جدھر جی چاہے کر دیں (یعنی ان صلاحیتوں کو اپنی صوابدید کے مطابق استعمال کریں)۔

۷ یہ لوگ، نوعِ انسانی کی عالمگیر ربوبیت کی ذمہ داری، برضا و رغبت اپنے سر پر لیتے ہیں، اور پھر اسے نہایت خندہ پیشانی سے پورا کرتے ہیں۔ انہیں ہر وقت اس کا احساس رہتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو معاشرہ ایسی شکل اختیار کر لے گا جس میں چاروں طرف شر پھیل جائے گا۔ (ہر طرف فساد ہی فساد رونما ہو جائے گا۔ ساری فضا اس سے متأثر ہو جائے گی۔ اس کی چنگاریاں اُڑ کر دور دور تک پہنچ جائیں گی)۔

۸ وہ اس عالمگیر فساد کو روکنے کے لئے، خدا کے نظامِ ربوبیت کو عام کر دیتے ہیں یعنی ایسا انتظام کرتے ہیں کہ جو لوگ کام کاج کے قابل نہ رہیں، یا جو معاشرہ میں تنہا (بے یار و مددگار) رہ جائیں، یا جو کسی اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ انہیں سامانِ رزق بہم پہنچتا رہے، حالانکہ انفرادی مفاد پرستی کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ انسان سب کچھ سمیٹ کر اپنے ہی لئے رکھ لے۔

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا (۹) إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا (۱۰) فَوَقَاهُمُ
اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا (۱۱) وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا (۱۲) مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ
لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا (۱۳) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا (۱۴)

---

وہ ان جذبات کے علی الرغم دوسروں کی پرورش کی فکر کرتے ہیں۔

**۹** وہ جن کے لئے یہ کچھ کرتے ہیں ان سے کہدیتے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ ایسا کرنے سے ہم تمہارے سر پر احسان دھرتے ہیں۔ قطعاً نہیں۔ ہم اس کے بدلے میں تم سے کچھ نہیں چاہتے۔ حتیٰ کہ ہم شکریہ تک کے بھی متمنی نہیں۔ ہم اسے اپنا فریضہ سمجھتے ہیں بلکہ یوں سمجھو کہ اس میں خود ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ اس سے ہماری ذات کی نشوونما ہوتی ہے۔ اس میں صفات خداوندی کی نمود ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور یہی انسانی زندگی کا مقصود ہے۔

**۱۰** (اور جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) ہم یہ انتظام اس لئے کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ایسی فضا پیدا ہو جائے گی جس میں زندگی کی شادابیاں جھلس کر رہ جائیں گی اور شجرِ حیات افسردہ و پژمردہ ہو جائے گا' اور ہر طرف ایسی مصیبتیں اور پریشانیاں پھیل جائیں گی جن سے لوگوں کے ماتھے پر شکنیں پڑ جائیں۔ اطمینان و مسرت کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔

**۱۱** اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا کا قانونِ ربوبیت انہیں اس قسم کے دور کی ہلاکت سامانیوں سے بچا لیتا ہے' اور مسرتیں اور بشاشتیں انہیں گلے لگا لیتی ہیں۔

**۱۲** یہ جنتی فضائیں' ان کے استقلال و استقامت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اس میں وہ بڑی آسائش و توانائی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ شادابیوں کے باغات اور حرارت بخش و حریت افزا فضائیں۔

**۱۳** اس میں وہ' اقتدار و اختیار کی مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں نہ سخت گرمی ہوگی نہ سخت سردی۔ (ہمیشہ بہار کا موسم رہے گا)۔

**۱۴** چاروں طرف سے گھنے درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور ان کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوں گی۔ سامانِ زیست و راحت کی کوئی شے ان کی دسترس سے باہر نہیں ہوگی۔ اسے حاصل کرنے کے لئے انہیں جاں کاہ مشقتیں نہیں اٹھانی پڑیں گی' بلکہ وہ خود ان کی طرف جھک کر آ جائیں گی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا
كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ
لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾

---

۱۵ چاندی کے برتنوں میں کھانے' بلوریں آبخوروں میں مشروبات۔ یہ سب کچھ ان کے گرد گردش کریں گے۔

۱۶ خود چاندی کی چمک بلور جیسی ہوگی! اور یہ سب برتن اور آبخورے' ٹھیک ٹھیک اندازے اور پیمانے کے مطابق' بنائے گئے ہوں گے۔

۱۷ وہاں انہیں ایسا کچھ پینے کو ملے گا جو زندگی بخش توانائیوں اور حرارتوں سے بھرپور ہوگا۔ اس سے وہ اس قابل ہو سکیں گے کہ زندگی کی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے اوپر چڑھتے اور آگے بڑھتے جائیں۔ (۳۳/۴۷)۔ (یعنی ایک طرف یہ کیفیت کہ جذبات میں ذرا سا اشتعال پیدا ہونے لگے تو وحیِ خداوندی کی پابندی' ان میں ٹھنڈک پیدا کر کے' مزاج کو اعتدال پر لے آئے (۶۴/۵) اور دوسری طرف یہ حالت کہ حرکت و عمل میں ذرا سی سستی آنے لگے' تو بھرپور حرارت و توانائی مل جائے)۔

۱۸ یہ زندگی بخش مشروب ایک ایسے چشمے سے ملے گا جو اپنا راستہ دریافت کرتا ہوا پیچھے سے چلا آتا ہے اور اسی طرح آگے بہے چلا جائے گا (۳۳/۱۴)۔ (یعنی اس سے انسان علمی تحقیقات کے بعد زندگی کی نئی نئی راہیں تراشنے کے قابل ہو جائے گا' اور اس طرح زندگی کی کشتی نئے نئے انکشافات و ایجادات کی ندیوں میں تیرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جائے گی)۔

۱۹ ان کے بچے بھی زیورات سے مزین' ان کے اردگرد گھوم رہے ہوں گے (۵۶/۱۷) ایسے ہشاش بشاش' تر و تازہ' تندرست و توانا' گویا موتیوں کے دانے ہیں جو بکھرے پڑے ہیں۔ یعنی ان کی صحت بھی قابلِ رشک ہوگی' اور صحیح تعلیم و تربیت سے ان کی سیرت بھی گہرِ آبدار کی طرح پاکیزہ' لیکن انہیں صدف میں بند نہیں رکھا جائے گا بلکہ معاشرہ میں منتشر کر دیا جائے گا اور اس کے باوجود وہ اپنی پاکیزگی کو ملوث نہیں ہونے دیں گے۔

۲۰ تو اس معاشرہ پر جب اور جدھر سے بھی نگاہ ڈالے گا' اس میں آسودگی اور آسائش بھی دکھائی دے گی اور قوت و اقتدار بھی۔ یہ معاشرہ جلال و جمال کا حسین ترین مجموعہ ہوگا۔ (جلال و جمال کا امتزاج' انسانی ذات کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے)۔

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا ۱ ع ۱۹
اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

---

**۲۱** آسائشوں کی طرف جائیے تو وہ باریک اور دبیز ریشمی پارچات میں ملبوس ہوں گے۔ اور اقتدار کی طرف دیکھئے تو ان کے ہاتھوں میں سرداریوں کے کنگن ہوں گے۔ لیکن ان میں نہ تو ان آسائشوں سے عیش پرستی کی خباثتیں پیدا ہوں گی' اور نہ ہی جاہ و اقتدار سے نشۂ قوت کی بدمستیاں۔ انہیں' ان کا نشوونما دینے والا' وہ کچھ پینے کو دے گا جس سے ان کے قلب و نگاہ میں پاکیزگی پیدا ہو (یعنی وحی کی راہ نمائی)۔

**۲۲** ان سے کہا جائے گا کہ یہ سب کچھ تمہاری اپنی جدوجہد کا نتیجہ ہے جو اب ثمربار ہو کر تمہارے سامنے آگیا ہے۔ تم نے دیکھا کہ تمہاری محنت کس طرح ٹھکانے لگی ہے؟

**۲۳** (یہ ہے اے رسول! وہ جنتی معاشرہ جس کی تشکیل کیلئے) ہم نے تجھ پر یہ ضابطۂ حیات بتدریج نازل کیا ہے تاکہ اس پر ساتھ کے ساتھ عمل ہوتا رہے۔

**۲۴** لہٰذا' تو اس خدائی پروگرام پر نہایت استقامت سے گامزن رہ' اور ان میں سے کسی ایسے شخص کی بات نہ مان جو اس کے خلاف راستے پر گامزن ہو۔ ذاتی مفاد پرستی کے غلط راستے پر چلنے سے انسان کی قوتِ عمل مضمحل ہو جاتی ہے' یا اس کی صلاحیتیں دبی کی دبی رہ جاتی ہیں۔ جو شخص ایسے لوگوں کی بات پر کان دھرے گا' اس کی بھی یہی حالت ہو جائے گی (کہ یا تو اس کی انسانی صلاحیتوں کی نمود ہی نہیں ہو سکے گی' اور اگر کبھی ایسا ہوا بھی تو وہ انہیں تخریبی کاموں میں ضائع کر کے' مضمحل ہو جائے گا' اور یوں کاروانِ انسانیت سے پیچھے رہ جائے گا)۔

**۲۵** اس سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ تو' صبح و شام' ہر وقت' خدا کی صفتِ ربوبیت کو اپنے سامنے رکھ اور اس کی روشنی میں نظامِ ربوبیت کی تشکیل میں سرگرمِ عمل رہ۔

**۲۶** دن ہو یا رات' ہمیشہ' اسی کے قوانین کے سامنے جھک اور اپنے پروگرام کی تکمیل کی فکر میں' اپنی پوری وسعتوں کے ساتھ منہمک رہ۔ (۷۳/۱-۳)

**۲۷** جو لوگ تیری مخالفت کر رہے ہیں' وہ اپنے اپنے پیش پا افتادہ مفاد کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصود و منتہیٰ ہی طبیعی زندگی کے مفاد ہیں' اس لئے وہ

يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ أَسْرَهُمْ ۚ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ أَمْثَالَهُمْ
تَبْدِيلًا ﴿۲۸﴾ إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا
حَكِيمًا ﴿۳۰﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَآءُ فِي رَحْمَتِهٖ ۚ وَالظّٰلِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۳۱﴾ (۲ / ۲۹ / ۳۰)

ایسے عظیم الشان انقلاب کو نظر انداز کر رہے ہیں (جو حال اور مستقبل دونوں کی خوشگواریوں کا ضامن ہے)۔ (۷۵/۲۰)

۲۸ (انہیں اس پر بڑا ناز ہے کہ وہ بڑے صاحبِ قوت اور مضبوط لوگ ہیں۔ لیکن یہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ) ہم ہی نے انہیں پیدا کیا ہے اور ان کے پیکروں کا یہ استحکام اور مضبوطی بھی ہماری ہی عطا کردہ ہے۔ لہذا' اگر یہ ہمارے قوانین کی مخالفت کریں گے' تو ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں کہ ہم اپنے مشیت کے پروگرام کے مطابق' ان کی جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیں۔

۲۹ یہ ایک واضح حقیقت ہے جسے ان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ سو جس کا جی چاہے اس سے عبرت حاصل کر کے' وہ راستہ اختیار کر لے جو اسے خدا کے نظامِ ربوبیت کی طرف لیجائے۔

۳۰ ان سے کہدو کہ یہ اسی صورت میں ہو سکے گا کہ تم اپنے اختیار و ارادہ کو قانونِ خداوندی سے ہم آہنگ کر لو (تم ویسا ہی چاہو جیسا قانون خداوندی کا منشاء ہے) اس لئے کہ خدا کا قانون علم و حکمت پر مبنی ہے۔ (۵۶/۶۲ ؛ ۲۹/۸۱)

۳۱ تم ایسا چاہو گے تو خدا تمہیں اپنی رحمتوں کے سائے تلے لے آئے گا۔ لیکن اگر تم نے وہ کچھ نہ چاہا جو قانون خداوندی کا منشاء ہے' تو یہ ظلم و سرکشی ہوگی۔ اور (یاد رکھو!) جو لوگ ظلم و سرکشی کا شیوہ اختیار کر لیتے ہیں' ان کے لئے' ہمارے قانون مکافات نے تباہیوں اور بربادیوں کا الم انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

# سورۃ المرسلت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۙ﴿۳﴾ فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ﴿۵﴾ عُذۡرًا

اَوۡ نُذۡرًا ۙ﴿۶﴾

---

اس حقیقت پر شاہد ہیں:-

۱ وہ کائناتی قوتیں جنہیں پیہم اور متواتر بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ

۲ اِن نظریات، تصورات اور نظامہائے زندگی کو جن میں بڑھنے اور پھولنے پھلنے کی صلاحیت
نہ ہو، خس و خاشاک کی طرح اُڑا کر رزمگاہِ حیات سے دُور پھینک دیں، اور یوں دانے کو بھوسے (حق کو باطل)
سے الگ کر دیں،

۳ اور جس زمین (نظامِ زندگی) میں نشو و نما کی صلاحیت ہے اس میں سرسبزی و شادابی کا
سامان پیدا کر کے اسے دُور دُور تک پھیلا دیں، (کہ دنیا میں وہی نظام باقی رہ سکتا ہے جو تمام نوعِ انسان کے
لئے منفعت بخش ہو۔ $\frac{13}{17}$)۔

۴ اور اس طرح تخریبی اور تعمیری نتائج پیدا کرنے والے عناصر کو ایک دوسرے سے الگ کرتی جائیں،

۵ اور ان ٹھوس حقائق کو تاریخی شواہد کی حیثیت سے پیش کرتی جائیں، تاکہ نظامِ کائنات میں

۶ منفی اور مثبت قوتوں کی اس کارفرمائی کو دیکھ کر، اور یوں اتمامِ حجت ہو جانے کے بعد

إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ۝٧ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝٨ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝٩ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝١٠ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ۝١١
لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝١٢ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝١٣ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝١٤ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝١٥ أَلَمْ نُهْلِكِ
الْأَوَّلِينَ ۝١٦ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۝١٧

---

جو مٹنا چاہے مٹ جائے' اور جو خطرات سے آگاہ ہو کر ان سے بچنا چاہے بچ جائے۔

۷ تدابیرِ الٰہیہ کا یہ تمام نظم و نسق اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جس انقلاب کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا (اور عام حالات میں جو کچھ کائناتی قوتیں تنہا کرتی ہیں اور اس طرح صدیوں میں جا کر کہیں ایک ارتقائی مرحلہ طے ہوتا ہے' جماعتِ مومنین کی رفاقت سے وہ مراحل دنوں میں طے ہو جائیں)

۸ اُس وقت مخالفین کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کی قوت ماند پڑ جائے گی۔

۹ اور بڑی بڑی بلندیوں کے حامل سرداروں کی رفعت و شوکت کے پرخچے اڑ جائیں گے۔

۱۰ اور پہاڑوں جیسی محکم جماعتیں پر کاہ کی طرح اُڑ جائیں گی۔ یوں سمجھو گویا انہیں چھلنی میں چھان اور چھاج میں پھٹک دیا جائے گا۔ جو باقی رہنے کے قابل ہو گی وہ باقی رہ جائے گی۔ دوسری سب ضائع ہو جائیں گی۔ (۲۰/۱۰۵ ؛ ۱۳/۱۷)۔

۱۱ جب تمام پیغام پہنچانے والوں کا وقت (پروگرام) مقرر کر دیا جائے گا (کہ ان میں سے کس نے کب اور کیا کام کرنا ہے)۔

۱۲ یہ انقلاب کس وقت تک کے لئے ملتوی کیا گیا ہے؛

۱۳ اُس وقت تک جب ہر معاملہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ہر شے نکھر کر الگ الگ ہو جائیگی۔ یہ یوم الفصل ہو گا۔

۱۴ وحیِ خداوندی سے بڑھ کر تجھے کون بتا سکے گا کہ "یوم الفصل" کیا ہو گا۔

۱۵ اُس دن (یعنی اس دور میں) ان لوگوں کے لئے تباہی ہو گی جو خدا کے قانونِ مکافات کی تکذیب کرتے ہیں۔

۱۶ (ان تکذیب کرنے والوں سے پوچھو کہ) کیا ہم نے' ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کو' جنہوں نے اس طرح ہمارے قوانین کی تکذیب کی تھی' تباہ نہیں کیا۔

۱۷ پھر ان کے بعد' دوسری قومیں آئیں (اور جب انہوں نے بھی ویسا ہی طرزِ عمل اختیار کیا تو ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوا)۔

كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلَىٰ
قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ أَحْيَاءً وَ
أَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾

---

۱۸ (یہ بات نہ کسی خاص قوم سے متعلق ہے' نہ تاریخ کے کسی خاص دور تک محدود) ہم تمام مجرمین کے ساتھ یہی کچھ کرتے ہیں۔ (ہمارا قانونِ مکافات ہر مجرم قوم کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ کرتا ہے)۔

۱۹ لہذا' اِس دور میں بھی ان لوگوں کے لئے تباہی ہوگی جو ہمارے قوانین کی تکذیب کریں گے۔

۲۰ (ان سے کہو کہ) ذرا تم اپنی پیدائش کے سلسلہ پر غور کرو اور دیکھو کہ تم کن کن تخلیقی مراحل میں سے گذرے ہو؟ ہم نے تمہیں اس مادہ تولید سے پیدا کیا جو بڑا حقیر سا تھا۔

۲۱ پھر اس مادہ تولید کو رحم کے اندر ٹھہرایا۔ جو وہاں' مادہ کے بیضہ میں قرار گیر ہو گیا۔ (۲۳/۱۴)۔

۲۲ اور وہاں ایک مقررہ پیمانے کے مطابق نشوونما پاتا رہا۔

۲۳ اس طرح ہم نے تمام امور کے اندازے اور پیمانے مقرر کر رکھے ہیں' اور ہمارے مقرر کردہ پیمانے نہایت عمدگی سے اپنے نتائج مرتب کرتے رہتے ہیں۔

۲۴ انہی پیمانوں کے مطابق انسانی اعمال بھی اپنے نتائج مرتب کرتے ہیں۔ لہذا جب اعمال کے ظہورِ نتائج کا وقت آئے گا' تو یہ لوگ' جو ہمارے قوانین کی تکذیب کرتے ہیں' دیکھ لیں گے کہ ان کے لئے کس قدر تباہی ہے۔

۲۵ ۲۶ (پھر' ان سے کہو کہ اپنے آپ سے ہٹ کر' ذرا خارجی کائنات پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہم نے' مثلاً) زمین کو کس طرح ایسا بنا دیا ہے کہ وہ جاندار اور بے جان اشیاء کو سمیٹے ہوئے کس تیزی سے چلی جارہی ہے؟ (یہ زمین کی کشش ثقل ہے جس سے ہر شے' اس کی اس قدر تیز گردش کے باوجود' اس سے الگ نہیں ہوتی)۔

۲۷ پھر اس میں ایک طرف اتنے اتنے اونچے پہاڑ ہیں جو اپنے اپنے مقام پر محکم کھڑے ہیں۔ دوسری طرف' انہی میں سے پانی کے شیریں اور خوشگوار چشمے نکال دیئے ہیں جو مسلسل بہتے رہتے ہیں۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ
وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا
يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ
وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾

۲۸ دیکھو! یہ سب کچھ کس طرح ہمارے لگے بندھے قانون کے مطابق ہو رہا ہے۔ اسی طرح مکافاتِ عمل کا قانون بھی ہے۔ جو لوگ اس قانون کی تکذیب کرتے ہیں، ان کے لئے تباہی ہے۔

۲۹ جب ظہورِ نتائج کا وقت آئے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ تم اُس تباہی کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۳۰ یعنی آتشیں دھوئیں کے اس سائبان کی طرف چلو جس کی تین بڑی بڑی شاخیں ہیں۔ (ایک شاخ سر کے اوپر چھائی ہوئی اور دو انسان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے)۔

۳۱ وہ سائبان تو ہے لیکن ایسا نہیں جو دھوپ یا شعلوں کی تپش سے بچا سکے۔

۳۲ شعلوں کی تپش سے بچانا تو ایک طرف، وہ خود، بڑے بڑے گٹھوں جیسے شعلے پھینکتا ہے۔

۳۳ ایسا نظر آتا ہے گویا وہ شعلے نہیں، بڑے بڑے زرد اونٹ ہیں۔

۳۴ سوچو کہ اس دن ان تکذیب کرنے والوں کے لئے کس قدر تباہی ہوگی۔

۳۵ اس دن اس کی بھی ضرورت نہیں ہوگی کہ ملزم اپنی زبان سے اقرارِ جرم کرے تو اسے مجرم قرار دیا جائے۔ (اس وقت جرائم اور ان کے نتائج خود بخود بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں گے)۔

۳۶ اور نہ ہی انہیں اس کی اجازت ہوگی کہ وہ کوئی عذر پیش کر سکیں (اس لئے کہ یہ نتائج اس خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے مرتب ہوں گے جو جانتا ہے کہ کسی جرم کے متعلق کس کی ذمہ داری کس حد تک ہے۔ اسی کے مطابق نتیجہ مرتب ہوتا ہے)۔

۳۷ اُس دن ان تکذیب کرنے والوں کے لئے بڑی تباہی ہوگی۔

۳۸ (ان سے کہا جائے گا کہ) یہ وہ فیصلہ کا دن ہے جس کے لئے ہم نے تم سب (اولین و آخرین) کو اکٹھا کیا ہے۔

۳۹ تم ہمارے پروگرام کے خلاف بڑی بڑی تدبیریں کیا کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی تدبیر باقی ہے، تو اسے بھی آزما دیکھو! (لیکن تدبیر باقی کہاں ہوگی؟)۔

۴۰ اس دن مکذّبین کے لئے بڑی تباہی ہوگی۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝۴۱ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۴۲ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ اِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۴۴ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۴۵ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝۴۶ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۴۷
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝۴۸ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۴۹ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۰ (۲) (۵۰) (۲۲)

۴۱ ان کے برعکس، وہ لوگ جو قوانین خداوندی کی نگہداشت کرتے تھے، ایسے باغات کے سائے میں ہوں گے جن کے نیچے چشمے رواں ہوں گے۔

۴۲ اور ان کے حسبِ پسند میوے۔

۴۳ ان سے کہا جائے گا کہ یہ سب تمہارے اعمال کے ثمرات ہیں۔ انہیں نہایت خوشگواری سے کھاؤ۔

۴۴ ہم ان لوگوں کو، جو حسن کارانہ انداز سے متوازن زندگی بسر کریں، ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

۴۵ (ان کے لئے کسی قسم کی تباہی نہیں ہوگی)۔ تباہی ہوگی ان کے لئے جو ہمارے قوانین کو جھٹلاتے تھے۔

۴۶ ان سے کہو کہ (تم طبیعی زندگی کے مفاد کے پیچھے پڑے ہو اور اسی کو منتہیٰ و مقصود سمجھ رہے ہو، سو) تم کچھ وقت کے لئے کھا پی لو، اور سامانِ زیست سے فائدہ اٹھالو۔ لیکن چونکہ تم ہمارے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہو (اس لئے تمہارا انجام بڑا خراب ہوگا — طبیعی زندگی کو منتہیٰ و مقصود سمجھنے والے حیوانی سطح پر زندگی بسر کرتے ہیں جس میں کھانے پینے کے سوا کوئی مقصدِ حیات ہی نہیں ہوتا۔ ۴۷/۱۲)۔

۴۷ جو بھی ہمارے قوانین کی تکذیب کرتے ہیں ان کا انجام خراب ہوتا ہے۔

۴۸ ان سے جب کہا جاتا ہے کہ تم ہمارے قوانین کے سامنے جھک جاؤ، تو یہ ان کے سامنے کبھی نہیں جھکتے۔

۴۹ بلکہ اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۵۰ ہم نے تمام امور نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں۔ اگر یہ لوگ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تو ان سے پوچھو کہ، اس کے بعد، وہ کونسی بات ہوگی جس سے یہ ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان لائیں گے؟

انتیسواں پارہ ختم ہوا

# تیسواں پارہ

## سورۃ النبأ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶

۱ (اے رسولؐ! تمہیں معلوم ہے کہ) یہ لوگ ایک دوسرے سے کس چیز کے متعلق دریافت کرتے ہیں؟

۲-۳ یہ دریافت کرتے ہیں اُس عظیم واقعہ کے متعلق، جس کی بابت اُن کے خیالات مختلف ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔

۴ لیکن ان کی یہ تذبذب اور اختلاف کی کیفیت زیادہ عرصہ تک نہیں رہے گی۔ انہیں اسکے متعلق جلد معلوم ہو جائے گا۔

۵ پھر سُن لیجئے کہ یہ حتمی اور یقینی بات ہے کہ انہیں اس کے متعلق جلد معلوم ہو جائے گا۔

۶ ان سے کہو کہ (اُس آنے والے انقلاب کو سمجھنے کے لئے) ذرا نظامِ کائنات پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس میں ہمارا قانون کس حسن و خوبی سے کارفرما ہے۔ سب سے پہلے یہ ذرا) اس زمین پر نگاہ ڈالیں جس میں یہ بستے ہیں۔ (یہ گول ہے اور نہایت تیزی سے گھوم رہی ہے لیکن اس کے باوجود)

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّجَعَلْنَا
النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً
ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷

---

ہم نے اسے' ان کے لئے گہوارۂ آسائش بنا دیا ہے۔

۷ اور پہاڑوں کو اس قدر محکم' گویا وہ میخیں گڑی ہوئی ہیں۔

۸ (پھر ان سے کہو کہ تم اس خارجی کائنات سے ہٹ کر' خود اپنی دنیا کی طرف آؤ اور دیکھو کہ) ہم نے تمہیں کس طرح جوڑے جوڑے پیدا کیا ہے۔ یعنی نر اور مادہ' جن سے تمہاری نسل کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔ اور ایک سے دوسرے کی تکمیل ہوتی ہے۔

۹-۱۱ پھر رات اور دن کے تغیرات پر غور کرو۔ دن میں تم تلاشِ معاش (کاروبار) کرتے ہو۔ اس سے تھک جاتے ہو' تو رات کی تاریکی ایک بسیط چادر بن کر فضا پر چھا جاتی ہے' اور تم اس میں چین کی نیند سوتے ہو۔ اِس طرح' تمہاری صرف شدہ توانائیاں لوٹ آتی ہیں اور تم' دوسرے دن پھر کام کاج کرنے کے قابل ہو جاتے ہو۔

۱۲ اور تمہارے سر پر' فضا کی پہنائیوں میں کیسے محکم اور مضبوط' کُرّے پھیلا دیئے ہیں۔

۱۳ ان میں ذرا اُس جگمگاتے چراغ کو دیکھو جسے سورج کہا جاتا ہے۔ اسے ہم نے کس طرح' بیک وقت روشنی اور حرارت کا سرچشمہ بنا دیا ہے۔

۱۴ اور بادلوں کو دیکھو۔ ہم ان سے کس طرح موسلا دھار بارش برساتے ہیں۔

۱۵ تاکہ اس سے مختلف قسم کی فصلیں پیدا ہوں ـــــ اناج کی فصلیں اور سبزیاں' ترکاریاں۔

۱۶ نیز گھنے باغات۔

۱۷ (جب تم دیکھ رہے ہو کہ خارجی کائنات میں ہمارے قوانین کس طرح ٹھیک ٹھیک کام کر رہے ہیں' اور کس طرح گیہوں سے گیہوں' اور جَو سے جَو پیدا ہوتا ہے' تو اس سے تمہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ خود تمہاری دنیا میں بھی ہمارا قانونِ مکافات اسی طرح کارفرما ہے۔ لہٰذا') یہ یقینی بات ہے کہ وہ انقلاب' جو کھرے اور کھوٹے کو الگ الگ کر دے گا ـــــ واقع ہو کر رہے گا۔ تم اسے اپنے اعمال کی فصل کاٹنے کا دن سمجھو۔ پھر جس طرح فصل کے پکنے کا ایک وقت معین ہوتا ہے' اسی طرح اس کی بھی ایک مدت مقرر ہے۔ وہ اپنے وقت پر ضرور آئیگا۔

يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿١٨﴾ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ
سَرَابًا ﴿٢٠﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا
بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾

---

۱۸ جس دن (جنگ کا) بگل بجے گا۔ اور تم فوج در فوج میدانِ کارزار میں آ وگے[۱]۔

۱۹ اور ان جاہ و حشمت کی مالک جماعتوں کی سربلندیاں، کھلے ہوئے پھاٹک کی طرح چوپٹ ہو جائیں گی۔ (یا فضائی کرّے پھٹ جائیں گے)۔

۲۰ اور پہاڑوں جیسے مستحکم سردارانِ قوم کے پاؤں اکھڑ جائیں گے، اور وہ بالکل بے حقیقت ہو کر رہ جائیں گے۔ (یا پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے) (۲۰/۱۰۵ ; ۵۶/۵ ; ۷۳/۱۴ ; ۸۱/۳)۔

۲۱ ۲۲ اور جہنم ان سرکشوں کی گھات میں ہے۔ وہی ان کا ٹھکانا ہوگا۔

۲۳ وہ اس میں زمانۂ دراز تک رہیں گے۔

۲۴ وہ اس میں، راحت و آرام نہیں پائیں گے۔ حتیٰ کہ پینے کی بھی کوئی ایسی چیز نہیں ملیگی جس سے سکون حاصل ہو۔

۲۵ اس کے بجائے، انہیں یا تو کھولتا ہوا پانی ملے گا جو پیاس بجھانے کے بجائے، اسے اور بھڑکا دے، اور یا ایسا یخ بستہ، جس کی ٹھنڈک سُن کر دے۔ (یہ دونوں، انسانی امیدوں کی کھیتی کو جھلسا دیں گے۔ ۳۸/۵۷)۔

۲۶ اور یہ سب ان کے اپنے اعمال کا بدلہ ہوگا —— ٹھیک ٹھیک بدلہ۔

۲۷ یہ لوگ ہمارے قانونِ مکافات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ انہیں توقع ہی نہیں تھی کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں، انہیں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

۲۸ اسی لئے وہ ہمارے قوانین کو بُری طرح جھٹلاتے تھے۔

۲۹ لیکن ہم ان کے ہر عمل کو محفوظ کئے جاتے تھے۔ (اور انہیں واضح طور پر متنبہ کر دیا گیا تھا

---

[۱] یہاں سے آخر تک وہ انقلاب بھی مراد ہو سکتا ہے جسے رسول اللہؐ کے مخالفین نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا، اور وہ بھی جو مرنے کے بعد انسان کے سامنے آئے گا، یا جب خارجی کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں انتیسویں پارہ کی ابتدائی "وضاحت" دیکھئے۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا ع ۲
دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ

---

کہ ان اعمال کے نتائج ان کے سامنے آکر رہیں گے)۔

۳۰ اس لئے (ان سے کہا جائے گا کہ) تم آج اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔ یہ عذاب کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

۳۱ ان کے برعکس، جو لوگ قوانین خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں، ان کے لئے ہر قسم کی کامیابی و کامرانی ہے۔

۳۲ باغات رہنے کو۔ انگوروں (جیسے پھل) کھانے کو۔

۳۳ اور خواتین، تندرست و توانا، شرف و مجد کی پیکر، ان میں حسد اور رقابت کے جذبات نہیں ہوں گے۔ وہ سب ہم مزاج اور ہم رنگ ہوں گی۔ اس معاشرہ میں، میاں بیوی کے تعلقات بھی کامل ہم آہنگی اور یک رنگی کے ہوں گے۔ (۵۶/۳۷)۔

۳۴ اور (حیات بخش توانائیوں کا) پاک اور صاف، لبالب، چھلکتا ہوا پیالہ (جو بھرپور اور پاکیزہ زندگی کا ضامن ہوگا)۔

۳۵ اس میں نہ کوئی بے معنی بات ہوگی، نہ غلط اور جھوٹی گفتگو۔

۳۶ یہ سب، تیرے نشوونما دینے والے کی طرف سے، ان کے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ اور ان کی ہر ضرورت کے لئے کافی۔

۳۷ اس نشوونما دینے والے کی طرف سے، جس نے کائنات کی ہر شے کے لئے سامانِ زیست عطا کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ صاحبِ اقتدار ایسا ہے کہ کائنات کی کسی شے کو اس کی مجال نہیں کہ وہ اس کے کسی کام میں دخل دے سکے، یا اس سے بازپرس کر سکے۔

۳۸ اس دور میں (یعنی ظہورِ نتائج کے وقت) الوہیاتی توانائی (جو عالمِ امر میں کارفرما ہے)، اور کائناتی قوتیں (جو عالمِ خلق میں سرگرمِ عمل ہیں) صف بستہ کھڑی ہوں گی (تاکہ وہ انسانی اعمال کے نتائج سامنے لائیں)۔ اور کسی کو یارائے تکلم نہ ہوگا، (بات کرنے کی مجال نہیں ہوگی) بجز اس کے جو خدائے رحمٰن کے مقرر کردہ قاعدے کے مطابق درست بات کہے۔

صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ إِنَّآ أَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ
وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

۳۹ یہ دَور ایک حقیقتِ ثابتہ ہے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ لہذا (ابھی وقت ہے کہ) جس کا جی چاہے خدا کے نظامِ ربوبیت کو اپنا نصب العین قرار دے کر اس کی طرف قدم بڑھالے۔

۴۰ ہم تمہیں آگاہ کئے دیتے ہیں کہ (اگر تم نے یہ راہ اختیار نہ کی تو) تم پر بہت جلد تباہی آجائے گی۔ اُس وقت انسان اپنے اعمال کے نتائج اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لے گا۔ اور جو شخص اِس وقت اُس کے واقع ہونے سے انکار کرتا ہے، وہ (اس تباہی کو دیکھ کر) بلبلا اٹھے گا اور کہے گا کہ اے کاش! میں، زندگی اور شعور، احساس اور ذمہ داری کا حامل انسان ہونے کے بجائے مٹی کا تودہ ہوتا (تو اس عذاب سے بچ جاتا۔ لیکن اُس وقت اِس چیخ و پکار سے کیا ہوگا؟)

# سورۃ النّزعٰت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ

اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۙ﴿۶﴾ تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ ؕ﴿۷﴾

---

۱ مستبد قوتیں' زبردست طبقہ کو اس قدر کچلتی ہیں کہ ان کی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں دب کر رہ جاتی ہیں اور وہ بالکل بنجر زمین کی طرح نظر آتے ہیں جس میں زندگی کی کوئی علامت باقی نہ رہے۔ لیکن قوانینِ خداوندی کی اطاعت سے ایسی انقلابی جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو اس مظلوم و مقہور طبقہ کی دبی ہوئی صلاحیتوں کو پورے زور سے کھینچ کر اوپر لے آتی ہے۔

۲ اور مستبد طبقہ نے' اِن کی راہ میں جس قدر رکاوٹیں ڈال رکھی ہوتی ہیں' وہ جماعت ان سب کو راستے سے ہٹا کر' کمزور طبقہ کی غلامی کی گرہیں کھول دیتی ہے کہ وہ آزادانہ سرگرمِ عمل ہوں۔

۳ اس طرح' وہ (کمزور طبقہ) حرکت و عمل کے سمندر میں تیزی سے تیرتا ہوا' آگے بڑھتا

۴ جاتا ہے۔ اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی۔

۵ تاآنکہ زمامِ اقتدار مستبد قوتوں سے چھن کر' ان کمزوروں کے ہاتھ میں آجاتی ہے' اور وہ اپنے تمام معاملات کی تدبیر' قوانین خداوندی کی روشنی میں' خود آپ کرتے ہیں۔

۶-۷ یہ انقلاب آفریں جماعتِ مومنین' جو زیردستوں کو ابھار کر اوپر لا رہی ہے' اس حقیقت پر شاہد ہے کہ یہ آنے والا انقلاب آکر رہے گا۔ اس انقلاب میں جھٹکے پر جھٹکا آئے گا' اور ہر جھٹکے

قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ﴿٨﴾ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿١٠﴾ أَإِذَا
كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿١١﴾ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَإِذَا هُم
بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٦﴾

سے، نیچے کا طبقہ ابھر کر اوپر آجائے گا' اور اوپر والا طبقہ نیچے چلا جائے گا۔

۸ اس دن' ان سرکش اکابرین کے دل تیزی سے دھڑک رہے ہوں گے۔ یہ سخت اضطراب میں مبتلا ہوں گے۔

۹ اور (شکست و نامرادی کے احساس سے) ان کی نگاہیں ندامت سے جھکی ہوئی ہونگی۔

۱۰ (اس وقت ان کے غرور کا یہ عالم ہے کہ جب ان سے قانونِ مکافات کا ذکر کیا جاتا ہے' تو یہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں' اور نہایت طنز آمیز انداز سے کہتے ہیں کہ ذرا ان کی سُنیئے ! یہ کہہ رہے ہیں کہ) یہ تمام قوت و دولت اور جاہ و حشمت' جسے تم نے کمزوروں سے چھین رکھا ہے' سلب کر لی جائے گی اور تم پھر اُسی حالت میں پہنچ جاؤ گے جہاں تم اس جاہ و حشمت سے پہلے تھے۔

۱۱ اور تم کھوکھلی ہڈیاں رہ جاؤ گے۔[1]

۱۲ کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہو گیا' اور ہم پھر پہلی حالت کو پہنچ گئے' تو یہ گردش بہت بُری ہوگی' اس میں تو ہم سراسر نقصان میں رہیں گے۔ (وہ ایسی باتیں طنزاً کرتے ہیں)۔

۱۳ ان سے کہو کہ ایسا کرنا ہمارے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ وہ ایک سخت آواز ہوگی اور اس کے

۱۴ بعد سب میدان میں ہوں گے۔ (اُسی میدانِ جنگ میں یہ سب فیصلے ہو جائیں گے)۔

۱۵ (یہ انقلاب کوئی نیا انقلاب نہیں ہوگا۔ یہ سلسلہ تو شروع سے چلا آرہا ہے۔ مستبد قوتیں کمزوروں کو دباتی رہی ہیں' اور انبیاء کرامؑ اور ان کے رفقاء کی جماعتیں' ان کمزوروں اور ناتوانوں کو ابھار کر اوپر لاتی رہی ہیں۔ مثلاً) موسیٰؑ اور فرعون کی کشمکش کو لو۔ اور

۱۶ اس داستان کا آغاز وہاں سے کرو جب موسیٰؑ' اس مقام میں پہنچ چکا تھا جہاں عقل کے

[1] ان آیات میں مرنے کے بعد' دوبارہ زندگی بھی مراد لی جا سکتی ہے۔ لیکن چونکہ آیت نمبر ۱۵ سے اس انقلاب کا ذکر شروع ہوتا ہے جو حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی کشمکش کی صورت میں رُونما ہوا تھا' اس لئے ہم نے اسی دنیا میں سامنے آنیوالے انقلاب کے مفہوم کو ترجیح دی ہے۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾
فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ
الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

---

تجرباتی طریق کی لمبی مسافتوں کو لپیٹ کر رکھ دیا گیا تھا' اور اس پر وحی کے ذریعے براہِ راست انکشافِ حقائق کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ (…)۔ یعنی جب موسیٰ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا۔ اُس وقت اس کے نشوونما دینے والے نے اسے پکارا' اور کہا کہ)

۱۷ تم فرعون کی طرف جاؤ۔ اس نے دھاندلی مچا رکھی ہے۔ وہ بڑا ہی سرکش ہو گیا ہے۔ اُس نے کمزوروں کو بری طرح دبا رکھا ہے۔

۱۸ اس کی طرف جاؤ اور اس سے کہو کہ (تم نے دولت اور قوت تو بہت جمع کر رکھی ہے لیکن اپنے مقامِ انسانیت کے متعلق تم نے کبھی کچھ سوچا ہی نہیں) کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے شرفِ انسانیت کی بھی نشوونما ہو جائے؟

اور میں تجھے وہ راستہ بتاؤں جو تمہیں خدا کی ربوبیت عامہ کی طرف لے جائے —— اُس سے یہ کچھ کہو۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے اس کا احساس بیدار ہو جائے اور وہ اپنی موجودہ رَوِش سے' جو اسے تباہیوں کے جہنم کی طرف لئے جا رہی ہے' رُک جائے۔ (اس سے کم از کم اتمامِ حجت ہی ہو جائے گا)۔

۲۰ موسیٰؑ اس کی طرف گیا اور قوانینِ خداوندی کا وہ ضابطہ اس کے سامنے پیش کیا جس سے اس قسم کا انقلاب برپا ہونا تھا۔ (…)۔

۲۱ لیکن فرعون نے اس کی تکذیب کی اور بدستور اپنی سرکشی پر اڑا رہا۔

۲۲ اور موسیٰؑ کی طرف سے مُنہ پھیر کر الٹا اس کوشش میں لگ گیا کہ اُسے کسی طرح شکست دیدی جائے۔

۲۳ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے اپنی مملکت کے عمائد و اراکین کو جمع کیا۔

۲۴ اور ان سے کہا کہ تمہاری پرورش میں کرتا ہوں (کھانے پینے کو میں دیتا ہوں۔ میں ہی تمہارا "ان داتا" ہوں) اس لئے تمہارا سب سے بڑا رب میں ہی ہوں۔ (یہ جو موسیٰؑ کہتا ہے کہ تمہارا نشوونما دینے والا خدا ہے' یہ غلط ہے)۔

۲۵ (جب اس نے اس طرح اپنی سرکشی میں انتہا کر دی تو خدا کے قانونِ مکافات نے اسے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾
وَاَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ
اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾

اس طرح پکڑا کہ اس کا حال بھی تباہ ہوگیا اور مستقبل بھی برباد —— یہ نتیجہ تھا اس کے ان جرائم کا جو اس نے موسیٰؑ کی آمد سے پہلے کئے تھے اور جن کا مرتکب وہ اس کی آمد کے بعد بھی ہوتا رہا۔

۲۶ موسیٰؑ اور فرعون کی کشمکش کے اس تاریخی نوشتے میں ہر اس شخص اور قوم کے لئے سامانِ عبرت ہے جو خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے ڈرے۔

۲۷ (اے رسولؐ! تم اپنی قوم کے سامنے یہ تاریخی شہادتیں پیش کرنے کے بعد ایک دفعہ ان سے پھر کہو کہ تم سلسلۂ کائنات اور خود اپنی پیدائش پر غور کرو۔ اور بتاؤ کہ پیدائش کے اعتبار سے تم زیادہ سخت اور مستحکم ہو یا یہ فضائی کرّے جنہیں ہم نے بنایا ہے۔

۲۸ خدا نے ان عظیم کرّوں کو فضا کی بلندیوں میں پیدا کیا۔ اور پھر ان میں ایسا اعتدال و توازن رکھ دیا کہ وہ اپنے اپنے مقام میں نہایت استحکام کے ساتھ سرگرمِ عمل ہیں۔

۲۹ پھر اسی فضا میں رات کو تاریک بنایا اور دن کے وقت اُس کی روشنی کو نمودار کیا۔

۳۰ پھر اس زمین کو دیکھو۔ یہ اور دیگر اجرام پہلے ایک ہی ہیولیٰ تھے۔ اُس نے اس ہیولیٰ سے ارض (زمین) کو الگ کرکے یوں دور پھینک دیا جس طرح گوپیے سے پتھر پھینکا جاتا ہے۔[1] (۲۱/۳۰)۔

۳۱ اس کے بعد اس میں سے پانی کشید کرکے سمندروں کو الگ کیا (اور خشکی کے قطعات کو الگ)۔ پھر ان قطعات میں نباتات کی نمود ہوئی۔

۳۲ اور انہی میں بڑے بڑے محکم پہاڑوں کو اُبھارا۔

۳۳ اور اس تمام سلسلہ کو اس انداز سے استوار کیا کہ یہ تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامانِ زیست پیدا کرے۔ (زمین' رزق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس سے تمتع' یعنی فائدہ

---

[1] آیت (۲۷/۳۰) میں ثُمَّ ترتیب کے لئے نہیں۔ اجرامِ فلکی کی تخلیقی ترتیب یہی ہے جو یہاں بیان ہوئی ہے۔ عصرِ حاضر کا علمی انکشاف یہ ہے کہ اولین ہیولیٰ (NEBULA) کی تیز گردش سے جو چھینٹے اڑے وہ ان کرّوں کی شکل میں گردش کر رہے ہیں۔ اس سے قرآنی مثال کا مفہوم سمجھ میں آسکتا ہے۔ یعنی اس ہیولیٰ سے کرۂ ارض یوں اڑ کر الگ ہوا جس طرح تیزی سے گھومنے والے گوپیے سے نکل کر پتھر دور چلا جاتا ہے اور گھومتا رہتا ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا
مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ
عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾

---

حاصل کیا جاسکتا ہے، ملکیت نہیں بنائی جاسکتی)۔

۳۴ (لیکن اگر ایسا غلط معاشرہ قائم ہو جائے کہ اس میں زمین کی پیداوار انسانوں کے لئے زیست کا سامان بننے کے بجائے 'کمزوروں اور ناتوانوں کو بالادستوں کے پنجۂ استبداد میں جکڑنے کا ذریعہ بن جائے' تو) پھر وہ انقلابِ عظیم آجائے گا (جس کا ذکر شروع کی آیات میں کیا گیا ہے)۔

۳۵ اس انقلاب سے ایسا معاشرہ قائم ہو جائے گا جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کی محنت کو غصب نہیں کر سکے گا۔ ہر شخص اپنی سعی و عمل کا ماحصل اپنے سامنے دیکھ لے گا۔ اس میں کسی کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ (۵۳/۳۹ ; ۵۶/۶۳—۷۳)۔

۳۶ اُس وقت جہنم اُبھر کر سامنے آجائے گا۔ لیکن صرف دیدۂ بینا کے لئے۔ یعنی اُن کے لئے جس میں حقائق کے مشاہدہ کی صلاحیت ہو۔ (جہنم تو آج بھی موجود ہے لیکن غیر مرئی ہے۔ اُس وقت وہ اُبھر کر سامنے آجائے گا)۔ (۲۹/۵۴ ; ۳۹/۴۸ ; ۸۲/۱۴)۔

۳۷ یاد رکھو! جو شخص ہمارے قوانینِ ربوبیت سے سرکشی برتتا ہے۔

۳۸ اور طبیعی زندگی کے پیشِ پا افتادہ مفاد کو مستقبل کی خوشگواریوں پر ترجیح دیتا ہے۔

۳۹ تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا —— وہ مقام جس میں انسانیت کی نشوونما رک جاتی ہے۔

۴۰ لیکن جو شخص اس بات کا احساس رکھتا ہے کہ اس نے ایک دن عدالتِ خداوندی میں کھڑے ہونا ہے۔ یعنی اس کے اعمال کے نتائج اس کے سامنے آنے ہیں اور اس احساس کے ماتحت وہ اپنے ان جذبات اور خواہشات کو بیباک ہونے سے روکتا ہے جو قوانینِ خداوندی کے خلاف جائیں'

۴۱ تو یہ وہ ہے جس کا مقام جنت ہے —— اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

۴۲ (اس انقلاب کے متعلق' یہ کچھ سننے کے بعد' یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ انقلاب بالآخر آئے گا کب؟

۴۳ اے رسولؐ! ان سے کہدو کہ یہ میرے حیطۂ علم کی بات نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کب واقع ہوگا۔ (۷/۱۸۷ ; ۳۳/۶۳ ; ۴۲/۱۷)۔

إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً
أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾

۲ ۔ ع ۔ ۴

۴۴ اس کے وقت کا تعین' صرف خدا سے متعلق ہے۔ اُسی کو اس کا علم ہے۔ یہ تمام باتیں' انجام کار'
اُسی کے قانونِ مشیت کے مطابق طے ہوں گی۔ ( ۵۳/۴۲ )۔

۴۵ میرا فریضہ صرف یہ ہے کہ جو شخص خدا کے قانونِ مکافات کا احساس رکھتا ہے اور
زندگی کی تباہیوں سے ڈرتا ہے' اسے بتا دوں کہ غلط روش کا نتیجہ کیا ہوگا۔

۴۶ اِس وقت یہ اُس انقلاب کے لئے اس قدر جلدی مچا رہے ہیں' لیکن جب وہ سر پر آ گیا
تو یہ آہ و پکار کریں گے کہ ہمیں مہلت کا وقفہ بہت کم ملا —— یونہی ایک صبح یا ایک شام جتنا۔
(اگر زیادہ وقت ملتا تو ہم اپنی روش بدل لیتے! لیکن اُس وقت اس شکایت یا تأسف سے کیا
حاصل ہوگا ؟)

# سورۃ عبس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ۝۱ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی ۝۲ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰٓی ۝۳ اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی ۝۴ اَمَّا مَنِ
اسْتَغْنٰی ۝۵ فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی ۝۶

**۱ - ۶** (نظامِ خداوندی کے قیام کے سلسلہ میں جس جماعتی تشکیل کے متعلق پہلے کہا گیا ہے' اس سلسلہ میں ایک اصول کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے- اور وہ یہ کہ یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اس میں شامل ہونے والے کس قدر دنیاوی وجاہت و مناصب کے مالک ہیں- دیکھنا یہ چاہیئے کہ اس کے لئے کس کے دل میں سچی تڑپ ہے- لہذا' اس نظام کی طرف دعوت دینے والا بھلا) کیوں تیوری چڑھائے اور مُنہ موڑے اس بات پر کہ اس کے پاس ایک غریب اور معذور اندھا' ہدایت حاصل کرنے کے لئے آگیا ہے؟ (۶/۵۲ ; ۹۴-۹۲/۶ ; ۱۱/۷۴ ; ۱۲/۲۸ ; ۱۱۴-۱۱۱/۲۶)

**۳** تجھے کیا خبر کہ یہی اندھا' تمہاری تعلیم سے کس قدر پاکیزہ اخلاق کا حامل بن جائے اور اس طرح اس کی ذات کی اعلیٰ نشوونما ہو جائے-

**۴** یا وہ اس تعلیم کو سمجھ لے تو کم از کم اس سے بتدریج فائدہ حاصل کرتا چلا جائے-

**۵** اس کے برعکس' ایسا شخص جو اپنے آپ کو رشد و ہدایت سے مستغنی سمجھتا ہے — جو

**۶** کہتا ہے کہ اسے اس قسم کی تعلیم کی نہ ضرورت ہے نہ پرواہ- تو تجھے کیا پڑی ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے اپنی جان کھپاتا پھرے-

وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَن جَاءَكَ يَسْعَىٰ ﴿٨﴾ وَهُوَ يَخْشَىٰ ﴿٩﴾ فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ﴿١٠﴾ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾
فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿١٢﴾ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾
قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ﴿١٨﴾ مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ﴿١٩﴾ ثُمَّ السَّبِيلَ

---

۷ اگر ایسے شخص کی اصلاح نہ ہو سکے تو تجھ پر اس سے کچھ الزام نہیں آسکتا۔

۸-۱۰ الزام اس سے آتا ہے کہ ایک شخص 'قرآن سمجھنے کے لئے' بھاگتا ہوا تیرے پاس آئے اور اسے غلط روش زندگی کے تباہ کن نتائج کا خوف بھی ہو ــــ وہ ان سے بچنا چاہے۔ اور تو اس سے بے رُخی برتے۔ (۳/۲)۔

۱۱ (قرآن کے متعلق اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ) یہ ایک واضح صحیفہ اور کھلی ہوئی کتاب ہدایت ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کو شرف و مجد حاصل ہو سکتا ہے۔
لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو اپنے دل کی مرضی سے اس کی طرف آئے۔
یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسے چھپا کر نہیں رکھا' بلکہ نہایت باعزت اوراق میں لکھوا کر دے دیا ہے (کہ جس کا جی چاہے پڑھ لے اور اس سے فائدہ حاصل کرلے)۔

۱۴ اس میں بلندیٔ فکر اور پاکیزگیٔ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔

۱۵-۱۶ اس کے لکھنے والے' اور آگے پھیلانے والے' بھی نہایت اعلیٰ اخلاق کے حامل اور صداقت و شرافت کے بلند ترین معیار پر پورے اُترنے والے ہیں ــــ کریم النفس اور کشادہ ظرف۔

۱۷ اب سوچئے کہ جو شخص اس قسم کی بلند اور پاکیزہ تعلیم کو ماننے سے انکار کرے ــــ اور انکار کرے اس لئے کہ اس کے پاس بڑی دولت اور قوت ہے اس لئے اُسے کسی کی پرواہ نہیں ہو سکتی ــــ اس سے زیادہ تباہ و برباد ہونے والا اور کون ہو سکتا ہے؟

۱۸ ذا سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنی زندگی پر ہی غور کرنا چاہیئے کہ وہ کن کن مراحل میں سے گزرتی ہے اور ہم اس کے لئے کس کس قسم کا سامان زیست مہیا کرتے ہیں) ــــ وہ دیکھے کہ اس کی تخلیق کا آغاز کس چیز سے ہوا۔

۱۹ ایک قطرۂ آب (مادہ تولید) سے۔ اس انداز کے آغاز کے بعد' ہم نے خاص انداز ے اور پیمانے کے مطابق اس کی تشکیل کی۔

۲۰ (پھر اسے ذرائع علم ــــ بصارت و سماعت وغیرہ عطا کئے۔ نیز' اس کے لئے سامان

يَسَّرَهُ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنشَرَهُ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ
طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾
وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾

---

زیست مہیا کیا تاکہ) اُس پر زندگی کی راہیں آسان ہو جائیں۔

۲۱ لیکن ان میں سے اکثر کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ بصارت و سماعت وغیرہ سے کام ہی نہیں لیتے اور مُردوں کی طرح قبرستانوں میں پڑے رہتے ہیں۔

۲۲ لیکن بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو قانونِ خداوندی کی راہ اختیار کر کے، زندگی کی توانائیاں حاصل کر لیتے ہیں اور ان قبرستانوں سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ (اسی طرح ان کی طبیعی موت اور موت کے بعد حیاتِ آخرت ہے)۔

۲۳ (اول الذکر گروہ ــــ یعنی مُردوں کی سی زندگی بسر کرنے والوں) کی حالت یہ ہے کہ انہیں جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے، وہ اسے کبھی پورا نہیں کرتے۔ (وہ اپنی انفرادی مفاد پرستیوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں، اور عالمگیر انسانیت کی ربوبیت کے متعلق کبھی سوچتے تک نہیں)۔

۲۴ حالانکہ وہ اگر (کم از کم) اپنی خوراک پر ہی غور کر لیں (تو اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ یہ سامانِ زیست تمام انسانوں کے لئے خدا کی طرف سے بے مزد و معاوضہ ملتا ہے۔ اس لئے اس میں حسبِ ضرورت سب کا حصّہ ہے۔ وہ ذرا سوچیں کہ)

۲۵ بارش، جس پر پیداوار کا بنیادی انحصار ہے، انسان کی اپنی ہنرمندی سے نہیں برستی۔ ہمارے قانون کے مطابق برستی ہے (۵۶/۶۳-۶۴، ۴۷/۳۰)

۲۶ (انسان، زمین میں بیج ضرور ڈالتا ہے۔ لیکن) زمین کو پھاڑ کر، اس میں سے کونپل ہمارے ہی قانون کے مطابق پھوٹتی ہے۔ (یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ دانے کو کونپل میں تبدیل کر دے)۔

۲۷-۳۱ پھر یہ بھی ہمارے قانون کے مطابق ہوتا ہے کہ اناج والی فصل سے اناج پیدا ہو، اور دوسری فصلوں سے دوسری چیزیں۔ (مثلاً) انگور اور ترکاریاں ــ زیتون اور کھجوریں۔ گھنے باغات ــ اور دیگر قسم قسم کے پھل اور مویشیوں کے لئے چارہ۔

۳۲ یہ سب تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامانِ زیست کا کام دیتا ہے۔

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ
مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا
غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ۱ ۴۲ ۵

(اسے اسی مصرف کے لئے رہنا چاہیئے)۔

۳۳ (لیکن جو لوگ خدا کی اس موہبت کو ذاتی ملکیت بنا کر نوعِ انسان کو اس کی پرورش سے محروم کر دیں، اور سمجھانے سے سمجھیں ہی نہیں، تو ان کے ساتھ تصادم اور ٹکراؤ ناگزیر ہو جاتا ہے چنانچہ) جب وہ تصادم کا وقت آئے گا تو اسلحہ کی جھنکار سے کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

۳۴ اُس وقت ان کی نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ بھائی بھائی کو چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

۳۵-۳۶ اولاد ماں باپ کو چھوڑ جائے گی- میاں اپنی بیوی تک کو بھول جائے گا اور ماں باپ اولاد کو چھوڑ جائیں گے۔

۳۷ غرضیکہ اس وقت ہر شخص اپنی اپنی فکر میں اس قدر غلطاں و پیچاں ہوگا کہ اُسے کسی دوسرے کی طرف دھیان دینے کی فرصت ہی نہیں ہوگی۔

۳۸ جب اس تصادم کا فیصلہ ہوگا تو ایک گروہ (جس نے قوانینِ خداوندی کے مطابق روش
۳۹ اختیار کی تھی) کامیابی و کامرانی کی وجہ سے نہایت خوش و خرم ہوگا- ان کے چہرے شگفتگی و شادابی سے چمک رہے ہوں گے۔

۴۰ اور دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جن کے چہروں پر ذلت کا گرد و غبار اور رسوائیوں
۴۱ کی سیاہیاں چھا رہی ہوں گی- (بینہ ۲۷)-

۴۲ یہ ہوگا ان لوگوں کا انجام جو اس وقت خدا کے دیئے ہوئے سامانِ رزق پر (اپنی مفاد پرستیوں کے) پردے ڈالتے ہیں، اور یوں خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس سے انسان طبقات میں بٹ جاتے ہیں اور نوعِ انسانی میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے جو عدالتِ خداوندی میں بہت بڑا جرم ہے (ہم چاہتے یہ ہیں کہ تمام انسان ایک عالمگیر برادری کی حیثیت سے رہیں- ان میں پھوٹ نہ پڑے)۔

# سورۃ التکویر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا

۱ (کسی آنیوالے دور میں جب انسانوں کے خودساختہ نظامِ تمدن و معاشرت کی جگہ قرآنی نظام لے لیگا تو اُس وقت کی انقلابی کیفیات کے متعلق یوں سمجھو کہ) ملوکیت کا نظام لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا۔[1]

۲ اور ان کے اہالی موالی (چھوٹی چھوٹی ریاستیں) سب جھڑ کر نیچے گر جائیں گے۔ ان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ ان کی قوت ماند پڑ جائے گی۔

۳ اور پہاڑوں جیسے محکم امراء اور رؤسا اپنی اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ (۲۰/۱۰۵؛ ۵۶/۵؛ ۷۸/۲۰)۔

۴ اور جن ذرائع رسل و رسائل (مثلاً اونٹوں) کو اس وقت اتنی اہمیت دی جا رہی ہے

---

[1] نزولِ قرآن کے وقت ملوکیت کی سب سے بڑی نمائندہ اور عربوں سے قریب تر مملکت ایران کی تھی جس کے جھنڈے کا نشان "شمس" تھا۔ (جس طرح قبل از اسلام عربوں کے جھنڈے کا نشان "قمر" تھا) اس آیت میں نام تو شمس کا لیا گیا ہے لیکن اس سے مراد ملوکیت کا نظام ہے جسے مٹانے کے لئے قرآن آیا تھا۔ اس نظام کو نبی اکرمؐ اور آپؐ کے رفقاءؓ نے مٹایا۔ لیکن وہ پھر قائم ہو گیا۔ ان آیات میں کسی ایسے آنے والے دور کا ذکر ہے جب ملوکیت کا نظام پھر مٹے گا۔ اس دور کی جو دوسری نشانیاں بتائی گئی ہیں اس سے ایسا مترشح ہوتا ہے جیسے یہ ہمارے ہی زمانے کا ذکر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عصرِ حاضر کی بے پناہ تبدیلیاں قرآنی نظام کے قیام کا پیش خیمہ ہوں۔

الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ
ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ
أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا
عَسْعَسَ ﴿١٧﴾

وہ سب بیکار ہو جائیں گے

۵ اور وحشی اور نامانوس قومیں بھی اجتماعی زندگی کی طرف آتی جائیں گی۔

۶ اور سمندروں میں آمد و رفت کا سلسلہ اتنا وسیع ہو جائے گا کہ ہر وقت بھرے بھرے دکھائی دیں گے۔ اور ان کے کناروں کی بستیاں بھی بڑی آباد ہو جائیں گی۔

۷ اور اطراف و اکناف عالم کی آبادیاں ایک دوسرے کے ساتھ ملتی جائیں گی۔

۸ جب اُن لڑکیوں کے متعلق، جنہیں معاشرہ زندہ درگور کر دیتا ہے اور ان بیچاریوں
۹ کا پُرسانِ حال کوئی نہیں ہوتا، پوچھا جائے گا کہ انہیں بالآخر کس جرم کی پاداش میں ذبح کیا جاتا رہا ہے؟ (یعنی جب عورتوں کو ان کے حقوق دلائے جائیں گے)۔

۱۰ اور اخبارات و رسائل جگہ جگہ پھیل جائیں گے۔

۱۱ اور اجرام فلکی پر پڑے ہوئے پردے، ایک ایک کر کے اٹھتے چلے جائیں گے۔ (اُن کے حالات دریافت کئے جائیں گے)۔

۱۲ (تو اُس وقت خدا کے قانونِ مکافات کا عمل بھی تیز تر ہو جائے گا۔ کیونکہ اُس وقت آخر الامر وہ نظام متشکل ہو جائے گا جس میں ہر معاملہ انصاف اور قانون کے مطابق طے پائے گا۔ لہٰذا، اس کی رُو سے) مجرمین کے لئے جہنم کے شعلے زیادہ تیزی سے بھڑک اٹھیں گے۔

۱۳ اور اُس نظام کی پابندی کرنے والوں کے لئے جنتی معاشرہ قریب تر لایا جائے گا۔

۱۴ یعنی اُس وقت ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے نتائج اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لے گا۔

۱۵ (ہم یہ باتیں یونہی نہیں کر رہے۔ اس حقیقت پر سلسلہ نظام کائنات شاہد ہے) اس پر شاہد ہیں وہ ستارے جو طلوع ہونے کے بعد، بے پاؤں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے رہتے ہیں۔

۱۶ اور تیز خرام ستارے، جو اپنی اپنی منزل طے کر کے چھپ جاتے ہیں۔ (۵۳/۱ ; ۵۶/۷۵)۔

۱۷ اور رات، جو خاموشی سے آتی اور خاموشی سے چلی جاتی ہے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۱۹﴾ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿۲۰﴾ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿۲۱﴾
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ
بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿۲۵﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿۲۶﴾

---

۱۸ اور صبح' جب وہ نئی زندگی کا پیغام لے کر نمودار ہوتی ہے۔

۱۹ یہ سب مظاہرِ فطرت اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ جو شخص یہ باتیں تم سے کہہ رہا ہے وہ ہمارا بھیجا ہوا پیغامبر ہے' اور نہایت معزز پیغامبر۔

اسے اُس خدا کی طرف سے وحی کی تائید و قوت حاصل ہے جو کائنات کے مرکزی کنٹرول کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ (یعنی جس طرح وہ قوانین جو خارجی کائنات میں کارفرما ہیں' اشیائے کائنات کے خود ساختہ نہیں' خدا کے وضع کردہ ہیں' اسی طرح' انسانی زندگی سے متعلق جو قوانین یہ رسولؐ پیش کر رہا ہے' یہ بھی اس کے اپنے وضع کردہ نہیں۔ خدا کے متعین فرمودہ ہیں)۔

۲۱ یہ رسولؐ بڑا قابلِ اعتماد ہے۔ وہ اس پیغام کے پہنچانے میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتا۔ پھر وہ صرف پیغام کو پہنچاتا ہی نہیں' اس کی عملی تشکیل کے لئے ایک نظام قائم کرتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جو لوگ اس نظام کی صداقت پر یقین رکھیں' وہ اس کی بات مانیں اور اس کے فیصلوں کی اطاعت کریں۔ (اس کے بغیر کوئی نظام قائم ہی نہیں رہ سکتا)۔

۲۲ یاد رکھو! تمہارا یہ رفیق پاگل پن کی باتیں نہیں کرتا۔ جو کچھ یہ کہہ رہا ہے' وہ ہو کر رہیگا۔

۲۳ اس لئے کہ اس نے اپنے آپ کو علم کے اس بلند ترین اور وسیع ترین مقام پر فائز پایا ہے جہاں انسان کو خدا کی طرف سے وحی ملتی ہے۔ (اس طرح یہ رسولؐ جو کچھ کہتا ہے' گویا آنکھوں دیکھا حال کہتا ہے)۔ (۵۳/۷)

۲۴ پھر جو کچھ اسے وحی کے ذریعے ملتا ہے' اسے اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتا۔ وہ اسے نہایت کشادہ ظرفی سے دوسروں تک بھی پہنچاتا ہے۔ سب کو اس میں شریک کرتا ہے۔

۲۵ یہ کسی کے سرکش جذبات کی باتیں نہیں جو محض قیاسات پر مبنی اور حقیقت سے بہت دُور ہوتی ہیں۔

۲۶ جب حقیقت یہ ہے تو پھر بتاؤ کہ تم اس قسم کے ضابطہ قوانین کو چھوڑ کر کدھر چلے جا رہے ہو؟

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾

۲۷ لیکن اگر تم اس سے بے رُخی برتتے رہو گے تو اس سے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس لئے کہ یہ کسی خاص قوم یا خاص ملک کے لئے ضابطۂ حیات نہیں۔ یہ تمام اقوامِ عالم کے لئے قوانین کا ضابطہ ہے۔

۲۸ اس لئے نوعِ انسان میں سے جو قوم بھی چاہے اس کے ذریعے زندگی کی متوازن اور سیدھی راہ پر چل سکتی ہے۔ (۱/۵)۔

۲۹ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے ذاتی رجحانات اور انفرادی مفادات کو ایک طرف رکھ کر، وہی کچھ چاہو جو اُس خدا کے قانون کا تقاضا ہے جس نے تمام اقوامِ عالم کی نشو و نما کا ذمہ لے رکھا ہے۔ لہٰذا، اس سے وہی قوم مستفید ہو سکتی ہے جو تمام نوعِ انسانی کے لئے عالمگیر نظامِ ربوبیت قائم کرنے کا تہیہ کرے اور اس طرح اپنی منشاء کو خدا کی مشیت کے ساتھ ہم آہنگ کر دے۔ (۷۶/۳۰؛ ۷۴/۵۶)۔

# سورۃ الانفطار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ۝۶ الَّذِیْ خَلَقَکَ

---

۱ (جس انقلاب کا ذکر پیچھے سے چلا آرہا ہے اس میں کیفیت یہ ہو گی کہ) فضا میں پھیلی ہوئی توانائیاں پھٹ جائیں گی۔

۲ اور ستارے منتشر ہو جائیں گے (یا چھوٹی چھوٹی جماعتیں بکھر جائیں گی اور صرف بڑی بڑی طاقتیں باقی رہ جائیں گی)۔

۳ اور سمندر (یا دریا) بہ نکلیں گے۔ یعنی ان میں آمد و رفت تیز تر ہو جائے گی۔

۴ اور زمین کے دفائن کو کھود کھود کر باہر نکالا جائے گا۔ (۹۹/۲)

۵ اُس وقت (انسان کی تمدنی دنیا میں بھی ایسا نظام متشکل ہو جائے گا جس میں) ہر شخص اپنے اگلے پچھلے اعمال کے نتائج اپنے سامنے بے نقاب دیکھ لے گا۔

۶ اے انسان! (تو جو خدا کے قانون سے اس طرح سرکشی اختیار کر رہا ہے تو) وہ کونسی چیز ہے جو تجھے خدا کی بھرپور واجب التکریم ربوبیت کے متعلق دھوکے میں رکھ رہی ہے اور اس کی خلاف ورزی کی جرأت دلا رہی ہے؟

۷ وہ خدا، جس نے (اپنے قانونِ تخلیق کے مطابق) تمہیں مختلف تخلیقی مراحل سے

فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ
لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ
جَحِيْمٍ ۝١٤ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ
الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ

---

گذارا۔ ایک کے بعد دوسری گردش دے دیکر حشو و زوائد کو الگ کیا۔ اور تمہاری اخلاط و عناصر میں نہایت عمدہ توازن اور اعتدال پیدا کر دیا۔ (۹۵/۴)۔

۸ اور اس کے بعد اپنے قانونِ مشیت کے مطابق، تمہیں مناسب پیکر عطا کر دیا۔ (۵۹/۲۴)۔

۹ سوچو کہ تم اس خدا کے قانونِ مکافات کو جھٹلاتے ہو؟ (لیکن تمہارے جھٹلانے سے کیا ہوتا ہے؟)۔

۱۰-۱۲ اس نے تم پر محافظ مقرر کر رکھے ہیں ——— نہایت معزز اور امین ——— جو کچھ تم کرتے ہو انہیں اس سب کا علم ہوتا ہے۔ وہ اسے ریکارڈ کرتے رہتے ہیں۔ (اسے خدا کا قانون مکافاتِ عمل کہا جاتا ہے)۔

۱۳ اس قانون کے مطابق، جو لوگ انسانی زندگی میں وسعت اور کشادگی پیدا کرتے ہیں، آسائشوں میں رہیں گے۔

۱۴ اور جو عالمِ انسانیت، اور خود اپنی ذات میں انتشار پیدا کرتے ہیں ان کی نشو و نما رُک چکی ہو گی۔ (۲۰/۷۴)۔

۱۵ اور وہ ظہورِ نتائج کے دن اپنے آپ کو جہنم میں پڑا دیکھیں گے۔

۱۶ یاد رکھو! وہ اب بھی جہنم کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ (۲۹/۵۴ ، ۹/۴۹)۔

۱۷ (جہنم انہیں اس وقت بھی دیکھ رہا ہے۔ اُس وقت وہ بھی جہنم کو دیکھ لیں گے۔ یہ کچھ ہو گا یوم الدین میں۔ یعنی ظہورِ نتائج کے دور میں)۔ تجھے خدا کے سوا کون بتا سکتا ہے کہ یوم الدین (ظہورِ نتائج کا دور) کیسا ہو گا؟

۱۸ یقیناً خدا کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا کہ اُس دَور کی کیفیت کیا ہو گی۔

۱۹ یہ وہ دَور ہو گا جس میں ہر انسان اپنے اپنے اعمال کو اپنے سامنے دیکھے گا۔ کوئی کسی دوسرے کے لئے کچھ نہیں کر سکے گا۔ نہ ہی کسی انسان کو کسی دوسرے انسان

۱
۱۹
۷

وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

کسی قسم کا اختیار و اقتدار ہوگا۔ اختیارات تمام کے تمام قوانینِ خداوندی کے لئے مختص ہو نگے۔
حکومت صرف اُن قوانین کی ہوگی کسی اور کی نہیں ہوگی۔ (یعنی وہ دَور جس میں نہ کوئی
انسان کسی دوسرے کا محکوم ہوگا نہ محتاج۔ اور نہ ہی کوئی کسی مجرم کو اس کے جرم
کی پاداش سے چھڑا سکے گا۔ یہ ہوگا یوم الدین۔ ۱/۱۹)۔

# سورۃ المطففین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ② وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ
يُخْسِرُوْنَ ③ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④

۱ تاجرانہ ذہنیت اور سرمایہ دارانہ نظام کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔
۲ اس ذہنیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ دوسروں سے اپنے واجبات پورے پورے لئے جائیں لیکن
۳ جب اُن کے واجبات دینے کا وقت آئے تو ترازو میں ڈنڈی ماردی جائے۔ دوسروں سے کام پورا لیا جائے لیکن اس کا معاوضہ کبھی پورا نہ دیا جائے۔ محنت کرنے والوں کو کم از کم دیا جائے اور خود زیادہ سے زیادہ کمایا جائے۔ چیزوں ہی کی نہیں' بلکہ خود انسانوں کی قیمت متعین کرتے وقت بھی یہی خیال رہے' اور کوشش یہ کی جائے کہ ان کی صلاحیتیں دبی' سمٹی' سکڑی اور بندھی رہ جائیں۔ انہیں پوری جولانی کا موقعہ ہی نہ ملنے پائے۔ انہیں اتنا ہی اُبھرنے دیا جائے جتنا' سرمایہ لگانے والے کے لئے' مفید ہو۔ انہیں اس سے زیادہ آزادی دی ہی نہ جائے۔

۴ کیا یہ لوگ اس زعم باطل میں مبتلا اور اس خیال خام میں مدہوش ہیں' کہ یہ نظام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہے گا۔ اس کو کوئی بدل نہیں سکے گا؟ ان کا یہ فریب نفس ہے۔ وہ وقت آئے گا کہ جن لوگوں کو انہوں نے یوں اقتصادی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے وہ انہیں راستے سے ہٹا کر آزادی حاصل کرلیں گے۔

لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَا
أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿١١﴾
وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ

---

**۵ ۶** اور اس طرح وہ انقلاب عظیم واقع ہوگا جس میں عالمگیر انسانیت خدا کا نظام ربوبیت قائم کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوگی۔ (۲۹/۴۹ ؛ ۱۴۵/۳۶ — ۳۶ ؛ ۴۳/۸ — ۶ ؛ ۹۰/۲۲ — ۱۴)۔

**۷** اس وقت، ان لوگوں کا اعمال نامہ، جنہوں نے انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے طبقات میں تقسیم کر رکھا ہے، خود انہیں جکڑ باندھ کر رکھ دے گا (اور یوں ان کا اپنا وضع کردہ نظام خود ان کی تباہی کا موجب بن جائے گا)۔

**۸** (تم یقیناً یہ معلوم کرنے کے لئے بیتاب ہوگے کہ ان کی یہ جکڑبندیاں کس قسم کی ہوں گی۔ تمہیں خدا کے سوا اس حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں کرسکتا۔ سنئے

**۹** یہ اس قانونِ مکافات کے مطابق ہوں گی جو (ہر ایک کے مآل اور انجام کی) نشاندہی کئے جا رہا ہے۔

**۱۰ ۱۱** یہ تباہی ان لوگوں کے لئے ہوگی جو اس قانونِ مکافات کی تکذیب کرتے ہیں۔

**۱۲** اور یہ ظاہر ہے کہ اس قانون کی تکذیب وہی شخص کرسکتا ہے جو ہر قسم کے جرائم نہایت جرأت اور بے باکی سے کرتا چلا جائے —— ایسے جرائم بھی جن کا اثر اس کی اپنی ذات تک محدود ہو اور ایسے بھی جو متعدی ہوں۔ وہ جرائم بھی جو سرکشی کے جذبات ابھاریں اور وہ بھی جن کا نتیجہ افسردگی اور اضمحلال ہو۔ (ایسا شخص یہ کہہ کر اپنے آپ کو فریب دے لیتا ہے کہ ایسا کوئی قانون نہیں جس کی رُو سے مجھے میرے جرائم کی سزا مل سکے۔ یہی کیفیت غاصب اقوام کی ہوتی ہے)۔

**۱۳** جب اس کے سامنے وہ تاریخی حقائق پیش کئے جائیں جن میں بتایا گیا ہو کہ سابقہ اقوام میں سے جنہوں نے اس قسم کے جرائم کئے وہ تباہ و برباد ہوگئیں، تو وہ، بجائے اس کے کہ ان شواہد سے عبرت حاصل کرے، یہ کہہ کر اپنے آپ کو فریب دے لیتا ہے کہ یہ محض عہد پارینہ کی داستانیں ہیں۔ (مجھ سے ان کا کیا تعلق؟)۔

**۸** (ان سے کہو کہ) بات یہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کے غلط اعمال اس طرح زنگ بن کر ان کے دلوں پر جم گئے ہیں کہ ان میں اب سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔

(ﮯ)

قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۱۴) كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ (۱۵) ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ (۱۶)
ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ (۱۷) كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ (۱۸) وَمَا أَدْرَاكَ
مَا عِلِّيُّونَ (۱۹) كِتَابٌ مَّرْقُومٌ (۲۰) يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ (۲۱) إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (۲۲) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ (۲۳)
تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (۲۴)

---

۱۵ یہ لوگ (اس دور میں جب عالمگیر انسانیت خدا کی ربوبیت عامہ کے قیام کے لئے اٹھ کھڑی ہوگی) اس کے ثمرات سے محروم رہ جائیں گے۔ ان کی مزرعِ ہستی زمین شور کی طرح بے برگ وگیاہ رہ جائے گی (اس دنیا میں بھی ان کی یہی حالت رہے گی اور اُخروی زندگی میں بھی)۔

۱۶ یعنی اُن کی نشوونما رک جائے گی (کیونکہ انسانی ذات کی نشوونما تو دوسروں کی ربوبیت سے ہوتی ہے نہ کہ ان کے حقوق تلف اور ان کی محنت سلب کر لینے سے)۔ یوں وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔

۱۷ وہاں ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے ہمارے اُس قانونِ مکافات کی رُو سے تمہارے اعمال کا نتیجہ، جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۱۸ ان کے برعکس ان لوگوں کا مقام، جو زندگی میں وسعت اور کشاد پیدا کرتے ہیں، بلندیوں پر ہوگا۔ وہ زندگی کے ارتقا کی اگلی منزل میں ہوں گے۔

۱۹ تجھے خدا سے بہتر کون بتا سکے گا کہ یہ بلندیاں (ارتقائی منازل) کیا ہیں؟

۲۰ یہ بھی ہمارے اس قانونِ مکافات کے مطابق ہوگا جو ہر ایک کے اعمال کی نشان دہی کئے جا رہا ہے۔

۲۱ اور جسے یہ مقربین اپنے سامنے کھلا ہوا پائیں گے ——— یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے اندر صفاتِ خداوندی کو زیادہ سے زیادہ منعکس کر لیا ہوگا۔

۲۲ یہ ابرار ——— یعنی وسعتوں کے مالک ——— زندگی کی راحتوں اور آسائشوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔

۲۳ اختیارات و اقتدارات کے تختوں پر متمکن ——— ہر بات کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے ——— یعنی جہاں بانی اور جہاں بینی دونوں خصوصیات کے مالک۔

۲۴ ان آسائشوں اور طمانیتوں کی پیدا کردہ شگفتگی و شادابی کے آثار ان کے چہروں سے نمایاں ہوں گے۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ
يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾

۲۵ انہیں (زندگی کی توانائیوں کے لئے) بادۂ خالص پینے کو ملے گا جو ہر قسم کی آلائش و آمیزش سے پاک ہوگا۔ یعنی سربمہر آبگینوں میں بند۔

۲۶ ان آبگینوں کی مہریں بھی تقویت بخش عناصر (مشک) سے مرکب ہوں گی۔

یہ ہیں زندگی اور توانائی کو بڑھانے والے اسباب و عناصر جن کے حصول کے لئے تمہیں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ایک دوسرے سے منافقت کا جذبہ ہر انسان کے اندر ہے۔ لیکن کوتاہ بیں انسان' اس کے لئے میدان غلط منتخب کرتا ہے۔ وہ محض طبیعی زندگی کے مفاد کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کرتا ہے۔ اس جذبہ کی تسکین کے لئے صحیح میدان یہ ہے کہ تم نوع انسان کی ربوبیت کی جدوجہد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس سے تمہیں زندگی بخش "بادۂ رحیق" ملے گا۔ (۵۷/۲۰ ، ۱۰۲/۱)۔

۲۷ اس "بادۂ رحیق" میں اس چشمے کا آبِ خنک و شیریں ملایا جائے گا جو شرفِ انسانیت کے بلندترین مقام سے پھوٹ کر نکلتا ہے۔ اور انسانی صلاحیتوں کی بھرپور نشوونما میں ممدو معاون ہوتا ہے (۲۶/۷۶)۔

۲۸ یہ وہ چشمہ ہے جس سے' وہ لوگ جو اپنے اندر صفاتِ خداوندی کو (علیٰ حدِ بشریت) منعکس کرلیں' زندگی اور اس کی توانائیاں حاصل کرتے ہیں۔

۲۹ جب وہ لوگ' جو دوسروں کی محنت کے پھل نوچ کھسوٹ کر اپنے ہاں لے آتے ہیں' ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو خدا کے نظامِ ربوبیت کی صداقت پر یقین رکھتے' اور اس کے قیام کے لئے کوشاں رہتے ہیں' تو ان پر ہنستے ہیں (کہ ان بیوقوفوں کو دیکھو جو جان مار کر محنت کرتے ہیں اور اس کے ماحصل میں سے بقدر اپنی ضروریات کے لے کر' باقی سب حق کا بول بالا' اور دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دیدیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا فائدے کا سودا ہے!)

۳۰ یہ لوگ جب اِن (مومنین) کے پاس سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے کو کنکھیوں

وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ
حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ
مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ (۱ ع ۸)

سے اشارے کرتے ہیں (کہ یہ ہیں وہ جن کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں)۔

۳۱ اس کے بعد جب یہ لوٹ کر اپنے ہم خیال ٹولے کی طرف جاتے ہیں تو عجیب انداز سے اتراتے ہیں اور جماعت مومنین پر پھبتیاں کستے ہیں۔

۳۲ غرضیکہ وہ جب بھی اس جماعت کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو! یہ لوگ کس غلط راستے پر چلے جا رہے ہیں؟ یہ بالکل بہک گئے ہیں۔

۳۳ حالانکہ انہیں ان (مومنین) پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا (کہ یہ ان کے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں)۔

۳۴ (اس وقت جب یہ انقلابی پروگرام اپنے ابتدائی مراحل میں سے گزر رہا ہے ظاہر بیں نگاہوں کو ایسا ہی نظر آتا ہے کہ یہ دیوانوں کی جماعت ہے جسے اپنے نفع نقصان کا کوئی خیال نہیں۔ اور یہی وجہ ہے جو یہ ان پر ہنستے ہیں۔ لیکن) جب یہ پروگرام اپنی تکمیل تک پہنچ جائے گا تو یہی ایمان والے ان لوگوں پر ہنسیں گے جو ہمارے قانونِ ربوبیت سے انکار کرتے ہیں۔

۳۵ یہ اختیارات واقتدارات کی مسندوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے (کہ ان لوگوں کا کیا حشر ہو رہا ہے جو ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے)۔

۳۶ ان کی یہ حالت خود ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کا عمل لوٹ کر اس کی طرف آ جاتا ہے (اسی سے اس کی جنت اور جہنم مرتب ہوتی ہے)۔

# سورۃ الانشقاق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡہَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾

وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّہَا وَ حُقَّتۡ ؕ﴿۵﴾ یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ ۚ﴿۶﴾

---

**۱-۲** جب فضا میں پھیلی ہوئی توانائیاں پھٹ جائیں گی —— اور یہ کچھ اس خدا کے قانون کے مطابق ہوگا جو تمام کائنات کو نشوونما دیتا ہے —— اسی کے قوانین کے تابع یہ تمام سلسلۂ کائنات سرگرمِ عمل ہے۔ اُس نے اسے بنایا ہی اس انداز سے ہے کہ ہر حادثہ اس کے پروگرام میں بالکل فٹ بیٹھتا ہے۔

**۳-۵** اور زمین میں دُور دُور تک آبادیاں پھیل جائیں گی۔ اور وہ اپنی معدنیات اور دیگر ذخائر اُگل دے گی' اور اندر سے خالی ہوتی جائے گی۔ یہ بھی خدا کے قانون ہی کے مطابق ہوگا جس کی اطاعت ان اشیائے فطرت کا فریضہ ہے۔ وہ بنائی ہی اس طرح گئی ہیں۔

**۶** اے انسان! اس میں شبہ نہیں کہ تو اپنے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر بھی آخر الامر اُس نظامِ خداوندی تک پہنچ جائے گا جو عالمگیر انسانیت کی ربوبیت کا ضامن ہے لیکن ایسا' بڑی جاں کاہ مشقتوں اور استخواں شکن ٹھوکروں کے بعد ہوگا۔ (اس کے برعکس' وحی کی راہ نمائی میں اس منزل تک بلا مشقت اور بڑے کم وقت میں پہنچا جا سکتا ہے۔ وحی کی روشنی' ناکام تجارب کی تلخ کامیوں سے بھی محفوظ رکھتی ہے اور وقت کی طنابیں

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰی سَعِیْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّہٗ کَانَ
فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّہٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۚۛ﴿۱۴﴾ بَلٰۤی ۚۛ اِنَّ رَبَّہٗ کَانَ بِہٖ بَصِیْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾
وَ الَّیْلِ وَ مَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾

بھی کھینچ دیتی ہے)۔

۷-۸ حقیقت یہ ہے کہ وحی کا اتباع کرنے والے کے اعمال یمن وسعادت کے حامل ہوتے ہیں اور اس کی زندگی کے معاملات بڑی آسانی سے طے پا جاتے ہیں۔

۹ اور وہ اپنے رفقا کی طرف خوشی خوشی لوٹ کر آتا ہے (اسے اپنے ہم فکر و ہم آہنگ افراد کے ساتھ مل جانے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی بلکہ یہ سب ایک دوسرے سے شاداں و فرحاں ملتے ہیں' اور یوں ایک حسین و شاداب عالمگیر برادری وجود میں آجاتی ہے)۔

۱۰-۱۲ لیکن جو شخص اسلاف پرستی کی اندھی تقلید کی روش اختیار کرتا ہے' جس سے اسے اپنا پچھلا راستہ (ماضی) تو روشن دکھائی دیتا ہے اور سامنے کا راستہ (مستقبل) تاریک۔ تو وہ تباہیوں کو بلا بلا کر اپنا گھر دکھاتا ہے اور یوں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱۳ وہ اس سے پہلے اپنے ہم خیال لوگوں میں خوش خوش رہتا تھا ' اور اسے اس کا وہم
۱۴ و گمان تک بھی نہ تھا کہ اس کی حالت میں تبدیلی آئے گی۔ وہ سمجھتا تھا کہ اسی طرح اپنی من مانی کرتا رہے گا۔ اس کی قوت و شوکت میں کبھی کمی واقع نہیں ہوگی۔

۱۵ لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ خدا کا قانونِ مکافات اُس کی ہر فعل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے اور اُس کا مستقبل اس کے اعمال کے نتائج کی رُو سے مرتب ہوگا (غلط روش پر چلنے والے کو کچھ وقت کے لئے تو مفادِ عاجلہ حاصل ہو جاتے ہیں' لیکن اس کا مستقبل تاریک ہوتا ہے)۔

۱۶ اس حقیقت پر تمام نظامِ کائنات شاہد ہے۔ مثلاً تم غور کرو کہ سورج غروب ہو جاتا ہے تو (اس طرف بسنے والوں کی نگاہوں سے اس کی روشنی اوجھل ہو جاتی ہے لیکن) شفق کی سرخی کچھ دیر تک باقی رہتی ہے۔

۱۷ پھر رفتہ رفتہ یہ سرخی بھی ختم ہو جاتی ہے اور رات کی تاریکی کی چادر فضا پر چھا جاتی ہے جس کے اندر تمام چیزیں سمٹ کر آجاتی ہیں (اسی تاریکی کی چادر سے روشن ستارے اور چمکتا ہوا چاند نمودار ہو جاتے ہیں)۔

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا
يَسْجُدُونَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿۲۲﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۴﴾ إِلَّا
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۲۵﴾

۱۸ اور چاند آہستہ آہستہ اپنی منازل طے کرتا مہ کامل بن جاتا ہے۔

۱۹ یہ کائناتی مظاہر اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ تم بھی زندگی کی ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے، یوں بلندیوں کی طرف اٹھتے جاؤ گے کہ جب اس کی ایک منزل کے ساتھ مطابقت حاصل کر لو گے تو اس سے اگلی منزل میں پہنچنے کے قابل ہو جاؤ گے یوں تم منزل بمنزل آگے بڑھتے اور اوپر اٹھتے چلے جاؤ گے۔ (اور یہ سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا)۔

۲۰ حیرت ہے کہ اس قدر واضح دلائل و شواہد کے باوجود یہ لوگ نہ خدا کے قانونِ مکافات پر ایمان لاتے ہیں، نہ حیاتِ اُخروی پر، جو زندگی کی مزید ارتقائی منازل کا دوسرا نام ہے۔

۲۱ اور جب ان کے سامنے قرآن پیش کیا جاتا ہے تو اس کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم نہیں کرتے،

۲۲ بلکہ اس کی صداقتوں سے انکار کرتے اور اس کے قوانین کو جھٹلاتے ہیں۔

۲۳ (اور یہ سب اس لئے کہ اس سے ان کے انفرادی مفادات پر زد پڑتی ہے۔ لیکن) یہ بات خدا پر خوب روشن ہے کہ یہ لوگ کیا جمع کرتے، اور پھر کس طرح اُسے صرف اپنی ذات پر صرف کرنے کے لئے تجوریوں میں بند رکھتے ہیں۔ (۲/۱۰۴)۔ (۱۰۴/۹ — ۱)

۲۴ (اے رسولؐ!) انہیں متنبہ کر دے کہ اس رَوشِ زندگی کا نتیجہ بڑا الم انگیز ہوتا ہے۔ (۹/۳۴ — ۳۵)۔

۲۵ اس تباہی سے وہی لوگ بچ سکیں گے جو خدا کے قوانین کی صداقت پر یقین رکھ کر عالمگیر انسانیت، اور خود اپنی ذات، کو سنوارنے والے کام کریں گے۔ اس طرزِ زندگی کا نتیجہ ایسی آسائیں اور راحتیں ہوں گی، جن کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہوگا (۴۱/۸ ; ۹۵/۶ ; ۱۴/۲۵ — ۲۴)۔ اور یہ کچھ انہیں بطورِ "احسان" (خیرات کے طور پر) نہیں ملے گا، بلکہ وہ اسے بطور اپنے حق کے حاصل کریں گے۔

# سورة البروج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴
النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا

---

۱ اس حقیقت پر شاہد ہیں
فضا کی بلندیوں میں نمایاں ہونے والے ستاروں کے مواقع اور منازل۔
۲ اور وہ انقلاب جس کے آنے کا وعدہ (قرآن میں) بار بار مذکور ہے۔
۳ اور یہ رسولؐ جو اس انقلاب کی آمد کی شہادت دیتا ہے؛ اور خود وہ نظام جس کے قیام
واستحکام کی شہادت دی جاتی ہے۔
۴ کہ یہ لوگ جو اس نظام کی اس قدر مخالفت کرتے ہیں کہ اسے مٹانے کے لئے جنگ تک کی
۵ تیاریوں میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ اپنی تدبیروں کی خندقیں کھودتے اور ان میں فتنوں
کی آگ بھڑکاتے رہتے ہیں۔
۶ اور اپنے اس پروگرام پر جم کر بیٹھے رہتے ہیں۔
۷ اور جو کچھ دوسرے لوگ جماعتِ مومنین کے خلاف کرتے ہیں یہ اسے بھی تماشا سمجھ کر
دیکھتے رہتے ہیں۔
یہ تمام امور اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ مخالفین بالآخر تباہ ہو کر رہیں گے۔
۸ یہ لوگ جماعتِ مومنین سے محض اس بات کا انتقام لینا چاہتے ہیں کہ وہ خدا کے

مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
الْحَرِيْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۱
اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝۱۵
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۶

---

حمید و عزیز پر ایمان کیوں لے آئے ہیں۔ (۵/۵۹ ; ۲۳/۳۰)۔

۹ اُس خدا پر ایمان کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں سب اقتدار اور اختیار اُسی کا ہے۔ اور ہر شے اُسی کی نگرانی کے اندر ہے۔

۱۰ (ان سے کہدو کہ) جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو اس طرح ایذا دیتے ہیں اور اپنی اس روش سے باز نہیں آتے' ان کے لئے سوزناک عذاب ہوگا —— یعنی وہ عذاب جو ان کا سب کچھ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دے گا۔

۱۱ ان کے برعکس' جو لوگ قوانینِ خداوندی کی صداقت پر ایمان لا کر' اُس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں' ان کے لئے (دنیا اور آخرت میں) اُس جنت کی زندگی ہے جس کی تازگی اور شادابی میں کبھی کمی نہیں آئے گی —— یہ بہت بڑی کامیابی و کامرانی ہے۔

۱۲ (ان مخالفین سے کہدو کہ تم مچلو نہیں) خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔

۱۳ وہ ہر شے کو' اس کے نقطۂ آغاز سے پیدا کرتا اور پھر اسے گردشیں دیتا ہوا' مختلف ارتقائی مراحل میں سے گزار کر نقطۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔

۱۴ اسکے لئے وہ تخریبی عناصر سے اشیائے کائنات کی حفاظت کرتا ہے' کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ بننا ہے' بن جائیں (وہ اپنے پروگرام کو تکمیل تک پہنچاتا ہے)۔

۱۵ اس مقصد کے لئے اس نے کائنات کے مرکزی کنٹرول کو' جو بڑی قوتوں اور عظمتوں کا حامل ہے' اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

۱۶ جملہ کائنات میں صرف اسی کا اختیار و ارادہ کارفرما ہے۔ اور اس کا یہی وہ اختیار

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ
وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾ (۱ ع ۲۲ ۱۰)

ارادہ ہے جس کے مطابق وہ اشیائے کائنات کے لئے ضروری قوانین مرتب کرتا ہے۔ اس میں کوئی اور دخل نہیں دے سکتا۔ کس چیز کے لئے کونسا قانون ہونا چاہیئے' اس کا فیصلہ وہ خود ہی کرتا ہے۔ (ان غیر متبدل قوانین کو جنہیں خدا' عالمِ امر میں' اپنے اختیار مطلق سے وضع کرتا ہے' خدا کی مشیت کہا جاتا ہے)۔

۱۷ (اسی کا قانون انسانی دنیا میں' مکافاتِ عمل کی شکل میں کارفرما ہے۔ اس کی شہادت کے لئے قرآن میں) ان لوگوں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں جو بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ' قوانین خداوندی کی مخالفت کے لئے ہجوم کر کے آئے تھے۔

۱۸ یعنی قوم فرعون' اور قوم ثمود کے لوگ ——— (ان کا جو انجام ہوا وہ تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے)۔

۱۹ (لہٰذا' اے رسولؐ) یہ لوگ جو اس وقت' ہمارے قوانین سے سرکشی برتتے اور انہیں جھٹلاتے ہیں' ان سے کہہ دو کہ

۲۰ خدا کا وہی قانون انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

۲۱ انہیں معلوم نہیں کہ یہ جس ضابطۂ خداوندی (قرآن) کی مخالفت کر رہے ہیں' وہ کتنے بڑے شرف و مجد کا حامل ہے۔

۲۲ وہ ہر قسم کے خارجی اثرات سے محفوظ رہنے والی تختی پر کندہ ہے (وہ صحیفۂ کائنات میں بھی محفوظ ہے اور قرآن کے اوراق میں بھی۔ اس لئے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا)۔ (۵۶/۷۸)۔ (خدا کے غیر متبدل قوانین' خواہ وہ نظامِ فطرت سے متعلق ہوں اور خواہ انسان کی تمدنی دنیا سے' کبھی مٹ نہیں سکتے۔ اول الذکر کو قوانینِ فطرت کہا جاتا ہے اور ثانی الذکر کو قرآن کا ضابطۂ حیات۔ وہ بھی محفوظ ہیں اور یہ بھی محفوظ۔ ۱۵/۹)۔

# سورۃ الطارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾
فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾

---

۱ فضا کی بلندیاں اور "طارق" ایک عظیم حقیقت پر شاہد ہیں۔
۲ تجھے خدا کے سوا کون بتا سکتا ہے کہ "طارق" کی شہادت سے کیا مقصود ہے یعنی
۳ اس نہایت روشن ستارے کی شہادت سے جو رات کی تاریکیوں میں قندیلِ نورانی بن کر آتا ہے۔

(وہ نظر تو آتا ہے رات ہی کو۔ لیکن دن کے وقت بھی وہ مٹ نہیں جاتا' موجود رہتا ہے۔ صرف اس کی روشنی ہماری نظروں سے پنہاں ہوتی ہے)۔

۴ (یہی کیفیت انسانی اعمال کی ہے۔ انسان اپنے آپ کو فریب دینے کے لئے سمجھتا ہے کہ اس کے جو اعمال دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رہتے ہیں' ان کا وجود باقی نہیں رہتا' اس لئے ان پر گرفت کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ خیال خام ہے۔ اعمال' خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ' ہمیشہ موجود رہتے ہیں)۔ ہم نے ہر فرد کے اعمال کو محفوظ رکھنے کا انتظام کر رکھا ہے۔

۵ (وہ اسی طرح کبھی پنہاں ہوتے ہیں اور کبھی ظاہر' جس طرح زندگی' کبھی مضمر ہوتی ہے کبھی مشہود۔ اگر انسان اس ایک نکتہ پر غور کرے' تو اس کے لئے بات کا سمجھنا چنداں

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨ يَوْمَ تُبْلَى
السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝١٢
اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝١٣

---

مشکل نہ رہے۔ مثلاً) وہ دیکھے کہ اس کی پیدائش کس طرح سے ہوئی ہے؟

٦ اس کی ابتدا' اس مادۂ تولید سے ہوئی ہے جو اچھل کر رحم میں گرتا ہے۔

٧ یہ مادہ' اپنے مقامِ تولید سے سیدھا عورت کے رحم میں نہیں جا گرتا۔ وہ مرد کی پیٹھ اور پیڑو کی ہڈیوں[a] کے درمیان سے گذرتا ہوا خارج ہوتا اور اپنے مستقر میں پہنچتا ہے۔ (اس مادۂ تولید میں زندگی مضمر شکل میں ہوتی ہے۔ اور پھر رحمِ مادر میں' مختلف منازل سے گذر کر' وہ مشہود شکل میں سامنے آجاتی ہے)۔

٨ (جو لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا' ان سے پوچھو کہ اس میں ناممکن بات کون سی ہے؟ اس دنیا میں زندگی مشہود ہوتی ہے۔ طبیعی موت سے اتنا ہی فرق پڑتا ہے کہ وہ پھر مضمر ہو جاتی ہے تو کیا وہ خدا جس نے اسے' اس سے پہلے مضمر سے مشہود بنایا تھا) اس پر قادر نہیں کہ ایک بار پھر مضمر کو مشہود کر دے؟ یقیناً وہ اس پر قادر ہے۔

٩ اُس وقت' جس طرح زندگی مضمر سے مشہود ہو جائے گی' اسی طرح انسانی اعمال کے پوشیدہ نتائج بھی بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں گے۔

١٠ اُس وقت کوئی قوت ایسی نہیں ہوگی جو ان مخفی نتائج کو بے نقاب ہونے سے باز رکھ سکے۔ اور نہ ہی انسان کا کوئی ایسا مددگار ہوگا جو اسے ان نتائج کی تباہیوں سے بچا سکے۔

١١ (یہ تو رہا اُخروی زندگی کا ماجرا۔ اس سے پہلے' یہاں بھی ایک عظیم انقلاب برپا ہونے والا ہے اس کے لئے) اجرام فلکی کے نئے نئے پہلو جو ان کی گردش کی وجہ سے سامنے آتے ہیں'

١٢ اور وہ زمین جو بیج کو پھاڑ کر اس میں سے کونپل نکالتی (اور اس طرح' بیج کے اندر مضمر زندگی کو مشہود بنانے کا ذریعہ بنتی ہے)

١٣ غرضیکہ یہ تمام مظاہرِ فطرت جن میں تخریب و تعمیر کا یہ عمل' مسلسل جاری و ساری ہے'

---

[a] SACRUM AND PELVIC BONES.

وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ ۱ ۸۶ ۱۱

اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ انسان کی تمدنی زندگی میں بھی اس انقلاب کا آجانا (جس کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے) ایک طے شدہ بات ہے۔ (اس وقت اس کا پہلا 'تخریبی' مرحلہ سامنے ہے۔ اس کے بعد یہ دانہ پھوٹ کر ایک نئے پودے کی شکل اختیار کرے گا اور وہ اپنے وقت پر لہلہاتی کھیتی بن جائے گی۔ (۴۸/۲۹)

۱۴ یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ کوئی لغو دعویٰ یا دیوانے کی بڑ نہیں۔

۱۵ یہ مخالفین اس کو روکنے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ (کہ وہ واقعہ نہ ہونے پائے)۔

۱۶ لیکن ہمارا قانون بھی اس سے غافل نہیں۔ وہ بھی اپنی تدابیر میں مصروف ہے۔

۱۷ بات صرف مہلت کے وقفہ کی ہے (یعنی وہ وقفہ جو بیج کے فصل بننے تک کے لئے ناگزیر ہوتا ہے)۔ سو تو ان مخالفین کو سر دست ان کے حال پر چھوڑ دے۔ ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق انہیں تھوڑی سی مہلت مل رہی ہے۔ اس کے بعد ان کی گرفت ہوگی۔ اور وہ انقلاب آجائے گا۔

# سورۃ الاعلیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝٣ وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝٤

---

۱ (اے رسولؐ!) تو اپنے نشوونما دینے والے کے بلند و بالا نظامِ ربوبیت کو متشکل کرنے کے لئے سرگرمِ عمل رہ۔ (۹۶/۴۳)۔

۲ اُس خدا کے نظامِ ربوبیت کو متشکل کرنے کے لئے جو—

۳ (i) ہر شے کو مختلف امتزاجات اور تراکیب سے ایک ہیئت عطا کرتا ہے۔
(ii) پھر اس کے حشو و زواید کو دور کر کے، اس میں خاص تناسب اور اعتدال پیدا کر دیتا ہے۔
(iii) پھر اس میں ایک خاص اندازے اور پیمانے کے مطابق، ایک حد تک بڑھنے، پھولنے پھلنے کی صلاحیت رکھ دیتا ہے۔ (اسے اس شے کی تقدیر کہتے ہیں)۔
(iv) اس کے بعد اُسے وہ راستہ دکھا دیتا ہے جس پر چلنے سے وہ شے اپنی تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔ (یہ راہنمائی کائنات کی ہر شے کے اندر رکھ دی جاتی ہے۔ اسے اس شے کی فطرت یا جبلت کہا جاتا ہے)۔
اس طرح کائنات کی ہر شے خدا کے قانون کے مطابق اپنے نقطۂ آغاز سے منزل بمنزل اپنی تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی کو نظامِ ربوبیت کہا جاتا ہے۔

۴ (مثلاً زمین میں تخم ریزی کی جاتی ہے، تو وہ دانہ، خدا کے قانونِ تخلیق کے مطابق، ہرے بھرے چارہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس سے مویشیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ لیکن

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝۷ وَ
نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝۸ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰

۵ یہی چارہ، جب حیات بخش عناصر سے اپنا رشتہ منقطع کر لیتا ہے، یا اُس پیمانے کی آخری حد تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا تو وہ خشک ہو کر خس و خاشاک میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ (اس کی یہ زندگی، نمو اور پھر موت، سب خدا کے قانون کے مطابق واقع ہوتی ہے جسے ہر شے کے اندر رکھ دیا گیا ہے)۔

۶ (زندگی، نشو و نما اور موت کا یہی قانون خود انسانی دنیا میں بھی کارفرما ہے۔ لیکن اس قانون کا علم، (اشیائے فطرت کی طرح) انسان کے اندر نہیں رکھ دیا گیا۔ یہ راہنمائی اُسے اس وحی کے ذریعے ملتی ہے جو انبیاءؑ کی وساطت سے انسانوں تک پہنچتی ہے۔ یہ وحی اے رسولؐ! ہم نے اس اہتمام سے تجھے دی ہے کہ) تو اس میں سے نہ کچھ بھول سکتا ہے، نہ ترک کر سکتا ہے۔

۷ اگر خدا کی مشیت ہوتی تو، تُو اس میں سے کچھ بھول سکتا (اور ترک کر سکتا) تھا۔ لیکن (جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے (۱۱۵/۲۰)۔ اس کی مشیت ایسی نہیں تھی۔ اس لئے تو اس میں سے کچھ بھی ترک یا فراموش نہیں کر سکتا۔ یہ حتمی بات ہے۔
یہ وحی اس خدا کی طرف سے دی گئی ہے جو جانتا ہے کہ انسان میں کیا کیا ممکنات زندگی مضمر ہیں، اور ان میں سے کس کس جوہر کی نمود کس انداز سے ہو سکتی ہے۔ (اس لئے ہماری یہ وحی، ہر طرح سے مکمل، اور اس مقصد کے لئے کافی ہے جس کے لئے دی گئی ہے، یعنی انسانی ذات کی نشو و نما کے لئے)۔

۸ یہی نہیں کہ تجھے وحی بھولے گی نہیں۔ اس کے مطابق ایک معاشرہ متشکل کرنے کے لئے ہم تیرے لئے آسانیاں بھی پیدا کر دیں گے۔ اور یوں تو، آہستہ آہستہ، اس نظام کو تکمیل تک پہنچائے گا۔

۹ سو تو اس وحی کو لوگوں کے سامنے پیش کئے جا۔ لیکن جب تو دیکھے کہ جس شخص یا گروہ کو تو نصیحت کر رہا ہے وہ اس سے مستفید ہونا ہی نہیں چاہتا، تو اُسے چھوڑ دے (اور یہی وقت اور توانائی ایسی جگہ صرف کر جہاں تیری تعلیم نتیجہ خیز ہو۔ (۸۰/۵) ؛ (۴۳/۱۰)۔

۱۰ اس لئے کہ اس سے وہی شخص فائدہ اٹھائے گا جو عاقبت اندیش ہو گا۔ جسے اپنے نفع نقصان کا خیال ہو گا۔ جو غلط روش کے تباہ کن نتائج سے بچنا چاہے گا۔ (۲/۲)۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿۱۳﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ
تَزَكَّىٰ ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿۱۷﴾ إِنَّ
هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿۱۸﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿۱۹﴾

۱۰ ع ۱۴

---

۱۱ جو شخص اس سے کنارہ کش رہے گا وہ تیرا یا کسی اور کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔ وہ خود ہی زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہے گا' اور یوں بڑا بدقسمت ہوگا۔

۱۲ وہ تباہیوں کے اس جہنم میں داخل ہوگا جو سب کچھ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتا ہے۔

۱۳ اس میں انسان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ نہ تو وہ مرتا ہی ہے (کہ یوں اس عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو جائے) اور نہ ہی اس کا شمار زندوں میں ہوتا ہے۔ (۱۷/۱۴ ؛ ۳۰/۷۴)۔

۱۴ (یاد رکھو!) کھیتی اسی کی پروان چڑھتی ہے جو (اپنے جسم کی پرورش ہی کو نصب العین حیات قرار نہ دے لے بلکہ اس کے ساتھ) اپنی ذات کی نشوونما بھی کرے۔

۱۵ اور ذات کی نشوونما اس کی ہوتی ہے جو خدا کی صفتِ ربوبیت کو عملاً متشکل کرتا' اور زندگی کے ہر گوشے میں اس کے قانون کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

۱۶ (ان مخالفین سے کہو کہ اس کے برعکس تمہاری یہ حالت ہے کہ) تم طبیعی زندگی کے

۱۷ مفاد کو ترجیح دیتے ہو' حالانکہ مستقبل کے مفاد ان سے کہیں بہتر بھی ہیں اور غیر متبدل بھی۔ (یعنی جب جسم کے تقاضوں اور مستقل اقدار میں تصادم ہو' تو صحیح روش یہ ہے کہ مستقل اقدار کے تحفظ کے لئے جسم کے تقاضوں کو قربان کر دیا جائے۔ اس سے انسانی ذات کی نشوونما ہوتی ہے' اور آخروی زندگی کامیاب)۔

۱۸ یہ وہ حقیقت ہے جسے (قرآن میں) پہلی بار بیان نہیں کیا گیا' سابقہ آسمانی

۱۹ کتابوں میں بھی یہی پیغام دیا گیا تھا۔ (مثلاً) جو کتاب ابراہیمؑ کو دی گئی تھی اس میں بھی یہی تعلیم تھی۔ اور جو موسٰیؑ پر نازل ہوئی تھی اس میں بھی یہی کچھ کہا گیا تھا۔ (۵۳/۳۷—۳۶)۔ (دین کی اصل و بنیاد شروع سے ایک ہی چلی آ رہی ہے)۔

# سورۃ الغاشیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴
تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶

۱ ہم تمہیں اُس عالمگیر انقلاب کے متعلق کچھ بتانا چاہتے ہیں جو ان تمام لوگوں پر چھا جائیگا (جو اسے ناکام بنانے کی تدبیریں کر رہے ہیں)۔

۲ اُس وقت لوگوں کے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ ان کا جن پر افسردگی اور شرمندگی چھائی ہوئی ہو گی —— ذلیل و خوار محجوب و شرمسار۔

۳ ان کی محنت و مشقت کا ماحصل سوائے تکان اور اضمحلال کے کچھ نہ ہوگا۔ (اس لئے کہ انہوں نے غلط راستہ اختیار کیا تھا' اور غلط راستے پر چلنے والے کے حصے میں تکان اور اضمحلال کے سوا کچھ نہیں آسکتا۔ وہ تھکتا ہے لیکن منزل تک نہیں پہنچتا)۔

۴ ان کی غلط روش انہیں تباہیوں کے جہنم میں لے جائے گی جس کے شعلے تیزی سے بھڑک رہے ہوں گے۔

۵ اس جہنمی زندگی میں انہیں پینے کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی ملے گا جس سے پیاس بجھنے کے بجائے' اور بھڑک اٹھے۔

۶ اور کھانے کو وہ بدبودار جھاڑیاں جنہیں سمندر کنارے پر پھینک دیتا ہے۔ (یعنی بڑی بڑی قوموں کا پس خوردہ جنہیں وہ بھیک کے ٹکڑوں کی طرح پس ماندہ اقوام کی طرف

لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ
نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ
كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾

پھینک دیتی ہیں۔ ایسی ذلت کی روٹی ؟)۔

۷ جس سے جسم کا نشو ونما حاصل کرنا تو ایک طرف' بھوک بھی نہ مٹے۔

۸ ان کے برعکس' دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جنہیں زندگی کی آسائشیں حاصل ہوں گی۔

۹ اور ان کی جدوجہد کے نتائج ان کی منشار کے عین مطابق ہوں گے۔

۱۰ وہ ایک ایسے جنتی معاشرہ میں ہوں گے جو ان کے مقام بلند کا آئینہ دار ہوگا۔ اس میں انہیں' آسائشوں کے ساتھ' ہر قسم کی سربلندیاں اور سرفرازیاں بھی حاصل ہوں گی۔

۱۱ اس میں وہ کوئی لغوبات سننے نہیں پائیں گے۔

۱۲ انہیں' زندگی کی جوئے رواں سے' آبِ حیات پینے کو ملے گا۔ ($\frac{۴۷}{۱۶—۱۷}$)۔

۱۳ وہ اختیارات واقتدارات کے بلند و بالا تختوں پر متمکن ہوں گے۔

۱۴-۱۶ پینے کے لئے نہایت عمدہ گلاس' قرینے سے رکھے ہوئے۔
بیٹھنے کے لئے اعلیٰ درجہ کے قالین' اور ان پر قطار در قطار تکیے۔

۱۷ (یہ بات' کہ جو معاشرہ قوانینِ خداوندی کے مطابق متشکل ہوگا وہ کس حسن وخوبی سے اپنے زندگی بخش نتائج پیدا کرتا جائے گا' اس کی سمجھ میں آسکتی ہے جو یہ دیکھے کہ نظامِ کائنات ——— جو قوانینِ خداوندی کے مطابق سرگرمِ عمل ہے ——— کس عمدگی سے چل رہا ہے اور کیسے ٹھیک ٹھیک نتائج پیدا کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے) انہیں چاہیئے کہ دیکھیں کہ
(i) یہ پانی سے بھرے ہوتے بادل کس طرح ترکیب پاتے ہیں؟ سمندر کا تلخ پانی کس طرح صاف' شفاف' میٹھے پانی کے مشکیزوں میں تبدیل ہو جاتا ہے جو دوشِ ہوا پر سوار اِدھر اُدھر تیرتے پھرتے ہیں' اور وجہ سیرابیٔ عالم بنتے ہیں۔

۱۸ (ii) یہ عظیم الجثہ' اجرامِ فلکی' کس طرح فضا کی بلندیوں میں معلق اور مصروفِ گردش ہیں۔

۱۹ (iii) یہ اتنے اتنے بڑے پہاڑ کیسے مستحکم کھڑے ہیں (حالانکہ زمین اس تیزی سے گردش کر رہی ہے)۔

۲۰ (iv) اور خود یہ زمین کس حسن وخوبی سے بچھا دی گئی ہے (کہ تمہیں اس کے گول اور

فَذَكِّرْ ۟ۗ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۟ؕ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۟ۙ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۟ۙ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ
الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۟ؕ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ۟ۙ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۟

متحرک ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا)۔

۲۱ (ان مظاہر فطرت کی طرف توجہ دلانے کے بعد تُو ان کے سامنے قرآن کی تعلیم پیش کر۔ اس لئے کہ تیرا منصب اس تعلیم کو پیش کرنا ہے۔

۲۲ اسے ان سے زبردستی منوانا نہیں۔ تو ان پر داروغہ مقرر کر کے نہیں بھیجا گیا!

۲۳ تو اس قرآن کو ان کے سامنے پیش کر دے۔ اس کے بعد جو شخص اس سے اعراض برتے گا اور اس کے مطابق چلنے سے انکار کرے گا،

۲۴ تو وہ (خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق) بہت بڑے عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔

۲۵ (یہ اس قانون سے انکار کر دینے سے اس کی زد سے بچ نہیں سکتے)۔ ان کا ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ یہ کسی دوسری طرف جا ہی نہیں سکتے۔

۲۶ لہٰذا، ان کے تمام اعمال کا حساب اسی قانون کے مطابق ہو گا۔ اور ایسا ہو کر رہے گا۔

# سورۃ الفجر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾

---

۱ (حج کا اجتماع' نوعِ انسان کے الجھے ہوئے معاملات کو سنوارنے کے لئے' ایک عظیم
۲ تقریب کے طور پر تجویز کیا گیا تھا۔ لیکن ان لوگوں (عرب جاہلیہ) کو دیکھو کہ انہوں نے اس تقریب
۳ کو کیا سے کیا بنا دیا ہے)۔ انہوں نے' اس اجتماع کی ابتدائی دس راتوں کو رنگ لیاں منانے
۴ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان میں ہر قسم کی بدمستیاں کرتے ہیں' ہر طرف جوئے کا بازار گرم ہوتا
ہے' جو طاق اور جفت (پانسوں) سے کھیلا جاتا ہے۔ آخری رات ان کی عیش پرستیاں انتہا
تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور پھر' صبح کو اٹھ کر جس طریق سے یہ حج کی تقریب مناتے ہیں' وہ بھی انکی
بدمستی اور فحاشی کی چلتی پھرتی تصویر ہوتی ہے۔ قریش کے سرمایہ دار تاجر' اور کعبہ کے متولی' یہ سب
کچھ دولت اور قوت کے نشے میں بدمست ہو کر کرتے ہیں۔ (یہ دولت کو اس طرح لٹاتے ہیں' اور
ان کے اردگرد' غریب' روٹی کے ٹکڑے تک کو ترستے ہیں)۔

۵ جو شخص ذرا بھی عقل و فکر سے کام لے گا' وہ بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ ان لوگوں کا
انجام بھی ویسا ہی ہونے والا ہے' جیسا انجام انہی جیسی اقوامِ سابقہ کا ہوا تھا۔

۶ (مثلاً) قومِ عاد کا جو ارم کی اولاد میں سے تھے۔

إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝٧ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩ وَفِرْعَوْنَ
ذِي الْأَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝١٢ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
عَذَابٍ ۝١٣ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ
رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝١٥

---

**۷** انہیں قابلِ اعتماد سامانِ زیست بڑی فراوانی سے حاصل تھا۔ (۲۶/۱۳۴—۱۳۲)۔ وہ بڑی بڑی عمارات بناتے اور اپنی بلند یادگاریں تعمیر کرتے تھے۔ (۲۶/۱۲۸)۔

**۸** انہیں اپنی ہم عصر اقوام میں بے نظیر مقام حاصل تھا۔

**۹** اور قومِ ثمود کا، جو پہاڑوں کے گوشوں میں مستحکم قلعے بناتی تھی۔ (۷/۷۴ ؛ ۱۵/۸۲)۔

**۱۰** اور بڑی محکم قوتوں کے مالک، فرعون کا انجام، جس کے مملکت میں کھونٹے گڑے ہوئے تھے۔

**۱۱-۱۲** ان لوگوں نے ملک میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی، اور فساد انگیزی میں حدود فراموش ہو گئے تھے۔

**۱۳** تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ تیرے نشو و نما دینے والے کا قانونِ مکافات، ان پر طرح طرح کے عذاب لایا، اور وہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔

**۱۴** اس لئے کہ اس کا قانونِ مکافات، ہر ایک کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ کسی کا کوئی عمل، اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ (لہٰذا جو انجام اُن لوگوں کا ہوا تھا، وہی ان سردارانِ عرب کا ہو گا جو اپنی بدمستیوں میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں)۔

**۱۵** (اصل یہ ہے کہ جب انسان وحی کی روشنی سے مُنہ موڑ لیتا، اور عقل و فکر سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے، تو قانون کا تصور ہی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے ——— قانون کے تصور سے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو کچھ پیش آتا ہے وہ اس کے کسی نہ کسی انفرادی یا اجتماعی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے ——— جس کے سامنے یہ حقیقت نہ ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے یونہی اتفاقی طور پر واقع ہو جاتا ہے۔ اس کی اس غلط نگہی کا نتیجہ ہے کہ مثلاً) جب کسی کی زندگی خوشگوار پہلو بدلتی ہے تو وہ، یہ نہیں دیکھتا کہ یہ خوشگواریاں کن اسباب کا نتیجہ ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ "یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت اور آسائش عطا کر دیتا ہے۔" (یعنی اس کے ہاں کوئی قاعدہ قانون مقرر نہیں)۔

وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلٰـهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُۥ فَيَقُولُ رَبِّىٓ أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾
وَلَا تَحَٰٓضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّآ
إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾

---

۱۶ اور جب اس کی زندگی دوسرا پہلو بدلتی ہے اور اس پر رزق کی تنگی ہو جاتی ہے تو وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ اس کی کس غلط روش کا نتیجہ ہے۔ وہ چیخنے چلانے لگ جاتا ہے کہ خدا نے مجھے خواہ مخواہ 'ناحق' بلاسبب ذلیل و خوار کر دیا۔

۱۷ ایسا سمجھنے والوں سے کہو کہ یہ غلط ہے۔ خدا کسی کو یونہی بلاوجہ ذلیل و خوار نہیں کیا کرتا۔ تم جو یوں ذلیل ہوئے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے ایسا معاشرہ قائم کر رکھا تھا جس میں ان لوگوں کی عزت و توقیر نہیں ہوتی تھی جو بے سہارا رہ جائیں۔ وہی قابلِ عزت سمجھا جاتا تھا جس کی پارٹی زیادہ مضبوط ہو۔ جس کا جتھا طاقتور ہو۔

۱۸ اور اس معاشرہ میں یہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ جس کی چلتی گاڑی کسی حادثہ کی وجہ سے رُک جائے 'وہ سامانِ زیست سے محروم نہ رہنے پائے۔ صاحبِ استطاعت لوگ' نہ خود اس کی مدد کرتے تھے' نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دلاتے تھے۔

۱۹ اس کے برعکس' تم کرتے یہ تھے کہ جو کچھ تمہارے باپ دادا سے تمہارے قبضے میں آ جاتا' اسے بھی سمیٹ کر کھا جاتے۔

۲۰ اور اس کے ساتھ ایسی تدابیر کرتے رہتے کہ دوسروں کا مال بھی' اِدھر اُدھر سے سمٹ کر' اس طرح تمہاری طرف کھنچ کر چلا آئے' جس طرح وادی کا تمام پانی نشیب زمین کی طرف بہ کر آ جاتا ہے۔ (یعنی ایسا نظامِ سرمایہ داری جس میں چھوٹے چھوٹے سرمائے' بڑے سرمایہ کے اندر جذب ہوتے چلے جائیں اور اس طرح دولت چند افراد کے پاس مرتکز ہو کر رہ جائے۔ اس قسم کا نظام کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ وجہ ہے کہ تم اس قدر ذلیل و خوار ہو گئے ہو۔ ہمارے ہاں سے عزت و تکریم نہ یونہی اندھا دھند ملتی ہے نہ اندھا دھند چھنتی ہے۔ وہ بھی انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے' اور یہ بھی اس کی اپنی کرتوتوں کا انجام)۔

۲۱ (لہٰذا' ان سردارانِ قریش سے کہہ دو کہ تمہارا یہ نظام کبھی ہمیشہ ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتا۔ وہ دَور آئے گا) جب اس اونچ نیچ کو مٹا کر معاشی ہمواریاں پیدا کر دی جائیں گی۔

۲۲ اور تیرے خدا کا نظامِ ربوبیت' کائناتی قوتوں کو صف در صف' اپنے جلو میں لئے

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ
قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾

زمین پر متمکن ہوجائے گا۔ (یعنی اس نظام میں فطرت کی قوتوں کا ماحصل کسی خاص گروہ یا خاص قوم کی قوت اور دولت میں اضافہ کرنے کے بجائے عالمگیر انسانیت کی نشوونما کے لئے وقف ہوگا)۔

۲۳ اور وہ جہنم جو غلط معاشی نظام کا فطری نتیجہ ہے اور جسے انہوں نے اِس وقت اپنی فریب کاریوں اور فریب بازیوں سے عوام کی نگاہوں سے اوجھل کر رکھا ہے ابھر کر سامنے آجائے گا۔ (یعنی اِس وقت صورت یہ ہے کہ عوام ان کی سلگائی ہوئی آگ میں تو جل رہے ہیں لیکن یہ لوگ انہیں معلوم نہیں ہونے دیتے کہ یہ آگ لگائی ہوئی کس کی ہے۔ اُس وقت اِن کا یہ فریب بے نقاب ہوجائے گا)۔ اُس وقت یہ لوگ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے چاہیں گے کہ اپنی روش میں تبدیلی کرکے اس عذاب سے بچ جائیں۔ لیکن ان کی یہ آرزو انہیں کچھ فائدہ نہ دے سکے گی۔ جب نتائج محسوس شکل میں سامنے آجائیں تو پھر عبرت لاحاصل ہوجاتی ہے۔

۲۴ اُس وقت انسان بصد حسرت و یاس پکار اٹھے گا کہ اے کاش! میں نے بھی اس سے پہلے وہ کچھ کیا ہوتا جو مجھے آج حقیقی زندگی عطا کر دیتا۔

۲۵ اُس دن اُسے خدا کی طرف سے ایسی سزا ملے گی جس کی مثل کوئی سزا نہیں۔

۲۶ اور اُس کی طرف سے ایسی گرفت ہوگی جس کی نظیر کوئی گرفت نہیں۔

۲۷ اس کے برعکس وہ شخص جس نے قانونِ خداوندی کے اتباع سے سکونِ گہر کی طرح دل کا صحیح اطمینان حاصل کرلیا ہوگا (۱۳/۲۸) یعنی جس کی ذات میں صحیح نشوونما سے پورا پورا توازن پیدا ہوچکا ہوگا (۹۱/۹)۔ اُس سے کہا جائے گا کہ

۲۸ تیرا طریقِ زندگی قوانینِ خداوندی سے ہم آہنگ تھا‘ اس لئے تیری زندگی پسندیدہ خوش گواریوں کی حامل ہوگی۔ تجھے تیرے نشوونما دینے والے کی طرف سے حسبِ منشا آسائشیں حاصل ہوں گی۔

۲۹ (لیکن اے رسولؐ! انہیں متنبہ کردو کہ یہ چیز انفرادی طور پر حاصل نہیں ہوسکتی اجتماعی زندگی سے ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ) تم ان لوگوں کی جماعت میں شامل ہوجاؤ

وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

۱ ع ۱۴

جنہوں نے خدا کی محکومیت اختیار کر رکھی ہے ——— یعنی جماعتِ مومنین میں،

۳۰ اور اس طرح اس جنتی معاشرہ میں داخل ہو جاؤ جو اس کے قانون کے مطابق متشکل ہوا ہے۔ (۹/۱۱۹)۔ (اس دنیا میں بھی جنتی زندگی اور آخرت میں بھی جنتی زندگی)۔

# سورۃ البلد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝٣ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝٥

---

۱ اے رسولؐ! تو ان مخالفین سے' جو تجھے اس شہر مکہ میں اس قدر تکالیف پہنچا رہے
۲ ہیں' اور اس کی حرمت کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے' کہدے کہ (تم جو میرے' اور اس نظام کے متعلق
خیال کئے بیٹھے ہو کہ یہ ناکام رہے گا) ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔
۳ میں خود اس شہر مکہ کی حرمت کو شہادت میں پیش کرتا ہوں۔ اور اس قانونِ تولید
کو جس کی رُو سے' پرانی زندگی (باپ) سے ایک نئی زندگی (بیٹے) کی نمود ہوتی رہتی ہے' کہ یہی
شہر' آخرالامر' تمہارے باطل نظام کی جگہ صحیح نظام خداوندی کا مرکز بن کر رہے گا۔
۴ بات یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا اس لئے کیا تھا کہ وہ (وحی کے تابع رہ کر) ایک
متوازن زندگی بسر کرے اور اس طرح اپنی ذات میں توازن و تناسب پیدا کرے۔ (لیکن اس
میں چونکہ مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے)
۵ اس لئے وہ بجائے اس کے کہ وحی کی عائد کردہ پابندیاں اپنے اوپر عائد کرے' اس زعم
باطل میں مبتلا رہتا ہے کہ اس کے اوپر کوئی قوت ہے ہی نہیں جس کے قوانین کی اطاعت
اُسے کرنی چاہیئے۔ وہ اپنے آپ کو اقتدارِ اعلیٰ کا مالک سمجھ لیتا ہے۔

يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝٦ أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۝٧ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝٨ وَلِسَانًا وَّ
شَفَتَيْنِ ۝٩ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝١٠ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝١١ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝١٢ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝١٣

۶ (وہ اس فریبِ نفس میں مبتلا رہتا ہے اور ہمارے نظام کی مخالفت میں اپنی دولت صرف کرتا رہتا ہے۔ لیکن) آخر الامر دیکھ لیتا ہے کہ اُس کی تدبیریں کس طرح ناکام رہ گئیں۔ وہ اُس وقت کفِ افسوس ملتا ہوا کہتا ہے کہ میں نے خواہ مخواہ اس قدر مال ضائع کر دیا۔

۷ کیا ایسا انسان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے، اس پر کسی کی نگاہ ہی نہیں؟ کوئی اس سے پوچھنے والا ہی نہیں؟

۸ یہ اس کی غلط نگہی ہے۔ ہم نے اُسے ذرائع علم عطا کئے ہیں —— دو آنکھیں،

۹ زبان اور دو ہونٹ۔ کہ وہ دنیا جہان کو اپنی آنکھوں سے دیکھے اور بات چیت سے اپنے شکوک و شبہات رفع کر کے، صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرے۔

۱۰ اس کے ساتھ ہی ہم نے اسے وحی کے ذریعے صحیح اور غلط راستے ابھار اور نکھار کر بتا دیئے ہیں۔ (انسانی ذرائع علم اور وحی کی روشنی —— دونوں)۔

اس سے، اس پر، اس کے اعمال کی ذمہ داری عاید ہو جاتی ہے۔ اور یہی مطلب ہے، یہ کہنے کا کہ اسے کوئی دیکھنے والا بھی ہے، اور اس پر کسی کو قدرت بھی حاصل ہے۔

۱۱ ان دو راستوں میں سے ایک راستہ ذاتی مفاد پرستی کا ہے۔ یعنی جس طریق سے بھی ہو سکے، دوسروں کی محنت کا ماحصل غصب کر لینا اور یوں تن آسانی اور عیش پرستی کی زندگی بسر کرنا —— انسان کی عقلِ حیلہ جو اس سے کہتی ہے کہ یہ راستہ بڑا آسان ہے۔ اُسے اسی کو اختیار کرنا چاہیئے۔

اس کے مقابلہ میں دوسرا راستہ بڑا محنت طلب اور صبر آزما ہے۔ یوں سمجھو گویا یہ پہاڑ کی گھاٹی پر چڑھنا ہے جس میں قدم قدم پر انسان کی سانس پھول جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میں ہر قدم، انسان کو بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔

۱۲ یہ پہاڑ کی گھاٹی کا سا راستہ کیا ہے؟ اسے تمہیں خدا سے بہتر کون سمجھا سکتا ہے۔ سنو!

۱۳ یہ راستہ یہ ہے کہ انسان صرف اپنی فکر ہی نہ کرے، بلکہ جہاں دیکھے کہ کوئی انسانی گردن کسی دوسرے کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے، اُسے اس سے آزاد کرائے۔ یعنی سب سے پہلا کرنے کا کام یہ ہے کہ ایسا نظام قائم کیا جائے جس میں کوئی انسان کسی دوسرے کا محکوم

أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ
مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾ ۱ ع ۱۵

---

مطیع اور زیردست نہ رہے۔ ہر ایک گردن اٹھا کر چلے۔ ہر ایک کو جسمانی، ذہنی اور قلبی آزادی حاصل ہو۔ (اس پر قوانینِ خداوندی کے سوا، کسی کی پابندی نہ ہو)۔

۱۶-۱۷ دوسرے یہ کہ جس دور میں مستبد قوتیں، رزق کے سرچشموں کو اپنی ملکیت میں لے کر عوام کے لئے بھوک اور درماندگی کو عام کر دیں، وہ نظام اُن لوگوں کے رزق کی فکر کرے جو معاشرہ میں، ہزارہا انسانوں کے قریب رہتے ہوئے بھی، اپنے آپ کو تنہا اور بے یار و مددگار پائیں۔ یا ان لوگوں کے رزق کی جنہیں اس حالت تک پہنچا دیا گیا ہو کہ وہ محض روٹی کی خاطر مٹی میں رُلتے رہیں (یعنی سرمایہ داروں کے محتاج رہ کر اُن کے لئے محنت و مشقت کے کام کرتے رہیں)۔

۱۷ یہ راستہ بڑا دشوار گذار اور یہ منزل بڑی کٹھن ہے۔ لیکن اس پر چل کر انسان اُن لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے جو خدا کے نظامِ ربوبیت پر یقین رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ وہ اس باب میں ثابت قدم رہیں اور خدا کے عطا کردہ سامانِ نشوونما میں دوسروں کو بھی شریک کریں۔

۱۸ یہ اُن لوگوں کا گروہ ہے جو صاحبِ یُمن و سعادت ہیں۔ انہیں ہر قسم کی برکات حاصل ہوں گی۔

۱۹ ان کے برعکس، جو لوگ ہمارے قوانین سے انکار کر کے، تن آسانی کا راستہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے حصے میں ناکامیاں اور محرومیاں آتی ہیں۔

۲۰ یہ اس جہنمی معاشرہ میں رہتے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہوتی۔ (اس دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی)۔

# سورۃ الشمس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝١ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ۝٣ وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ۝٤ وَالسَّمَآءِ
وَمَا بَنٰهَا ۝٥ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝٦ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝٧ فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝٨

---

۱ اس حقیقت پر شاہد ہے۔
آفتاب جہاں تاب اور اس کی ضیا باریاں۔

۲ چاند' اور اس کا روشنی مستعار لینے کے لئے سورج کے پیچھے پیچھے پھرنا۔

۳ دن' اور اس کی جلوہ فروشیاں۔

۴ رات' اور اس کی ظلمت انگیزیاں' جو ہر شے کو اپنی تاریکی کی چادر میں لپیٹ لیتی ہیں۔

۵ فضا کی بلندیوں میں اجرامِ فلکی اور جس انداز سے انہیں بنایا گیا ہے۔

۶ زمین' اور گول ہونے کے باوجود' اس کا اس طرح پھیلا ہوا اور کشادہ ہونا۔

۷ اور (خارجی کائنات سے نیچے اتر کر) خود انسانی ذات' اور جس انداز سے اسے متوازن بنایا گیا ہے۔

۸ پھر اس کے اندر' جس انداز سے اس امر کی صلاحیت رکھ دی گئی ہے کہ یہ چاہے تو (غلط روش پر چل کر) اپنے اندر انتشار[ل] پیدا کرلے اور چاہے اس انتشار سے محفوظ رہ کر مستحکم

---

ل DISINTEGRATION OF HUMAN PERSONALITY.

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا ۝١٠ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝١١ إِذِ انبَعَثَ
أَشْقَاهَا ۝١٢ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۝١٣ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۝١٤ فَدَمْدَمَ
عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۝١٥

---

سے مستحکم تر ہوتی چلی جائے۔

۹ (انفس و آفاق میں کارفرما یہ تمام پروگرام اس حقیقت پر شاہد ہے کہ) جس نے اپنی ذات کی نشو و نما کرلی، وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ اس کی کھیتی پروان چڑھ گئی۔ اسے زندگی کا مقصد حاصل ہو گیا۔

۱۰ لیکن جس نے اسے مفاد پرستیوں کے بوجھ تلے دبائے رکھا اور اُبھرنے نہ دیا، اس کی کشتِ حیات ویران ہو گئی۔ اس کا شعلۂ زندگی افسردہ ہو گیا۔ اس کی انسانی صلاحیتیں خوابیدہ کی خوابیدہ رہ گئیں۔ وہ اس چقماق کی طرح ہو گیا جس میں آتش افروزی کی صلاحیت تو ہو لیکن اس کی چنگاری کی نمود نہ ہو سکے، اور اس طرح وہ پتھر کا پتھر رہ جائے۔

۱۱ (اس حقیقت پر تاریخی واقعات بھی شاہد ہیں۔ مثلاً) قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اس قانون کو جھٹلایا۔

۱۲ اور اس کی مخالفت کے لئے وہ شخص ان کے لیڈر کی حیثیت سے سامنے آیا، جو ان میں سب سے زیادہ شقی القلب اور بدبخت تھا۔

۱۳ اُن کے رسول نے ان سے کہا تھا کہ خدا کے عطا کردہ رزق کے سرچشموں کو 'ربوبیتِ عامہ' کے لئے کھلا رہنے دو —— اس کی نشانی یہ ہے کہ اس اونٹنی کو —— جس کے متعلق یوں سمجھو کہ یہ کسی فرد کی اونٹنی نہیں کہ اس کے مالک کی حیثیت سے اس کی حیثیت متعین کی جائے۔ یہ —— "خدا کی زمین پر خدا کی اونٹنی ہے" —— اسے اس کی باری پر پانی پینے دو۔ (۷/۷۳ ؛ ۱۱/۶۴ ؛ ۲۶/۱۵۵)۔

۱۴ انہوں نے اس بات کا وعدہ تو کر لیا لیکن پھر اپنے قول اقرار سے پھر گئے۔ اور اُس اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ (اور یوں ثابت کر دیا کہ وہ خدا کے نظامِ ربوبیت کی مخالفت سے باز نہیں آئیں گے)۔

۱۵ تو ان کی اس روش کے نتیجہ میں، خدا کے قانونِ مکافات کا دمدمہ آیا اور انہیں تہس نہس کر کے زمین کے ساتھ ہموار کر کے رکھ دیا۔ (انہیں پیس کر خاکِ راہ گذر بنا دیا)۔

(۱) (۱۵ع) (۱۶)

# وَلَا یَخَافُ عُقْبٰہَا ﴿۱۶﴾

۱۶ اور ایسا کرتے وقت وہ اس بات کے احساس سے قطعاً نہیں گھبرایا کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس لئے کہ یہ بات ظلم اور ناانصافی کی نہیں تھی بلکہ ان کے اعمال کا فطری نتیجہ تھا جو ان کے سامنے آگیا (لہٰذا قانونِ خداوندی کے لئے اس میں تذبذب، اضطراب یا تاسف کی کوئی بات نہیں تھی۔ قانونِ عدل اس قسم کے جذبات سے بلند ہوتا ہے)۔

# سورۃ اللیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝١ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝٢ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝٣ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝٤ فَأَمَّا

---

۱ تم سلسلۂ کائنات پر غور کرو۔ بادی النظر میں یہ تمہیں متضاد عناصر کا مجموعہ نظر آئیگا۔ مثلاً ایک طرف رات ہے کہ اس کی تاریکی ہر شے پر پردے ڈال دیتی ہے۔ تو

۲ دوسری طرف دن ہے جس کا اُجالا ہر شے کو اُبھار کر سامنے لے آتا ہے۔

۳ جانداروں میں ایک طرف نر ہیں تو دوسری طرف مادہ' جن کے طبیعی وظائفِ زندگی مختلف ہیں۔

۴ یہ سب تضاد تقسیمِ عمل کے لئے ہے۔ اسی تقسیمِ عمل کا نتیجہ ہے کہ تمہاری تمدنی زندگی میں تمہاری سعی و عمل کا رُخ بھی مختلف سمتوں کی طرف ہوتا ہے۔ اسی سے یہ مشینری بایں حسن و خوبی سرگرمِ کار رہتی ہے۔

(لیکن اگر تم یہ سمجھ لو کہ اس تقسیمِ عمل سے خود انسانیت مختلف طبقات میں بٹ جاتی ہے اور ایک کو دوسرے سے کچھ تعلق نہیں رہتا تو یہ تمہاری نگاہ کا فریب ہے۔ اگر رات اور دن کے اختلاف اور نر اور مادہ کے امتیاز کو سطحی نظر سے دیکھو تو یہ الگ الگ چیزیں دکھائی دیں گی۔ لیکن اگر تم سطح سے ذرا نیچے اُتر کر مشاہدہ کرو تو تمہیں صاف نظر آجاتے گا کہ یہ سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں ــــ یہ ایک ہی اصل کی شاخیں اور ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو ہیں۔ اسی طرح تقسیمِ عمل کے باوجود' تمام نوعِ انسان ایک ناقابلِ تقسیم وحدت ہے)۔

مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ﴿۸﴾
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ﴿۱۰﴾ وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی ﴿۱۲﴾
وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ﴿۱۴﴾

---

۵ لہٰذا' یاد رکھو۔ جو شخص تمام نوعِ انسان کو ایک وحدت سمجھ کر یہ روش اختیار کرتا ہے کہ اپنی محنت کے ماحصل کو دوسروں کی نشوونما کے لئے دے' اور اس طرح معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کرنے سے محتاط رہے۔ (۱۸—۱۹/۹۲)۔

۶ اور اس کے توازن کو حسن کارانہ انداز سے قائم رکھ کر اپنے اس دعوے کو عملاً سچ کر دکھائے (کہ تمام انسان اصل کے اعتبار سے ایک ہیں)۔

۷ تو ہمارا قانونِ ربوبیت' اُسے زندگی کے مراحل نہایت آسانی سے طے کرائے جاتا ہے۔

۸ لیکن' اس کے برعکس' جو شخص سب کچھ سمیٹ کر اپنے ہی لئے رکھ لیتا ہے' اور یہ خیال کر لیتا ہے کہ میں خود مکتفی اور دوسروں سے بے نیاز ہوں۔ مجھے کسی کی کیا پرواہ ہے۔ (۷/۹۶)۔

۹ اور اس طرح' معاشرہ کے توازن کی عملاً تکذیب کر کے اُسے بگاڑتا ہے۔

۱۰ تو ہمارا قانونِ مکافات' زندگی کی آسان راہوں کو اس کے لئے دشوار بنا دیتا ہے۔

۱۱ اور جب وہ اِس طرح' تباہیوں کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو وہ مال و دولت' جس کے بل بوتے پر اس نے اپنے آپ کو دوسروں سے مستغنی سمجھ رکھا تھا' اس کے کسی کام نہیں آتا۔ (۲۸/۶۹ ؛ ۲/۱۱۱)۔

۱۲ (اس نے یہ راستہ تنہا عقل کی رو سے اختیار کیا تھا لیکن عقلِ انسانی اسے پیش پا افتادہ انفرادی مفاد کا حصول اور تحفظ سکھاتی ہے۔ اس سے آگے وہ جا ہی نہیں سکتی)۔ اس باب میں صحیح راہ نمائی صرف وحی کی رُو سے مل سکتی ہے۔

۱۳ اس لئے کہ وحی کے سامنے' انسان کے پیش پا افتادہ مفادِ عاجلہ بھی ہوتے ہیں' اور مستقبل کی خوشگواریاں بھی۔ (۴/۹۳)۔

۱۴ لہٰذا' جو لوگ ہماری وحی کی راہ نمائی قبول نہیں کرتے (اے رسولؐ!) تو انہیں آگاہ کر دے کہ ان کی روش انہیں ایسی تباہی کی طرف لئے جا رہی ہے جس کی شعلہ سامانیاں سب کچھ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیں گی۔

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ
مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾
وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

۱ ع ۲۱ ۱۵

۱۵ اس تباہی کے جہنم میں وہی گرتا ہے جو ہمارے قوانین سے سرکشی اختیار کرتا ہے۔

۱۶ یعنی جو ان کی تکذیب کر کے گریز کی راہیں نکالتا رہتا ہے۔

۱۷ لیکن جو ہمارے قوانین کی نگہداشت کرتا ہے وہ اس تباہی سے دُور رکھا جاتا ہے۔

۱۸ یعنی وہ جو عند الضرورت اپنا سب کچھ (ما - لہٗ) نوعِ انسان کی نشو و نما کے لئے دیدیتا ہے اور اس طرح خود اس کی اپنی ذات کی بھی نشو و نما ہو جاتی ہے۔ (۹/۱۱۱)۔

۱۹ وہ جو کچھ دوسروں کے لئے دیتا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس پر کسی کا احسان تھا اور وہ اب اس احسان کا بدلہ اتار رہا ہے۔ بالکل نہیں۔ (۷۶/۹)۔

۲۰ وہ اسے صرف خدا کے متعین کردہ عالمگیر نظامِ ربوبیت کے قیام و استحکام کے لئے صرف کرتا ہے۔

۲۱ اس سے اس کی محنت اور کوشش صحیح نتائج سے ہم آغوش ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی اس کا بہترین صلہ ہے جس سے اُسے حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

# سورۃ الضحیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالضُّحٰى ① وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ④ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ⑤ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ⑥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ⑦

۱-۳ (اس انقلاب کی آخری کامیابی میں جو تاخیر ہو رہی ہے تو اس سے' اے رسولؐ! تیرے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا ہو رہے ہیں کہ مجھ سے شاید کوئی ایسی بات سرزد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے میرے نشو ونما دینے والے نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔ یہ بات بالکل نہیں) کیا تو نہیں دیکھتا کہ دن کی روشنی نمودار ہونے سے پہلے رات کی تاریکی کس طرح ہر شے کو اپنے دامن میں لپیٹ کر فضا کو ساکت وصامت کر دیتی ہے۔ اور سکوت وظلمت کا یہ عرصہ کتنا طویل ہوتا ہے؟ یہ حقائق اس پر شاہد ہیں کہ:-

۴ تیرے پروگرام کے ابتدائی مراحل دشوار گذار اور ہمت طلب ہوں گے۔ لیکن آخر الامر یہ تیرے لئے ہر قسم کے خیر و برکت کا موجب ثابت ہوگا۔

۵ اور زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ تیرے نشو ونما دینے والے کا قانون ربوبیت تجھے اتنا کچھ دے گا جس سے تیری تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔

۶ اس ضمن میں 'تم' اے رسولؐ! ذرا خود اپنی زندگی پر غور کرو۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ تو بے یار ومددگار اور تنہا رہ گیا تھا' تو خدا نے تیرے لئے حفاظت اور پناہ کا سامان پیدا کر دیا؟

۷ پھر کیا یہ بھی واقعہ نہیں کہ تو تلاش حقیقت میں حیران و سرگرداں پھر رہا تھا' تو اس نے'

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝۸ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱ (۱ ع ۱۱ ۱۸)

بذریعہ وحی زندگی کے صحیح راستے کی طرف تیری راہ نمائی کردی؟

۸ اور کیا یہ بھی واقعہ نہیں کہ خدا نے تجھے ضرورت مند پایا تو اتنا کچھ دیا جس سے تو کسی کی مدد کا محتاج نہ رہا۔

۹ (تم نے دیکھا کہ تمہاری زندگی میں ہر مشکل مرحلے کے بعد کس طرح کشادگی کا پہلو سامنے آجاتا رہا؟ یہی کچھ، تمہاری اس دعوتِ انقلاب کے ساتھ بھی ہوگا۔ لہذا، تم ثبات و استقلال کے ساتھ اس پروگرام پر چلتے جاؤ، تاکہ معاشرہ میں ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ) جو فرد بے یار و مددگار، تنہا رہ جائے، اسے کوئی دبا اور دھتکار نہ سکے۔

۱۰ اور نہ ہی کوئی ضرورت مند ایسا حقیر سمجھا جائے کہ اربابِ ثروت کی جھڑکیاں اسے قابلِ نفرت مقام تک پہنچا دیں۔ (ان کے اس حقارت آمیز سلوک سے، اسے خود اپنی ذات سے نفرت پیدا ہو جائے)۔

۱۱ اس مقصد کے لئے کہ معاشرہ میں ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے، تم اس بات کا عام چرچا کرتے چلے جاؤ کہ خدا نے زندگی کی جو آسائشیں اور نعمتیں پیدا کی ہیں، وہ اس لئے نہیں کہ ان پر ایک گروہ قابض ہو کر بیٹھ جائے اور عام انسانیت ان سے محروم رہ جائے۔ ان کے دروازے ہر ضرورت مند کے لئے یکساں طور پر کھلے رہنے چاہئیں۔ (۴۱/۱۰)۔

(یہ اس پروگرام کی پہلی اور نہایت اہم کڑی ہے)۔

# سورۃ الم نشرح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ

---

۱ (اے رسولؐ! اس نظام کے قیام میں جن مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے' اور اس کی آخری کامیابی میں جو تاخیر واقع ہو رہی ہے' اس سے اثر پذیر اور ملولِ خاطر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ تم ذرا سوچو کہ نبوت ملنے سے پہلے' اور اس کے بعد کے ابتدائی مراحل میں' تمہاری پریشانیوں اور تفکرات کا کیا عالم تھا۔ پہلے تم تلاشِ حقیقت میں سرگردان و پریشان پھرتے تھے۔ تمہیں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی تھی' اور رُشد کی کوئی راہ تمہارے سامنے نہیں کھلتی تھی) اس مقام پر ہم نے تمہیں وحی عطا کی جس سے زندگی کی تمام راہیں روشن ہو گئیں۔ تمہارے سینے میں اس قدر کشادہ پیدا ہو گئی کہ جو مہم پہلے ناقابلِ تسخیر نظر آتی تھی اس کا سر کرنا ممکن دکھائی دینے لگا۔ تمہاری ہمت بلند اور حوصلے وسیع ہو گئے۔ (۲۰/۲۵)۔

۲-۳ (پھر اس پروگرام کے ابتدائی مراحل میں' سختیٔ منزل اور تنہائی سفر کے احساس اور ذمہ داریوں کے بوجھ سے تمہاری کمر ٹوٹ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ خدا نے تمہارے رفقاء کی ایک جماعت پیدا کر دی اور اس طرح تمہارا وہ بوجھ بھی ہلکا ہو گیا۔

۴ (شروع شروع میں کیفیت یہ تھی کہ کوئی شخص سنجیدگی سے تمہاری بات سننے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا تھا' اور ہر طرف سے طعن و تشنیع کی دل خراش آوازیں سوہانِ روح ہوتی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ کیفیت پیدا ہو گئی کہ) تیرا نام بڑی عزت و تکریم سے لیا جانے لگا۔ تیرا چرچا

ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى
رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

۱ ع ۱۹

دُور دُور تک پھیل گیا۔ تو شرف و مجد انسانیہ کی معراجِ کبریٰ تک پہنچ گیا۔ قرآن کا پیغام بلند سے بلند تر ہوتا گیا۔

۵ مکہ کی زندگی میں ابتدائی مشکلات کے بعد ہجرت کا پروگرام سامنے آیا۔ اِس سے اُن مشکلات میں آسانیاں پیدا ہو گئیں جن کا سامنا مکی زندگی میں کرنا پڑا تھا۔

۶ اب مخالفین نے جنگ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جس سے نئی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ تم دیکھو گے کہ ان مشکلات کے بعد بھی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی —— زندگی کا اصول یہ ہے کہ جو شخص مشکلات کو ہمت اور استقامت سے برداشت کر لیتا ہے، اس کے لئے آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۷ لیکن ایک بات ابھی سے سُن رکھو۔ تم یہ نہ سمجھ لو کہ جب تمہارا نظام یہاں قائم ہو جائیگا اور اس طرح موجودہ مشکلات کا دَور ختم ہو جائے گا، تو تم اپنے فرائض سے فارغ ہو جاؤ گے۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ اس کے بعد ایک نئی مہم شروع ہو گی۔ اس انقلاب کو قومی سے بین الاقوامی بننا ہے۔ اس لئے اس میں ساری دنیا کے ساتھ مقابلہ ہو گا۔ اس کے لئے بھی تمہیں جم کر کھڑا ہونا پڑے گا۔

۸ لہٰذا جب تم پچھلی مہم سے فارغ ہو جاؤ تو پھر خدا کے نظامِ ربوبیت کو مزید وسعت دینے کے لئے ایک تازہ مہم کے لئے تیار ہو جاؤ۔

لیکن اس سارے پروگرام میں ایک بلند حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو۔ اور وہ یہ کہ ایسا نہ ہو کہ کامیابیوں کے بعد، تمہاری توجہ کسی اور طرف منعطف ہو جائے۔ (عام ریفارمر یہی کیا کرتے ہیں۔ جب وہ اپنی دعوت کو لے کر اُٹھتے ہیں تو بڑے بلند آہنگ اصول پیش کرتے ہیں، لیکن جب انہیں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو ان اصولوں کو بالائے طاق رکھ کسی اور ہی طرف چل نکلتے ہیں۔ یہ بہت بڑی فریب دہی ہے)۔ مشکلات ہوں یا کامیابیاں، تمہارا ہر قدم خدا کے متعین کردہ پروگرام کی طرف اُٹھنا چاہیئے۔ اس راستے سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہٹنا چاہیئے۔ (۱۱ / ۳ ـــ ۱)۔

# سورۃ التین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ
تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵

۱-۳ (حق و باطل کی یہ کشمکش، جو اے رسولؐ! تجھے اس وقت درپیش ہے کوئی نئی بات نہیں۔ —— شروع سے یہی کچھ ہوتا رہا ہے اور یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ انقلاب خداوندی کی آواز جہاں، اور جب بھی اٹھی، مفاد پرست قوتوں —— مستبد حکمرانوں، سرمایہ داروں اور مذہبی پیشواؤں —— نے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ) جب یہی آواز، نوحؑ کی زبان سے، کوہِ تین سے بلند ہوئی تو اس کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ اور جب اسی آواز کو، کوہِ زیتون سے مسیحؑ نے پیش کیا تو وہاں بھی یہی کچھ پیش آیا۔ جب اس انقلاب کو طور کی وادیوں میں موسیٰؑ لے کر اٹھا تو اس کے ساتھ بھی یہی گذری۔ اور اب، جب یہی دعوت اس بلد امین (یعنی امن و سلامتی کا مرکز بننے والے، مکہ۔ ۲/۱۲۶) سے اٹھی ہے، تو اس کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔

۴ یہ کشمکش اس لئے ہوتی ہے کہ ہم نے انسان میں اس امر کی صلاحیت رکھ دی ہے کہ یہ اپنی ذات کی نشوونما کر کے حسن کارانہ انداز سے بہترین توازن کی زندگی بسر کرے۔

۵ لیکن اس کی انفرادی مفاد پرستیاں اسے حیوانی زندگی کی پست ترین سطح پر لے جاتی ہیں۔ (آسمانی انقلاب اسے اس پستی سے اٹھا کر انسانیت کی بلند سطح پر لانا چاہتا ہے لیکن

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ۶ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ۷
اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۠۸

۱ ع ۳۰

یہ بات مفاد پرستوں کی مصلحتوں کے خلاف جاتی ہے اس لئے ان دونوں میں تصادم ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ اس انقلاب کی رُو سے انسانوں کی ایک جماعت شرفِ انسانیت کے بلند ترین مقام پر پہنچ جاتی ہے۔ لیکن' ان کے بعد ان کی نسلیں' آہستہ آہستہ' دین میں آمیزش کرنے لگ جاتی ہیں اور اس طرح پھر سے حیوانیت کی اسی پست ترین سطح پر پہنچ جاتی ہیں ـــــ یہی کیفیت اُس وقت ان مخاطبین عرب کی ہے)۔

۶ حیوانی زندگی کے اس پست مقام سے' انسانیت کی بلند سطح پر آنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان قوانینِ خداوندی کی صداقت پر ایمان لائے' اور اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو۔ جب تک کوئی قوم اس پروگرام پر عمل پیرا رہے گی' وہ اس کے انسانیت ساز نتائج سے بہرہ مند ہوتی رہے گی۔ اور یہ کچھ انہیں بطور ان کے حق کے ملے گا۔ خیرات کے طور پر نہیں ملے گا۔ (۱۱/۱۰۸؛ ۸۴/۲۵)۔

۷ ان ابدی حقائق اور تاریخی شواہد کے بعد' وہ کون سی دلیل ہے جس کی بنا پر کوئی' ہمارے قانونِ مکافات کے بارے میں' تجھے جھٹلا سکتا ہے؟

۸ اور یہ قانونِ مکافات اس حقیقت پر شاہد ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ آخری فیصلہ اسی کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔ (اس لئے قرآنی نظام سے مراد ایسا مملکتی نظام ہے جس میں اقتدارِ مطلق (SOVEREIGNTY) قوانینِ خداوندی ـــ قرآن کریم ـــ کو حاصل ہوتا ہے۔ اسی سے شرفِ انسانیت قائم رہتا اور انسان' حیوانیت کی پست سطح پر گرنے سے بچ سکتا ہے۔

# سورۃ العلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِيْ عَلَّمَ

۱ اے رسولؐ! تو اُس خدا کی صفتِ ربوبیت کا عام اعلان کر دے' جو تمام اشیائے کائنات کا خالق ہے —— یہ اعلان کر دے کہ جس خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اسی نے سامانِ نشوونما کی بھی تخلیق کر دی ہے۔

۲ لیکن اشیائے کائنات میں سے' انسان کی کیفیت سب سے الگ ہے۔ ایک طرف اس کی حالت یہ ہے کہ یہ مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ یعنی اس نے ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا ہے۔ دوسری طرف اس کا یہ عالم ہے کہ (اگر یہ وحی کی راہ نمائی اختیار نہ کرے تو ہر فرد کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ) وہ سامانِ رزق کے ساتھ جونک کی طرح چمٹ جائے' اور دوسروں کا خون چوستا رہے (۱/۲ ؛ ۱۹/۲۳)۔

۳ اس کشمکش کو دُور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام انسانوں کو اس نقطہ پر جمع کیا جائے کہ خدا نے اس قدر فراوانی سے سامانِ زیست پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اس سے تمام افراد کی نشوونما ہو سکے۔ اس لئے تمہارا تمدنی اور معاشی نظام ایسا ہونا چاہیئے جو اس مقصد کو پورا کرے۔

۴ اس مقصد کے لئے خدا نے انسان کو اس کی استعداد بھی دی ہے کہ یہ تحریر کے ذریعے اپنے خیالات دُور دُور تک پہنچا کر' بُعدِ مکانی و زمانی کے باوجود' ایک دوسرے سے قریب

بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ﴿۶﴾ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ﴿۷﴾ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ
الرُّجْعَىٰ ﴿۸﴾ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ﴿۹﴾ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ﴿۱۰﴾ أَرَأَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَىٰ ﴿۱۱﴾ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ﴿۱۲﴾
أَرَأَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۳﴾ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾

---

ہوتا جائے اور اس طرح وحدتِ انسانیت کے لئے راستے ہموار کرتا چلا جائے۔

۵ پھر اُس نے اسے (وحی کے ذریعے) اُن حقائق کا علم بھی دیا ہے جنہیں یہ نہیں جانتا تھا۔

۶-۷ لیکن انسان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو وحی کی راہ نمائی سے مستغنی سمجھ کر، انفرادی مفاد پرستیوں کا نظام وضع کر لیتا ہے، جس میں، ہر وہ فرد جو کسی طرح زیادہ سمیٹ لیتا ہے، اپنے آپ کو دوسروں سے مستغنی سمجھنے لگ جاتا ہے، اور اس طرح وہ نوعِ انسان کی عالمگیر ربوبیت کے تصور سے سرکشی اختیار کر لیتا ہے۔

۸ لیکن وہ کتنی ہی سرکشی اختیار کیوں نہ کرے، اسے آخر الامر اس نظام کی طرف آنا پڑے گا۔ اس لئے، کہ اس کے سوا اس کی مشکلات کا کوئی حل نہیں۔

۹ کیا تو نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ جو انسان وحی سے سرکشی اختیار کر لیتا ہے، اس کی
۱۰ کیفیت کیا ہو جاتی ہے؟ وہ نہ صرف، خود قوانینِ خداوندی سے بے راہ روی اختیار کرتا ہے بلکہ جو شخص اُن قوانین کے پیچھے چلتا ہے، اس کے راستے میں سنگِ گراں بن کر حائل ہو جاتا ہے۔

۱۱-۱۲ ذرا سوچو کہ اگر ایک شخص راہِ راست پر چل رہا ہے، اور دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلنے کی تلقین کرتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ وہ قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کریں (اور اس طرح عدل و احسان کا نظام قائم کریں) تو کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ اُسے اس سے روکے

۱۳ اور لوگوں سے کہے کہ اس شخص کا 'عالمگیر ربوبیت کا' دعوٰے بالکل جھوٹا ہے۔ ایسا نہ کبھی ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے —— لوگوں میں اس قسم کا پروپیگنڈہ کرے، اور انسانیت کی ترقی کی راہیں مسدود کر کے، انہیں رجعت پسندانہ مسلک اختیار کرنے کی تلقین کرے۔

۱۴ کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ خدا کا قانونِ مکافات اس کی ہر نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے!

۱۵ (کیا وہ یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ وہ اسی طرح کرتا چلا جائے گا اور کوئی اسے روکنے والا ہی

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ۖ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ
وَاقْتَرِبْ ۩ ﴿۱۹﴾

۱ ع ۱۹ ۲۱

نہیں ہوگا؟) ہرگز نہیں! —— اگر وہ اپنی اس روش سے باز نہ آیا تو خواہ وہ کیسا ہی صاحبِ قوت کیوں نہ ہو، ہم اسے اس کی پیشانی کے بالوں سے اس طرح پکڑیں گے کہ وہ ہل نہیں سکے گا۔

یہ جھوٹ بولنے والا —— نظامِ ربوبیت کے تصور کو جھٹلانے والا —— ہمارے ۱۶
قوانین سے سرکشی اختیار کرنے والا، خطا کار مجرم - یہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رہا ہے۔

اس سے کہو کہ وہ (میدان میں آئے۔ اور اپنے ساتھ) اپنے حمایتیوں کو بھی بلا لے۔ ۱۷
دوسری طرف، ہم بھی انہیں آواز دیں گے جو حق و صداقت کی مدافعت کے لئے ہر مخالفت ۱۸
کا مقابلہ کرنے کو تیار بیٹھے ہیں تا کہ وہ اِن مخالفین کو دھکیل کر پیچھے ہٹا دیں۔

لہٰذا، اے رسولؐ! تجھے اس کی قطعاً ضرورت نہیں کہ تو ان لوگوں سے کسی قسم کی ۱۹
مفاہمت کرے۔ (متضاد نظریاتِ زندگی میں مفاہمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تیرے لئے کرنے کا کام یہی ہے کہ) تو قوانینِ خداوندی کی زیادہ سے زیادہ اطاعت کئے جا۔ اس طرح تیرا ہر قدم تجھے منزلِ مقصود سے قریب تر کرتا جائے گا۔

# سورۃ القدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝۲ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳ تَنَزَّلُ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝۴

۱ ہم نے اس قرآن کو اُس وقت جبکہ ساری دنیا وحی کی روشنی سے محروم ہو کر تیرہ و تار ہو چکی تھی، نئی اقدار اور نئے پیمانے دے کر، نازل کیا۔ لہذا، جس رات میں اس کے نزول کا آغاز ہوا، وہ ایک جہانِ نَو کے نمود کی رات تھی۔ (۲/۱۸۵ ; ۱۴/۱ ; ۴۴/۱-۳ ; ۱۵/۱۷-۱۹)۔

۲ تجھے خدا سے بڑھ کر اور کون بتا سکتا ہے کہ یہ نئی اقدار اور نئے پیمانوں کی شب، جس میں یہ نازل ہوا ہے، کس قدر باعظمت ہے۔

۳ یہ ایک رات، اُس زمانے کے ہزار ہا مہینوں سے بہتر اور افضل ہے، جس میں دنیا وحی کی روشنی سے محروم تھی۔

۴ یہ رات درحقیقت نقیب اور طائر پیش رس ہے اُس دَور کی جو نزولِ قرآن کے بعد آنے والا ہے۔ اُس دَور کی خصوصیت یہ ہوگی کہ رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ، بتدریج، قانونِ خداوندی کے مطابق، کائناتی قوتیں (فطرت کی قوتیں) اور وحیِ خداوندی[1] ہم آہنگ ہوتی چلی جائیں گی۔

[1] الرُّوح وہ الوہیاتی توانائی ہے جو عالمِ اَمر میں تدبیرِ امور کرتی ہے۔ یہی الوہیاتی توانائی، قلبِ نبوی پر وحی کا نزول کرتی تھی۔ اِس اعتبار سے خود وحی کو بھی الرُّوح کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے نفسِ مضمون کے پیشِ نظر کسی جگہ الرُّوح سے الوہیاتی توانائی مراد لی ہے اور کسی جگہ خود وحیِ خداوندی۔ (دیکھئے۔ ۲/۱۲ ; ۴۲/۵۲ ; ۱۶/۸۶ ; ۲/۹۷ ; ۲۶/۱۹۳ ; ۴/۱۷۱ ; ۵۸/۲۲)۔

۱ ع ۵ ۲۲

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝۵

انسان فطرت کی قوتوں کو مسخر کرتا جائے گا' اور رفتہ رفتہ ان کا استعمال' وحی خداوندی کی روشنی میں' انسانیت کی ربوبیت عامہ کے لئے ہونے لگے گا ——— اور اس طرح' فساد انگیزیوں اور خوں ریزیوں کی جگہ' زندگی کے ہر گوشے میں' امن و سلامتی کی فضا عام ہوتی جائے گی۔

۵ یوں' دنیا سے ہر قسم کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی اور آخر الامر" زمین اپنے نشوونما دینے والے کے نور سے جگمگا اٹھے گی" ( ۹۳/۶ ; ۳۹/۶۹ )۔

# سورۃ البیّنۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ① رَسُوْلٌ مِّنَ
اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ② فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ③ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ

---

۱ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اہلِ کتاب کہتے ہیں، لیکن درحقیقت خدا کے دین کے منکر (اور اپنے خودساختہ مذہب کے پیرو) ہیں۔ اور یہ مشرکینِ عرب جو کسی آسمانی کتاب کے مدعی ہی نہیں، ان زنجیروں سے کبھی آزادی حاصل نہیں کرسکتے تھے جن میں یہ جکڑے چلے آرہے تھے، جب تک ان کی طرف واضح طور پر وحیِ خداوندی نہ آجاتی۔ (یہ وحی اب قرآن کی شکل میں آگئی ہے اور اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ انہیں ان زنجیروں سے آزاد کرادے جن میں انہوں نے اپنے آپ کو جکڑ رکھا ہے۔) (۷/۱۵۷)۔

۲ انہیں یہ وحی اس رسولؐ کی وساطت سے ملی ہے جو اُن صحائف (قرآنی آیات و سُوَر) کو، جو ہر طرح کے نقائص اور عیوب سے پاک ہیں، لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔

۳ یعنی اس قرآن کو جس میں خدا کے غیر متبدل قوانین اور محکم اور مستقل اقدارِ زندگی درج ہیں۔

۴ لیکن ان اہلِ کتاب کی حالت یہ ہے کہ (بجائے اس کے کہ یہ) ایسے واضح حقائق کے آجانے کے بعد (قرآن پر ایمان لاکر وحدتِ انسانیہ کی راہیں ہموار کرتے) انہوں نے اُلٹی تفرقہ

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ
الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ
الْبَرِيَّةِ ۝۷ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

(۱ ع ۲۳)

---

کی راہ اختیار کر لی۔

۵ حالانکہ قرآن میں اس کے سوا اور کیا تعلیم پیش کی گئی ہے کہ لوگ اطاعت اور محکومیت صرف قوانینِ خداوندی کی اختیار کریں۔ اس کے سوا کسی اور کو اپنا حاکم تسلیم نہ کریں۔ اور ہر طرف سے ہٹ کر اس ایک نقطہ پر جمع ہو جائیں۔ نظامِ صلوٰۃ قائم کریں اور نوعِ انسان کی نشوونما کا سامان بہم پہنچائیں۔ بس یہی وہ محکم نظامِ زندگی ہے جو انسانیت کے قیام کا ضامن ہو سکتا ہے۔

۶ لیکن اہلِ کتاب نے اس باب میں، مختلف راستے اختیار کر لئے۔ بعض نے اس دین کو قبول کر لیا، اور دوسروں نے اس سے انکار کر دیا۔ یہی صورت مشرکین نے بھی اختیار کی۔ سو ان میں سے جنہوں نے اس نظام کی صداقت سے انکار کیا ہے، ان کا انجام ایسی تباہی ہو گا جس میں سب کچھ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جائے گا۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (یعنی اس تباہی کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا)۔
یہ زندگی بدترین خلائق کی زندگی ہے۔

۷ ان کے برعکس، جو لوگ اس نظام کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور خدا کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا رہتے ہیں، ان کی زندگی بہترین خلائق کی زندگی ہے۔

۸ ان کے حسنِ عمل کے نتائج، خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق ان کے سامنے آجائیں گے۔ وہ ایسے جنتی معاشرہ میں رہیں گے جس کی شادابیوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہو گی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (کیونکہ اس کا سلسلہ موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جائے گا) یہ اس لئے کہ انہوں نے قوانینِ خداوندی سے ہم آہنگی اختیار کر لی تو ان کے اعمال کے نتائج ان وعدوں کے مطابق مرتب ہو گئے جو ان کے خدا نے ان سے کئے تھے۔

اور یہ سب اس لئے ہوا کہ یہ لوگ بڑے عاقبت اندیش تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر انہوں نے قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر نہ کی تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

# سورۃ الزلزال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ
تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷

---

۱ جب وہ انقلابِ عظیم آئے گا جس میں انسان کا موجودہ غلط تمدّنی نظام تہ و بالا ہو جائے گا۔

۲ وہ مستبد قوتیں جو اس وقت زمین کی چھاتی پر سنگِ گراں بن کر بیٹھی ہیں نکال باہر کی جائیں گی۔

۳ اور وہ انسان جس کے تصوّر میں بھی اس قسم کا انقلاب نہیں آسکتا اور وہ خیال بھی نہیں کرسکتا کہ ایسے صاحبِ قوت و ثروت مستبد لوگوں اور قوموں کا ایسا حشر ہو سکتا ہے، حیران و ششدر رہ جائے گا کہ ایسا تغیّر کس طرح واقع ہو گیا!

۴ اس وقت تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی۔ اقوامِ سابقہ کی سرگذشتیں، زندہ حقیقت بن کر سامنے آجائیں گی۔

۵ اور یہ سب کچھ خدا کے قانون کے عین مطابق ہوگا۔

۶ اس وقت ایک نئے نظامِ عدل کی بساط بچھے گی۔ مجرم اور شریف انسان الگ الگ ہو جائیں گے۔ (۳۶/۵۹)۔ اور ہر گروہ کے اعمال کے نتائج نمایاں طور پر سامنے آجائیں گے۔

۷ جو ذرّہ برابر بھی قانونِ خداوندی کا اتباع کرے گا، اس کے حسنِ عمل کا خوشگوار نتیجہ

(۱) ع (۸) ۲۴

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

اس کے سامنے آجائے گا۔

۸ اور جو ذرہ برابر قانون کی خلاف ورزی کرے گا، اس کی سزا پائے گا۔

یہ سب کچھ اس دنیا میں بھی ہوگا جب قرآنی نظام قائم ہوگا (جیسا کہ نبی اکرمؐ کے زمانہ میں ہوا تھا۔ اور اس کے بعد پھر ویسا ہی ہوگا)۔ اور آخرت میں بھی، جب انسان کا ہر عمل نتیجہ بن کر سامنے آجائے گا۔

# سورۃ العٰدیٰت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴

۱ ذرا اِن لوٹ مار کرنے والے ڈاکوؤں اور قزاقوں کو دیکھو- لوگ اطمینان سے گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں کہ یہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ان پر حملہ آور ہو جاتے ہیں-

۲ گھوڑوں کو اس تیزی سے دوڑاتے ہیں کہ ان کے سموں سے آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں-

۳ معلوم نہیں یہ کتنی دُور سے آتے ہیں لیکن عین صبح کے وقت جب سونے والوں پر نیند کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے یہ لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے لئے آ پہنچتے ہیں-

۴ اور ایسا گرد و غبار اڑاتے ہیں کہ اس سے وحشت طاری ہو جائے اور کوئی چیز صاف دکھائی نہ دے-

---

(نوٹ) اس سورۃ کی پہلی پانچ آیات میں قرآن کریم نے اس کی تصریح نہیں کی کہ ان میں کن جماعتوں کا ذکر ہے- ہم نے آیت ۶ اور اس کے بعد کی آیات کے مضمون کی نسبت سے ان سے مراد وہ جماعتیں لی ہیں جو لوٹ مار کرنے کے لئے یورش کیا کرتی تھیں ـــــ اور یہ جاہلیت عرب کے معاشرہ کا عام معمول تھا- لیکن اگر ان سے مراد مجاہدین کی جماعتیں ہوں جو مفسدین کی سرکوبی کے لئے یورشیں کرتی تھیں تو یہ آیات ان کی تگ و تاز کی تحسین کے لئے ہوں گی- اور آیاتِ مابعد سے ان کا ربط یوں ہوگا کہ انہیں یہ کچھ اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ انسان کو اگر علیٰ حالہٖ بے باک چھوڑ دیا جائے تو وہ سب کچھ اپنے لئے سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے جس سے کمزور لوگ نانِ شبینہ تک کے محتاج ہو جاتے ہیں- انہیں اس غلط روش سے روکنے کے لئے آخری

(بقیہ نوٹ اگلے صفحے پر دیکھئے)

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿۶﴾ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ
لَشَهِيْدٌ ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ﴿۹﴾
وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

۱ ع ۱۱ ۲۵

---

۵ اور اس طرح ان سونے والوں کی جمعیت کے اندر گھس کر طوفان برپا کر دیتے ہیں۔

۶-۸ انسانوں کی لوٹ مار کی یہ عادت کس بات کی شہادت دیتی ہے؟ اس بات کی کہ یہ مال و دولت کی ہوس میں دیوانہ ہو کر انسانیت کے تمام آئین و ضوابط کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ یہ بجائے اس کے کہ اپنی قوتِ تخلیق سے سامانِ رزق میں اضافہ کرے، دوسروں کی محنت کی کمائی لوٹ کر سب کچھ اپنے لئے سمیٹ لینا چاہتا ہے اور اس طرح خدا کے نظامِ ربوبیت کی ناقدر شناسی کرتا ہے —— پھر تماشہ یہ کہ یہ اپنی اس ذہنیت کا کبھی اعتراف نہیں کرتا بلکہ اس لوٹ مار اور سلب و نہب کو اس رنگ میں پیش کرتا ہے گویا یہ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے رہا ہے۔ حالانکہ اس کی زندگی خود اس کی شہادت دیتی ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ وہ ہوسِ زر کے لئے ایسا کرتا ہے —— وہ ہوس جس کی کوئی حد اور کنارہ ہی نہیں۔ (۱۰۲/۱)۔

۹-۱۰ کیا اُسے اس کا علم نہیں کہ ہمارا قانونِ مکافات ہر چھپی ہوئی بات کو کرید کر نکال لیتا ہے۔ وہ انسان کے دل میں گزرنے والے خیالات تک کو پوست کندہ شکل میں سامنے لے آتا ہے۔ انسان لاکھ کہے کہ وہ 'یہ کچھ' مال کی محبت کی وجہ سے نہیں کرتا تھا' بلکہ اس کا مقصد کچھ اور تھا' لیکن ہمارا قانونِ مکافات اس کے ہر مخفی ارادے کو بے نقاب کر دے گا۔

۱۱ یہ مخفی ارادے' بے نقاب تو ہوں گے نتائجِ اعمال کے ظہور کے وقت' لیکن خدا کو ان کا آج بھی علم ہے۔ وہ اس وقت بھی جانتا ہے کہ انسان کے دل میں کیا ہوتا ہے اور وہ ظاہر کیا کرتا ہے —— (کوئی زرپرست اس کا اعتراف نہیں کرے گا کہ وہ ہوس و حرص کی وجہ سے دولت اکٹھی کرتا ہے۔ وہ اس کے لئے ہزار خوش آیند وجوہِ جواز پیش کرے گا۔ لیکن یہ سب فریبِ نفس ہے۔ وہ وقت آئے گا جب یہ لوگ اپنے عزائم کو چھپا نہیں سکیں گے۔ دنیا ان سے اچھی طرح واقف ہو جائے گی)۔

---

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ نوٹ ۲) صورت یہی ہے کہ جہاد (قتال) کے ذریعے ان کی قوت کو توڑا جائے۔ مجاہدین کی جماعتیں' اور ان کے وفاکیش گھوڑے اسی مقصد کے لئے یورشیں کرتے اور اپنی جان تک لڑا دیتے ہیں —— "گھوڑے" اپنے رزق دینے والے آقا" کے اس قدر وفا شعار' اور انسان اس قدر ناشکر گذار! یا للعجب۔

# سورة القارعة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ
الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ

---

**۱** ہاں! وہ کھڑکھڑا دینے والا انقلاب، وہ ہنگامہ خیز تصادم (جو عنقریب رونما ہونے والا ہے)۔

**۲** کس قسم کا لرزہ انگیز ہوگا وہ انقلاب؟ (۶۹/۳)

**۳** اس کے متعلق تمہیں خدا سے بہتر اور کون بتا سکے گا کہ اس انقلاب میں کیا ہوگا۔

**۴** اُس وقت عوام کی تو یہ حالت ہوگی جیسے منتشر پروانے۔

**۵** اور اُن کے بڑے بڑے لیڈروں کا یہ عالم گویا وہ دُھنی ہوئی اُون یا روئی کے گالے ہیں جو فضا میں اُڑ رہے ہیں۔

**۶-۷** لیکن یہ انقلاب محض ایک ہنگامہ یا فساد نہیں ہوگا۔ یہ، موجودہ باطل کے نظام کی جگہ، عدل و انصاف کا نظام قائم کرے گا جس میں ہر شخص کا مقام اس کے اعمال کے مطابق متعین ہوگا۔ جس شخص کے اچھے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا، اس کی زندگی اس کی حسین آرزوؤں کے مطابق خوش آئند ہوگی۔

**۸-۹** لیکن جس کا وہ پلڑا ہلکا ہوگا، وہ ذلت کی پستیوں میں گر جائے گا، جہاں اسکی

خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

یہ حالت ہوگی کہ اس کا دل و دماغ کچھ کام نہیں دے گا اور وہ پریشاں حال مارا مارا پھرے گا۔
۱۰ یہ ذلت کی پستیاں کیا ہوں گی؟
۱۱ بس یوں سمجھو کہ شعلہ خیز آگ جو متاعِ انسانیت کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دے۔ انسان کے سرکش اور بیباک جذبات، جو وحی کے تابع نہ رہیں، ایسا ہی نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔

# سورۃ التکاثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ
تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶

---

**۱** تمہیں معلوم ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جو تمہیں انسانیت کی صحیح منزلِ مقصود کی طرف سے یکسر غافل کر دیتی ہے؟ وہ چیز ہے مال و دولت اور جاہ و منصب میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی ہوس۔ (۵۷/۲۰ ؛ ۲۳/۲۴)۔

**۲** اگر تم اپنی طلب کو، اپنی ضروریات پورا کرنے تک محدود رکھو تو اس کی ایک حد ہوگی۔ لیکن جب جذبۂ محرکہ ایک دوسرے سے آگے نکل جانا ہو، تو اس کی کوئی حد ہی نہیں ہو سکتی۔ اس جذبہ کے ماتحت کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ جتنا حاصل کرتے جاؤ اتنی ہی ہوس بڑھتی جاتی ہے۔ حتّٰی کہ انسان قبر کے گڑھے تک جا پہنچتا ہے۔

**۳** یہ بات ایسی نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔ اگر جذبات سے ہٹ کر ذرا عقل و فہم سے کام لو، تو تم بہت جلد جان لو کہ یہ روش کس قدر تباہ کن ہے۔

**۴** ہاں! تم اس طرح بہت جلد جان سکتے ہو کہ اس روش کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

**۵-۶** اور اگر تم ذرا اور گہرائی میں اتر کر غور کرو تو تم، اُس جہنم کو جس کی طرف انسان کی یہ روش لے جاتی ہے، اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ سکتے ہو۔ (۲۹/۵۴ ؛ ۶۹/۳۶ ؛ ۹۲/۱۶)۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝٧ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝٨

۷ لیکن تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم غور و فکر سے کام نہیں لو گے بلکہ اندھا دھند اپنی موجودہ روش پر چلتے جاؤ گے تاآنکہ تم اس جہنم کے اندر جا گرو اور اس طرح اُسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو۔

۸ اُس وقت تم سے پوچھا جائے گا کہ خدا کی ان نعمتوں کو جنہیں اس نے تمام نوعِ انسان کی پرورش کے لئے عطا کیا تھا، تم محض اپنی ہوس کی تسکین کی خاطر سمیٹتے کیوں چلے جاتے تھے! تم سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے قصرِ تعیش کی رنگینیوں میں کس کس کے خون کی سُرخی شامل تھی۔ جو کچھ تم نے سمیٹا تھا، وہ کس کی محنت کا ماحصل تھا اور تمہیں اسے غصب کر لینے کا کیا حق حاصل تھا۔ (۲/۱۴)۔

# سورۃ العصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا

۱ زمانہ —— یعنی انسانیت کی تاریخ —— اس حقیقت پر شاہد ہے کہ
۲ انسان کی کوششیں ہمیشہ ناکام رہی ہیں۔ اس کی محنت اکارت گئی ہے۔ وہ ہر مقام
پر خاسر و نامراد رہا ہے۔ وہ اپنے مقصد کو کبھی نہیں پا سکا۔
۳ لیکن اس میں ایک استثناء ہے' یعنی ایسے لوگ بھی ہیں جو کامیاب و کامران رہے
ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں؟

وہ لوگ جو خدا کی طرف سے عطا کردہ مستقل اقدار اور غیر متبدل اصولِ حیات کی محکمیت پر یقین رکھتے ہیں۔

لیکن صرف یقین ہی نہیں رکھتے —— محض یقین رکھنا تو کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا —— ان پر یقین رکھتے ہیں اور پھر ان کے مطابق ایسے کام کرتے ہیں جو انسانوں کے الجھے ہوئے معاملات کو سنوار دیں' اور معاشرہ میں ہمواریاں پیدا کر دیں۔ جس سے تمام افراد کی مضمر صلاحیتوں کی نشوونما ہو جائے۔

لیکن یہ کام انفرادی طور پر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اجتماعی طور پر ہی سرانجام پا سکتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ جماعتی زندگی بسر کرتے ہیں جس میں ہر فرد اپنا فریضہ اتنا ہی نہیں سمجھتا کہ جو کام اس کے ذمے لگا دیا گیا تھا' اس نے اسے پورا کر دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے بھی کہتا

بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

ہے کہ وہ بھی اپنا حق ادا کریں اور جس قدر مشکلات ان کے راستے میں آئیں' ان کا مقابلہ ثبات اور استقامت کے ساتھ کریں۔ ان کی ایک دوسرے کو حق اور استقامت کی تلقین' خود ان میں باہمی ربط و ضبط کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ وہ مسلسل و متواتر اس روش پر گامزن رہتے ہیں' اور اس طرح' آنے والی نسلوں کے لئے' زمانہ کی ریگِ رواں پر اپنے نقوشِ قدم ثبت کرتے چلے جاتے ہیں۔

یہی وہ جماعت ہے جو کامیاب و کامران زندگی بسر کرتی ہے۔ دوسرے انسانوں کی زندگی ناکامیوں اور نامرادیوں کی حسرت انگیز داستانوں کے سوا کچھ نہیں۔ تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ہیں۔

# سورۃ الھمزۃ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ (۱) الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ (۲) يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ (۳) كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ
فِى الۡحُطَمَةِ ۖ (۴) وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ (۵) نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ (۶) الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ (۷)

---

۱-۲ (اے رسولؐ! تم ان لوگوں سے برملا کہہ دو کہ) وہ شخص تباہ و برباد ہو کر رہے گا جس کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہو کہ دولت اکٹھی کرتا رہے اور پھر گنتا رہے کہ اب کتنا روپیہ جمع ہو گیا' اور اب کتنا — یعنی وہ ننانوے کے پھیر میں پڑ جائے (۱۸/۴۰)۔ ایسے شخص کی ذہنیت یہ ہو جاتی ہے کہ اگر قوم میں کوئی مصلح پیدا ہو جو سرمایہ داری کے نظام کے خلاف کچھ کہے تو یہ اس میں ہزار عیب نکالے گا' نکتہ چینی کرے گا' طعن و تشنیع تک اتر آئے گا' کوشش کرے گا کہ اس کے ساتھیوں میں پھوٹ پیدا کر دے۔

۳ اس سے پوچھو کہ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ مصیبتوں سے بچاتا رہیگا!

۴ اگر وہ ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کا زعم باطل ہے۔ اس کے اس مال کو' ناکارہ شے کی طرح' اس تباہی کے جہنم میں جھونک دیا جائے گا جو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی اور یوں وہ کسی کام کا نہیں رہے گا۔ (۲۵/۹)۔

۵ تجھے خدا سے بڑھ کر اور کون بتا سکتا ہے کہ یہ تباہی کا جہنم کیا ہے؟

۶-۷ یہ خدا کے قانونِ مکافات کی بھڑکائی ہوئی وہ آگ ہے جس کے شعلے دلوں کو

۱
ع
۹
۲۹

إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ﴿٨﴾ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾

اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

**۸-۹** یہ آگ ان بڑے بڑے ستونوں میں بند کر کے رکھی ہوئی ہے جنہیں یہ لوگ (اپنی غلط نگہی اور خود فریبی سے) زندگی کے سہارے اور حیاتِ جاوید کے آسرے سمجھے بیٹھے ہیں۔ (یعنی ان کا مال و دولت، جس پر انہیں اس قدر بھروسہ ہے، خود ہی وہ آگ ہے جو ان کی متاعِ حیات کو جلا کر راکھ بنا دے گی۔ آسمانی انقلاب میں سرمایہ داروں کی تباہی ان کے اپنے مال و دولت کی وجہ سے ہو جاتی ہے جسے وہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ وہ اپنی آگ میں آپ جل کر بھسم ہو جاتے ہیں)۔

# سورۃ الفیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ﴿١﴾ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿٢﴾ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا
(۱) ع (۵) (۳۰) أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿٥﴾

---

۱ (اگر یہ مخالفین اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ ان کی اتنی بڑی قوت کو کون شکست دے سکتا ہے تو ان سے کہو کہ) کیا تم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا کہ تمہارے نشوونما دینے والے نے اس لشکر کا کیا حشر کر دیا تھا جو تم پر ہاتھی لے کر حملہ آور ہوا تھا؟

۲ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا کہ خدا نے ان کی خفیہ تدبیر کو کس طرح ناکام بنا کر رکھ دیا تھا۔

۳ (انہوں نے پہاڑ کے دوسری طرف ایک غیر مانوس خفیہ راستہ اختیار کیا تھا تاکہ وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں۔ لیکن) چیلوں اور گدھوں کے جھنڈ (جو عام طور پر لشکر کے ساتھ ساتھ اڑتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں فطری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بہت سی لاشیں کھانے کو ملیں گی) ان کے سر پر منڈلاتے ہوئے آ گئے اور اس طرح تم نے دور سے بھانپ لیا کہ پہاڑ کے پیچھے کوئی لشکر آ رہا ہے (یوں ان کی خفیہ تدبیر طشت از بام ہو گئی)۔

۴-۵ چنانچہ تم نے پہاڑ پر چڑھ کر ان پر سخت پتھراؤ کیا اور اس طرح اس لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح کر دیا۔ (یعنی ان کا کچومر نکال دیا)۔

(یہ سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔ جب اتنے بڑے لشکر کو یوں شکست مل گئی تھی تو تم کس گنتی شمار میں ہو۔ تمہاری خفیہ تدابیر بھی ناکام رہ جائیں گی)۔

# سورۃ قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝۲ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ الَّذِيْٓ
اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۴

۱ ۴ ۳۱

**۱-۲** قریش کعبے کے متولی ہیں اس لئے لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی عزت و عظمت ہے۔ اسی عظمت و احترام کا نتیجہ ہے کہ ہمسایہ قبائل اور ممالک نے ان سے عہد و پیمان کر رکھے ہیں کہ ان کے قافلوں کو کوئی نہیں لوٹے گا۔ چنانچہ یہ سردی اور گرمی' سال بھر اپنے تجارتی قافلے مسلسل اِدھر اُدھر بھیجتے رہتے ہیں' اور وہ ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔

**۳-۴** کعبے کے متولی ہونے کی وجہ سے قریش کو اس قدر فوائد حاصل ہیں لیکن جس مقصد کے لئے انہیں اس کا متولی بنایا گیا تھا' انہوں نے اسے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ انہیں خدا نے بھوک اور خوف سے نجات دلائی تھی' تاکہ یہ اس طرح مامون اور مطمئن ہو کر کعبے کو نظامِ خداوندی کا مرکز بنائیں ——— (لیکن انہوں نے اسے یاترا کا تیرتھ بنا کر رکھ دیا اور خود اس کے مہنت بن گئے)۔

یہ غلط ہے۔ انہیں چاہیئے کہ یہ اُس گھر کے مالک (یعنی خدا) کے قوانین کی اطاعت کریں' جس گھر کے ساتھ نسبت نے انہیں یہ مقام عطا کر رکھا ہے۔ (یہ کام اب اُس جماعت کے ہاتھوں سرانجام پائے گا جو اس مقصد کے لئے متشکل کی جا رہی ہے)۔

# سورۃ الماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ
الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴

**۱** کیا تم نے اس شخص کی حالت پر بھی غور کیا جو زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتا ہے لیکن عملاً دین کی تکذیب کرتا ہے۔ یعنی اس کا طرزِ عمل اس امر کی دلیل ہے کہ اگر دین داری یہی ہے جس کا مظاہرہ اس کے اعمال سے ہوتا ہے، تو پھر دین کا ہر دعویٰ جھوٹا ہے۔ (۴۳/۳۴ ؛ ۹۵/۷ ؛ ۴۵/۳۲—۳۳)۔

**۲-۳** (دین کا مقصد یہ تھا کہ معاشرہ میں جو شخص بے یار و مددگار رہ جائے اسے محسوس تک نہ ہونے پائے کہ وہ تنہا اور بے کس ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے، کسی کی کوئی ضرورت رُک جائے تو اُسے فوراً پورا کر دیا جائے۔ لیکن) اس دیندار کی حالت یہ ہے کہ جو شخص بے یار و مددگار رہ جائے، یہ اُسے دھکے دیتا ہے، اور محتاجوں کی مدد نہ خود کرتا ہے، نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ (۸۹/۱۸ ؛ ۶۹/۳۴)۔

**۴** کام تو ایسے کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو "دیندار" ظاہر کرنے کے لئے نمازیں بہت پڑھتا ہے۔ اسی قسم کے نمازی ہیں جن کی نمازیں ان کی تباہی کا باعث بن جاتی ہیں، اس لئے کہ یہ نمازیں پڑھ کر اپنے آپ کو فریب دے لیتے ہیں (یا دوسروں کو فریب دیتے ہیں)

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝٥ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝٦ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝٧ (١ ع ٣٢)

کہ یہ بڑے متقی پرہیزگار ہیں۔

**۵-۶** انہیں اس کا پتہ ہی نہیں کہ صلوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد تھا ایک ایسے معاشرہ کا قیام جس میں تمام افراد، قوانین خداوندی کا اتباع کریں اور عالمگیر انسانیت کو سامانِ نشو و نما بہم پہنچیا رہے۔ یہ اس کی اس غرض و غایت سے تو غافل رہتے ہیں اور اسکے محسوس ارکان (رکوع، سجود وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد سمجھ لیتے ہیں کہ ہم فریضۂ خداوندی سے سبکدوش ہو گئے (۹/۴۴)۔

**۷** ان کی اس خود فریبی کا نتیجہ ہے کہ یہ ایک طرف نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور دوسری طرف رزق کے اُن سرچشموں پر، جنہیں بہتے پانی کی طرح ہر ایک کی ضروریات کے لئے کھلا رہنا چاہیئے، بند لگا کر ان پر اپنا قبضہ جما لیتے ہیں اور اس طرح ضرورتمندوں کو سامانِ زیست سے محروم کر دیتے ہیں۔ (یوں یہ تکذیب دین کرتے اور ننگ اسلام بنتے ہیں)۔

# سورۃ الکوثر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۞١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۞٢

۱ اے رسولؐ! ہم نے تجھے قرآن جیسی نعمت عطا کی ہے جو سرچشمہ ہے دنیا بھر کی بھلائیوں اور خوشگواریوں کا۔ اس میں حکمت اور بھلائی کی لامتناہی باتیں ہیں جو زمانے کے ساتھ ساتھ ابھرتی اور سامنے آتی چلی جائیں گی۔ اس خیر کثیر میں کبھی کمی واقع نہیں ہوگی۔ (۱۴/۲۴ — ۲۵)؛ (۱۳/۳۵)۔

۲ اب تیرے لئے ضروری ہے کہ تو اس کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے۔ اس کے لئے تو اپنے پروگرام کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف رہ۔ خدا کے نظامِ ربوبیت کے قیام کے لئے اپنے فرائض منصبی کو پوری طرح ادا کر۔ ان پر علم و عقل، اور تجربہ اور مشاہدہ سے پوری طرح حاوی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی جماعت کے لوگوں کے کھانے پینے کا بھی انتظام کر[1]۔

---

[1] نحر اونٹ ذبح کرنے کو کہتے ہیں۔ عربوں کے ہاں کھانے پینے کا بہترین سامان یہی تھا۔ اس میں ایک اور نکتہ بھی پوشیدہ ہے۔ یہودیوں کے ہاں اونٹ حرام تھا۔ (جس طرح ہندوؤں کے ہاں گائے حرام ہے)۔ مدینہ میں یہودیوں کا بڑا زور تھا اور انہیں خیال تھا کہ مسلمان جو کہ اس طرح کمزور حالت میں نکل کر آرہے ہیں ان کے دبیل بن کر رہیں گے۔ مسلمانوں کو شروع ہی میں کہہ دیا گیا کہ تمہیں یہودیوں سے دبنے کی ضرورت نہیں۔ "اونٹ ذبح کرنا" اس کی علامت ہوگی کہ تمہاری روش زندگی یہودیوں سے الگ بلکہ ان کے علی الرغم ہے۔ اور تم ان کی خاطر اپنی روش میں تبدیلی نہیں کر سکتے۔ حق باطل سے مفاہمت کر ہی نہیں سکتا۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝۳

۱ ع ۳ ۳۳

۳ اِس وقت تو حالت یہ ہے کہ تیری جماعت کمزور سی ہے؛ اور مخالفین بڑی قوت اور کثرت کے مالک۔ لیکن اٰخرالامر تو دیکھے گا کہ جو لوگ تیرے نظام کی مخالفت کر رہے ہیں' ان کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ اور یہی نظام' جو خیر کثیر کا سرچشمہ ہے' آگے چلے گا۔

# سورۃ الکفرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ
مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵

**۱** (اے رسولؐ! تم نے ان لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے کافی وقت صرف کر دیا۔ تم نے ہر ممکن کوشش کر دیکھی کہ یہ تباہی سے بچ جائیں۔ لیکن اب کوئی امید باقی نہیں کہ یہ اس طرح صحیح راستہ اختیار کر لیں گے۔ یہ ابھی تک اپنے دل میں یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ یا تو تم ہار تھک کر اپنی دعوت کو ختم کر دو گے' یا اُن سے مفاہمت کر لو گے۔ اس لئے یہ اس دعوت کو قبول نہیں کرتے۔ لہٰذا' اب وقت آگیا ہے کہ ان سے دوٹوک بات کر لی جائے) تو ان لوگوں سے' جو تمہاری دعوت کی اس طرح مخالفت کر رہے ہیں' برملا کہہ دے کہ:

**۲-۳** تمہاری اور میری منزل بھی الگ الگ ہے اور راستے بھی جدا جدا۔ مقصود بھی الگ ہے، اور اسے حاصل کرنے کے ذرائع بھی الگ۔ تمہارے معبود الگ ہیں' میرا معبود الگ۔ تم "عبادت" سے کچھ اور مفہوم لیتے ہو' میں کچھ اور۔ تمہارے معبود' تمہارے ذہن کے تراشیدہ ہیں' میرا معبود خالقِ کائنات ہے۔ تم اپنے معبودوں کی پرستش کرتے ہو' میں اپنے معبود کے احکام و قوانین کی اطاعت کو اس کی عبادت سمجھتا ہوں۔ لہٰذا' ہم دونوں ایک نقطہ پر جمع ہو ہی نہیں سکتے۔ اس میں مفاہمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

**۴-۵** یہ بھی مت خیال کرو کہ ہمارا اور تمہارا اختلاف کوئی ہنگامی اور وقتی اختلاف ہے۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

کچھ عرصہ کے بعد یہ خودبخود مٹ جائے گا۔ قطعاً نہیں۔ یہ اختلاف بنیادی اور اصولی ہے۔ یہ نہ اس وقت مٹ سکتا ہے' نہ اس کے بعد کبھی مٹے گا۔ تمہارے معبود الگ رہیں گے' میرا معبود الگ۔ تمہاری عبادت' ان معبودوں کی پرستش ہوگی' میری عبادت خدا کے قوانین کی اطاعت اور محکومیت ——— لہٰذا' یہ اختلاف اٹل ہے۔

۶ اس لئے تمہارا پروگرام الگ ہے' میرا پروگرام الگ۔ تم اپنے پروگرام پر عمل پیرا رہو' مجھے اپنے پروگرام پر چلنے دو۔ نتائج خودبخود بتا دیں گے کہ آخرالامر کامیابی کس کے حصے میں آتی ہے۔ (۶/۱۳۶ ; ۱۰/۱۴ ; ۴۲/۱۵ ; ۶۰/۴ ; ۱۵/۸۵ ; ۶۳/۱۰)۔

# سورۃ النصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ

---

۱ (اس اعلان کے بعد جس کا ذکر سابقہ سورۃ میں کیا گیا ہے' تم ان سے الگ ہو جاؤ اور اپنے پروگرام کے اگلے حصے پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ اس کے بعد تم دیکھو گے کہ اس کے نتائج کتنی جلدی سامنے آجاتے ہیں۔ لیکن اس باب میں ایک بنیادی نقطہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ اور وہ یہ کہ) جب' قانونِ خداوندی کے مطابق' تجھے غلبہ و نصرت حاصل ہو جائے' اور ان لوگوں کی مخالفت ختم ہو کر' دین کے دروازے ہر طرف سے کھل جائیں۔

۲ اور تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ لوگ کس طرح جوق در جوق' اس نظام میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ (۱۹/۹۶)۔

۳ (تو اس وقت یہ نہ سمجھ لینا کہ بس اب کام ختم ہو گیا۔ مقصد حاصل ہو گیا بالکل نہیں۔ اس سے تمہاری ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جائیں گی۔ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہو گا کہ تم) اپنے نشوونما دینے والے کے نظامِ ربوبیت کو وجہ حمد و ستائش بنانے کے لئے اور بھی شدت سے سرگرمِ عمل رہو۔ (۹۴/ع)۔ اُس وقت تخریبی قوتیں اس نظام میں خرابیاں پیدا کرنے کے لئے' بڑی بڑی سازشیں کریں گی۔ تمہیں' ان کی مدافعت کے لئے خدا سے

(۱ ع ۳ ۲۵) اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

سامانِ حفاظت طلب کرنا ہوگا۔ تم یہ کرو گے تو خدا کی تائید و نصرت' اور تیزی سے آگے بڑھ کر تمہاری طرف آئے گی۔

(یہ پیغام' تمہاری وساطت سے' تمہاری ساری امت کے لئے ہے ـــــ موجودہ کے لئے بھی اور بعد میں آنے والی کے لئے بھی ـــــ ان سے کہہ دو کہ انہیں اس پروگرام پر التزاماً کاربند رہنا پڑے گا۔ اگر اسے چھوڑ دیا' یا اس میں تساہل برتا' تو ان کی جگہ کوئی اور قوم لے لیگی جو ان جیسی نہیں ہوگی۔ ان سے بہتر ہوگی۔ جبھی تو وہ ان کی جگہ لے گی۔ ۴۷/۳۸)

# سُورَةُ اللَّهَب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿۱﴾ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿۳﴾
وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿۴﴾

---

۱ وہ دیکھو! جماعتِ مخالفین کا سب سے بڑا نمایندہ- قریش کی معاشرتی اور اقتصادی خرابیوں کا سب سے بڑا ذمہ دار- کعبہ کا متولی ـــ ان کے غلط نظام کا سب سے بڑا حامی ـــ ابولہب ـــ اِس نظامِ خداوندی کے مقابلہ سے عاجز آگیا اور بُری طرح تباہ ہوگیا- (یہ تباہی کسی فرد کی تباہی نہیں- یہ درحقیقت اس نظامِ معاشرت و تمدن کی شکست ہے جس کا یہ نمایندہ ہے)-

۲ اور اس کا وہ مال و دولت' اور ساز و یراق' جس کے بل بوتے پر وہ آپ کی سخت مخالفت کرتا تھا' اس کے کسی کام نہ آیا- (وہ اُسے اِس تباہی سے نہ بچا سکا- غلط نظام' دولت کے سہارے کبھی قائم نہیں رہ سکتا- اس کی بنیاد میں خرابی کی صورت مضمر ہوتی ہے- (۶۹/۲۶-۲۸ ; ۹۲/۱۱ ; ۹۶/۶)-

۳ تم دیکھو گے کہ وہ کس طرح جہنم کی اُس آگ میں جا گرتا ہے جس کے شعلے بڑے تباہ کُن ہیں-

۴ اور اس کے ساتھ ہی اس کی بیوی بھی (جو اس کی سازشوں میں اس کی برابر کی شریک

۱ ع۵ ۳۶

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

بھی) اور جگہ جگہ، لگائی بجھائی کر کے، اس جہنم کے ایندھن کو اپنی پشت پر لادے لادے پھرتی تھی۔

۵ تم دیکھو گے کہ اس کی وہ سرکش گردن، جو کسی کے سامنے نہیں جھکتی تھی، کس طرح ذلت و رسوائیوں کی رسیوں میں جکڑی جاتی ہے۔

(یوں باطل کے اس نظام کو شکست ہو گی اور تمہارا نظام غالب آجائے گا)۔

# سورة الاخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾

۱ (اس سلسلہ میں خود اپنے لوگوں پر بھی اس بنیادی حقیقت کو واضح کر دینا چاہیئے کہ تمہاری یہ فتح اور کامرانی، محض فوجی طاقت کے بل بوتے پر نہیں۔ یہ کامیابی درحقیقت اس تعلیم کا نتیجہ ہے جسے تم علم و بصیرت کی روشنی میں پیش کرتے اور دلائل و براہین کی رو سے منواتے ہو۔ اس تعلیم میں بنیادی نکتہ خدا کے تصوّر کا ہے۔ خدا کے جس تصور کو تم پیش کرتے ہو، ہو نہیں سکتا کہ انسان اس پر عقل و فکر سے غور کرے، اور اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ وہ تصور یہ ہے کہ)

(i) خدائے واحد، اپنی ذات اور صفات میں یگانہ[1] ہے۔ ان میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ ساری کائنات میں اُسی ایک کا قانون کارفرما ہے، اور اُسی ایک کے قانون کے تابع تمام انسانوں کو بھی رہنا چاہیئے۔ اس طرح ان میں بھی وحدت پیدا ہو جائے گی۔ (وحدتِ خالق کے تصوّر کا لازمی نتیجہ وحدتِ قانون اور وحدتِ انسانیت ہے)۔

۲ (ii) وہ (خدا) خود مکتفی ہے اور باقی سب، اپنی زندگی، بقا، نشو و نما اور تکمیل کے لئے اس کے محتاج ہیں۔ وہ ایک بلند و بالا مستحکم چٹان کی طرح ہے جو خود ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہوتی ہے، اور سیلاب سے بچنے کے لئے ہر ایک اسی کی طرف پناہ کے لئے جاتا ہے۔

۳ اس نے تمام ذی حیات کو عملِ تخلیق[2] سے پیدا کیا ہے نہ کہ تولید کے ذریعے[3] (عملِ تولید

[1] UNIQUE. [2] CREATION. [3] PROCREATION.

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④

میں پیدا کرنے والے کا ایک حصہ مولود میں آجاتا ہے' اور اس طرح والد — پیدا کرنے والا — خود ناقص رہ جاتا ہے۔ تخلیق میں ایسا نہیں ہوتا)۔ نہ اس نے اس طرح کسی کو پیدا کیا ہے' نہ وہ خود کسی کے عمل تولید کا نتیجہ ہے۔ اور

(iii) اُس کا ہمسر' مثیل اور نظیر کوئی نہیں۔ اس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ ۴

(دنیا میں چند دہریوں کو چھوڑ کر' باقی سب خدا کو ماننے کے مدعی ہیں۔ لیکن خدا کوئی محسوس شے نہیں کہ اسے دیکھ کر ہر ایک' ایک جیسا مانے۔ وہ غیر مرئی' غیر محسوس' ادراک و شعور سے بلند ذات ہے۔ اس لئے خدا کو ماننے سے مطلب یہ ہوگا کہ تم اس کے متعلق تصوّر کیا رکھتے ہو۔ ایک تصوّر کے مطابق اسے مانو' تو وہ خدا پر ایمان کہلائے گا۔ دوسرے تصوّر کے مطابق مانو تو وہ خدا پر ایمان کے دعوے کے باوجود' اس سے انکار ہوگا۔ خدا کا تصوّر وہی صحیح ہو سکتا ہے جسے خود خدا نے اپنے متعلق دیا ہو۔ اور یہ تصوّر قرآن کے علاوہ اور کہیں سے نہیں مل سکتا۔ لہٰذا' خدا کو اس تصوّر کے مطابق ماننا جو قرآن پیش کرتا ہے' خدا پر ایمان کہلائے گا۔ خدا کا یہی تصوّر ہے جو نہایت مختصر لیکن کمال جامع شکل میں یہاں پیش کیا گیا ہے۔ تم علم کی بارگاہ سے پوچھو کہ خدا کا اس قسم کا منزّہ اور بلند تصوّر کہیں اور سے بھی مل سکتا ہے؟ اس خدا پر ایمان تمہاری کامیابی کا راز ہے۔ اسلئے کہ اس پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے اندر (علیٰ حدِ بشریت) اس جیسی صفات پیدا کرو۔ جو قوم اس قسم کی صفاتِ عالیہ کی حامل ہوگی' دنیا کی کونسی قوم اس کا مقابلہ کر سکے گی؟)

# سورۃ الفلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴

---

۱ (یہ انقلاب جس نئے مرحلہ میں داخل ہو رہا ہے ـــــ یعنی جس مرحلہ میں اب مخالف قوتوں سے تصادم ہوگا ـــــ اس میں تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح محتاط رہنے کی جس طرح ایک نوزائیدہ بچے کو ہر وقت اپنی ماں کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اپنی جماعت سے کہہ دو کہ) میں اپنے نشوونما دینے والے کے اُس نظامِ ربوبیت کے آغوشِ حفاظت میں پناہ لیتا ہوں جس کا قانونِ تخلیق و ارتقاء یہ ہے کہ تخریبی اور تعمیری قوتوں کے تصادم سے ایک نئی چیز کی نمود ہوتی ہے۔ دانہ پھٹتا ہے تو اس میں سے کونپل نکلتی ہے۔ (۶/۹۶)

۲ اُس نے کائنات میں جو کچھ پیدا کیا ہے اُسے اس کی متعین کردہ مستقل اقدار کے مطابق صَرف میں لایا جائے تو وہ خیر ہی خیر ہے۔ لیکن اگر اس کا استعمال غلط طریق سے کیا جائے تو اس سے شر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس طرح کے شر سے محتاط رہنے کی بڑی ضرورت ہے۔ یعنی اس احتیاط کی سخت ضرورت ہے کہ کائناتی قوتوں کا استعمال غلط (وحی کے خلاف) طریق سے نہ ہونے پائے۔

۳ نیز ہمیں ان چیزوں کے متعلق بھی خاص احتیاط برتنے کی ضرورت ہے جن کے نہ ہونے سے نشوونما رک جاتی ہے۔ (جیسے پانی کے معدوم ہو جانے سے پودے کی نشوونما رک جاتی ہے)۔

۴ اس نظام کی مخالف جماعتیں یہ بھی کریں گی کہ پروپیگنڈہ کی مہم شروع کر دیں تاکہ ا

۱ ع ۵ ۳۸

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

نفسیاتی اثرات سے ہمارے پختہ ارادوں میں کمزوری پیدا ہو جائے، ہماری ہمتیں پست ہو جائیں، ہمارے دلوں میں ایسے شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں جن سے ہمارے یقینِ محکم میں تزلزل واقع ہو جائے۔ ہمیں ایسی جماعتوں اور ان کی اس قسم کی حرکات سے بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی۔

۵ پھر ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ہماری کامیابیوں سے جل بُھن جائیں اور ہم سے حسد کرنے لگیں۔ ہمیں ان حاسدوں سے بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

(یہ ہیں وہ تخریبی قوتیں جن سے ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی۔ اور اس کی شکل یہ ہوگی کہ ہم زیادہ سے زیادہ قوانینِ خداوندی کی اطاعت کریں، اور اس طرح اس کی حفاظت کے آغوش میں آجائیں)۔

# سورۃ الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١ مَلِكِ النَّاسِ ۝٢ اِلٰهِ النَّاسِ ۝٣ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝٤

الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝٥

**۱** (اس مقصد کے لئے جس کا ذکر سابقہ سورۃ میں کیا گیا ہے) ہمیں اس خدا کے قانون سے اور زیادہ قریب ہو جانا چاہیئے جس کے پیشِ نظر کسی خاص گروہ، قبیلہ، جماعت، یا قوم کی نہیں بلکہ پوری کی پوری انسانیت کی نشوونما ہے۔ وہ ربّ النّاس ہے۔ (۱)۔

**۲** یعنی اس خدا کے قانون سے قریب تر جس کے سوا کسی کو حق حاصل نہیں کہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرائے۔ ساری کائنات میں غلبہ و اقتدار اُسی کا ہے اور اُسی کے قوانین کی حکومت انسان کو اختیار کرنی چاہیئے۔ وہ ملک النّاس ہے۔

**۳** اور وہی ہے جس کا قانونِ حفاظت تمام نوعِ انسان کو پناہ دے سکتا ہے۔ اسی سے انسانیت تمام خطرات سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ وہ الٰہ النّاس ہے۔

**۴-۵** اس خدا کے قوانین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ متمسک رہ کر، ہمیں محتاط رہنا ہوگا ان لوگوں کی وسوسہ انگیزیوں سے جو دبے پاؤں آتے ہیں اور چپکے ہی چپکے کانوں میں کچھ پھونک کر پچھلے پاؤں لوٹ جاتے ہیں اور اس طرح لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا کر کے ان کے عزمِ راسخ کو کمزور کر دیتے ہیں۔

۱ ع ۳۱

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

۶ یہ کچھ جانے پہچانے لوگوں کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کی طرف سے بھی، جو اجنبی اور بیگانے ہوتے ہیں۔ نیز ایسی مخفی قوتوں (غیر محسوس پراپیگنڈے کے نفسیاتی اشارات) کے ذریعے بھی جو بظاہر نظر نہیں آتیں۔

(اس نئی منزل میں داخل ہوتے وقت ان تمام تخریبی قوتوں کی شرانگیزیوں سے محتاط رہنا ہوگا۔ یہ احتیاط اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ قوانینِ خداوندی کی اطاعت کرو)۔

# لِلّٰہِ الْحَمْدُ

کہ مفہوم القرآن کی طباعت واشاعت کا سلسلۂ دراز، بحسن وخوبی تکمیل تک پہنچ گیا۔ میں خدائے بزرگ وبرتر کے اس کرمِ بے پایاں پر اس کی بارگاہِ صمدیت میں جس قدر سجدہ ہائے نیاز بھی پیش کروں، کم ہیں۔ قرآنی فکر کی نشر واشاعت میری زندگی کا مشن ہے، اور اس پروگرام میں، مفہوم القرآن کی حیثیت کعبۂ مقصود کی سی ہے۔ میں نے گذشتہ چالیس سال سے قرآن کریم پر جس قدر غور وفکر کیا، اور اس ضمن میں جو کچھ سمجھا اور سمجھایا، مفہوم القرآن کو اس کا ماحصل سمجھنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں (اور جن حضرات نے اس کا مطالعہ کیا ہے، وہ اس کی تائید کرتے ہیں) کہ اگر لغات القرآن کو سامنے رکھ کر، مفہوم القرآن کا بغائر مطالعہ کیا جائے، تو قرآن کریم کے سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی۔ اگر میری اس عمر بھر کی محنت سے، کسی ایک صاحب نے قرآنی مطالب کو صحیح طور پر سمجھ لیا، تو مجھے میری کوہ کنی اور خارہ شگافی کا صلہ مل جائے گا۔ اور اگر (کبھی) ہماری قسمت نے یاوری کی، اور مفہوم القرآن، ہمارے کالجوں کی اعلیٰ کلاسوں میں بطور نصاب پڑھایا جانے لگا، تو ہمارے نوجوان طالب علموں کے قلب ودماغ میں ایسی تبدیلی پیدا ہو جائے گی جس سے وہ، حق اور باطل (کھرے اور کھوٹے) کے پہچاننے میں کوئی دِقت محسوس نہیں کریں گے، اور اس طرح وہ، نہ صرف کاروانِ انسانیت کے باشرف شرکا بن سکنے کے قابل ہو جائیں گے بلکہ ان میں، خود سالارِ کارواں بننے کی صلاحیت بھی پیدا ہو جائے گی —— خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

۲ —— آخر میں، میں اتنا گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ (میری دیگر تصانیف کی طرح،) مفہوم القرآن بھی قرآنی مطالب کے سمجھنے اور سمجھانے کی ایک انسانی کوشش ہے جس میں (ہر انسانی کوشش کی طرح) سہو وخطا کا امکان، اور اصلاح وتصحیح کی گنجائش ہے۔ اگر احباب مجھے، میری فروگزاشتوں سے مطلع فرمائیں گے تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

۳ —— اور آخری دُعا یہ ہے کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (۲/۱۲۷)

۲۵/بی۔ گلبرگ ۲۔ لاہور

اکتوبر ۱۹۶۱ء

(غلام احمد) پرویز

تحریرہ سید احمد خوشنویس